بسم اللہ الرحمن الرحیم

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ''فضائلِ اعمال'' پر
غیر مقلدین کے ایک سو تیس (130) اعتراضات کا علمی و تحقیقی جائزہ

المعروف

فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع

(جلد اول)

تالیفِ لطیف
وکیلِ احناف حضرت مولانا مفتی رب نواز مدظلہ
مدیرِ اعلیٰ: مجلہ الفتحیہ، احمد پور شرقیہ

نظرِ ثانی
خادمِ اہلِ سنت عبدالرحیم چار یاری غفرلہ

شائع کردہ
جامعہ حنفیہ، امداد ٹاؤن، شیخوپورہ روڈ فیصل آباد (پاکستان) 0321-7837313

نام کتاب.............فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع

تالیف.............مولانا مفتی رب نواز

نظر ثانی.............خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

صفحات.............پانچ سو بارہ (۵۱۲)

طبع اول.............محرم الحرام ۱۴۳۹ھ اکتوبر 2017ء

تعداد.............گیارہ سو (۱۱۰۰)

ناشر.............جامعہ حنفیہ امداد ٹاؤن شیخوپور روڈ فیصل آباد

ملنے کے پتے

مکتبہ اہلِ سنت، دوکان نمبر ۱۲/ رسول پلازہ، امین پور بازار فیصل آباد 041-2612313

دارالامین اچھرہ لاہور 0334-4612774 0307-5687800

مکتبہ صفدریہ، نزد مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی بہاول پور 0301-7790908

مکتبہ جمال قاسمی دوکان نمبر ۲ شانِ آکیڈ، سہراب گوٹھ کراچی 0301-2635842

دارالایمان کراچی 0334-2028787 مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور

مکتبہ تالیفاتِ ختمِ نبوت اردو بازار لاہور ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

مکتبہ الحسن اردو بازار لاہور مکتبہ الفرقان، اردو بازار گوجرانوالہ

مکتبہ سراجیہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور

دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ 0307-4034570

انتساب

مصنف ''فضائلِ اعمال'' کے نام

چھان ڈالی تم نے کتاب تمام
پیار کی بات انتساب میں تھی

بندہ نے حفظِ قرآن کے بعد جن کتابوں سے بھرپور استفادہ کیا وہ برکۃ العصر، عظیم محدث حضرت مولانا محمد زکریا سہارن پوری رحمہ اللہ کی تحریر کردہ فضائل کی کتابیں ہیں۔ان کتابوں کے مطالعہ سے نیکی کرنے کا جذبہ بیدار ہوا، یہاں تک کہ درس نظامی پڑھنے کا ارادہ کرلیا۔حالانکہ اس وقت ایک دنیاوی ہنر سیکھنے میں مشغول تھا مگر کتبِ فضائل کے مطالعہ نے بندہ کی زندگی کا رُخ موڑ کر علمِ دین کی تحصیل میں مشغول کردیا والحمدللہ علی ذلک۔

فضائل کی کتابوں میں سے سب سے زیادہ ''فضائلِ اعمال'' نے متاثر کیا ،اللہ کے فضل سے یہ کتاب بہت مؤثر اور مقبول ہے۔ماشاءاللہ اس کتاب نے لاکھوں لوگوں کی زندگیوں میں اسلامی انقلاب پیدا کردیا۔بندہ اپنی اس کتاب کا انتساب ''فضائلِ اعمال'' کے مصنف کی طرف کرتا ہے۔

رب نواز عفا اللہ عنہ

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

بابِ دوم 125

مولانا عبید الرحمن کے اعتراضات کا علمی جائزہ

باب چهارم 375

مولانا محمد قاسم کے اعتراضات کا علمی جائزہ

عرضِ ناشر

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زُمرۂ لایحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا ہوں
مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر

برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ علم وعمل کی جو جامعیت، شریعت وطریقت کا جو سنگم اور اکابر واسلاف کا بھرپور اعتماد اور اُن کی جو توجہات وعنایات اللہ پاک نے آپ کو نصیب فرمائیں، بہت کم ہی کسی کے حصہ میں آئی ہیں۔ خصوصاً بندہ کے دادا مرشد **شیخ العرب والعجم** حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سے جو تعلق اور محبت تھی محتاج بیان نہیں۔ حضرت رحمہ اللہ کی ''آپ بیتی'' کا ورق ورق اس کا گواہ ہے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت بہت ہی جامع شخصیت تھی۔ علم ایسا کہ حافظ ابن حجر اور علامہ عینی رحمہما اللہ کی جھلک نظر آئے......عمل ایسا کہ پہلے بزرگوں کی یاد تازہ ہوجائے......اتباع سنت کا اہتمام اتنا کہ سنت سے ہٹ کر کوئی عمل نہ ہونے پائے......مسلک اہل سنت میں تصلب وپختگی ایسی کہ کوئی شاگرد ومرید بھی فکر اسلاف سے سرموانحراف نہ کرنے پائے......فِرقِ باطلہ کا تعاقب ایسا کہ کوئی فتنہ باز وبدعقیدہ بچ کر نہ جانے پائے......رسوم وبدعات سے نفرت ایسی کہ کسی عمل میں بدعت کا شائبہ بھی نظر نہ آئے......سلوک واحسان کی اتنی فکر کہ ہر مدرسہ ومسجد خانقاہ نظر آئے......ذکر اللہ سے ایسا شغف کہ ہر مسلمان خدا تعالیٰ کا بے ریا ذکر کرتا چلا جائے......اور قبولیت ایسی کہ ''فضائل اعمال'' دنیا کے ہر کونے میں نظر آئے۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اور اُن کی کتاب ''فضائل اعمال'' کی بے پناہ مقبولیت مخالفین کے حسد کی وجہ ٹھہری۔ اور ظاہر بات ہے کہ جس اُمت کے نبی حاسدین کے حسد سے محفوظ نہیں، اُس امت کے اولیاء اور علماء حاسدین سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ فرق صرف اتنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وحسد کرنے والے مشرکین، کفار اور یہود ونصاریٰ تھے (بقرۃ:۱۰۹)۔ اور اِس امت کے فقہاء کرام اور مشائخِ عظام سے بغض وحسد کرنے والے یہود ونصارٰی کے علاوہ گورنمنٹ برٹش انگلشیہ ملکہ وکٹوریہ برطانیہ کے انتہائی مخلص اور وفادار ساتھی انگریز حکومت کے تعریفی خطاب ''شمس العلماء'' اور القاب یافتہ ہی نہیں بلکہ انعام یافتہ بابائے غیر مقلدیت اور ان کے شیخ الکل فی الکل جناب میاں نذیر حسین دہلوی (الحیات بعد الممات سوانح حیات میاں نذیر حسین دہلوی) کی روحانی ذریت کے کچھ ناعاقبت اندیش کرم فرما بھی ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ بھی اُن علماء ومشائخ میں سے ہیں جو اپنے علم میں رسوخ، عمل میں استقامت، افکار وعقائد میں تصلب، باطل فتنوں کی بے لحاظ سرکوبی اور دنیا بھر میں مقبولیت کی بناء پر مختلف قسم کے حاسدین کے بغض وحسد کا شکار رَہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ: اے علی! تیری وجہ سے دو قسم کے لوگ صراطِ مستقیم سے ہٹ کر گمراہ ہوں گے۔ ایک تیری فضیلت کا انکار (اور گستاخی) کر کے۔ اور دوسرے تیری شان میں غلو (اور بے جا مبالغہ) کر کے۔ چنانچہ سب جانتے ہیں کہ اس پیشین گوئی کا مصداق روافض وخوارج کے دو گروہ پیدا ہوئے۔ (مظاہرِ حق، مناقب علی)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں ہمارے ملک میں دو قسم کے گروہ پائے جاتے ہیں، ایک وہ جو گستاخی کی بنا پر حد اعتدال سے ہٹ گیا۔ اور حیات النبی، توسل اور استشفاع عند القبر کا انکار کر کے 'عصر حاضر کے معتزلہ (مماتی فرقہ)' کا لقب پایا۔ اور دوسرا وہ گروہ جو محبت وعقیدت کے نام پر شرک وبدعات کی تاریکیوں جیسی بھول بھلیوں میں گم ہو کر توحید وسنت کے نُور سے دُور ہوتا چلا گیا۔

اِسی طرح جامع الشریعت والطریقت، برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے بارے میں آج کل دو قسم کے لوگ سامنے آئے ہیں۔ ایک وہ جو حضرت رحمہ اللہ سے بغض وعناد کی

بنا پر اُن کی کتب خصوصاً ''فضائل اعمال'' پر اعتراضات کرکے اُس کو خلافِ شریعت، اور شرک و بدعات کا منبع قرار دیتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نام لیوا ہیں، اُن کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ لیکن عرس، میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصالِ ثواب اور مروجہ مجالسِ ذکر (تداعی کے ساتھ اجتماعی ذکر) کے بارے میں حضرت رحمہ اللہ کے نظریات سے بغاوت کرکے عملاً اہل بدعت کی تائید و تحسین کررہے ہیں۔ (یاد رہے کہ ہم اس گروہ کی رسومات سے براءت کا اعلان کرتے ہیں لہٰذا ان کا کوئی حوالہ اہل السنّت کے خلاف پیش نہیں کیا جاسکتا۔) اللہ رب العزت دونوں گروہوں کے شرور سے امت مسلمہ اور خصوصاً اہل سنت کے تمام طبقات کی کامل حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

اِس وقت جہاں اِس بات کی ضرورت ہے کہ عرس، میلاد، تعیین وقت کے ساتھ ایصال ثواب اور مروجہ مجالسِ ذکر کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا موقف واضح کرکے بدعات کی نسبت سے اُن کا دامن صاف کیا جائے، وہیں اِس بات کی بھی اَشد ضرورت ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کی کتب پر اعتراضات کرنے والوں کا علمی و تحقیقی تعاقب کرکے حضرت کی کتب و اَفکار کا ''عادلانہ دفاع'' کیا جائے۔

بحمد اللہ تعالیٰ و بفضلہٖ ہمیں یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ہم نے بریلوی مکتبِ فکر کے اعلیٰ حضرت جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی کے خلیفہ (مفتی ضیاء الدین قادری، مدینہ منورہ) کے خلیفۂ خاص ایک جدی پشتی بدعتی محمد بن علوی مالکی کے گمراہ کن عقائد و نظریات اور افکار کے رد میں:

''اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک و مشرب...... المعروف...... تحفظ عقائد اہل سنت''

نامی کتاب شائع کی ہے جس میں اکابر اہل سنت کی تحریرات جمع کرکے مذکورہ بالا بدعات کی نسبت سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا دامن صاف کردیا۔ **فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ**

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا کروڑہا شکر ہے کہ اَب دوسرے پہلو پر خدمت اور حضرت رحمہ اللہ کے افکار و کتب کے ''عادلانہ دفاع'' کو شائع کرنے کی سعادت بھی ہمیں نصیب ہورہی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

زیرِ نظر کتاب کا پس منظر:

کچھ عرصہ قبل (۲۰۱۶ء) بندہ کو اللہ جل شانہ نے عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ حرمین شریفین کے اِس مبارک سفر میں وہاں موجود متعدد علماء و مشائخ اہل سنت کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے دفاع میں مرتبہ ہماری کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' الحمد للہ وہاں بھی پہنچ چکی تھی۔ جسے احباب و مشائخ نے نہ صرف پسند فرمایا بلکہ بندہ سے یہ مطالبہ کیا کہ متعدد غیر مقلدین کی جانب سے ''فضائلِ اعمال'' پر کیے گئے اعتراضات کا جواب بھی آپ لکھیں۔ اِس وقت اِس کی بھی بڑی ضرورت ہے۔

یہاں پاکستان میں بھی بہت سے احباب کی طرف سے فرمائش سامنے آئی کہ ''فضائلِ اعمال'' کے دفاع میں کوئی کتاب منظرِ عام پہ آنی چاہیے۔ ہماری بھی شدید خواہش تھی کہ اِس عنوان پر سنجیدہ، تحقیقی اور مضبوط کام ہونا چاہیے۔ لیکن بوجوہ ایک عرصہ تک اس پر عمل نہ ہوسکا۔ البتہ عزم رہا کہ ان شاء اللہ اِس میدان میں بھی جو خدمت ہم سے ہوسکی، ضرور بجالائیں گے۔

اسی دوران معلوم ہوا کہ مجلّہ صفدر کے ذی وقار مضمون نگار حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ نے فضائل اعمال پر کیے گئے اعتراضات کے جواب میں ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' کے عنوان سے کافی کچھ لکھ رکھا ہے۔ اُن سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ جلد اول کے تین سو صفحات لکھے جا چکے ہیں اور باقی لکھنا باقی ہیں۔ جتنی کتاب لکھی ہوئی تھی بندہ نے وہ منگوا کر دیکھی تو بہت خوشی ہوئی، جُوں جُوں پڑھتا گیا میری خوشی بڑھتی گئی۔ اِس سے پہلے بھی اگرچہ اِس موضوع پر بعض کتب و رسائل شائع ہوئے، مگر ماشاء اللہ!! یہ کتاب انتہائی جامع و مفصل ہے اور مخالف پر گرفت بہت مضبوط ہے۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ تحقیقی جواب کے ساتھ مخالفین کی کتابوں کے حوالہ جات بہت سے جمع کردیئے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سنجیدگی کا دامن کہیں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا۔ **مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ آمِين**

مجلّہ صفدر میں مفتی صاحب کے مضامین خصوصاً سلسلہ وار مضمون ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' بندہ پڑھتا رہتا ہے۔ اُن کے وسعت مطالعہ، رسوخ فی العلم اور اندازِ تحریر کی متانت سے بخوبی واقف ہے۔ اس لیے بندہ کو یقین تھا کہ انہوں نے جو کچھ لکھا، اپنے اکابر کے مسلک کے عین مطابق اور موضوع کے

لحاظ سے عمدہ اور کافی ہوگا۔ لیکن وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ کے طور پر کتاب کا مطالعہ کیا تو اطمینانِ قلب حاصل ہوا۔ کتاب کے مطالعہ کے بعد از خود جواب لکھنے کا ارادہ بھی ترک کر دیا اور کسی دوسرے سے لکھوانے کی ضرورت بھی باقی نہ سمجھی۔

بندہ نے مفتی صاحب سے کہا آپ جلد اول کو مکمل کریں تاکہ جلد از جلد اِسے شائع کیا جاسکے۔ اُنہوں نے بندہ کی عرض کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے جلد ہی پہلی جلد کی تکمیل کر کے میرے حوالہ کر دی۔ جب پوری کتاب سامنے آئی تو مزید اطمینانِ قلب نصیب ہوا۔ بندہ نے تقریباً ساری کتاب کا مطالعہ کیا، جہاں کہیں کوئی بات قابلِ مشورہ معلوم ہوئی مفتی صاحب کے گوش گزار کر دی۔ اور اُنہوں نے بھی ماشاء اللہ فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بندہ کی تجاویز کو قبول فرمایا اور کتاب کی ترتیب بھی میرے مشورہ کے مطابق قائم کر دی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں میری اور تمام اہل سنت کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری اِس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین

صاحبِ کتاب کا مختصر تعارف:

آخر میں صاحبِ کتاب کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔...... حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ العالی ماشاء اللہ نوجوان ہونے کے باوجود جید، قابل اور باعمل عالم دین ہیں۔ کہنہ مشق مدرس اور زُود نویس لکھاری ہیں۔ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور سے تعلق ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کی معروف دینی درسگاہ **دار العلوم فتحیہ** احمد پور شرقیہ میں حاصل کی۔ درجہ خامسہ تک حصول تعلیم کے بعد کراچی کا رخ کیا۔ اور ۲۰۰۴ء میں جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی سے دورہ حدیث کیا۔ تب سے اَب تک اپنے مادرِ علمی **دار العلوم فتحیہ** میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

درس و تدریس، امامت و خطابت کے میدان میں دینی و علمی خدمات کے ساتھ ساتھ فرق باطلہ کے تعاقب سے بھی غافل نہیں ہیں۔ چنانچہ رد غیر مقلدیت مفتی صاحب کا خاص موضوع ہے۔ اور آپ اِس کے اسپیشلسٹ ہیں۔ اِس حوالے سے نہ صرف اکابر اہل سنت کی قدیم و جدید کتب کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں بلکہ فریق مخالف کی کتب و رسائل پر بھی بڑی گہری اور وسیع نظر ہے۔ جس کا منہ بولتا ایک ثبوت یہی کتاب ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

عرصہ دراز سے قلم و قرطاس سے وابستہ ہیں۔ چنانچہ مجلّہ ''نورِ بصیرت''، مجلّہ ''تسکین

الصدور''، مجلّہ ''صفدر''، ماہنامہ ''پیغامِ حق''، مجلّہ ''المصطفیٰ'' اور ''ترجمانِ احناف'' وغیرہ کے مستقل مضمون نگار ہیں۔اور مجلّہ ''اَلْفَتْحِیَّہ'' کے تو مدیر اعلیٰ ہیں۔جو ماشاءاللہ اپنے علاقہ کا انتہائی مقبول، مفید اور معلوماتی اصلاحی رسالہ ہے۔عرصہ چار سال میں تقریباً پچاس (۵۰) کے لگ بھگ شمارے آپ کی زیر ادارت شائع ہو کر قبولیت عامہ پا چکے ہیں۔

اِس کے علاوہ بھی مختلف رسائل و جرائد میں آپ کے متعدد علمی، تحقیقی، مسلکی اور سوانحی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ ردِ غیر مقلدیت میں آپ کی انتہائی قیمتی اور مفید عام کتب و رسائل بھی موجود ہیں جن میں سے درج ذیل رسائل طبع ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں۔اور بقیہ منتظرِ اشاعت ہیں۔

۱......احادیثِ بخاری اور غیر مقلدین

۲......غیر مقلدین کا امام بخاری سے اختلاف

۳......غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟

۴......زبیر علی زئی کا تعاقب جو مجلّہ صفدر میں قسط وار شائع ہو رہی ہے چار سو صفحات شائع ہو چکے ہیں۔

۵......مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت بائیس قسطوں میں مجلّہ صفدر میں شائع ہوئی ہے۔

۶......غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین اس کی چوالیس (۴۵) قسطیں مجلّہ الفتحیہ میں شائع ہو چکی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی صاحب سمیت جملہ اہل حق محققین کی حفاظت فرمائے اور دنیا و آخرت کی تمام خیریں، بھلائیاں، عافیتیں اور راحتیں نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرور اور نقصانات سے حفاظت فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہل سنت عبدالرحیم چار یاری غفرلہ

۲۶/شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ......۲۳/مئی ۲۰۱۷ء

☆......☆......☆......☆

تقریظ

ترجمانِ اہلِ سنت وکیل احناف حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ مجاز: حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ

رئیس: شعبۃ الدعوۃ والارشاد، جامعہ خیر المدارس ملتان

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا امَّا بَعْدُ

قارئین کرام مشہور محاورہ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے یا بیج وہ جس کا جھاڑ اچھا ہو یا کام اپنے نتیجے سے پہچانا جاتا ہے۔عوامی اصول یہی ہے علمی اصطلاح میں اس کو دلیل اِنّی سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ دھوپ دیکھ کر ہر آدمی سمجھ جاتا ہے کہ سورج طلوع ہو چکا ہے۔اسی طرح تبلیغی جماعت کے اثرات بھی پوری دنیا میں مثبت نتائج دے رہے ہیں۔اس کام میں لگ کر کتنے اَن ڈاڑھیوں نے ڈاڑھیاں رکھ لیں، کتنے بے نمازی تہجد گزار بن گئے، کتنی ویران مسجدیں آباد ہو گئیں، کتنے لوگ جو روزے نہیں رکھتے تھے دوسروں کو بھی روزہ رکھانے والے بن گئے، کتنے لوگ جو زکوٰۃ فرض ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے زکوٰۃ ادا کرنے والے بلکہ اوروں کو بھی زکوٰۃ کی ادائیگی پر آمادہ کرنے والے بن گئے اور کتنے لوگ حج کی فرضیت کے باوجود حج ادا نہیں کرتے تھے وہ خود بھی حج ادا کرنے والے بلکہ اوروں میں بھی ادائیگیٔ حج کا جذبہ پیدا کرنے والے بن گئے۔اور کتنے والدین کے نافرمان والدین کے فرمانبردار بن گئے اور کتنے قبیلے جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اس کام کی برکت سے بھائی بھائی بن گئے۔اور کتنے غیر آباد گھر اس کام کی برکت سے آباد ہو گئے۔کتنے لوگوں میں ایمان کی پختگی آ گئی۔کتنے لوگ ہیں جن میں اس کام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور رزاقیت جیسی صفات کا یقین پختہ ہو گیا۔یہ تمام اثرات اس جماعت کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل ہیں۔اللہ تعالیٰ اس جماعت

کو نظرِ بد سے محفوظ رکھے۔

اس جماعت کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں اہل السنّت والجماعت کے چاروں گروہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔[مگر الحمد للہ اوّلیت اور قیادت علمائے احناف کے پاس ہے۔(رب نواز)] تھوڑی بہت کوتاہی ہر شعبہ میں ہوتی ہے، اکثری فائدے کے اعتبار سے اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

بندہ عربیہ اسلامیہ بورے والا میں مدرس تھا اور بنگلہ او کانوالہ تحصیل چیچہ وطنی میں جمعہ پڑھاتا تھا تو وہاں سے چند ساتھیوں کی جماعت چلہ کے لیے گئی۔ایک ساتھی نے اپنے بھائی ڈاکٹر محمد رفیق صاحب کو خط لکھا کہ دل تو چاہتا ہے کہ چار مہینے لگا کر پورا دین سیکھ کر آئیں مگر چلہ پورا ہو چکا ہے اور کچھ ساتھی اُداس سے ہیں اس لیے ہم اتوار کو واپس آ رہے ہیں۔ڈاکٹر صاحب نے جمعہ کے دن مجھے خط پڑھایا تو مجھے بہت غصہ آیا کہ یہ لوگ چار مہینوں میں پورا دین سیکھ لیتے ہیں۔اگلے جمعہ کو جب میں گیا تو وہ لوگ واپس آ چکے تھے۔میں نے خط لکھنے والے ساتھی سے سختی سے بات کی کہ تم لوگ چار مہینوں میں پورا دین سیکھ لیتے ہو؟ حالانکہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ (جن کو اللہ تعالیٰ نے علوم لدنیہ عطاء فرمائے تھے) سے آخر عمر میں کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کے پاس کتنا علم ہے تو فرمایا کہ اتنا علم ہے کہ اگر نماز میں بھول جاؤں تو کتاب دیکھ کر اپنی نماز درست کر سکتا ہوں۔خیر میری باتیں سن کر وہ مرحوم ساتھی خاموش رہے۔

غالباً اس سے اگلی جمعرات کو حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی تشریف لائے۔بندہ بھی خدمت میں حاضر ہوا، صبح ناشتہ سے فارغ ہو کر عرض کی حضرت میں نے جمعہ پڑھانے جانا ہے۔کافی لوگ موجود تھے فرمایا: ابھی وقت کافی ہے ذرا ٹھہر جاؤ۔ جب سب حضرات ناشتہ کر کے اُٹھ گئے میں اکیلا رہ گیا تو حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ بتاؤ کہ اس وقت مسلکِ حقہ (والوں) میں اضافہ کس جانب سے ہو رہا ہے۔میں ابھی سوچ رہا تھا کہ فرمایا: بھائی ان تبلیغ والوں نے ہماری لاج رکھی ہوئی ہے۔خانقاہوں اور مدارس کی وہ

حالت نہیں جو پہلے تھی یہ لوگ محنت کر کے بے نمازیوں کو نمازی بنا دیتے ہیں اور مسجدیں آباد کرتے ہیں، بعض ان میں سے جاہل ہوتے ہیں جہالت کی وجہ سے کوئی نازیبا بات کر دیتے ہیں۔ مگر عالم کو تو ان سے جاہلوں والا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ بندہ اتنی بات سن کر پانی پانی ہوگیا۔ دل میں آیا کہ عرض کردوں کہ حضرت ان میں سے بعض لوگ مدارس اور خانقاہوں کی مخالفت کرتے ہیں مگر یہ بات عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

اس کے بعد لاہور حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ بات عرض کی کہ حضرت بعض تبلیغ والے کہتے ہیں کہ صرف یہی دین کا کام ہے اور باقی مدارس اور خانقاہوں وغیرہ کی نفی کرتے ہیں۔ تو حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ نے فرمایا کہ بھائی وہ جاہل آدمی ہوتے ہیں کوئی زمیندار ہے کوئی دکان دار ہے، وہ تمہارے پیچھے ساری زندگی نمازیں پڑھتے ہیں کبھی تم نے ان کو نماز کی شرائط، فرائض، واجبات وغیرہ یاد نہیں کرائے۔ وہ چلہ لگاتے ہیں تو ان کو یہ چیزیں یاد کرادی جاتی ہیں تو جب یہ باتیں ان کو جماعت کی طرف سے ملتی ہیں تو وہ یہ ہی کہیں گے کہ یہ ہی کام ہے تم بھی تو ان کو کچھ یاد کراؤ تو وہ تمہارے معتقد ہوں۔ یہ بات سُن کر بندہ کو احساس ہوا کہ واقعۃً یہ اپنی ہی کوتاہی ہے۔

بہرحال یہ بزرگوں کی منظورِنظر جماعت ہے مگر دنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ کسی بے نمازی کو نمازی بنانا یا کسی بے دین کو دین دار بنانا ان کے مقدر میں نہیں، ہاں اگر کوئی شخص نمازی یا دین دار بن جائے تو اس کے دل میں وسوسے ڈالنا ان کا محبوب کام ہے۔ برادرِ مکرم وکیلِ احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ بہاول پور میں تقریر تھی۔ تقریر کے بعد ایک شخص نے کہا کہ میں واپڈا کے دفتر میں ملازم ہوں، ہم چند تبلیغی ساتھی وہاں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ منکرینِ تقلید ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی! بھائی صاحب رحمہ اللہ نے پوچھا کہ وہاں کوئی بے نمازی بھی ہیں تو اس نے کہا وہاں ہر قسم کے لوگ ہیں بے نمازی، منکرِ حدیث، منکرِ صحابہ کرام بلکہ منکرِ ختمِ نبوت اور منکرِ خدا بھی ہیں! بھائی صاحب نے پوچھا کیا یہ ان کے پیچھے بھی پڑتے ہیں۔ تو اس نے کہا: نہیں۔ تو بھائی صاحبؒ نے پوچھا کہ سوچو کہ تمہارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں آخر اُن کے پیچھے کیوں نہیں پڑتے،

کیا اُن کو ہدایت کی ضرورت نہیں؟ تو اس نے کہا کہ آپ نے عجیب سوال کیا ہے۔ واقعتاً یہ بات سوچنے کی ہے کہ یہ لوگ ان کے پیچھے کیوں نہیں پڑتے تو بھائی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایمان کی رتی ہے اس لیے انہوں نے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑنا۔ آج اگر تم نعوذ باللہ منکرِ حدیث یا مرزائی وغیرہ بن جاؤ تو یہ تمہارا پیچھا چھوڑ دیں گے۔

بندہ بوریوالے پڑھاتا تھا وہاں قمر الدین قصاب کے بیٹے کے پیچھے لگے اس کو منکرِ تقلید بنایا، پھر وہ منکرِ حدیث بن گیا۔ جب منکرِ حدیث بنا تو میں نے پوچھا کہ اب یہ حدیث حدیث کہہ کر شور مچانے والے تمہارے پیچھے نہیں آتے تو اس نے کہا کہ میں ان کی مسجد کے قریب درس دیتا ہوں وہ میرے قریب بھی نہیں آتے۔

بہر حال ان لوگوں نے اپنی فطرت کے مطابق فضائلِ اعمال مصنفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا (رحمہ اللہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقبولیت عطاء فرمائی کہ کتاب اللہ کے بعد پوری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی یہ کتاب ہے۔ ان لوگوں کو اس کے خلاف کام کرنے کا موقعہ سوجھا اور انہوں نے متعدد کتابیں لکھ ڈالیں۔ اور دنیا میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو پروپیگنڈا سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ان کے علاج کے لیے ضروری تھا کہ ان کتب کا تفصیلی جواب دیا جاتا۔ برادرِ مکرم مولانا رب نواز صاحب حنفی مدظلہ نے اس فرضِ کفایہ کو احسن طریقہ سے سرانجام دیا ہے۔ ؏

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

اہلِ علم حضرات کے لیے یہ نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اہلِ زیغ کی ہدایت اور اہلِ حق کی ثابت قدمی کا ذریعہ بنائیں، آمین۔

کتبہ محمد انور اوکاڑوی

۱۴۳۸/۸/۲۹ھ

تقریظ

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث: باب العلوم کہروڑ پکا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَصَحۡبِهٖ وَّ اَتۡبَاعِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ . اَمَّا بَعۡدُ

عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات اُن کے اختیارات میں تھے، ان معجزات کے صدور میں قدرتِ الٰہی کا کوئی دخل نہ تھا جب کہ اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا اپنا فعل ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نبی اور ولی کے ہاتھ پر ظاہر فرماتے ہیں۔ معجزہ و کرامت کے صدور وظہور میں نبی اور ولی کے اپنے اختیار کا دخل نہیں ہوتا، نہ اُن کا اختیاری فعل ہوتا ہے۔ نجران کے عیسائیوں نے اپنے اِسی فاسد عقیدہ کی بنیاد پر مسجدِ نبوی میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُلُوہیتِ عیسیٰ کے مسئلہ پر مباحثہ کیا اور دلیل کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات پیش کئے کہ جو شخصیت مافوق العادۃ معجزات دکھانے اور صادر کرنے کی قدرت رکھتی ہے وہ الٰہ ہے؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ الٰہی **اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخۡفٰی عَلَیۡهِ شَیۡءٌ فِی الۡاَرۡضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ، هُوَ الَّذِیۡ یُصَوِّرُکُمۡ فِی الۡاَرۡحَامِ کَیۡفَ یَشَآءُ** کے دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں جو معجزات کے اختیاری ہونے کے دھوکہ میں علمِ غیب اور اختیارات کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ غلط ہے۔ پھر مسلمانوں کے ایک طبقہ نے عیسائیت کا یہ عقیدہ اور ذہنیت اپنا کر معجزات اور کرامات کو انبیاء اور اولیاء کا اختیاری فعل مان کر انبیاء اور اولیاء کے مختارِ کل، عالم الغیب اور حاضر وناظر ہونے کے عقیدے بنا لیے۔ دلیل میں معجزات اور کرامات پیش کرنے لگے۔ مسلمانوں کے طائفہ منصورہ (علمائے دیوبند) نے معجزات اور کرامات کے متعلق ان کو اسلامی عقیدہ بتا کر اتحاد قائم رکھنے اور فرقہ واریت سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن فریق مخالف نے راہِ راست پر آنے کی بجائے ان کے انڈیا کے ارشد نامی ایک صاحب نے اپنے عیسائیت والے عقیدے کو قائم رکھتے ہوئے

ایک نیا انداز اختیار کیا کہ علمائے دیوبند کی اصحابِ کرامت شخصیات کی کرامات ان کی کتب سے جمع کر کے تاثر دیا کہ دیوبندی لوگوں کے بھی وہی عقائد ہیں جو ہمارے ہیں۔صرف اتنا فرق ہے کہ وہ اپنے دیوبندی بزرگوں کے متعلق یہ عقائد رکھتے ہیں، دوسروں میں نہیں مانتے لیکن ہم سب اولیاء کے بارے میں یہ عقائد مانتے ہیں۔علمائے دیوبند کی طرف سے اس کے متعدد جوابات تحریر کئے گئے سب سے عمدہ جواب ''بریلوی فتنے کا نیا رُوپ'' کے نام سے سامنے آیا ہے۔

ازاں بعد عمل بالحدیث کے دعوے دار طبقہ میں سے چار مسٔلوں کے عالم ومناظر پروفیسر طالب الرحمٰن نے ارشد صاحب کے جمع کردہ مواد کو لے کر اس میں کچھ مزید کرامات کا اضافہ کیا اور وہی عیسائی ذہنیت وعقیدہ کو اپنا کر کرامات سے ثابت کیا کہ دیوبندیوں کے بھی وہی مشرکانہ عقائد ہیں جو بریلویوں کے ہیں اور یہ دونوں طبقے کافر ومشرک ہیں حالانکہ اگر دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ علمائے دیوبند معجزات اور کرامات کو انبیاء اور اولیاء کا اختیاری فعل نہیں سمجھتے جب کہ ارشد صاحب کی جماعت اور پروفیسر طالب الرحمٰن کی مخصوص جماعت معجزات وکرامات کو انبیاء اور اولیاء کا اختیاری فعل مانتے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ بریلوی حضرات نے کرامات کو اولیاء کا اختیاری فعل مان کر اولیاء کے بارے میں مختارِ کل عالم الغیب، اور حاضر وناظر کے عقائد اختیار کر لیے اور سارا زور کرامات پر لگا دیا۔اور عمل بالحدیث کے دعوے داروں نے بھی کرامات کو اولیاء کا اختیاری فعل سمجھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کا اختیاری فعل ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے جو اولیاء کے ہاتھوں ظاہر ہوتی ہے جب انہوں نے کرامت کو اولیاء اللہ کا اختیاری فعل سمجھا تو کرامات کے قائلین پر کفر وشرک کا فتویٰ بھی لگایا اور کرامات کا انکار بھی کیا حالانکہ کرامات تو قرآن کریم اور حدیثِ پاک سے ثابت ہیں۔اس سے طالب الرحمٰن اور ان کے ہمنواؤں کے دو مقصد تھے۔

(۱)......علمائے دیوبند کو مشرک کہہ کر اور بریلویوں کے ہم مشرب ومسلک قرار دے کر ان کو بدنام کرنا خصوصاً عرب ممالک میں۔

(۲)......دیوبندیوں، بریلویوں کو آپس میں لڑانا کہ بریلوی حضرات کرامات کو اولیاء اللہ کا اختیاری فعل مان کر ان سے اپنے مخصوص عقائد ثابت کریں گے، دیوبندی کرامت کو اللہ تعالیٰ کا فعل قرار دے کر اولیاء اللہ کے مختارِ کل، عالم الغیب، حاضر وناظر ہونے کا انکار کریں گے تو وہ آپس میں لڑ پڑیں گے اور طالب وہمنوا تماشہ دیکھیں گے۔

تبلیغی جماعت جو بریلوی، دیوبندی، نام نہاد اہلِ حدیث، شیعہ کی تفریق اور اختلافات سے بالاتر ہو کر دعوتِ دین کا کام کر رہی ہے اور اس دعوت دین کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لاکھوں انسانوں کو راہِ ہدایت نصیب کی۔ لاکھوں بے نماز نمازی بنے لیکن چار مسئلوں (فاتحہ، آمین، رفع یدین اور سینہ پہ ہاتھ باندھنا) کے چند علماء مثلاً عبید الرحمٰن محمدی، خواجہ محمد قاسم، طالب الرحمٰن اور شکیل احمد میرٹھی نے دیکھا کہ تبلیغی جماعت والے رفع یدین وغیرہ کی دعوت نہیں دیتے جب کہ ان چار مسئلی علماء نے انہی چار مسئلوں کو کل دین سمجھ رکھا ہے تو انہوں نے تبلیغی جماعت کی فضائلِ اعمال، فضائل صدقات وغیرہ کتب میں مذکور کرامات کو سامنے رکھ کر کرامات کو اولیاء اللہ کا اختیاری فعل سمجھ کر اور اس عیسائی عقیدہ و ذہنیت کو اپنا کر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور **اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ** کی روشنی اختیار کر کے اس دعوت دین کے کام میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوشش کی۔

رفیقِ محترم، عزیز مکرم، عزیز القدر مولانا رب نواز صاحب جن کو اللہ تعالیٰ نے ذہانت، فطانت، قوتِ حافظہ، کثرتِ مطالعہ، معلومات کا استحضار، اخذِ نتائج اور تحریر و تقریر کی اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ تقویٰ و وَرع کی نعمتوں سے نوازا ہے۔ انہوں نے ان سب کرم فرماؤں کی فتنہ انگیز کتابوں میں مذکور اعتراضات کے جوابات تحریر کئے ہیں۔ انداز یہ اختیار کیا ہے کہ انہوں نے فضائلِ اعمال وغیرہ کی جن عبارات پر اعتراض کیا ہے ان کی وضاحت بھی کی ہے اور ان کرم فرماؤں کی غلط فہمی کا ازالہ بھی کیا ہے اور انہوں نے جس کرامت یا عبارت پر اعتراض کیا ہے مولانا موصوف نے اس جیسی متعدد مزعومہ کرامات اور عبارات ان کے بزرگوں کی پیش کر کے ایک بڑا معقول مطالبہ کیا ہے کہ جو انہوں نے شرک و کفر کا فتویٰ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے دیوبند پر لگایا ہے، وہی فتویٰ اپنے ان بزرگوں پر بھی لگائیں اور اس کو شائع بھی کریں یا پھر حضرت شیخ الحدیثؒ و دیگر علمائے دیوبند پر لگایا ہوا فتویٰ واپس لیں یہ کتنی انصاف کی بات ہے **اَللّٰھُمَّ اھْدِھِمْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ**۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی صحت و عمر میں، علم و عمل اور رزق میں برکت عطا فرمائے اور زیرِ تقریظ کتاب کو ضالین کے لیے ہدایت اور مھتدی لوگوں کے لیے استقامت کا اور آخرت میں مؤلف، معاونین اور قارئین سب کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے آمین۔

منیر احمد منور

تقریظ

جامع الشریعت والطریقت، شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن سومرو دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ اجل: قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ

مدیر وشیخ الحدیث: جامعہ مظہریہ حسینیہ، جنھان سومرو، تحصیل شاہ کریم، ضلع ٹنڈو محمد خان، سندھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیا. امابعد!

''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' نظر سے گزری۔ بحمد اللہ بہت اچھے انداز میں تحریر کی گئی ہے، جس سے ضمنی طور پر دیگر کئی نہایت گمراہ کن اشکالات بھی حل ہو جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا) رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت تھی کہ ایسی جامع کتاب تحریر فرمائی جو عوام الناس کو سمجھ آئے، اُن کو اعمال کی قدر و قیمت معلوم ہو اور اخلاص کی دولت نصیب ہو۔

جس کتاب کا نام ہی ''فضائل اعمال'' ہو، اور اُس میں درج احادیث اُصول حدیث کے موافق اور مخرجہ ہوں اس پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصنف اور ناشر دامت برکاتہم العالیہ کی محنتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خادم اہل سنت

حبیب الرحمٰن

حال وارد: جامع مسجد برکت علی، لاہور

جمعۃ المبارک

یکم محرم الحرام ۱۴۳۹ھ......۲۲/۹/۲۰۱۷ء

تقریظ

شیخ طریقت، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مجاز بیعت توبہ: قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ
مدیر و شیخ الحدیث: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد!

قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس، پاک اور بے عیب کلام ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ''**لاریب فیہ**'' علماء فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ تو فرمایا ہے کہ: اِس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ یہ شک کی جگہ نہیں ہے۔ شبہے کی چیز نہیں ہے۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ: اِس میں کوئی شک کرے گا بھی نہیں۔ کیونکہ معترضین اور مخالفین تو ہر زمانے میں رہے، جن کا کام ہی شک اور اعتراض کرنا ہے۔ لہٰذا اُنہوں نے قرآن پاک کو بھی نہیں بخشا اور اس پر اعتراضات کیے۔

دراصل بات یہ ہے کہ معترض ومخالف یک چشم گل ہوتا ہے، جو کسی بھی چیز کے ایک پہلو کو سامنے رکھ کر اعتراض کر دیتا ہے، حالانکہ اُسی چیز کا دوسرا پہلو اُس اعتراض کی نفی اور ازالہ کر رہا ہوتا ہے۔ جیسے ''**لاتقربوا الصلوة**'' (نماز کے قریب نہ جاؤ) کے بعد ''**وانتم سکاریٰ**'' (جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو) ہے۔ معترض اَوّل الذکر کو سامنے رکھ کر اعتراض کر دیتا ہے، اور ثانی الذکر کو چھوڑ دیتا ہے۔

تاریخ اور مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ معترضین ومخالفین نے خدا تعالیٰ کے مقدس کلام پر اعتراضات کے لیے باقاعدہ کتب لکھیں اور بعض کتابوں کے ابواب قائم کیے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

احادیث طیبہ اور علماء اسلام کی کتب وعبارات کیسے کسی کے اعتراض سے محفوظ رہ سکتی ہیں؟ چنانچہ ابتدائے آفرینش سے یہ سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت رہے گا۔ معترضین ومخالفین حق اور اہل حق پر اعتراض کرتے رہیں گے، اور اہل حق اُن کی مذمت وتنقید سے بے پرواہ ہوکر اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں گے۔

عوام اہل اسلام کے ایمان واعمال کی اصلاح اور حفاظت علمائے اِسلام کا فریضہ ہے، اِس لیے جب علماء سمجھتے ہیں کہ معترضین کی نکتہ چینیوں اور عقلی ڈھکوسلوں یا نقلی ہیرا پھیریوں سے عوام کے عقیدہ یا عمل کو کوئی خطرہ لاحق ہوسکتا ہے تو وہ اس کے سدباب کے لیے للہ فی اللہ کمر بستہ ہوجاتے ہیں۔ انہی خوش قسمت اور نیک بخت لوگوں میں سے ایک شخصیت حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہم کی ہے، جو ماشاء اللہ علم میں پختگی، مطالعہ میں وسعت، اپنے عنوان پر مکمل گرفت، فریق مخالف کی کتب سے اچھی واقفیت، تحریر میں متانت، اَندازِ تحریر میں سلاست وسنجیدگی اور طبیعت میں عاجزی وانکساری رکھتے ہیں۔ **اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ** مجلّہ ''صفدر'' کی وساطت سے مفتی صاحب مدظلہم کی تحریرات سے استفادہ کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی جملہ خدمات دینیہ کو قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

زیرِ نظر کتاب مفتی صاحب موصوف کی تازہ تالیف ہے، جو ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' کے نام سے موسوم ہے۔ ''فضائل اعمال'' برکۃ العصر، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ کتاب ہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اکابر اہل سنت دیوبند میں ایک منفرد شان کے حامل ہیں۔ بہت بڑے محدث، عظیم محقق، صاحبِ نسبت بزرگ، اُمت کے عقائد واعمال کی اصلاح کی فکر رکھنے والے شفیق مبلغ اور مخلوق کو خدا سے جوڑنے کے لیے ہر دم کوشاں رہنے والے بہترین مربی۔ اُن کی کتب علماء وعوام سبھی میں مقبول ومعروف ہیں۔ کتابیں دیکھنے سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی محدثانہ شان کا اندازہ ہوتا ہے کہ تقریباً ہر صفحہ احادیث طیبہ کے نور سے مزین اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشادات سے معطر ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ صبح وشام ''حدیث، حدیث، حدیث'' کی رٹ لگانے والوں کو حضرت

شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی جمع ونقل کردہ احادیث مبارکہ ہی ہضم نہیں ہورہیں اور وہ ان احادیث کی مخالفت اوران پر اعتراضات کے لیے کتابوں پر کتابیں لکھے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے۔آمین

بندہ اپنی مصروفیات کے باعث حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہم کی کتاب نہ دیکھ سکا، ارادہ تھا کہ کتاب کا ''مقدمہ'' ہی مکمل دیکھ لوں، کوشش بھی کی، لیکن اس میں بھی کامیابی نہ ہوسکی، مجبوراً امقدمۃ الکتاب کے آخری چند صفحات دیکھنے پر اتفاق کیا۔ جن میں مفتی صاحب مدظلہم نے خود کتاب کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ وہ چند صفحات دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مفتی صاحب موصوف نے ماشاءاللہ خوب محنت سے یہ کتاب ترتیب دی ہے اور معتبر ومستند علماء اہل سنت کی راہ نمائی میں اُن کی مشاورت سے ہی یہ عظیم خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی اِس خدمت کو قبول ومنظور فرمائے اور جملہ اہل سنت کو صراطِ مستقیم پر گامزن رکھنے کے ساتھ ساتھ معترضین ومخالفین کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔
آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہل سنت
جمیل الرحمٰن غفرلہ
خادم حدیث وطلبہ: جامعہ عربیہ اظہار الاسلام، چکوال

تقریظ

جانشینِ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی دامت برکاتہم العالیہ
خلیفہ مجاز: رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ
رئیس الافتاء و مدیر: جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۹؍شوال ہجری ۱۴۳۸

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی بَعْدَ الْحَمْدِ وَ الصَّلٰوةِ

احقر ناکارہ نے کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' مؤلفہ جناب حضرت مولانا رب نواز صاحب مدظلہ کے بعض مقامات کو دیکھا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ موصوف نے فضائل اعمال پر کئے جانے والے اعتراضات کا خوب جواب تحریر فرمایا ہے اور حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کے دفاع کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ناشر کتاب حضرت مولانا عبد الرحیم چاریاری صاحب دامت برکاتہم کی محنت کو قبول اور نافع فرمائے اور اس کتاب کو مخالفین کی ہدایت کا سبب بنائے آمین فقط

احقر عبد القدوس ترمذی

۴؍جولائی ۲۰۱۷ء

تصحیح وتصدیق

محقق وقت حضرت مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی صاحب دام ظلہ
رئیس: سُنّی دارالافتاء جامعہ حنفیہ امداد ٹاؤن فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا مُّوَافِیًا لِنِعَمِہٖ، مُکَافِیًا لِمَزِیْدِہٖ،وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَجُنُوْدِہٖ

اَمَّابَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ (سورہ حجر)...وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقاً (سورہ بنی اسرائیل)

[(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کافی ہیں تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والوں کو...اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ۔ بے شک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا۔(ترجمہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ)]

؎ خَلَقَ اللّٰہُ لِلْحُرُوْبِ رِجَالاً وَرِجَالاً لِقَصْعَہٍ وَّ ثَرِیْدٖ

(مفہوم: اللہ نے کچھ لوگوں کو میدانِ جنگ کا مرد بنایا ہے اور کچھ لوگوں کو کھانے اور پینے کے لیے پیدا کیا ہے)

حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ اور اُن کی کتابیں:

دنیا میں ہمیشہ سے اہلِ علم وفضل کے مخالفین رہے ہیں اور آج بھی اہلِ علم کے حاسدین کی کمی نہیں خصوصاً علمائے اہل السنّت دیوبند ماضی قریب سے آج تک محسود الاقران رہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ سے اہلِ باطل کو تکلیف زیادہ ہے کہ ان کی کتب کو علمی دنیا میں بہت زیادہ سراہا جارہا ہے مثلاً اُن کی مقبول کتابوں میں سے چند کتابیں یہ ہیں:

۱۔شرح بخاری اردو

۲۔ شرح بخاری عربی لامع الدراری

۳۔اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک عربی۔یہ چودہ جلدوں میں مبسوط شرح ہے جس کی دھاک عرب دنیا پر آج تک موجود ہے۔

خاص کر پوری دنیا کے کونے کونے میں جو کتاب پہنچ چکی ہے اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے وہ ''فضائلِ اعمال'' ہے۔جسے عالمِ اسلام میں قرآن کے بعد سب سے زیادہ پڑھے جانے کا شرف حاصل ہے۔ ؎

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

اس کی قبولیتِ عامہ پر دیگر اہلِ زیغ کی طرح نام نہاد سلفی،اہلِ حدیث اور محمدی جیسے دیدہ زیب نام رکھنے والے بعض غیر مقلدین کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں اور وہ اپنے آپ پر بظاہر خوب صورت لیبل لگا کر اس کے خلاف مصروفِ عمل ہیں۔ ؎

کسے خبر تھی کہ لے کے چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

اس لیے ان کی طرف سے آئے دن کوئی نہ کوئی کتاب، رسالہ یا پمفلٹ فضائلِ اعمال کے خلاف مختلف عنوانات سے منظرِ عام پر دکھائی دیتا ہے۔(درجن کے قریب کتب ورسائل ہم دیکھ چکے ہیں)مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ فضائلِ اعمال اور اس کے مؤلف کی شان ہر دن ترقی پر ہے۔ اس لیے غیر مقلدین سمیت دیگر اہلِ بدعت کو میں وہی جملہ کہتا ہوں جو علامہ ابن التین شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے معترضین کو کہا تھا:

لَا یُرْمٰی شَجَرٌ اِلَّا ذُوْ ثَمَرٍ کہ پتھر پھل دار درخت ہی کی طرف پھینکے جاتے ہیں۔

فضائلِ اعمال بھی چونکہ ذو ثمر کتاب ہے بلکہ اس کے ثمرات سے پوری دنیا فیض یاب ہو رہی ہے اس لیے اس کی طرف مخالفین ضالین اعتراضات کے بہت سے پتھر اُچھال کر اس کی مقبولیتِ عامہ کو زَد پہنچانے کی ناکام کوشش میں شب وروز مصروفِ عمل ہیں۔

مؤلف کتاب ھٰذا:

مگر "**لِکُلِّ فِرْعَوْنَ مُوْسٰی**" قاعدہ کی رُو سے اللہ تعالیٰ ہر دَور میں ایسے رجال کار پیدا فرما دیتے ہیں جن سے اشاعتِ دین کے ساتھ حفاظتِ دین کا کام لیتے رہتے ہیں انہی رجالِ خاص میں سے رجل رشید ہمارے فاضل دوست مولانا مفتی رب نواز صاحب زید فضلھم بھی ہیں جنہوں نے فضائلِ اعمال پر کئے گئے اعتراضات کے جواب میں جامع اور مفصل کتاب "فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع" تحریر کی ہے۔ **وَلِلّٰہِ دَرُّہٗ وَعَلَی اللّٰہِ اَجْرُہٗ**

کچھ کتاب کے بارے میں:

بندہ نے یہ کتاب اکثر مقام سے دیکھی۔ بحمداللہ وفضلہ مؤلف نے فریقِ مخالف غیر مقلدین معترضین غالین کو ان کے گھر تک پہنچایا ہے۔

ع اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

بالخصوص تحقیقی جواب کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کی کتب سے استشہاداً الزامی جواب کا خوب صورت انداز اپنا کر کتاب کو دلچسپ بنا دیا ہے اور عدیم الفرصت حضرات کے لیے فتنہ غیر مقلدیت کے تعارف میں معلومات کا انبار لگا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ علم اور تبلیغی جماعت کے فعّال حضرات کو اس کی قدر دانی کی توفیق عطاء فرمائے۔ وگرنہ یہی کہا جائے گا۔ ع

افسوس کہ قدرداں نہیں ہیں کمال کے

مؤلف کتاب نے مخالف کو جواب دینے میں سب وشتم سے پاک، انتہائی سہل اور پُر مغز گفتگو کی اور خالص علمی انداز اپنایا ہے۔ اس کی چند مثالیں مختصراً ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

مثال نمبر:۱

غیر مقلدین کے عالم مولانا شکیل احمد میرٹھی صاحب نے ابدال کے وجود کی حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا:

"یہ حدیث ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہے شیخ زکریا صاحب نے بلا تحقیق اس حدیث کو نقل فرما دیا۔" (تبلیغی جماعت کا نصاب:۲۶)

مؤلف نے اس کا یوں جواب دیا:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتنہ ہوگا، اس میں لوگ اس طرح تپیں گے جس طرح سونا بھٹی میں تپتا ہے لہذا اہلِ شام کو بُرا نہ کہو کیونکہ ان میں ابدال ہیں۔ (مستدرک حاکم)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد اِس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

''(المستدرک للحاکم ۵۵۳/۴ ح ۸۶۵۸ **وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ**) اس موقوف صحیح روایت سے ابدال کا ذکر ملتا ہے۔''

(توضیح الاحکام ۸۷/۱)''

ابدال سے متعلقہ چند روایات مزید نقل کرنے کے بعد لکھا:

''علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الحاوی للفتاویٰ ۲۴۲/۲'' میں ابدال کے متعلق حدیثیں جمع کر دی ہیں اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ غیر مقلدین کے نزدیک تارکِ تقلید / غیر مقلد ہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ سیوطی نے تقلید کی مخالفت پر مستقل کتاب لکھی ہے۔''

پھر غیر مقلدین کی کتابوں سے دنیا میں ابدال کے پائے جانے پر حوالے نقل کر دیئے۔ دیکھئے اعتراض: ۱۰/ کا جواب۔

مثال نمبر: ۲

غیر مقلدین کے عالم مولانا عبید الرحمٰن محمدی نے اعتراض کیا:

''امامِ اعظم کا معنی سب سے بڑا امام ہے... اس منصب کے حق دار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۲)

مؤلف نے اس کا یوں جواب دیا:

''ہمارے نزدیک کسی بھی امتی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقابل کرنا ہی شرعاً درست نہیں۔ یہ غیر مقلدین کا حوصلہ ہے... اہل السنّت والجماعت میں سے جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امامِ اعظم'' کہا ہے ان کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ہم عصر اور بعد کے اماموں کے مقابلہ میں بڑے امام ہیں۔''

پھر غیر مقلدین کی درج ذیل کتابوں کی عبارات نقل کیں جن میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امام اعظم'' کہا گیا ہے۔ اُن کتب کے نام یہ ہیں:

(۱) تاریخ اہل حدیث (۲) حقیقۃ الفقہ (۳) تقصار (۴) الحیاۃ بعد المماۃ (۵) صلوۃ

الرسول (۶) سبیل الرسول (۷) حدیثِ نماز (۸) رسائلِ ثنائیہ (۹) فتاویٰ ثنائیہ (۱۰) لغات الحدیث (۱۱) اسلامی خطبات۔

اس کے بعد مؤلف کا سوال انتہائی معقول ہے کہ اگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امام اعظم'' کہنا درست نہیں تو ان غیر مقلدین کے بارے میں کیا حکم ہے جنہوں نے بابانگِ دہل امام صاحب کو ''امامِ اعظم'' تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے اعتراض:۲۲/ کا جواب۔

مثال نمبر:۳

غیر مقلدین کے پروفیسر طالب الرحمٰن نے اعتراض کیا ہے کہ فضائلِ اعمال میں فقہ حنفی کی تعلیم ہے۔ (تبلیغی جماعت تاریخ وعقائد صفحہ ۱۳، ۲۱)

مؤلف نے اس کا جواب دیتے ہوئے کئی طرح سے بحث کی ہے اُن میں ایک پہلو یہ ہے کہ غیر مقلدین کی متعدد کتب میں یہ اقرار موجود ہے کہ فقہ حنفی غیر مقلدین کے مدارس میں داخلِ نصاب تھی اور اب تک داخلِ نصاب ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک حوالہ اور پھر اِس پر مؤلف کا تبصرہ پڑھیں:

''مولانا عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''آج بھی اہلِ حدیث مدارس میں ابتدائی درجات سے انتہائی درجات میں فقہ اور اصولِ فقہ کی ساری بنیادی کتابیں حنفی مذہب ہی کی پڑھائی جاتی ہیں راقم الحروف نے قدوری، شرح وقایہ، ہدایہ اور نور الانوار اور اصول الشاشی جامعہ رحمانیہ اور جامعہ سلفیہ بنارس میں نصابِ تعلیم ہی میں پڑھی ہے''

(تقدیم، الاصلاح:۹۸)

طالب الرحمٰن صاحب! آپ کو فضائلِ اعمال میں دو مسئلے فقہ حنفی کے نظر آئے تو آپ نے کہا کہ اس میں فقہ حنفی کی تعلیم ہے۔ عرض ہے کہ فقہ حنفی کی تعلیم تو آپ کے مدارس میں بھی ہے تو ان مدارس کی بابت آپ کیا حکم صادر کریں گے؟

طالب الرحمٰن صاحب! فقہ حنفی آپ کے مدارس میں چھائی ہوئی ہے۔ فتاویٰ نذیریہ وغیرہ دیکھیں یہ فقہ آپ کے فتاویٰ میں راج کر رہی ہے۔ مختلف طریقوں سے یہ فقہ غیر مقلدیت کے سینے پہ مونگ دَل رہی ہے۔ آپ پہلے اپنے مدارس اور فتاویٰ سے فقہ حنفی کو صاف کریں، بخاری شریف سے فقہ حنفی کی موافقت والے اور غیر مقلدیت کی تردید والے مسائل پر خط اعتراض کھینچیں پھر فضائلِ اعمال کی طرف توجہ کرنا۔''

دیکھئے اعتراض:۷۲ کا جواب۔

اس تبصرہ پر طالب الرحمٰن کی مزید ضیافت کے لیے ایک شعر ملاحظہ ہو ؎

چمن میں میری تلخ نوائی بھی گوارا کر
کہ زہر بھی کرتا ہے کبھی کارِ تریاقی

مثال نمبر:۴

فضائلِ اعمال میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر آنکھیں نہ بنوائیں۔ اس پر غیر مقلدین کے عالم مولانا محمد قاسم خواجہ نے اعتراض کیا: حضرت ابن عباس کا آنکھیں نہ بنوانا خودکشی ہے۔ (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۸۶)

مؤلف نے اس کا جواب دیتے ہوئے پہلے تو السنن الکبری للبیہقی اور المستدرک للحاکم سے اس کا ثبوت پیش کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا یہ واقعہ حدیث کی ان امہات الکتب میں باسند موجود ہے اور بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا یہ عمل خودکشی نہیں، نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر ہے۔

پھر غیر مقلدین کی کتابوں سے ایسے واقعات نقل کر دیئے جن میں یہ مضمون تھا کہ ان کے مزعومہ بزرگوں نے اپنے اعضاء تلف کر دیئے۔ پھر خواجہ صاحب سے سوال کیا کہ اپنے ان مصنفین کی بابت کیا حکم صادر فرمائیں گے جنہوں نے اعضاء تلف کر دینے والے بزرگوں کے واقعات کو بطورِ مدح کے نقل کیا ہے؟ دیکھئے اعتراض:۱۰۶ کا جواب۔

کتاب کی چند مزید خصوصیات:

اس کتاب میں اصل موضوع ''دفاعِ فضائلِ اعمال'' کے ساتھ اور بھی بہت کچھ ہے۔ کتاب کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں۔

(۱)......یہ کتاب غیر مقلدیت کی کتابوں سے نادر حوالہ جات کا ذخیرہ ہے جو لوگ اَصل کتابوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے، اُن کے لیے یہ کتاب کسی تحفہ سے کم نہیں۔

(۲)......غیر مقلدیت کی کتابوں سے علمائے دیوبند کی تائید میں حوالہ جات کا ایک ذخیرہ ہے جو لوگ عباراتِ اکابر پر وارد اشکالات کے جوابات پڑھنا چاہتے ہوں اُن کے لیے یہ کتاب رہنما

ثابت ہوگی۔

(۳)......جو احباب غیر مقلدیت پر کام کر رہے ہیں اُن کے لیے یہ کتاب کئی ابحاث میں مشعلِ راہ کا کام دے گی۔

(۴)......ایک عرصہ سے غیر مقلدین دیوبندیوں کے عقائد پر مختلف تبصرے کر رہے ہیں، یہ کتاب عقائد کے حوالے سے کام کرنے والوں کو فائدہ دے گی۔

(۵)......عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سماع اور وسیلہ کے اثبات پر غیر مقلدین کی کتابوں کے وافر حوالہ جات اس کتاب میں موجود ہیں۔

(۶)......عباراتِ صوفیاء کی تنقیح اور دفاع کے حوالہ سے یہ کتاب اہمیت رکھتی ہے۔لہٰذا عباراتِ صوفیاء کی تنقیح و دفاع کے متلاشی احباب اس کتاب سے بہت کچھ فوائد حاصل کر سکیں گے۔

(۷)......مؤلف نے توفیقِ الٰہی سے کتاب میں ویسے تو قریباً ہر اعتراض کا مفصل جواب دیا مگر جو اعتراض غیر مقلدین کے حلقہ میں عمومیت اختیار کر گیا اس کا جواب نسبۃً زیادہ تفصیل سے دیا ہے مثلاً فضائلِ اعمال کے خلاف لکھنے والے قریباً سبھی لکھاری یہ اعتراض اُٹھاتے ہیں کہ فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیثیں ہیں۔مؤلف نے اس کا کافی تفصیل سے جواب لکھا ہے اور قریباً اپنے ہر دعویٰ کو غیر مقلدین کی تائیدی عبارات سے ثابت کیا ہے۔اعتراض: ۸۷ کا جواب پڑھئے اور مؤلف کو داد دیجئے۔یہ جواب پڑھ کر یقیناً آپ محظوظ ہوں گے۔**ان شاء اللہ**

مزید تفصیل کے لیے اسی کتاب کا مقدمہ ملاحظہ فرمائیں۔ماشاءاللہ مؤلف نے کتاب ھذا کا مبسوط مقدمہ تحریر کر دیا ہے جس میں کتاب کی خصوصیات مذکور ہیں اور مزید کئی فوائد بھی اس میں درج ہیں۔لہٰذا مؤلف زید مجدہ سے درخواست ہے کہ اکابر اہل السنّت علمائے دیوبند کثّر اللہ سوادھم کے طرزِ فکر، منہج اور مسلک و مشرب کی روشنی میں اصلاحِ اُمت اور ردِّ فرقِ باطلہ کا سلسلہ جاری رکھیں، تا کہ امت کی رہنمائی و تربیت ہوتی رہے۔ ؎

رفتہ رفتہ گر قدم بڑھائیں
رفتہ رفتہ اثر دکھائیں گے اِک دن

دعائیہ کلمات:

بہر حال مؤلف ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے کئی مہینوں کی انتھک محنت کر کے ایک جامع دستاویز ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' کے عنوان سے امت کی خدمت میں پیش کردی ہے **فجزاھم اللہ خیرا**۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطاء فرمائے اور اہلِ حق کی استقامت اور مخالف کی ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین۔

کتاب کے ناشر حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب دامت برکاتھم العالیہ کی کوشش بھی قابلِ تحسین ہے، جنہوں نے اس عظیم الشان کتاب کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا ہے اور انہی کے توسط سے یہ کتاب تصحیح وتصدیق کی غرض سے ہمارے پاس پہنچی ہے۔تو کتاب کو پڑھ کر محسوس ہوا کہ مصنف کے قلم میں اخلاص ہے اور حضرت استاذِ مکرم شیخ التفسیر مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مُصنَّف میں مُصنِّف کی روح ہوتی ہے یعنی کتاب میں مصنف کا اخلاص جھلکتا ہے۔

ماشاء اللہ حضرت چاریاری صاحب ایک عرصہ سے بتوفیقِ الٰہی فِرقِ باطلہ کے خلاف کام کر رہے ہیں چونکہ یہ کتاب بھی اہل باطل رنام نہاد سلفیت کے اعتراضات کا جواب ہے اس لیے اس کتاب کو شائع کرنے کی سعادت بھی انہیں کے حصہ میں آئی۔ ؎

یہ رتبہ بلند ملا کہ جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں!

اللہ تعالیٰ مؤلف و ناشر اور اس کتاب کو بہ نیتِ اصلاح پڑھنے والوں کو دنیا و آخرت میں بہترین جزائے خیر دے، آمین ع

یَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ آمِیْنًا

محمد اعظم ہاشمی غفرلہ الغنی
جامعہ حنفیہ فیصل آباد
۲۴ رذوالحجہ الحرام ۱۴۳۸ھ

☆......☆......☆......☆

تقریظ

فاضل نوجوان حضرت مولانا جمیل الرحمٰن عباسی دام ظلہ

مدیر اعلیٰ: مجلّہ صفدر لاہور...... مدیر: مجلّہ تسکین الصدور بہاول پور

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ

بجا کہا گیا ہے **لَا یُرمٰی شَجَر اِلَّا ذُوْ ثَمَر** کہ پھل دار درخت ہی پتھروں کی زد میں رہتا ہے، جو شجر جس قدر ثمر آور ہوگا اس پر پتھر بھی اسی قدر زیادہ اچھالے جائیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا **نوّر اللہ مرقدہ** کی تالیف ''فضائلِ اعمال'' پر اہلِ بدعت کے بے جا اعتراضات سامنے آئے تو مذکورہ بالا جملہ کی صداقت پر یقین پختہ ہوگیا۔

''فضائلِ اعمال'' کی عوام وخواص میں بے حد مقبولیت کا کون انکار کرسکتا ہے؟ دنیا کے اطراف واکناف میں نظر دوڑائیے تو آپ کو بجا طور پر بے شمار نمازی نظر آئیں گے، اَن گنت ڈاڑھی والے دکھائی اور لاتعداد ایسے مسلمان سامنے آئیں گے جن کی زندگی سنت کی پیروی کی آئینہ دار ہوگی مگر آپ نے غور کیا کہ ان میں سے بڑی تعداد کسی زمانہ میں ایسی نہیں تھی۔ یہ ''فضائلِ اعمال'' کے انقلاب آفرینی اور اثر انگیزی کا ہی نتیجہ ہے کہ نماز سے غفلت برتنے والے پورے اہتمام سے نماز ادا کرنے لگے، ڈاڑھی سے نفرت کرنے والے اس کتاب کے ذریعے چہروں کی رونق دوبالا کرنے لگے، گناہوں کی دلدل میں دھنسے ہوئے لوگ سنتِ نبوی کی پیروی کے خوگر بن گئے، کل جو لوگ دینِ نبوی سے رُوگر دانی کرنے والے تھے آج دین کی اشاعت کے علمبردار ٹھہرے، احکامِ شریعت کی شب وروز پامالی کے مرتکب اب دن رات دین کے داعی کی حیثیت گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں تبلیغ دین کی سرگرمی میں سرگرم رہنے لگے اور اسی کتاب ''فضائلِ اعمال'' کی برکت سے بہت سے طبقات میں ایسا معاشرہ تشکیل پا گیا جو حقیقی اور سچے مسلمان کے رُوپ میں نظر آنے لگا۔

مسلمانوں کو اس رُوپ میں دیکھنا بھلا طاغوتی طاقتوں کو کب برداشت ہوسکتا تھا؟ وہ اس منظر نامہ کو قطعاً ناقابلِ برداشت سمجھتے تھے، طاغوتی طاقتیں دین کے نام پر دی جانے والی ایسی تعلیمات کو تو گوارا کر لیتے ہیں جن کا تعلق مسلمانوں کی تہذیب وثقافت اور عملی زندگی سے نہ ہو مگر ایسی تعلیمات جو

مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کا تحفظ کریں اسلام دشمنوں کو کسی طرح بھی گوارہ نہیں ہوسکتیں۔ بعینہ اس طرح جیسے ایٹمی ٹیکنالوجی کی تعلیم پر کوئی قدغن اور پابندی نہیں ہے مگر عملی طور پر ایٹم بنالینا جُرم قرار پاتا ہے، اسی طرح صرف دینی تعلیم دین دشمنوں کی نگاہوں میں اتنا خطرناک نہیں مگر ایسا ماحول اور ایسی تربیت جو مسلمانوں کو مکمل اسلامی سانچے میں ڈھال دے وہ ان کے لیے برداشت سے باہر ہے اور تبلیغی جماعت کا ماحول اور فضائلِ اعمال کی تعلیم یقیناً ایسے معاشرے کو پروان چڑھاتے ہیں جو سنتِ نبوی کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہوتا ہے، اسی لیے مغربی قوتیں اور مغرب زدہ طبقات کا چیں بہ چیں ہونا تعجب خیز نہیں ہے اور اس کتاب کو تنقید کا ہدف بنانا اور اس کے اثرات کو زائل کرنے یا کم کرنے کی کدو کاوش ان کی فطرت کا حصہ ہے۔

خود کو اہلِ حدیث کہلانے والوں پر تعجب ہے کہ وہ شعوری یا بے شعوری طور پر طاغوتی طاقتوں کے ہتھکنڈوں کے معاون بن کر فضائلِ اعمال کے گرد سازشوں کے جال بُننے لگے ہیں اور اس دُوررس اثرات کی حامل کتاب کو نشانہ تنقید بنا رکھا ہے، ان کے اس طرز سے اسلام کی کوئی خدمت تو نہیں ہو رہی البتہ طاغوتی طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کی بھرپور معاونت ضرور ہو رہی ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ چراغ مصطفوی کو بجھانے کی کوشش کرنے والے جس لبادہ میں بھی ہوں جس زمانہ میں بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں ان کا مقابلہ کرنے اور دین نبوی کے چراغ کو فروزاں اور روشن رکھنے والے اہلِ حق بھی ہر دَور میں موجود رہے ہیں۔ اسی قانونِ قدرت کے تسلسل میں جب غیر مقلدین نے ''فضائلِ اعمال'' پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور مختلف زاویوں سے اس کتاب کے اثرات روکنے کی مذموم کوشش کرنے کی تگ و دو کرنے لگے تو اہلِ سنت کے نوجوان محقق و ترجمان مفتی رب نواز صاحب میدان میں اُترے اور شرارِ بولہبی کی ستیزہ کاریوں کو خاکستر کر ڈالا اور ''فضائلِ اعمال'' کے شفاف اوراق پر اُڑائے گئے چھینٹوں سے اس کتاب کا دفاع کیا۔ مفتی صاحب نے اس سے پیشتر بھی نام نہاد اہلِ حدیثوں کے مختلف وساوس اور تلبیسات کو طشت ازبام کیا اور ان کا بھرپور رد کیا۔ مفتی صاحب کی تحقیقی اور وقیع کتب اور قیمتی مضامین سے اہلِ سنت ایک عرصہ سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' اس سلسلہ کی ایک خوب صورت کڑی ہے جس میں حسبِ سابق تحقیق اور متانت کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ ؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

جمیل الرحمن عباسی ...... ۱۳؍شوال ۱۴۳۸ھ

مقدمة الکتاب، از مؤلف

مقدمة الکتاب، از مؤلف

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی تحریک ''تبلیغی جماعت'' کو بہت قبولیت بخشی، ماشاءاللہ پوری دنیا میں اس کا فیض پھیل رہا ہے۔اس جماعت کے انقلاب کو ہر ذی شعور انسان نے محسوس کیا اور اہلِ قلم نے اپنی اپنی تحریروں میں جماعت کی افادیت کو کھلے لفظوں میں سراہا ہے۔میری ایک مستقل کتاب ''تبلیغی جماعت مشاہیر کی نظر میں'' ہے۔اس کتاب میں ملک بھر کے علمائے کرام کے تاثرات درج ہیں،اہلِ ذوق اسے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کی افادیت کو بہت سے غیر مقلدین نے بھی تسلیم کیا ہے، بندہ نے ایک مضمون ''تبلیغی جماعت کی مدح سرائی، غیر مقلدین کے قلم سے'' لکھا جو ایک ماہ نامہ میں دو قسطوں میں شائع ہوا۔اس مقدمہ میں پورے مضمون کو نقل کرنا تو طوالت کا باعث ہوگا، البتہ اس مضمون میں سے ایک عنوان ''تبلیغی جماعت میں غیر مقلدین کی شمولیت'' کو افادۂ عام کے لیے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

تبلیغی جماعت میں غیر مقلدین کی شمولیت

مولانا عطاءاللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کو سب لوگ اپنا سمجھ لیتے ہیں اس لیے اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ بریلوی، دیوبندی ان پڑھ اور ناواقف اہل حدیث ان کو اپنا سمجھ کر ان کے ساتھ چل پڑتے ہیں۔''

(عقیدہ صوفیت صفحہ ۱۰۳)

ڈیروی صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت محض احناف کی نمائندہ نہیں بلکہ اس میں شافعی اور اہلِ حدیث وغیرہ بھی شامل ہیں۔''

(تجزیہ اور تعاقب صفحہ ۹۳)

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''زکریا صاحب کے اس بیان سے ان اہلِ حدیث حضرات کی آنکھیں کھل جانی چاہییں جو اِس (تبلیغی) جماعت کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔'' (تجزیہ اور تعاقب صفحہ ۹۳)

مولانا محمد طارق صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہماری عوام عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت کو اکثر و بیشتر سمجھنے سے قاصر ہو جاتے ہیں اس لیے وہ تبلیغی جماعت کی ظاہری چلت پھرت اور قربانیوں سے متاثر ہو کر اس جماعت کی حمایت اور تائید میں لگ جاتے ہیں۔'' (تبلیغی جماعت قرآن وحدیث کی کسوٹی پر صفحہ ۱۱۴)

مولانا عطاء اللہ ڈیروی صاحب اور مولانا محمد طارق خان صاحب دونوں کہتے ہیں:

''تبلیغی جماعت اکثر اوقات یہ دعوٰی کرتی ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں صرف حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد شامل نہیں بلکہ اہلِ حدیث اور شافعی بھی ہیں اور یہ بات کسی حد تک صحیح بھی ہے مگر اس کا اصل سبب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت میں جو لوگ شامل ہیں وہ...محض اس جماعت کی ظاہری چلت پھرت اور کارکنان کے اس جماعت کے لیے ایثار و قربانی سے متاثر ہو کر اس جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں۔'' (تبلیغی جماعت عقائد وافکار، نظریات اور مقاصد کے آئینے میں صفحہ ۱۵)

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''اہلِ حدیثوں کو دیوبندی کھا گئے، ملتان جا کر دیکھ لو جو اہلِ حدیث دیوبندیوں کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں جو اہلِ حدیث تبلیغی جماعت کے چکروں میں ان کے پھیروں میں پھرتے ہیں چلے کرتے ہیں بالکل ختم ہو گئے۔'' (خطباتِ بہاول پوری ۴؍۴۴۲)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

تبلیغی جماعت میں حدیث کی تعلیم عام کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کے کچھ رسائل کو مختص کیا گیا ہے۔ ان رسائل کو بعد میں یکجا کر کے ''فضائلِ اعمال'' کے نام سے شائع کیا۔ ہم یہاں غیر مقلدین کی زبانی فضائلِ اعمال اور اس کے مصنف کے بارے میں کچھ معلومات درج کرتے ہیں۔

مولانا عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا محمد زکریا کی ولادت رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ پہلا نام محمد موسیٰ معروف نام محمد زکریا ہے۔ ابتدائی تعلیم گنگوہ اور پھر سہارن پور میں بقیہ تعلیم مکمل کی۔ مظاہر العلوم سہارن پور میں ۱۳۳۵ھ میں بطورِ مدرس پندرہ روپے تنخواہ پر کام شروع کیا۔ چھ مرتبہ حجازِ مقدس کا سفر کیا اور ۱۹۷۳ء میں مدینہ منورہ میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد دوسرا نکاح کیا۔ ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہوئیں...۲۴ مئی ۱۹۸۲ء کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں

مولانا گنگوہی کے قریب دفن کیے گئے۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۰)

تنبیہ: صحیح یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ جنت البقیع میں اپنے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ کے قریب مدفون ہوئے۔

(جنت البقیع میں مدفون علمائے دیوبند صفحہ ۲۲۹ مؤلفہ مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی)

مولانا نعیم الحق نعیم صاحب غیر مقلد، اپنی جماعت کے بزرگ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

''حضرت کے ذخیرہ ' کاغذات میں مشاہیر علماء... مولانا محمد زکریا حنفی سہارن پوری مدظلہ (رحمہ اللہ) ...کے مکاتیب کا ایک ذخیرہ بھی ہے جو صحاح ستہ کے مشکل تدریسی مقامات وغیرہ کے حل پر مشتمل ہے۔'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی صفحہ ۲۲۷)

قوسین میں ''رحمہ اللہ'' کے الفاظ بھی الاعتصام ہی کے ہیں۔ اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب نے صحاح ستّہ (بخاری، مسلم، نسائی، ابوداود، ترمذی اور ابنِ ماجہ) کے مشکل مقامات کو مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ سے حل کرایا ہے۔

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اپنے استاد مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھتے ہیں:

''مولانا محمد زکریا کاندھلوی صاحبِ ''اوجز المسالک'' اور مصنف ''تبلیغی نصاب'' ایک مرتبہ لاہور آئے تو راقم کے ساتھ ان کی زیارت کے لیے لاہور کے تبلیغی مرکز بلال پارک باغبان پورہ تشریف لے گئے۔'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی صفحہ ۴۸۷)

مولانا عزیز شمس صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا محمد زکریا کاندھلوی (م ۱۴۰۲ھ) کی ''اوجز المسالک'' شرح مؤطا مالک وغیرہ تمام کتابوں میں احادیث کی توجیہ وتشریح اس انداز میں کی گئی ہے کہ اس سے حنفی مذہب کی تائید ہو سکے''

(مقدمہ، اللمحات ۱/۱۵)

مولانا محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا زکریا صاحب نے فضائل پر بہت کتابیں لکھی ہیں۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے

میں صفحہ ۱۸۱)

مولانا ارشادالحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بَقِیَّةُ السَّلَفِ حُجَّةُ الْخَلَفِ، اَلشَّیْخُ ،اَلْعَلَّامَةُ مُحَمَّدُ زَکَرِیَّا اَلْکَانْدِھْلَوِیُّ شَیْخُ الْحَدِیْثِ'' (امام بخاری پر اعتراض کا علمی جائزہ صفحہ ۱۰)

کچھ ''فضائلِ اعمال'' کے بارے میں

فضائلِ اعمال کتاب ''حکایاتِ صحابہ، فضائلِ قرآن، فضائلِ نماز، فضائلِ ذکر، فضائلِ رمضان اور فضائلِ تبلیغ'' رسائل کا مجموعہ ہے۔اس میں ایک رسالہ ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' مُرَتَّبہ مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ بھی شامل ہے۔

مولانا عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد، مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''مولانا نے مجموعی طور پر ۱۲۷ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں سے ایک فضائلِ اعمال ہے''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۰)

فضائل اعمال کتاب حدیثوں سے بھری پڑی ہے جیسا کہ اس کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں اور پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد نے اس کا یوں اعتراف کیا ہے:

''میں نے تبلیغی جماعت والوں کو دیکھا، ان کے فضائل اعمال کی کتابیں دیکھیں، ان کے وظیفوں کی کتابیں دیکھیں۔حدیث، حدیث...حدیث میں یوں آتا ہے...'' (خطبات بہاول پوری ۴/۴۵)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فضائل اعمال کتاب کو بہت مقبولیت ملی، دنیا کی کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا، اگر یہ کہا جائے کہ قرآن کے بعد سب سے زیادہ یہی کتاب پڑھی جا رہی ہے تو شاید مبالغہ نہ ہوگا۔اس کتاب سے استفادہ کرنے والوں میں غیر مقلدین بھی شامل ہیں۔ جو غیر مقلدین تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہیں وہ تو اس کتاب سے فیض یاب ہوتے ہی ہیں، ان کے علاوہ دوسرے غیر مقلد بھی اس سے استفادہ کیا کرتے ہیں۔

مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے ''صلوٰۃ الرسول'' کتاب لکھی، اپنی اس کتاب میں نام لیے بغیر فضائل اعمال سے حدیثیں لی ہیں، اس کا اعتراف غیر مقلدین نے بھی کیا ہے۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت کے ''شیخ الحدیث'' زکریا صاحب نے ''فضائلِ نماز'' میں ص ۳۳۶ تا ص ۳۳۸

''حدیث کی کتابوں'' سے نماز کے چالیس (۴۰) فضائل لکھے ہیں۔حکیم صاحب نے زکریا پر اعتماد کرتے ہوئے یہ فضائل ''صلوۃ الرسول'' میں نقل کر دیئے ہیں۔''

(علمی مقالات: ۵/۵۲۴)

مولانا عبدالرؤوف سندھو صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مؤلف [سیالکوٹی (ناقل)] علیہ الرحمۃ نے ''نماز کے لامثال محاسن'' کے تحت پچیس احادیث نقل کی ہیں اور ان کو نقل کرنے سے قبل و بعد ''صحاح ستہ'' کا حوالہ دیا ہے جب کہ ان میں تیرہ احادیث ایسی ہیں جو کتبِ ستہ میں نہیں بلکہ دوسری کتب میں ہیں...مؤلف نے ان سب حدیثوں کو تبلیغی نصاب سے نقل کیا ہے کیونکہ یہ سب احادیث اس کتاب میں موجود ہیں مگر واضح رہے کہ مولانا زکریا نے ان احادیث کے لیے صحاحِ ستہ کا حوالہ نہیں دیا بلکہ مطلقاً حدیث کی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔مولانا [محمد زکریا رحمہ اللہ (ناقل)] لکھتے ہیں: حدیث کی کتابوں میں نماز کے بارے میں بہت ہی تاکید اور بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں ان سب کا احاطہ کرنا مشکل ہے تبرکاً چند احادیث کا صرف ترجمہ لکھا جاتا ہے۔[انتھیٰ (ناقل)] اس کے بعد انہوں نے فضائلِ نماز کے بارے میں چالیس احادیث ذکر کی ہیں جن میں سے مؤلف [مولانا سیالکوٹی (ناقل)] علیہ الرحمہ نے بعض کو حذف کر دیا اور بعض کی ترتیب میں تبدیلی کی ہے، واللہ اعلم''

(القول المقبول فی تخریج و تعلیق صلوۃ الرسول صفحہ ۲۶۳)

فضائلِ اعمال کی مخالفت کی وجوہ

تبلیغی کام کی عمومیت اور کتبِ فضائل کی مقبولیت جہاں اپنوں کے لیے باعثِ خوشی ہے، وہاں مخالفین اس سے کُڑھنے لگے۔اُن کُڑھنے والوں میں ایک طبقہ غیر مقلدین کا ہے۔ان لوگوں نے جہاں تبلیغی جماعت کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا وہاں جماعت میں پڑھی جانے والی کتابوں کو بھی ہدفِ تنقید ٹھہرایا۔انہوں نے جن جن کتابوں کے خلاف اعتراضات اُٹھائے ہیں، اُن میں سے ایک کتاب فضائل اعمال بھی ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ اس میں کسی فرقہ کے خلاف کوئی تردیدی بحثیں نہیں، نہ ہی اس میں کسی فرقہ کو اپنا مدِ مقابل ٹھہرایا گیا۔مگر اس کے باوجود غیر مقلدین نے اس کتاب کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا۔بندہ نے اس پر کافی سوچ و بچار کی کہ آخر فضائلِ اعمال کے خلاف کتابیں لکھنے کی کیا وجوہ ہوسکتی ہیں؟ سوچنے پر جو باتیں ذہن میں آئی ہیں اُنہیں یہاں درج کیا جاتا

ہے۔

پہلی وجہ: اپنی جماعت سے نکلتے غیر مقلدین کو بچانا:

اوپر ’’تبلیغی جماعت میں غیر مقلدین کی شمولیت‘‘ عنوان کے تحت غیر مقلدین کے چند حوالے ہم نقل کر چکے ہیں کہ غیر مقلدین بھی جماعت میں وقت لگایا کرتے ہیں... جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جماعت میں لگنے کی وجہ سے کئی لوگ غیر مقلدیت سے تائب ہو گئے جیسا کہ اس کا اعتراف خود بعض غیر مقلدین نے بھی کیا ہے۔

چنانچہ مولانا محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد نے تبلیغی جماعت کے متعلق لکھا:

’’یہ کئی اہلِ حدیثوں کو حنفی بنانے میں کامیاب ہو گئے‘‘ (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے:۱۰۲)

اپنی جماعت سے نکلتے غیر مقلدین کو بچانے کے لیے ان لوگوں نے تبلیغی جماعت اور فضائلِ اعمال کے خلاف کئی کتابیں لکھیں اور بعضوں نے تو اس بات کا اعتراف بھی کیا ہے۔ پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد کی کتاب ’’تبلیغی جماعت کا اسلام‘‘ کا مقدمہ لکھنے والے صاحب نے کتاب تالیف کرنے کا مقصد بتاتے ہوئے لکھا:

’’اس کتاب کے لکھنے کا ایک مقصد تو یہ ہے کہ ان اہلِ حدیث حضرات کو خبر دار کیا جائے جو تبلیغی جماعت والوں کی میٹھی میٹھی باتوں اور ظاہری اخلاق کی وجہ سے ان کے چکر میں پھنس چکے ہیں۔‘‘

(صفحہ۱۵)

دوسری وجہ: تبلیغی جماعت سے نفرت

تبلیغی جماعت سے غیر مقلدین کو کئی وجوہ سے چڑ ہے جن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ جماعت کی قیادت علمائے احناف کے پاس ہے جب کہ غیر مقلدین انہیں اپنا مقابل سمجھتے ہیں، اس لیے وہ جماعت کی مخالفت میں اس حلقہ میں پڑھی جانے والی کتاب ’’فضائلِ اعمال‘‘ کی بھی مخالفت کیا کرتے ہیں۔ پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد نے لکھا:

’’تبلیغی جماعت دراصل حنفیت کی گونگی تبلیغ ہے‘‘ (تبلیغی جماعت۔ تاریخ و عقائد صفحہ۱۳)

مزید دیکھئے اعتراض:۲۷

تیسری وجہ: حدیثوں پر بلا وجہ جرح کا شوق

غیر مقلدین کا ایک فرقہ ایسا بھی ہے جس نے حدیث پر تنقید کو اپنا مشن بنایا ہوا ہے جیسا کہ ہم

نے خود غیر مقلدین کا اپنا اعتراف اعتراض: ۸۸ کے جواب میں نقل کر دیا ہے۔ فضائل اعمال میں بھی حدیثیں جمع کی گئی ہیں تو ان لوگوں نے اسے بھی تنقید کا ہدف بنا لیا۔ اور پھر تنقید کرتے ہوئے بہت سے مقامات پر وہ باتیں لکھ دیں جو حدیث کے خلاف ہیں۔ مثلاً:

(۱)......حدیث سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون اور بول پی لیا مگر معترض اسے اپنے اعتراض کی زَد میں لے آئے۔ دیکھئے اعتراض: ۱، ۲

(۲)......حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے کھانے کی تسبیح سُنی اور کنکریوں کی آواز سماعت فرمائی۔ مگر معترض نے فضائل اعمال پر تنقید کرتے ہوئے کہہ دیا کہ صحابہ کرام جمادات کی بولی نہیں سُن سکے۔ دیکھئے اعتراض: ۲۶

(۳)......حدیث میں ہے کہ مُردہ دفنا کر جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ مگر معترض نے سماعِ موتی کے نظریہ پر طعن کیا۔ دیکھئے اعتراض: ۲۷

(۴)......حدیث کی رُو سے سونے والا شخص مرفوع القلم ہے یعنی خواب میں اس سے جو عمل صادر ہو جائے، اسے گناہ نہیں ہوگا۔ مگر معترض نے خواب کے عمل کو گستاخی قرار دے دیا۔ دیکھئے اعتراض: ۲۸

(۵)......**عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ** حدیثِ نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ نوافل کی کثرت کرنی چاہیے۔ مگر معترض نے اعتراض کر دیا کہ گیارہ رکعات سے زیادہ نفل نہ پڑھے جائیں۔ دیکھئے اعتراض: ۳۱

(۶)......**اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ** حدیث کی رُو سے توبہ کرنے والا بخشا بخشایا ہے مگر معترض نے اسے گناہ گار قرار دیا۔ دیکھئے اعتراض: ۴۲

(۷)......ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ مگر معترض نے اس پر بھی اعتراض کر دیا۔ دیکھئے اعتراض: ۴۸

(۸)......ساری رات عبادت کرنا حدیث سے ثابت ہے مگر معترض نے اسے بھی اعتراض کا نشانہ بنا دیا۔ دیکھئے اعتراض: ۵۳

(۹)......سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔ (مسلم) مگر معترض نے حیات الانبیاء کا انکار کر دیا۔ دیکھئے اعتراض: ۸۷

(۱۰)......حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پیش ہوتا ہے مگر معترض نے اسے رَد کر دیا۔ دیکھئے اعتراض:۸۲ **(تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ)**

چوتھی وجہ: اصولِ حدیث سے انحراف

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے لکھ دیا ہے:

''اخیر میں اس امر پر تنبیہ بھی ضروری ہے کہ حضرات محدثین رضی اللہ عنھم اجمعین کے نزدیک فضائل کی روایات میں توسع ہے اور معمولی ضعف قابلِ تسامح ہے باقی صوفیہ کرام رحمھم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں اور ظاہر ہے کہ تاریخ کا درجہ حدیث کے درجہ سے کہیں کم ہے''

(فضائلِ اعمال صفحہ ۳۸۴)

کئی غیر مقلد علماء نے بھی اعتراف کیا ہے کہ محدثین کے ہاں ضعیف حدیثیں فضائل میں قابلِ قبول ہوا کرتی ہیں، دیکھئے اعتراض نمبر: ۸۷ کا جواب۔ لیکن غیر مقلدین کے ایک طبقہ نے اصولِ حدیث سے انحراف کرتے ہوئے اپنے اعتراضات کی بنیاد فضائل میں واردشدہ حدیثوں کے ضعف کو بنایا ہے۔ ضعیف حدیثوں کو فضائل میں تسلیم نہ کرنے کے حوالے سے معترضین غلطی پر ہیں مگر وہ اپنی اصلاح کی بجائے فضائلِ اعمال پر اعتراضات کیا کرتے ہیں۔

پانچویں وجہ: تکفیری ذہن

غیر مقلدین کا ایک طبقہ تکفیری ذہن رکھتا ہے جیسا کہ اس کا اعتراف خود غیر مقلد علماء نے کیا ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد اپنے لوگوں کے متعلق لکھتے ہیں:

''اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں'' (لغات الحدیث ۲/۹۱:ش)

مولانا شرف الدین دہلوی صاحب غیر مقلد اپنے غیر مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان صاحبان کے پاس سوا کفر کی ٹکسال کے اور کیا رکھا ہے مگر کفر بھی مسلموں اور موحدوں کے لیے ڈھالتے ہیں۔ ملحدین کفار کے لیے نہیں۔ یہ سب حسد یا لاعلمی یا خود غرضی ہے اور کچھ نہیں۔'' (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۲۱۱)

مولانا الٰہی بخش صاحب غیر مقلد نے تکفیری غیر مقلدین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

”اللہ تعالیٰ ہم مسلمین کو پھوٹ کی وبا سے محفوظ رکھے جو ذرہ ذرہ بات پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور فتویٰ لگانے سے خود کافر ہو جاتے ہیں۔“ (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۲۱۳)

غیر مقلدین میں ”وکیل اہلِ حدیث“ کا لقب پانے والے بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

”مولوی عبدالوہاب ساکن صدر بازار دہلی ...کو مسئلہ ترکِ تقلید میں غلو ہے اور وہ مطلق تقلید سے منکر ہیں اور تمام مقلدین کلمہ گو کو کافر کہا کرتے ہیں۔“ (اشاعۃ السنۃ ۲۳/۳۵۸)

مولانا ثناءاللہ مدنی صاحب غیر مقلد، اہلِ حدیثوں کو تکفیری کہتے ہوئے لکھتے ہیں:

”تکفیری توپوں کے رُخ غیروں کی بجائے اپنوں کی طرف زیادہ ہیں۔“

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۱/۵۰۵)

غیر مقلدین کے تکفیری لوگ فضائلِ اعمال لکھنے اور پڑھنے والوں کے عقائد کو تکفیری ذہن کی وجہ سے کفر یہ سمجھتے ہیں اس لیے ان کی تردید کے درپے ہو گئے ہیں۔

چھٹی وجہ: کشف والہام کا انکار

غیر مقلدین کے موجودہ طبقہ میں کثیر افراد ایسے پائے جاتے ہیں جو کشف والہام کو علمِ غیب کہہ کر اس کے ثبوت کا انکار کر دیتے ہیں اور جہاں کہیں فضائل کے رسالوں میں کسی بزرگ کا کشف یا الہام دیکھتے ہیں تو اس کی تردید کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ مخلوق کو کشف والہام کا ہونا حدیثوں سے ثابت ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی چیزوں کا کشف ہوا: مکہ میں بیٹھے ہوئے بیت المقدس کو دیکھنا، سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لینا، جنت و دوزخ کو دیکھنا وغیرہ۔

اسی طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حمل کا کشف ہوا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو دور دراز کے علاقہ میں لڑتا ہوا لشکر نظر آیا تو **یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ** جملہ کہا۔ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مسجد میں اس شخص کا علم ہو گیا جس سے مسجد کی طرف آتے ہوئے بدنظری کا گناہ ہو گیا تھا۔ علامہ ابن قیم حنبلی رحمہ اللہ نے ”کتاب الروح“ میں کشف والہام کے بہت سے واقعات بیان کئے ہیں۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ابن القیم کی ثابت شدہ: کتاب الروح...“ (توضیح الاحکام ۱/۱۱۹)

مزید دیکھئے ''توضیح الاحکام ۱/۵۵۵، ۵۶۰''

یاد رہے کہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تارکِ تقلید اہلِ حدیث ہیں، ان کی ایک کتاب میں لکھا ہے:

''ابن القیم رحمہ اللہ جیسے تقلید کے مخالف جنہوں نے اعلام الموقعین میں کئی وجوہ سے تقلید کو باطل ثابت کیا ہے، تقلید کے نام نہاد دلائل کے بخئے ادھیڑ دیئے'' (مقالات الحدیث صفحہ ۲۳۱)

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث کے سرخیل امام ابنِ قیم رحمہ اللہ'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۱/۲۶۳)

غیر مقلدین کے بھی بہت سے علماء ہیں جنہوں نے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی طرح بزرگوں کے کشف والہام اپنی کتابوں میں بیان کر رکھے ہیں دیکھئے ان کی کتابیں: تذکرہ اہلِ صادق پور، کرامات اہلِ حدیث وغیرہ۔

لیکن غیر مقلدین کا ایک طبقہ کشف والہام کو علمِ غیب کا درجہ دیتا ہے۔اس لیے کشف والہام والے واقعات پہ سیخ پا ہو جاتا ہے۔اگر یہ طبقہ کشف والہام کا وجود مان لے تو فضائل کی کتابوں پہ کیئے گئے کئی اعتراضات فنا ہو جائیں گے۔کشف والہام کا ثبوت اپنی جگہ مسلّم ہے،اس لیے غیر مقلدین کو بجائے فضائل اعمال پر اعتراضات کے اپنی اصلاح کر کے کشف والہام کی حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے۔

ساتویں وجہ: کرامات سے عقائد کشید کرنا

غیر مقلدین کا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو کرامات سے عقائد کشید کرتا ہے مثلاً اگر کرامت کے ذریعے کسی بزرگ کو کوئی کشف ہو گیا، مستقبل کی کسی خبر کی اطلاع ہو گئی تو یہ لوگ ایسی باتوں کو کرامت کہنے کی بجائے یوں تاثر دینے لگ جاتے ہیں کہ دیوبندی اپنے بزرگوں کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اس لیے انہیں فلاں فلاں چیزیں معلوم ہو گئیں۔

حالانکہ کرامت و معجزہ سے کسی مخفی بات کا علم ہو جانا اپنی جگہ مسلَّم ہے مگر اسے علم غیب کا نام دینا غلط ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی غیب کی باتوں کی خبر دی گئی، صحابہ کرام اور اولیاء امت کو بھی کئی کشف ہوئے مگر اہلِ حق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ اور اولیاء امت کو عالم الغیب نہیں کہتے۔

مستقبل کے حالات کی خبر دینے کو ''علم الغیب'' سے تعبیر کر کے اعتراض کرنے والے یہاں

درج ذیل اقتباس ملاحظہ کریں۔

حدیث میں آتا ہے کہ سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔ مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اِس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''مومن کے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ بعض مومنوں کو خواب کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ مستقبل کے حالات سے باخبر کر دیتا ہے جیسے نبیوں کو وحی کے ذریعے سے آگاہ کیا جاتا رہا ہے'' (شرح ریاض الصالحین ۱/۶۶۴)

اسی طرح کرامت کے ذریعے کوئی کارنامہ وجود میں آجائے تو مخالفین الزام لگانا شروع کر دیتے ہیں کہ دیوبندی اپنے بزرگوں کو مختارِکل سمجھتے ہیں حالانکہ معجزہ اور کرامت کے ذریعے جو کام بھی وجود میں آتا ہے اس میں نبی یا ولی کی اپنی طاقت نہیں ہوتی، بلکہ اس کے پیچھے اللہ کی قدرت کارفرما ہوتی ہے البتہ اس کا ظہور نبی یا ولی کے ہاتھوں ہوتا ہے۔ اولیاء کرام کی کرامات سے انہیں حاضر و ناظر، عالم الغیب اور مختارِکل سمجھ لینا دورِ حاضر کے بریلویوں کی سوچ ہے، اہل السنّت والجماعت اہلِ حق کی نہیں۔

افسوس! بہت سے غیر مقلدین بھی ایسی سوچ رکھتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ وہ بزرگوں کی کرامات کو دیکھ کر انہیں خدائی اختیارات سے متّصف مان لیتے ہیں اور جب کہ غیر مقلدین کرامات سے عقائد کشید کر کے انہیں علمائے اہلِ سنت دیوبند کے سر تھوپ دیتے ہیں۔ حالانکہ جس طرح اہلِ بدعت کا کرامات سے عقائد کو اخذ کر کے اپنا عقیدے بنا لینا غلط ہے اسی طرح غیر مقلدین کا کرامات سے عقائد کو کشید کر کے اہل السنّت کے سر مڑھنا بھی زیادتی ہے۔ اگر غیر مقلدین کشف و کرامات سے عقائد کشید کر کے اہلِ سنت کے ذمہ لگانا چھوڑ دیں تو ان کے بہت سے اعتراضات اپنا وجود کھو بیٹھیں گے۔ کرامات سے عقائد کشید کرنے کی غلطی غیر مقلدین کی اپنی ہے مگر وہ اپنی اصلاح کرنے کی بجائے اہلِ سنت پر الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں۔

یہاں یہ بھی سوچ لیں کہ اگر بالفرض تبلیغی جماعت کے عقائد خراب ہوتے تو اُن کے ساتھ جُڑنے اور وقت لگانے والوں کے عقائد متاثر ہوتے جب کہ اُن کے عقائد کی صحت کو کئی غیر مقلدین بھی تسلیم کرتے ہیں مثلاً

مولانا محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد، جماعت میں وقت لگانے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وہ عقیدۃً اور عملاً مسلمان ہو گئے ہیں اور گو اس سے بیشتر انہوں نے کبھی اپنی پیشانی اللہ کے حضور زمین پر نہیں رکھی تھی لیکن اب وہ پکے نمازی بن گئے ہیں اور اس طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح اور سب مسلمان پڑھتے ہیں'' (مقالاتِ راشدیہ ۱/۱۵۵)

راشدی صاحب کی گواہی ''وہ عقیدۃً اور عملاً مسلمان ہو گئے ہیں'' کو ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔

آٹھویں وجہ: تصوّف سے بغاوت

موجودہ غیر مقلدین میں سے اکثر لوگ تصوف کے باغی ہیں۔ یہاں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد کا دُکھڑا سنتے جائیں۔

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''بیس پچیس برس سے ہمارے بعض اصحابِ قلم نے صوفیاء پر تنقید کو اپنے لیے ضروری قرار دے رکھا ہے'' (دبستانِ حدیث صفحہ ۶۳۳)

بھٹی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''نہایت افسوس ہے کہ اب دعا و وظائف اور تصوف کی روایت جماعتِ اہلِ حدیث میں ختم ہو گئی ہے۔ بلکہ میں نے سُنا ہے کہ بعض برخود غلط لوگ اسے بدعت قرار دیتے ہیں **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔**'' (نقوشِ عظمتِ رفتہ صفحہ ۲۳)

چونکہ فضائل اعمال میں کہیں کہیں تصوف اور صوفیاء کا ذکرِ خیر بھی ہے، اس لیے تصوف کے باغی غیر مقلدین فضائل اعمال پر برسنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ تصوّف کی وجہ سے اعتراضات کرنا دو وجوہ سے درست نہیں۔

اول: اس لیے کہ غیر مقلدین کے اکابر تصوف کے قائل ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ تصوف قرآن و حدیث سے ثابت شدہ چیز ہے اور اصلاحِ نفس میں یہ بہت مؤثر ہے۔ حوالہ جات ہم نے کتاب میں نقل کر دیئے ہیں۔ دیکھئے اعتراضات نمبر ۱۰۸ تا ۱۱۶ کے جوابات۔

دوم: غیر مقلدین صوفیاء کی حکایتوں سے عقائد کشید کر کے مصنفِ فضائل اعمال مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ پر تھوپ دیتے ہیں جب کہ انہوں نے خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ یہ حکایتیں تاریخی حیثیت کی ہیں حضرت کے الفاظ یہ ہیں:

''صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے واقعات تو تاریخی حیثیت رکھتے ہی ہیں'' (فضائلِ اعمال صفحہ ۳۸۴)

صاف ظاہر ہے کہ تاریخ سے عقائد ثابت نہیں ہوتے۔مگر افسوس کہ غیر مقلدین تاریخی واقعات کو دیوبندی عقائد کہہ کر اس کی تردید کرنے لگ جاتے ہیں۔

نویں وجہ: مخالفت برائے مخالفت

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ جو اتنی سر کھپائی اور مغزماری کی گئی ہے،اس پر تو کوئی جزاک اللہ بھی نہیں کہے گا۔ بلکہ الٹا اس سے جمعیت کے بعض ارکانِ عالی قدر کی پیشانیوں پر بھی شکنیں ابھرآئی ہوں گی۔میرے جن سات صحافی بھائیوں نے ''ترجمان الحدیث'' کا خاص نمبر اتنی محنت سے مرتب کیا، وہ بھی میری سیدھی سادھی باتوں سے چیں بہ چیں ہوں گے اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کے نازک مزاج مداحوں کو بھی طیش آرہا ہوگا کہ میں نے علامہ کے متعلق لکھتے وقت ان کے دماغ سے کیوں نہیں سوچا؟ ان کے قلم سے کیوں نہیں لکھا؟ اور زبان سے کچھ کہنے کے لیے ان کی زبان سے کیوں مدد نہیں لی؟...میری ان گزارشات کو خوردبین سے دیکھا جائے گا۔لہٰذا بہتر یہی ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے، ان حضرات سے جان چھڑانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ان عالی قدر خدامِ جماعت کی تگ و دو میں بھی پیٹ کا بہت بڑا دخل ہے'' (ہفت اقلیم صفحہ ۲۴۸)

بھٹی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''جماعت اہلِ حدیث کے علماء عظام کو لیجئے، یہاں ہر شخص مقام اجتہاد پر فائز ہے اور ہر چھوٹا بڑے کے مقابلے میں تلوار لیے کھڑا ہے، زبان سے بھی للکار رہا ہے اور قلم سے بھی فرمانِ شاہی جاری کر رکھا ہے کہ ''چل میرے خامہ بسم اللہ'' اس گستاخی کا نام ہم نے کلمہ حق رکھا ہے۔جن بزرگوں سے فیض حاصل کیا ہے اور جن کی توجہ سے کچھ پڑھنے کے لائق ہوئے انہی کی مخالفت کو اپنا فرض ٹھہرالیا۔''

(نقوش عظمت رفتہ صفحہ ۳۵۳ مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور)

جب غیر مقلدین کو ''مخالفت برائے مخالفت'' کا اتنا شوق ہے کہ ہر چھوٹا بڑے کے سامنے تلوار لیے کھڑا ہے اور اپنے استادوں کی مخالفت تک کو فرض سمجھتے ہیں تو وہ کسی اور کی کیا رعایت کریں گے؟

دسویں وجہ: اختلاف کو ہوا دینے اور نکتہ چینی کے خوگر

مولانا سیف اللہ صاحب غیر مقلد اپنے غیر مقلدین کے متعلق کہتے ہیں:

''مگر یہ (مجھ پر) ناراض ہیں، ہر وقت اختلافی باتیں کیوں نہیں کرتا، بڑا تنگ کیا گیا...اکثر اہل ِحدیث اعتماد اس پر کرتے ہیں جو ہر تقریر میں اختلاف رائے واضح کرتا رہے یہی وجہ ہے کہ میں

جماعت میں مقبول نہیں ہوسکا۔'' (ہم اہلِ حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۴۳۴)

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

''ایک عجیب بات یہ ہے کہ اہلِ حدیث عموماً نہایت متشدد ہوتے ہیں۔ تھوڑی سی چیز پر سخت سے سخت نکتہ چینی کے خوگر۔'' (حضرت مولانا داود غزنوی صفحہ ۱۸)

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد اپنے غیر مقلدین کی طرف سے خدشہ پیش آنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان حضرات کی بارگاہ پُر عصمت سے ہمیں کیا ملے گا؟ تنقید! طعن وتشنیع!! غصے سے بھرپور باتیں!!! ان فرامین مقدسہ سے ہماری تواضع فرمائی جائے گی کہ یہ غلط ہے۔ وہ غلط ہے۔ یہ واقعہ یوں بیان کرنا چاہیے تھا اور یہ یوں لکھنا چاہیے تھا۔ وہ بات سمجھ میں نہیں آئی اور یہ بات واضح نہیں کی۔''

(ہفت اقلیم صفحہ ۲۴۹)

فضائلِ اعمال کے دفاع میں لکھی گئی کتابیں

بہر حال وجوہات کچھ بھی ہوں غیر مقلدین نے فضائل اعمال کے خلاف ایک مہم چلا رکھی ہے اور با قاعدہ اس حوالے سے کتابیں لکھ رہے ہیں۔ علمائے اہل السنّت نے انہیں جوابات بھی دیئے ہیں۔ جوابی کتابوں میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ کتبِ فضائل پر اشکالات کے جوابات مصنفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ، اس میں غیر مقلدین کے اشکالات کا جواب بھی ہے۔

۲۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل مؤلفہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ۔ حضرت نے اپنے فتاویٰ کے مجموعہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں تبلیغی جماعت اور فضائل اعمال پر بعض اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

۳۔ ایک یادگار ملاقات مؤلفہ مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ۔ یہ رسالہ حضرت کے مجموعہ رسائل میں شامل ہے۔

۴۔ فضائلِ اعمال پر اعتراض کیوں؟ تقریر مولانا محمد اسماعیل محمدی رحمہ اللہ

۵۔ تبلیغی جماعت علمائے حق کی عدالت میں، مولانا محمد ایوب کوہاٹی صاحب دام ظلہ

۶۔ فضائلِ اعمال وصدقات پر بعض اعتراضات کے جوابات مؤلفہ مولانا محمد بلال صاحب

حفظہ اللہ

فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع

بندہ نے بھی زیرِ نظر کتاب فضائل اعمال کے دفاع میں لکھی ہے جو نسبتاً مفصل ہے۔اس کتاب کا مختصر سا تعارف اور کچھ دیگر باتیں یہاں عرض کر دیتا ہوں۔

(۱)......فضائلِ اعمال کے دفاع پر یہ تفصیلی کتاب ہے، اس پہلی جلد میں غیر مقلدین کے ۱۳۰،اعتراضات کا جواب ہے۔

(۲)......بندہ نے کوشش کی ہے کہ ہر جگہ مخالف کا اعتراض پورا نقل کر کے جواب دیا جائے۔

(۳)...... چونکہ اصل جواب تحقیقی ہوتا ہے،اس لیے بندہ نے ہر اعتراض کا پہلے تحقیقی جواب دیا ہے۔اگر کہیں تحقیقی جواب نہ دیا ہو یا تحقیقی جواب کمزور ہو تو مجھے ایسے مقام کی نشاندہی کی جائے تا کہ اگلی طباعت میں اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

(۴)......تحقیقی جواب دینے کے ساتھ بہت سی الزامی عبارتیں بھی پیش کی ہیں۔چونکہ اس کتاب میں غیر مقلدین کو انہی کا آئینہ بھی دکھایا ہے اس لیے فضائلِ اعمال کے دفاع کے ساتھ ساتھ یہ کتاب غیر مقلدیت کا اچھا خاصا تعارف کرا سکے گی ان شاء اللہ۔مگر یاد رہے کہ غیر مقلدین کی کتابوں سے نقل کی گئی تمام عبارتیں محض الزاماً ہیں، اُن سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں۔

(۵)......اگر کہیں الزامی جواب کے اندر تحقیقی جواب بھی موجود تھا تو صرف الزامی جواب پر اکتفاء کر لیا مثلاً معترض نے کہا: تلاوت کا ثواب ایصال کرنا بے دلیل ہے۔بندہ نے اس پر جو الزامی حوالہ جات پیش کیے ہیں اُن میں تلاوت کے ایصالِ ثواب کی دلیل بھی موجود تھی۔دیکھئے اعتراض:۴۳

(۶)......مخالفین نے فضائلِ اعمال پر اعتراض کرتے ہوئے جو بھی عبارت پیش کی خواہ اس کا تعلق تصوف سے تھا، تاریخ سے تھا، مسائل سے تھا یا بزعمِ معترض عقائد سے تھا غرض جیسی کیسی عبارت تھی بندہ نے تحقیقی جواب دینے کے بعد اس طرح کی عبارت بلکہ اس سے بڑھ کر عبارت غیر مقلدین کی کتابوں سے پیش کر دی ہے۔جہاں انہیں ان کے گھر سے ایسی عبارات نہ دکھائی ہوں، ایسے مقامات کی گنتی تو نہیں کی، البتہ اندازہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیوں سے زیادہ نہیں ہوں گے، ان شاء اللہ۔

(۷)......غیر مقلدین کے پاس جب الزامی حوالہ جات کا جواب نہیں ہوتا تو جان چھڑانے کا

آخری حل یہی ہوتا ہے کہ ہم قرآن وحدیث ماننے کے پابند ہیں، اپنے ان مولویوں کو نہیں مانتے۔
عرض ہے کہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ:

''اہلِ حدیث جو کچھ کرتے اور جو کچھ کہتے ہیں سب حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنا پر کرتے اور کہتے ہیں۔ اپنی رائے محض سے نہ کچھ کہتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔''

(واضح البیان صفحہ ۵۶۰، مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد)

غیر مقلدین کو مذکورہ بالا دعوے کی وجہ سے اپنے علماء کی باتوں کو حدیث سے ماخوذ سمجھ کر مان لینا چاہیے۔

نیز اگر غیر مقلدین اپنے مولویوں کو نہ بھی مانیں، اُن پر وہ فتویٰ تو لگا سکتے ہیں جو مصنف فضائلِ اعمال، دیوبند، تبلیغی جماعت اور احناف پر لگایا ہے مثلاً اگر فضائلِ اعمال میں موجود کسی بات کو بدعت کہا، کسی کو شرک، کسی کو مخالفتِ حدیث اور کسی کو عقیدہ کا بگاڑ قرار دیا، جب کہ بالکل وہی بات غیر مقلدین کی کتابوں میں مذکور ہے تو اپنے غیر مقلدین کو بدعتی، مشرک، مخالفِ حدیث اور عقیدہ کو بگاڑنے والا کہیں۔ کسی پر فتویٰ لگانے کے لیے انہیں ماننا ضروری نہیں ہوتا۔ ہماری اس کتاب کا جو غیر مقلد جواب لکھے وہ اپنے غیر مقلد علماء کو نہ بھی مانے اُن پر فتویٰ تو لگا سکتا ہے لہذا صرف یہ کہہ دینا کافی نہیں ہوگا کہ میں ان کو نہیں مانتا بلکہ اُن پر فتویٰ لگانا ضروری ہے۔

(۸)......عموماً کوشش رہی ہے کہ جہاں کہیں کسی غیر مقلد کی کتاب کا حوالہ دیا تو کتاب اور صفحہ کی تعیین کے ساتھ دیا ہے۔

(۹)......اس کتاب میں غیر مقلدین کی کتابوں میں سے درج ذیل چار کتب کا جواب دیا گیا ہے۔

۱۔ تبلیغی جماعت کا نصاب، مؤلفہ جناب محمد شکیل احمد میرٹھی
۲۔ تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ، مؤلفہ مولانا عبید الرحمٰن محمدی
۳۔ تبلیغی جماعت تاریخ وعقائد، مؤلفہ پروفیسر طالب الرحمٰن
۴۔ تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں، مؤلفہ مولانا محمد قاسم خواجہ

(۱۰)......ان کتابوں کا الگ الگ باب کی صورت میں جواب دیا ہے۔ نیز ہر کتاب کا صفحات کی ترتیب سے جواب لکھا یعنی جو اعتراض پہلے تھا اس کا جواب پہلے دیا پھر ترتیب سے جواب

دیتا گیا۔

(۱۱)......ان کتابوں میں سے فضائلِ اعمال پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ بعض ناشرین نے فضائلِ درود کو بھی فضائلِ اعمال کے ساتھ شامل کر کے شائع کیا ہے، اس لیے بندہ نے فضائل اعمال کے ساتھ فضائل درود پر وارد اشکالوں کا جواب بھی عرض کر دیا۔

(۱۲)......غیر مقلدین کی مذکورہ چار کتابوں میں تبلیغی جماعت پر بھی اعتراضات کیے ہیں اور فضائل کی دیگر کتابوں: فضائلِ صدقات، فضائلِ حج کو بھی اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا ہے۔ ان کے جواب کے لیے بندہ نے الگ بہ عنوان ''تبلیغی جماعت کا عادلانہ دفاع'' کتاب لکھنی ہے، اس لیے ایسے اعتراضات کا جواب اس کتاب ''فضائلِ اعمال کا عادلانہ دفاع'' میں عرض نہیں کیا۔

(۱۳)......ان چار کتابوں میں مذکور جس اعتراض کا جواب بندہ نے ایک بار کہیں دے دیا، اگر وہی اعتراض دوسری کتاب میں آیا تو اسے عموماً نظر انداز کر دیا ہے اس لیے اگر کسی اعتراض کا جواب مطلوبہ باب میں نہ ملے تو اسے تلاش کرنے کے لیے دوسرے ابواب کو دیکھ لیا جائے۔ فہرست دیکھ لی جائے تو بھی مطلوبہ اعتراض کے جواب تک پہنچنے میں آسانی رہے گی۔

(۱۴)......قریباً ہر جگہ غیر مقلدین کے اعتراض کی عبارت کو لفظ بہ لفظ نقل کیا ہے بلکہ بہت سے مقامات پر فضائلِ اعمال کی جس عبارت پر اعتراض کیا گیا اسے بھی نقل کیا تا کہ بات واضح طور پر قارئین کو سمجھ آسکے۔

(۱۵)......فضائلِ اعمال کے دفاع میں جو کتابیں پہلے لکھی گئی ہیں، اُن سے بھی بندہ نے استفادہ کیا ہے اور بہت کچھ نیا مواد بھی اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

(۱۶)......بہت سے ایسے اعتراضات کے جواب بھی عرض کر دیئے ہیں جنہیں پہلوں نے اختصار یا مصروفیت کے پیشِ نظر یا انہیں سطحی سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔

(۱۷)......تبلیغی جماعت اور فضائلِ اعمال کے خلاف بندہ کے پاس غیر مقلدین کی دس کتابیں موجود ہیں مگر مذکورہ بالا چار کتابیں نسبتاً پرانی ہیں اس لیے میں نے پہلے انہی کا جواب لکھنا مناسب سمجھا۔

(۱۸)......غیر مقلدین کی طرف سے فضائلِ اعمال یا تبلیغی جماعت کے خلاف کوئی نئی کتاب منظرِ عام پہ آئے تو اطلاع دیں۔ بندہ اس کا بھی منصفانہ جائزہ لے گا، ان شاء اللہ۔

(۱۹)...... یہ کتاب اگرچہ نسبۃً جامع اور مفصل ہے مگر اس سے پہلے لکھی گئی کتابوں کی اپنی افادیت ہے، بلکہ وہ **اَلْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ** کی مستحق ہیں۔اس لیے ان کا بھی ضرور مطالعہ کیا جائے۔

(۲۰)...... کچھ لوگ اختصار کو پسند کرتے ہیں، نیز وہ محض تحقیقی جواب کے متلاشی ہوتے ہیں جب کہ بندہ نے تفصیل سے لکھا ہے اور الزامی جوابات بھی عرض کئے ہیں، اس لیے اگر ایسے لوگوں کی تسکین نہ ہو تو ان سے پیشگی معذرت ہے۔

(۲۱)...... جواب دیتے ہوئے جہاں قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہ کو پیش کیا گیا وہاں محدثین کے حوالے بھی پیش کئے ہیں کیونکہ غیر مقلدین محدثین سے عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ تمام محدثین تارک تقلید تھے۔

(۲۲)...... جن چار کتابوں کا جواب دیا ہے ان میں کوئی ایسا اشکال جس کا تعلق فضائلِ اعمال سے ہو اور اس کا جواب میری اس کتاب میں درج ہونے سے رہ گیا ہو، اس کی نشاندہی فرمائیں۔ دوسری جلد میں اس کا جواب عرض کر دیا جائے گا، ان شاء اللہ۔

(۲۳)...... اس کتاب کو وقفہ وقفہ سے لکھا جاتا رہا بیچ میں مہینوں کا انقطاع رہا بلکہ ایک بار سالوں کا وقفہ بھی آیا، اس لیے ایسے ہو سکتا ہے کہ کہیں تکرار آ گیا ہو۔اگر کہیں تکرار ملے تو برداشت کر لیں۔

(۲۴)...... احباب کو جب میری اس کتاب کے لکھے جانے کا علم ہوا تو کچھ لوگوں نے فرمائش کی کہ غیر مقلدین کے علاوہ دوسرے جن لوگوں نے فضائلِ اعمال پر اعتراضات کیے ہیں ان کے جوابات بھی ہو جائیں تو اچھا ہوگا مگر ان کی فرمائش کو اس وجہ سے پورا نہ کر سکا کہ جواب دینے کے لیے خود معترض کے فرقہ کی کتابیں بھی درکار ہوتی ہیں جب کہ غیر مقلدین کے علاوہ دوسرے لوگوں کی کتابیں میرے پاس نہیں۔ دیگر فرقوں کے اعتراضات کے جواب کے لیے کوئی اور صاحب ہمت کر لیں گے ان شاء اللہ۔

(۲۵)...... بندہ نے جب کتاب لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو احباب میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ ایک ہی اعتراض جس جس کتاب میں ہو سب کتابوں کی عبارت نقل کر کے سب کا جواب ایک ہی جگہ آ جائے۔بعض نے رائے دی کہ کتاب میں **اَلْاَهَمُّ فَالْاَهَمُّ** کی ترتیب ہو یعنی پہلے اُن اعتراضات کا جواب ہو جو توحید سے متعلقہ ہوں، پھر اُن کا جو رسالت ونبوت کے حوالے سے ہوں، پھر اُن کا جو صحابہ

کرام سے بارے میں ہوں....مگر بندہ نے کتاب وار رہر کتاب کا الگ الگ جواب لکھنا مناسب سمجھا تاکہ کوئی غیر مقلد جواب الجواب لکھنا چاہے اُسے آسانی رہے۔ہم نے اُن کی آسانی کے لیے ہر کتاب کا الگ الگ جواب لکھا ہے۔اب دیکھتے ہیں کہ وہ ہماری طرف سے دی گئی آسانی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کتنا جلدی جواب الجواب لکھتے ہیں؟ ہمیں اس کا انتظار رہے گا۔

(۲۶)......غیر مقلدین کے اعتراضات میں کئی جگہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ کو اُن کے شایانِ شان مخاطب نہیں کیا گیا۔قارئین ایسے مقامات پر مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد کی درج ذیل عبارت ذہن میں لے آئیں:

''اکثر اہل حدیث علماء اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھتے۔''

(الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی صفحہ ۱۷۶)

جو لوگ اپنے اساتذہ کے ادب واحترام کو پامال کر دیتے ہوں اُن سے کسی سنّی عالم کے ادب کی کیا توقع کریں؟

معترضین کے سطحی اعتراضات

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اعتراض کرنے والوں نے کس کو چھوڑا ہے؟...دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ خود اعتراض میں کتنا وزن ہے۔''

(اَرمُغانِ حنیف صفحہ ۱۵۳)

فضائلِ اعمال پر کیے گئے اعتراضات کتنے وزنی ہیں؟ اس کے لیے آنے والا اقتباس ملاحظہ ہو۔

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب غیر مقلد کی کتاب ''تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں'' کی ابتداء میں کسی صاحب نے ''حرفِ ناصحانہ'' عنوان سے دو صفحات تحریر کیے ہیں۔ذیل میں اس تحریر ''حرفِ ناصحانہ'' کا ایک اقتباس پڑھیے:

''تبلیغی جماعت کے طرزِ تبلیغ اور نصاب تبلیغ کے حوالے سے گزشتہ پون صدی سے اب تک کئی تحریریں معرض وجود میں آئی ہیں ان میں بیشتر تحریروں میں یا تو مسلکی تعصب کا اظہار ہے یا سیاسی اغراض و مقاصد کار فرما ہیں یا پھر سطحی اور ردی اعتراضات ایسے غیر علمی انداز میں اُٹھائے گئے ہیں کہ جس سے خود تنقید نگار ہی کی کم علمی اور جہالت آشکارا ہوتی ہے ایسی تحریروں اور کتابوں کے مصنفین کے بارے میں بلا خوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے تبلیغی جماعت کے نہ طرزِ تبلیغ کو سمجھا اور نہ

نصابِ تبلیغ کو‘‘ (تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں صفحہ ۱۰)

اس سے معلوم ہوا کہ فضائل اعمال اور تبلیغی جماعت کے مخالفین نے سطحی قسم کے اشکال کیے ہیں۔ان اشکال کی سطحیت کہیں تو اس قدر زیادہ ہے کہ قارئین کئی جگہ سوچنے پہ مجبور ہو جائیں گے کہ یہ بھی کوئی اشکال ہے؟ ہوسکتا ہے کہ کچھ لوگ یہ بھی کہنے لگیں ایسے فضول اعتراض کے جوابات کی ضرورت ہی کیا تھی؟

لیکن بات یہ ہے کہ مخالف کے اعتراض میں جان ڈالنا تو ہمارا کام نہیں۔ہم نے تو دفاع کا فریضہ سرانجام دیا ہے اُن کا اشکال کتنا ہی سطحی ہو ہم نے تو جواب دینا ہے۔اگر اُن کے ان اشکالات کو فضول اور سطحی سمجھ کر چھوڑ دیا جائے تو وہ دعویٰ کریں گے کہ ہمارے ان اشکال کا جواب کسی کے پاس نہیں۔

تنبیہ: سطحی اشکال کرنے والوں میں ڈاکٹر محمد سلیم صاحب بھی شامل ہیں ان کے اشکالات کی سطحیت کو ہم اپنی اسی کتاب کی دوسری جلد میں تحریر کریں گے،ان شاءاللہ۔

اظہارِ تشکُّر

اس کتاب کی تالیف میں احباب نے میری بہت حوصلہ افزائی کی ہے ان میں سرفہرست حضرت مولانا محمد منیر احمد منور صاحب دام ظلہ (شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا) ہیں۔حضرت وقتاً فوقتاً فون اور بالمشافہ گفتگو کے ذریعہ حوصلہ افزائی فرماتے ہیں،دعائیں دیتے ہیں اور کبھی کبھی مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی صاحب دام ظلہ (رئیس شعبہ دعوۃ والارشاد،جامعہ خیر المدارس ملتان) بھی رہنمائی کرنے کے ساتھ ساتھ حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں۔

اور حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب دام ظلہ (فیصل آباد) نے کتاب کے اکثر حصہ کی نظرِ ثانی فرمائی ہے اور کتاب کی اشاعت کے لیے کوشاں ہوئے ہیں۔انہی کی محنت و کاوش سے کتاب اشاعت کے مراحل سے گزر کر قارئین کے ہاتھوں پہنچے گی،ان شاءاللہ۔

حضرت مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی صاحب حفظہ اللہ نے مختلف مقامات سے کتاب کا بیشتر حصہ پڑھا،کتاب کی متعدد اغلاط کی نشاندہی کی،بعض مقامات میں تعبیر تبدیل کرنے کا مشورہ دیا اور بہت زیادہ حوصلہ افزائی بھی فرمائی ہے۔

جن حضرات نے زبانی دعائیں دی ہیں ان میں میرے تین اساتذہ: حضرت مولانا قاری اللہ نواز صاحب دام ظلہ، حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب دام ظلہ اور حضرت مولانا مفتی عبدالمجید صاحب دام ظلہ شامل ہیں۔

اور حضرت مولانا محمد عمر قریشی صاحب دام ظلہ (کوٹ اڈّو، ضلع مظفر گڑھ) نے موبائل فون پہ گفتگو کرتے ہوئے دعائیں دیں اور کچھ ہدایات بھی فرمائیں۔

اور بھی بہت سے حضرات ہیں جنہوں نے کسی نہ کسی انداز میں میرا تعاون کیا ہے اُن میں سے کچھ کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا جمیل الرحمٰن عباسی صاحب (مدیر مجلّہ تسکین الصدور، بہاول پور)

مولانا حمزہ احسانی صاحب (مدیر مجلّہ صفدر گجرات)

ماشاءاللہ مولانا حمزہ صاحب نے کمپوزنگ کی سیٹنگ میں بہت زیادہ تعاون کیا ہے۔

مفتی منور احمد صاحب، مولانا محمد طیب صاحب، مولانا محمد حسن صاحب

(مدرسینِ دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ)

دیگر احباب کی دعائیں

نیز کتاب شروع کرتے وقت موبائل فون کے ذریعہ احباب کو درج ذیل پیغام بھیجا تھا:

''غیر مقلدین کے اشکالات کے جواب میں بندہ کی کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' زیرِ ترتیب ہے تکمیل وطباعت کی دُعا فرمائیں''

احباب نے دعاؤں سے نوازا۔ جن کے دعائیہ کلمات محفوظ ہوسکے وہ یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

''دُعا ہے'' (پیر طریقت حضرت مولانا جلیل احمد اخون، بہاول نگر)

''اللہ تبارک وتعالیٰ آسانی فرمائے'' (مفتی محمد یوسف الحسینی حفظہ اللہ، جامعہ مدنیہ بہاول پور)

''اللہ خیر کرے اور جلد پایہ تکمیل تک پہنچائے، آمین'' (قاری محمد ابوبکر صاحب، جہلم)

''بندہ حضرت والا کی کتاب کے لیے دل سے دُعا گو ہے، اللہ آسانی فرمائے، آمین''

(مولانا وسیم اللہ یار، احمد پور شرقیہ)

''اللہ پاک مدد فرمائے اور غیب سے اسباب ووسائل مہیا فرمائے، آمین''

(مولانا ظفر اقبال صاحب، کراچی)

''حضرت مولانا صاحب! تازہ تصنیف ''عادلانہ دفاع'' کا تذکرہ گذشتہ شب مولوی طارق کی زبان سے سُنا، اب پھر یہ میسج پڑھا۔ سچ ہے دل باغ باغ ہوگیا۔ آنجناب کی زیارت کرنے، تقریر سننے اور مختلف رسائل میں مضامین پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ بندہ تو اتحاد اہل السنّت کے ہر ہر مناظر، مبلغ کا خادم اور دل کی گہرائیوں سے معتقد ہے۔ یقیناً اس تصنیف کی تکمیل وقبولیتِ عامہ کے لیے دعا ہمارا مسلکی فریضہ ہے بغیر خوشامد کے عرض ہے کہ ابھی اسی غرض سے یٰسین شریف پڑھ کر دُعا کی ہے۔'' (قاری محمد جاوید عظیمی، رحیم یار خاں)

میں ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے بالخصوص حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب کو زیارتِ حرمین اور سعادتِ دارین نصیب فرمائے اور اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدرس دارالعلوم فتحیہ امیر حمزہ ٹاؤن احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

یکم رجب ۱۴۳۸ھ

موبائل: 0307-4034570 صرف میسج کے لیے

☆......☆......☆......☆

مجلہ صفدر کے خاص نمبرات اور اہم مضامین

مجلّہ صفدر کی چار سالہ فہرست..............................ش:۴۶...... قیمت:**25**

''فتنہ غامدی نمبر''......جاوید احمد غامدی کے گمراہ کن افکار کا تحقیقی جائزہ......صفحات:۶۰۰...... قیمت:۲۰۰

''گوشۂ خاص''......بیاد: شیر اسلام حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری شہیدؒ......ش:۱۲/۱۳...... قیمت:**30**

''گوشۂ خاص''......بیاد: مولانا سید صفی اللہ شاہؒ، (المعروف سید عبدالکریم شاہؒ) نہڑ والی بہاولپور......ش:۱۹......**20**

''گوشۂ خاص''......بیاد: تلمیذ حضرت مدنیؒ مولانا سید **اصلح الحسینی**ؒ، کراچی......ش:۴۴...... قیمت:**35**

عمار ناصر اور مولانا زاہد الراشدی کے بارے اکابر کا فیصلہ اور اس کی وجوہات......ش:۳۸...... قیمت:**25**

مولانا زاہد الراشدی صاحب کی اکابر وفاق سے خط و کتابت اور کمیٹی کی روئیداد۔ش:۴۲/۴۳۔ قیمت:**50**

ارباب الشریعہ کی خدمت میں! (عمار ناصر کے بارے مولانا راشدی کا طرزِ عمل) ش:۴۲تا۴۵......**110**

مولانا زاہد الراشدی اور عمار خان ناصر کے نام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کا مکتوب گرامی......ش:۴۴......**35**

مولانا راشدی کی الشریعہ اور عمار خان سے براءت، حقیقت کیا ہے؟......ش:۶۰/۶۱/۶۲...... قیمت:**75**

دیوبندی بریلوی اختلاف اور شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ......ش:۴۴...... قیمت**35**

محترم جناب حاجی اشتیاق احمد رحمہ اللہ اور اُن کی تحریرات، از: حمزہ احسانی......ش:۵۹...... قیمت:**25**

اجتماعی ذکر بالجہر کی مجالس کے بارے میں اکابر دیوبند کا موقف......ش:۶۱/۶۲/۶۳/۶۴/۶۷......**125**

افلحت الوجوہ، غازی ممتاز قادری شہیدؒ......از: مولانا احسن خدامی......ش:۶۲...... قیمت:**25**

غامدی کا جوابی بیانیہ، از: شکیل عثمانی......ش:۶۴...... قیمت:**25**

حدیث کلابِ حوأب اور قاضی طاہر ہاشمی، از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش:۶۵ تا ۷۵...... قیمت:**150**

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا احسانی و عرفانی مقام......از: مولانا محمد ظفر اقبال......ش:۷۰...... قیمت:**25**

اللہ تعالی کے لیے......لفظ 'خدا' کا اطلاق......از: مولانا مجیب الرحمٰن......ش:۷۱،۷۲...... قیمت:**40**

۱- مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اور مولانا نثار احمد حسینی......از: حمزہ احسانی......ش:۷۳...... قیمت:**25**

۲- اَفکارِ علوی مالکی: حضرت امام اہل سنت رحمہ اللہ کی رائے اور مولانا نثار حسینی کی ناانصافی......ش:۷۳

۳- رسالہ ''قضیہ کا خاتمہ'' کا تحقیقی جائزہ، مولانا نثار کی ناانصافیوں کی وضاحت......ش:۷۳

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اور مروجہ مجالس ذکر......مولانا عبدالرحیم چار یاری......ش:۷۶...... قیمت:**25**

جاوید احمد غامدی: شخصیت و افکار کا تعارف......صہیب احمد......ش:۷۷...... قیمت:**25**

رابطہ: مجلّہ صفدر، اچھرہ، لاہور **0307-568780__0334-4612774**

بابِ اوّل

مولانا شکیل احمد میرٹھی کے اعتراضات کا علمی جائزہ

اعتراض:ا...خونِ نبوی پینا قرآن کی مخالفت ہے

فضائل اعمال میں کسی صحابی کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا تھا۔ شکیل احمد میرٹھی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن کریم میں چار مقامات پر خون کے حرام ہونے کا ذکر ہے ...قرآن کریم کی مذکورہ چاروں آیتوں کو بار بار پڑھئے پھر اس روایت کو جو حکایاتِ صحابہ میں لکھی ہے پڑھئے کیا دونوں میں تضاد نہیں ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب:۱۲)

الجواب:

(۱) قرآن کی جو آیات میرٹھی صاحب نے پیش کی ہیں ان میں عام خون کی بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کا استثناء دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ علمائے امت نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ یہاں غیر مقلدیت کے مایہ ناز بزرگ کی گواہی نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

مولانا محب اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس (خون) کا کھانا پینا حرام ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک اس سے مستثنیٰ ہو اور یہ آپ کی خصوصیات میں سے ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ مسجد میں تھوکنا یا بلغم نکال کر پھینکنا یا ناک کی غلاظت کو مسجد میں پھینکنا گناہ ہے۔ حالانکہ قریش کے ایلچی نے صلح حدیبیہ کے موقع پر خود دیکھا (جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تھوکتے تھے تو وہ بھی کسی صحابی کے ہاتھ یا بازو پر پڑتی تھی اور جب وضو فرمایا تو اس کے پانی (جس میں آپ کی مضمضہ والا پانی اور ناک کی غلاظت بھی شامل تھی) کو لوگوں نے پیا اور اپنے چہروں وغیرہ پہ مل دیا۔ بہر حال یہ خصوصیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی ورنہ اگر ہم میں سے کوئی آدمی دوسرے آدمی کے منہ تو کیا ہاتھ پر ہی تھوک دے تو وہ اس پر چراغ پا ہونے سے نہیں رہ سکتا۔ اگر مضمون نگار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کو خصوصیت کا فائدہ دینے کے لیے تیار نہ ہوں تو یہ زیادہ سے زیادہ اس صحابی رضی اللہ عنہ کی ایک لغزش ہوئی جو بے حد محبت اور تعظیم عقیدت مندی سے صدور میں آئی جو بہر حال قابلِ عفو و درگزر ہے۔'' (مقالاتِ راشدیہ:۱/۲۱۱)

خونِ نبوی کا پاک ہونا خاصہ نبوی ہے جیسے نبوی نیند کا ناقضِ وضو نہ ہونا خاصہ نبوی ہے۔ جس طرح نیند کے ناقضِ وضو ہونے کی عام روایات کو لے کر نبوی نیند کو ناقض قرار دینا غلط ہے، اسی طرح خون کی نجاست وحرمت کے عام دلائل کو مدار بنا کر خونِ نبوی کو ناپاک قرار دینا غلط ہے۔ شکیل احمد میرٹھی وغیرہ آلِ غیر مقلدیت خاص کر خون نبوی کو نجاست قرار دینے کی دلیل پیش کریں۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین کے ہاں حیض کے علاوہ باقی سب خون پاک ہیں۔

(نزل الابرار:۱/۴۹)

اب رہا خون پینے کا ثبوت، آیئے مولانا محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد کی زبانی سنئے۔ راشدی صاحب لکھتے ہیں:

''ابنِ ہشام نے جو روایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے وہ میرے نزدیک حسن الاسناد ہے اس کو ضعیف قرار دینا تحقیق کے خلاف ہے ابنِ ہشام کی یہ روایت میں ابنِ سیدالناس کی کتاب ''عیون الاثر ج ۲'' سے نقل کر رہا ہوں۔ **قَالَ ابْنُ هِشَامٍ وَّذَكَرَ لِيْ رَبِيْحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ عُتْبَةَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَمٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فَكَسَرَ رُبَاعِيَتَهُ الْيُمْنٰى السُّفْلٰى وَجَرَحَ شَفَتَيْهِ السُّفْلٰى وَاِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شِهَابِ الزُّهْرِيِّ شَجَّهُ فِيْ وَجْهِهٖ اِنَّ ابْنَ قمئة جَرَحَ وَجْنَتَهُ فَدَخَلَتْ حَلَقَتَانِ مِنَ الْمِغْفَرِ فِيْ وَجْنَتِهٖ وَوَقَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى حُفْرَةٍ مِّنَ الْحُفَرِ الَّتِيْ عَمِلَ اَبُوْعَامِرٍ لِيَقَعَ فِيْهَا الْمُسْلِمُوْنَ وَهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ فَاَخَذَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ حَتّٰى اسْتَوٰى قَائِمًا وَمَصَّ مَالِكُ بْنُ سِنَانَ اَبُوْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ الدَّمَ مِنْ وَجْهِهٖ ثُمَّ ازْدَرَدَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَّ دَمِيْ دَمٌ لَّمْ تُصِبْهُ النَّارُ**'' (مقالاتِ راشدیہ ۱/۲۰۸)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے، مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے آپ کے زخم کو صاف کرتے ہوئے خون کو چوسا اور نگل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا اسے جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی۔

راشدی صاحب اس حدیث کی سند پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''بہر کیف یہ سند حسن سے کم نہیں ہے۔لہذا یہ واقعہ صحیح وثابت ہے۔حضرت مالک بن سنان والد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مقدس کا خون مبارک چوسا اور پھر نگل لیا۔ایک روایت میں اس طرح بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ یہ خون جو تو نے چوسا ہے اس کو زمین پر پھینک دو لیکن انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس کو زمین پر نہیں پھینکوں گا اور اس کو نگل لیا۔یہ اس صحابی رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہاء محبت وتعظیم واحترام کی وجہ سے ہوا یعنی انہوں نے سوچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک کلی کر کے زمین پر کیسے پھینک دوں،اس لیے اسے اپنے پیٹ میں ہی بھیج دیا۔اس قسم کی احترام وتعظیم کی وجہ جو امر کی انحرافی (بظاہر) نظر آتی ہے وہ گناہ نہیں سمجھی جاتی بلکہ زیادہ سے زیادہ اس کو زلت ولغزش ہی کہا جا سکتا ہے۔صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار نے اصرار کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے ابن عبداللہ لکھا جائے اس پر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو کتابت کر رہے تھے) سے فرمایا کہ ''رسول اللہ'' کے الفاظ مٹا دو۔لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ سے ان الفاظ کو مٹانا مناسب نہ سمجھا اور نہ ہی ان کو مٹایا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کاغذ لے کر اس سے یہ الفاظ مٹا ڈالے۔آپ سوچیں کیا اس واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر سے انحراف ہوا یا نہیں؟ یقیناً ہوا لیکن نہ اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا اور نہ ہی کسی قسم کے غصہ کا اظہار فرمایا کیوں؟ اس لیے کہ یہ امر کی انحرافی ایمانِ کامل وعقیدہ راسخہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کے سچے رسول ہونے پر مبنی تھی بس...یہی وجہ یہاں بھی تصور فرمالیجئے''

(مقالاتِ راشدیہ:۱/۲۱۰)

راشدی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجروح ہوئے تھے اور خون بھی کافی بہا تھا اور اس لیے ایک صحابی نے اسے چوسا اور زخم کو صاف کیا اور وہ چوسا ہوا خون مبارک زمین پر تھوکنے کی طرح پھینکنے سے گریز کرتے ہوئے نگل گیا اور چونکہ محبت واحترام اور تعظیم کی وجہ سے ہوا تھا اس لیے آپ نے یہ فرمایا'' **مَنْ مَسَّ دَمِیْ دَمُہٗ لَمْ تُصِبْہُ النَّارُ** ''اس میں گو لفظِ'' **مَنْ** '' عام ہے لیکن اصل مقصود اس سے وہی مالک بن سنان مراد ہے کیونکہ سیاق وسباق اس پر دال ہے'' (مقالاتِ راشدیہ:۱/۲۱۲)

تنبیہ: راشدی صاحب کا یہ مضمون مولانا مبشر ربانی صاحب غیر مقلد کی تحریر کا جواب ہے۔

راشدی صاحب نے ربانی صاحب کی اس کاوش کو ستم ظریفی اور بے انصافی سے تعبیر کیا بلکہ یوں لکھا:

''مضمون نگار کی یہ نگارشات ان کے علمی شان سے بمراحل بعید ہیں۔ گستاخی معاف! میں تو اس کو اُن کے ہفوات میں شمار کروں گا۔'' (مقالاتِ راشدیہ:۱/۲۱۲)

اعتراض:۲...صحابی کا نبوی خون کو پینا ثابت نہیں

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا تھا۔ (فضائل اعمال)

میرٹھی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شیخ زکریا صاحب نے خمیس نامی کتاب کے حوالہ سے لکھی ہے۔ خمیس نامی کتاب اہلِ علم کے یہاں مستند و معتبر کتابوں میں شمار نہیں ہوتی۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب:۱۲)

الجواب:

(۱)......مولانا محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد نے معتبر و مستند کتاب سے مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے خون پینے کی حدیث نقل کی ہے اسے سنداً حسن کہا ہے جیسا کہ پہلے (اعتراض:ا کے جواب میں) مقالاتِ راشدیہ ا/۲۰۸ کے حوالہ سے بات گزر چکی ہے۔ آپ مستند کتاب کی اس مستند بات کو مان لیں۔

(۲)......اگر آپ کے نزدیک خمیس نامی کتاب معتبر نہیں تو جو آپ کے ہاں معتبر کتب سمجھی جاتی ہیں انہیں ملاحظہ فرمالیتے۔

امام بیہقی سنن کبری (۷،٦۷) میں اس واقعہ کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وَرُوِیَ مِنْ وَجْہٍ آخَرَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعَنْ سَلْمَانَ فِیْ شُرْبِ ابْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ دَمَہٗ ۔

ترجمہ: حضرت ابنِ زبیر رضی اللہ عنہما کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون پی جانے کا واقعہ حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے دوسرے طریق سے روایت کیا گیا ہے۔

حافظ نورالدین ھیثمی رحمہ اللہ مجمع الزاوائد (۸۔۲۷۰) میں اس واقعہ کو خصائص نبوی کے

باب میں درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں: **رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالْبَزَّارُ وَرِجَالُ الْبَزَّارِ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ هُنَيْدِ بْنِ الْقَاسِمِ وَهُوَ ثِقَةٌ ،**

ترجمہ: یہ طبرانی اور بزار کی روایت ہے اور بزار کے تمام روای صحیح کے راوی ہیں سوائے ھنید بن القاسم کے اور وہ بھی ثقہ ہیں۔

حافظ شمس الدین ذہبی نے تلخیص مستدرک (۳-۵۵۴) میں اس پر سکوت کیا ہے اور سیر اعلام النبلاء (۳-۳٦٦) میں لکھتے ہیں۔ **رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى فِيْ مُسْنَدِهٖ وَمَا عَلِمْتُ فِيْ هُنَيْدٍ جَرْحَةً۔**

ترجمہ: یہ حدیث امام ابویعلی نے اپنی مسند میں روایت کی ہے اور ھنید راوی کے بارے میں کسی جرح کا علم نہیں۔

کنز العمال (۱۳-۴٦۹) میں اس کو ابن عساکر کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ، اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

میرٹھی صاحب! السنن الکبری، مجمع الزوائد، تلخیص المستدرک وغیرہ یہ کتابیں غیر معتبر و غیر مستند ہیں؟ اگر خمیس نامی کتاب کو آپ نہیں مانتے تو ان مذکورہ کتابوں کو مان لیں۔

اعتراض:۳... صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب نہیں پیا

شکیل احمد میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

> ''شیخ زکریا صاحب نے ...خود ساختہ روایت سے ایک مسئلہ اور نکالا کہ ''حضورؐ کے فضلات، پیشاب، پاخانہ پاک ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب: ۱۳۰)

الجواب:

(۱) پیشاب پینے کی روایت کو علمائے امت نے تسلیم کیا ہے بلکہ غیر مقلدین بھی اس کا ثبوت مانتے ہیں، جن میں مولانا عبداللہ روپڑی صاحب اور حافظ زبیر علی زئی صاحب شامل ہیں۔

اس سلسلہ کا ایک سوال اور پھر مولانا عبداللہ روپڑی کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

> ''سوال: کیا نبی کریمؐ کا پیشاب اور خون پاک تھا اگر نہیں تو مولوی رحیم بخش نے اسلام کی دسویں کتاب میں یہ کس دلیل اور کس کتاب سے لکھا ہے کہ: ایک برکت نام عورت نے آپؐ کا

پیشاب پی لیا آپؐ نے فرمایا تو کبھی پیٹ کی بیماری سے بیمار نہ ہوگی۔(ص۵سطر۲۱)
الجواب: اس عورت کے متعلق اختلاف ہے بعض کہتے ہیں یہ وہی ام ایمن اسامہ بن زید حارثہ کی والدہ ہے کیونکہ اس کا نام بھی برکت ہے اور بعض کہتے ہیں یہ اور عورت ہے۔مولوی رحیم بخش صاحب نے جو روایت بیان کی ہے وہ حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ذکر کی ہے، اس کے اصل الفاظ یہ ہیں
۔عَنْ اُمِّ اَیْمَن قَالَتْ کَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسْخَارَۃٌ یَبُوْلُ فِیْھَا بِاللَّیْلِ فَکُنْتُ اِذَا اَصْبَحْتُ اَصْبُتُھَا فَنِمْتُ لَیْلَۃً وَّاَنَا عَطْشَانَۃٌ فَغَلَطْتُ فَشَرِبْتُھَا فَذَکَرْتُ ذَالِکَ لِلنَّبِیِّ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکِ لَاتَشْتَکِیْ بَطْنَکِ بَعْدَ یَوْمِکِ ھٰذَا
۔اصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد۴ص۴۳۳۔یعنی ام ایمنؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مٹی کا پیالہ تھا جس میں رات کو (عذر کی بناء پر) پیشاب کیا کرتے تھے۔ایک رات میں پیاسی سوگئی پس غلطی سے وہ پیشاب پی لیا۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں نے اس کا ذکر کیا۔فرمایا: اس دن کے بعد تجھے کبھی پیٹ میں درد نہیں ہوگا۔اس روایت سے آپ کے پیشاب کا پاک ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ غلطی سے پیا گیا ہے رہا آپ کا یہ فرمانا کہ اگر تیرے پیٹ میں درد نہیں ہوگا۔یہ علاج ہے بعض نجس چیز بھی علاج بن جاتی ہے۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چونکہ یہ غلطی اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی وجہ سے ہوئی تھی اس لیے اللہ تعالی نے اس کا معاوضہ یہ دیا کہ اس نجس چیز کو اُس کے لیے شفاء بنا دیا۔''

(فتاویٰ اہل حدیث:۱/۲۵۰)

روپڑی صاحب نے یہاں تسلیم کیا ہے کہ پیشاب پینے کی روایت درست ہے البتہ ان کا یہ کہنا کہ یہ طہارت کی دلیل نہیں بلکہ بطورِ علاج ہے کئی وجوہ سے غلط ہے۔ایک اس لیے کہ محدثین وفقہاء نے اس جیسی روایات کی وجہ سے فضلاتِ نبوی کو پاک کہا ہے۔دوسرا یہ کہ اسے بطورِ علاج قرار دینا خود غیر مقلدین کے اصول کے خلاف ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے حرام میں شفاء نہیں رکھی۔کہاں گیا یہ اصول؟

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:
''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیشاب بھی بدبودار نہیں تھا جیسا کہ اُمیمہ بنت رُقیقہ التیمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (رات) کو ایک برتن میں پیشاب کرتے تھے جو آپ کی چارپائی کے نیچے ہوتا تھا، ایک دفعہ ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) کی خادمہ برہ (حبشیہ رضی اللہ عنہا

)نے اسے (پانی سمجھ کر) پی لیا تھا۔ (دیکھئے الاستیعاب لابن عبدالبر المطبوع الاصابہ ۲۵۱/۴) اس روایت کی سند حکیمہ بنت امیمہ تک بالکل صحیح ہے'' (علمی مقالات: ۶۸/۶)

پیشاب کے پیئے جانے کی حدیث کو کئی محدثین نے معتبر قرار دیا جیسا کہ آگے اعتراض: ۴ کے ذیل میں آرہا ہے۔

اعتراض: ۴......فضلاتِ نبوی کو کسی محدث وفقیہ نے پاک نہیں کہا

شکیل احمد میرٹھی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ زکریا صاحب نے ...ایک مسئلہ اور نکالا کہ ''حضورؐ کے فضلات، پیشاب، پاخانہ پاک ہیں'' یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ ایک غیر مستند روایت سے ایک ایسی بات نکالی جس کا محدثین وفقہاء میں کوئی قائل نہیں۔ ہاں اہل بدعت کے یہاں یہ بات ضرور مشہور ہے۔''

(تبلیغی جماعت کا نصاب: ۱۳)

الجواب:

پیشاب پیئے جانے کی روایت کو غیر مستند کہنا ہی جسارت ہے کیونکہ وہ روایت خود کئی غیر مقلدین کے ہاں بھی ثابت ہے اور یہ کہنا بھی جسارت سے کم نہیں کہ محدثین وفقہاء میں سے فضلاتِ نبوی کو پاک کہنے والا کوئی نہیں۔ فقہاء و محدثین میں سے جن حضرات نے فضلاتِ نبوی کو پاک کہا ہے ان میں چند یہ ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ سنن کبریٰ میں کتاب النکاح کے ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خصائص ذکر کیے ہیں اسی سلسلہ میں ایک باب کا عنوان ہے:

''**بَابُ تَرْکِهِ الْاِنْکَارَ عَلٰی مَنْ شَرِبَ بَوْلَهٗ وَدَمَهٗ**۔ جن حضرات نے آپ کا پیشاب اور خون پیا ان پر آپ کا انکار نہ کرنا''

اور اس کے تحت تین واقعات سند کے ساتھ ذکر کیے ہیں۔ حضرت امیمہ کا واقعہ، حضرت عبداللہ بن زبیر کا واقعہ اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''**وَقَدْ تَکَاثَرَتِ الْاَدِلَّةُ عَلٰی طَهَارَةِ فُضَلَاتِهٖ وَعَدَّ الْاَئِمَّةُ ذٰلِکَ مِنْ خَصَائِصِهٖ فَلَا یُلْتَفَتُ اِلٰی مَا وَقَعَ فِیْ کُتُبِ کَثِیْرٍ مِّنَ الشَّافِعِیَةِ مِمَّا یُخَالِفُ ذٰلِکَ، فَقَدِ اسْتَقَرَّ**

اَلْاَمْرُ بَیْنَ اَئِمَّتِهِمْ عَلٰی الْقَوْلِ بِالطَّهَارَةِ۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کے پاک ہونے کے دلائل حدِ کثرت کو پہنچے ہوئے ہیں، اور ائمہ نے اس کو آپ کی خصوصیات میں شمار کیا ہے۔ پس بہت سے شافعیہ کی کتابوں میں جو اس کے خلاف پایا جاتا ہے وہ لائق التفات نہیں کیونکہ ان کے ائمہ کے درمیان طہارے کے قول ہی پر معاملہ آن ٹھہرا ہے۔ (فتح الباری ۱/۲۷۲ باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان)

امام نووی رحمہ اللہ شرح مہذب میں پیشاب اور دیگر فضلات کے بارے میں شافعیہ کے دونوں قول نقل کر کے طہارت کے قول کو راجح قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''حَدِیْثُ شُرْبِ الْمَرْأَةِ الْبَوْلَ صَحِیْحٌ ،رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُ،وَقَالَ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ وَهُوَ کَافٍ فِیْ الْاِحْتِجَاجِ لِکُلِّ الْفُضَلَاتِ قِیَاساً''

ترجمہ: عورت کے پیشاب پینے کا واقعہ صحیح ہے، امام دار قطنی نے اس کو روایت کر کے صحیح کہا ہے اور یہ حدیث قیاساً تمام فضلات کی طہارت کے استدلال کے لیے کافی ہے۔

(شرح مہذب ۱/۲۳۴)

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ یہ واقعات درج ذیل عنوان کے تحت ذکر فرمائے ہیں:

''بَابُ اخْتِصَاصِهٖ صَلّٰی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِطَهَارَةِ دَمِهٖ وَبَوْلِهٖ وَغَائِطِهٖ''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خصوصیت کا بیان کہ ان کا خون، پیشاب اور پاخانہ پاک تھا۔

امام بیہقی، حافظ ابنِ حجر، علامہ نووی اور سیوطی رحمھم اللہ یہ سب وہ حضرات ہیں جنہیں غیر مقلدین نے اہلِ حدیث و غیر مقلد کہا ہے۔

فقہ شافعی کی کتاب نہایۃ المحتاج ۱/۲۴۲، فقہ شافعی کی کتاب ''مغنی المحتاج ۱/۷۹'' فقہ مالکی کی کتاب ''منح الجلیل شرح مختصر الخلیل'' میں فضلاتِ نبوی کو پاک کہا گیا ہے۔

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ شوافع اور مالکیہ کو غیر مقلدین نے مجموعی طور پر ''اہلِ حدیث'' کہا ہے۔ (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۸۲)

میرٹھی صاحب! فضلاتِ نبوی کو پاک کہنے والے یہ سب حضرات بدعتی ہیں؟ یہاں مجھے مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد کا درج ذیل تبصرہ یاد آ رہا ہے:

''بریلویوں کی تردید میں کم ازکم ان اکابرین کو بدعتیوں کی صف میں کھڑا نہ کیجئے...آپ ان سے علمی اختلاف کیجئے مگر خدارا انہیں اہل السنۃ کی صف سے خارج نہ کیجئے۔''

(مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں: ۲۵۵)

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تمام فضلات تک پاک اور طاہر تھے۔''

(تیسیر الباری ۱/۱۳۴)

فضلات میں سے خون کا استثناء مولانا محب اللہ شاہ راشدی صاحب نے تسلیم کیا ہے چنانچہ انہوں نے لکھا:

''اس خون کا کھانا پینا حرام ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک اس سے مستثنیٰ ہو'' (مقالات راشدیہ ۱/۲۱۱)

درج ذیل حضرات نے بھی فضلاتِ نبوی کو پاک کہا ہے۔

علامہ شامی۔ (ردالمحتار ۱/۲۱۸)

علامہ عینی۔ (عمدۃ القاری ۲/۳۵)

ملاعلی قاری۔ (جمع الوسائل ۲/۲)

مولانا انور شاہ کشمیری۔ (فیض الباری ۱/۲۵۰)

مولانا یوسف بنوری۔ (معارف السنن ۱/۹۸)

فضلات کی طہارت پر عقلی دلیل:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ نے فضلات کی طہارت پر دلائل اور فقہاء و محدثین کے اقوال ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اب نکتہ محض تبرعاً لکھتا ہوں، جس سے یہ مسئلہ قریب الفہم ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ شانہ کے اپنی مخلوق میں عجائبات ہیں، جن کا ادراک بھی ہم لوگوں کے لیے مشکل ہے۔ اس نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمتِ بالغہ سے بعض اجسام میں ایسی محیر العقول خصوصیات رکھی ہیں جو دوسرے اجسام میں نہیں پائی جاتیں۔ وہ ایک کیڑے کے لعاب سے ریشم پیدا کرتا ہے، شہد کی مکھی کے فضلات سے شہد جیسی نعمت ایجاد کرتا ہے اور پہاڑی بکرے کے خون کو نافہ میں جمع کر کے مشک بنا دیتا ہے، اگر اس نے

اپنی قدرت سے حضرات انبیاء کرام علیھم السلام کے اجسام مقدسہ میں بھی ایسی خصوصیات رکھی ہوں تو کچھ جائے تعجب نہیں، اہلِ جنت کے بارے میں سبھی جانتے ہیں کہ کھانے پینے کے بعد ان کو بول وبراز کی ضرورت نہ ہوگی، خوشبودار ڈکار سے سب کھایا پیا ہضم ہوجائے گا اور بدن کے فضلات خوشبو دار پسینے میں تحلیل ہوجائیں گے۔ جو خصوصیت اہلِ جنت کے اجسام کو وہاں حاصل ہوگی۔ اگر حق تعالیٰ شانہ حضرات انبیاء کرام علیھم الصلوات والتسلیمات کے پاک اجسام کو وہ خاصیت دنیا ہی میں ہی عطا کردیں تو بجا ہے پھر جب کہ احادیث میں اس کے دلائل بہ کثرت موجود ہیں...اپنے اوپر قیاس کر کے ان کا انکار کردینا یا ان کے تسلیم کرنے میں تامل کرنا صحیح نہیں۔'' (آپ کے مسائل اوران کا حل:۷/۳۱۰)

مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''فضلہ کا معنی بچا ہوا پھوک ہے۔ معدہ کھانے کو پکاتا ہے۔ اس میں اصل قوت جگر کھینچ لیتا ہے اور پھوک پاخانہ بن کر نکل جاتا ہے۔ یہ معدے کا فضلہ ہے۔ پھر جگر خون تیار کر کے دل کو دیتا ہے اور جو پھوک رہ جاتا ہے وہ پیشاب بن کر خارج ہوجاتا ہے۔ یہ جگر کا فضلہ ہے پھر وہ پسینے کی شکل میں خارج ہوتا ہے۔ پھر وہ خون ایک ایک رگ کو سٹیم مہیا کرتا ہے۔ اس خون سے جو فضلہ بچتا ہے وہ مسامات میں پسینے کی شکل میں خارج ہوتا ہے پھر جو خون جزوِ بدن اور گوشت بن گیا اس کا پھوک میل کچیل کی شکل میں مسامات کے ذریعے نکلتا ہے۔ لیکن یہ تو صراحتاً ثابت ہے کہ عوام کے میل کچیل پر مکھی بیٹھتی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور یہ بھی متفق علیہ حقیقت ہے کہ عوام کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک دنیا کی اعلیٰ ترین خوشبوؤں کو شرماتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک کو بھی نیند ہی کہا جاتا تھا مگر وہ نیند ہماری ہزار بیداریوں سے اعلیٰ وارفع تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب بھی وحی ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا تو جیسے آپ کا پسینہ مبارک پسینہ ہی کہلاتا ہے مگر یہ کس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کو عام انسانوں جیسا سمجھا جائے گا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسینہ ہی تھا مگر عشاق کے لیے بہترین خوشبو۔ بادام روغن نکالنے کے بعد جو بادام کا فضلہ بچتا ہے وہ بادام کا تو فضلہ ہی ہے مگر بنولہ کہے کہ میرے فضلہ جیسا ہے تو کوئی عقل مند اِس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک انسان تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن خصائص سے اللہ نے نوازا تھا ان خصائص کا انکار کیوں کیا جائے؟ یاقوت بھی پتھر ہے، حجرِ اسود بھی ایک پتھر ہے مگر یاقوت

اس کا مقابلہ کہاں کرسکتا ہے، حجرِ اسود جنت سے آیا ہوا ہے۔حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے خواص رکھ دیئے ہیں اسی لیے ان اجسام مطہرہ کو مٹی پر حرام کر دیا گیا۔اسی طرح دوسرے فضلات بھی اگر خصوصیت طہارت رکھتے ہوں تو اس میں کیا اشکال ہے۔''

(تجلیاتِ صفدر: ۵۳۴/۱ طبع ملتان)

اعتراض: ۵......فرشتوں سے کوتاہی اور بھول چُوک کا الزام

شکیل احمد میرٹھی صاحب نے (فضائل نماز صفحہ ۱۱) سے درج ذیل واقعہ نقل کیا ہے:

''حضرت اِم کلثوم کے خاوند حضرت عبدالرحمٰن بیمار تھے اور ایک دفعہ ایسی سکتہ کی سی حالت ہوگئی کہ سب نے انتقال ہو جانا تجویز کرلیا۔ اِم کلثوم اُٹھیں اور نماز کی نیت باندھ لی۔نماز سے فارغ ہوئیں تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بھی افاقہ ہوا۔لوگوں سے پوچھا کیا میری حالت موت کی سی ہوگئی تھی۔لوگوں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ چلو احکم الحاکمین کی بارگاہ میں تمہارا فیصلہ ہونا ہے وہ مجھے لے جانے لگے تو ایک تیسرے فرشتے آئے اور ان دونوں سے کہا کہ تم چلے جاؤ یہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کی قسمت میں سعادت اسی وقت لکھ دی گئی تھی جب یہ ماں کے پیٹ میں تھے اور ابھی ان کی اولاد کو اِن سے اور فوائد حاصل کرنے ہیں اس کے بعد ایک مہینہ تک حضرت عبدالرحمٰن زندہ رہے پھر انتقال ہوا۔''

میرٹھی صاحب اسے نقل کرنے کے بعد یوں تبصرہ کرتے ہیں:

''اس خلافِ قرآنی قصہ کی تحقیق کرلیں اور عوام کے عقیدہ کو خراب ہونے سے بچائیں۔ بتائیے کیا اس واقعہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ فرشتوں سے بھی بھول چوک ہوسکتی ہے، موت کا وقت آنے سے پہلے ہی وہ روح قبض کرنے آگئے۔جب قرآن کریم اس بات کی نفی کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ فرشتے اپنے کام میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرسکتے۔''

(تبلیغی جماعت کا نصاب: ۱۷)

الجواب:

(۱)......میرٹھی صاحب نے یہ تو لکھ دیا ہے کہ یہ بات خرابی عقیدہ کا باعث ہے مگر کیسے؟ یہ بتانے کی زحمت بھی کر دیتے۔

(۲)......فضائل اعمال میں ہرگز نہیں لکھا ہوا کہ فرشتوں نے حکمِ الٰہی میں کوتاہی کی یا ان سے بھول چوک ہوئی ہے۔ یہ دونوں باتیں میرٹھی صاحب از خود کشید کر رہے ہیں۔ وہاں تو لکھا ہوا ہے کہ تیسرے فرشتے نے آ کر پہلے والے دو فرشتوں کو واپس جانے کا کہا۔

(۳)......اس موقع پر سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر موت واقع ہوئی یا نہیں؟ جس پہلو کو لے لیا جائے تو اس میں کسی خرابیِ عقیدہ کی بات نہیں اور نہ ہی فرشتوں کی بھول چوک کا الزام آتا ہے۔

(الف)......میرٹھی صاحب کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ معلوم ہوگا جو کتبِ حدیث میں مذکور ہے کہ ملک الموت ان کے پاس روح لینے گئے مگر انہوں نے تھپڑ مارا اور اس کی آنکھ ضائع ہوگئی۔ وہ واپس چلے گئے۔

(صحیح بخاری ح:۱۳۳۹، ۳۴۰۷، صحیح مسلم ح:۲۳۷۲ ترقیم دارالسلام ۶۱۴۸، ۶۱۴۹)

بخاری و مسلم کے علاوہ نسائی، ابنِ حبان اور مستدرک حاکم میں بھی یہی حدیث موجود ہے۔

کیا یہاں بھی اعتراض کرو گے کہ فرشتہ نے کوتاہی کی اور بھول چوک کا مرتکب ہوا؟

میرٹھی صاحب نے جو اعتراض کیا ہے اسے سامنے رکھتے ہوئے مولانا عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد کا درج ذیل بیان پڑھیں۔

بستوی صاحب حدیثِ نبوی لکھتے ہیں:

''میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آیا لیکن اس نے اپنے ماں باپ کی جو خدمتیں کی تھیں اور ان کے ساتھ جو احسان کیے تھے وہ نیکی آئی اور موت کو اس سے ہٹا دیا'' (اسلامی خطبات:۱/۳۵)

میرٹھی صاحب! بستوی صاحب پر ''فرشتہ نے کوتاہی کی اور بھول چوک ہوئی'' کا الزام لگاؤ گے؟

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد ''فتح الباری ۱۰/۲۲۵'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قصہ ہاروت و ماروت مسند احمد میں بسندِ حسن ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں موجود ہے۔ بخلاف ان لوگوں کے جنہوں نے اس قصہ کو باطل قرار دیا ہے۔ جیسے قاضی عیاض وغیرہ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ اللہ نے بطورِ آزمائش دو فرشتوں میں شہوت ودیعت کر دی، پھر ان کو حکم دیا کہ زمین پر قضاء (فیصلے کرنے) کے فرائض سرانجام دو۔ مدت تک انہوں نے

بصورت بشر زمین پر عدل وانصاف قائم کیسے رکھا۔ پھر حسین وجمیل عورت پر فریفتہ ہو کر فتنہ میں پڑ گئے، اس بنا پر ان کو بطورِ سزا بابل کے کنوئیں میں الٹا لٹکا دیا گیا۔

(فتاوی ثنائیہ مدنیہ: ۱/۶۵ے طبع دارالارشاد لاہور)

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد نے حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کو ''معجزہ نبوی'' کہا ہے۔ چنانچہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کو معجزہ قرار دینے کے بعد لکھتے ہیں:

''امام بخاری کے بہت زمانہ بعد پھر ابنِ حجر علیہ الرحمۃ پیدا ہوئے، یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھے۔ ان کے وسعتِ علم کی بھی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ حدیث کی معرفت میں دریائے بے پایاں تھے۔ دیکھئے ان سب اقوال کی تخریج کہاں کہاں سے ڈھونڈ کر حافظ صاحب ہی نے بیان کی ہے اور سیوطی بھی حافظِ حدیث تھے مگر ان میں حدیث کی پرکھ ایسی نہیں تھی جیسے حافظ صاحب میں تھی۔ حافظ صاحب تنقید حدیث اور معرفتِ رجال میں بھی اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے جیسے احاطۂ احادیث میں۔''

(تیسیر الباری: ۷/۱۸۱ طبع تاج کمپنی لاہور)

میرٹھی صاحب جیسے لوگوں کو کبھی مدنی صاحب اور حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کی طرف توجہ بھی کر لینی چاہیے جو دو فرشتوں: ہاروت و ماروت کو نافرمانی کا مرتکب کہہ کر انہیں سزا یافتہ قرار دے چکے ہیں۔

(ب)...... بعض کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ فرشتوں نے اپنا کام پورا کیا سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو موت آئی مگر انہیں دوبارہ زندہ کیا گیا۔ ایک صاحب نے مستقل کتاب لکھی ''**مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ**'' یعنی وہ لوگ جو مرنے کے دوبارہ زندہ ہوئے۔

اُس کتاب میں سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے۔ لہٰذا فرشتوں کی کوتاہی اور ان کی بھول چوک کا الزام غلط ہے۔

شاید میرٹھی جیسے غیر مقلدین یہ اعتراض جڑ دیں کہ کسی فوت شدہ کا زندہ ہونا ممتنع ومحال ہے تو انہیں ہم متوجہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بعض مُردوں کا اس دنیا میں زندہ ہونا مضبوط دلائل سے ثابت ہے مثلاً بنی اسرائیل کے مقتول نے زندہ ہو کر قاتل کی نشاندہی کی۔

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بالآخر بات حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچی تو انہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا، گائے کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارا گیا جس سے وہ زندہ ہو گیا اور قاتل کی نشاندہی کر کے مر گیا۔''

(تفسیری حواشی:۲۹)

اسی طرح **فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ**...**فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ** وغیرہ آیات دیکھ لیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا: مرنے کے بعد کوئی شخص دوبارہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد نے اُن کے اس دعویٰ کی تردید کرتے ہوئے لکھا:

''یہ قاعدہ کہ مرکر پھر کوئی دنیا میں نہیں آتا ایک قاعدہ اکثر یہ ہے نہ کہ کلیہ۔ حضرت عزیرؑ سو برس تک مردہ رہے، پھر زندہ ہوگئے اور ابنِ ابی الدنیا نے ایک کتاب ''**فِيْمَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ**'' مرتب کی ہے اور اس میں ایسے کئی شخصوں کا ذکر ہے اور انجیل شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے کئی مردوں کو جلا (زندہ کر) دیا تھا جیسے عاذر وغیرہ کو اور قرآن میں ہے **وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ**''

(لغات الحدیث:۲/۴۰:ر)

(ج) سیدنا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کا واقعہ مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد نے بھی بیان کیا ہے، اثری صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عبد الرحمٰن عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ایک بار سخت تکلیف کی بنا پر غشی کا دورہ پڑ گیا۔ اہلِ خانہ نے سمجھا کہ شاید انتقال ہوگیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے اللہ اکبر کہا، گھر والوں نے بھی تعجب سے اللہ اکبر کہا، پھر انہوں نے فرمایا کہ کیا مجھ پر غشی طاری ہوئی تھی؟ تو اہلِ خانہ نے کہا: جی ہاں، انہوں نے فرمایا کہ غشی کے دوران ایسا ہوا کہ دو شخص میرے پاس آئے اور مجھے کہا: چلو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے تیرے بارے میں فیصلہ لیتے ہیں، چنانچہ ہم چلے تو راستے میں ایک شخص ملا، اس نے کہا: کہ اسے کہاں لے جارہے ہو، ان دونوں نے کہا: اللہ تعالیٰ سے اس کے بارے میں فیصلہ لینا چاہتے ہیں، تو اس نے کہا: واپس لوٹ جاؤ۔

''**اِنَّهٗ مِنَ الَّذِيْنَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُمُ السَّعَادَةَ وَالْمَغْفِرَةَ وَهُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهَاتِهِمْ**''

''یہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے سعادت مندی اور مغفرت اللہ تعالیٰ نے اس وقت سے لکھ دی جب وہ شکم مادر میں تھے۔'' (حاکم ج ۳ ص ۳۰۷، المعرفۃ والتاریخ ج ۱ ص ۳۶۷، السیر ج ۱ ص ۸۹ بسند صحیح)'' (مشاجراتِ صحابہ:۹)

اعتراض:٦......شیخِ کامل کی ضرورت نہیں...یہ محرومی اور باعثِ شرم ہے

فضائل اعمال میں لکھا ہے:

''ضروری ہے کہ شیخِ کامل کی تلاش میں سعی کر،تا کہ تیری ذات کو اللہ سے ملا دے''

شکیل احمد میرٹھی صاحب فضائل اعمال کی اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے ہوتے ہوئے پھر کس شیخ کامل کو تلاش کرنے کی تعلیم وتبلیغ کی جارہی ہے جو اللہ سے ملوادے گا'' (تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۲۱)

میرٹھی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''آپؐ کے علاوہ دوسروں کی تلاش سخت محرومی اور باعثِ شرم ہے''

(تبلیغی جماعت کا نصاب:۲۳)

الجواب:

قرآن وحدیث میں اپنی اصلاح کا حکم دیا گیا ہے اور کسی پیر کی بیعت اپنی اصلاح کے لیے کی جاتی ہے۔نیز پیر و مرشد کا کام مرید کی اصلاح کر کے شریعت پہ چلانا ہوتا ہے۔اس پر علمائے امت کے بیسیوں حوالے دیئے جاسکتے ہیں مگر طوالت سے بچنے کے لیے ہم صرف غیر مقلدین کے چند حوالوں پہ اکتفاء کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب نے پیر کی بیعت پر ترغیب دیتے ہوئے کہا:

''اس معاملے میں ان کا مقصد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے۔''

(تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی صفحہ ۳۳۵)

غیر مقلدین کے رسالہ ''رحیق'' میں مرشد کی ضرورت کو بتاتے ہوئے لکھا ہے:

''چنانچہ شعرانی رحمہ اللہ نے انوار قدسیہ میں لکھا ہے کہ اہلِ طریق کا اس امر پر اتفاق ہے کہ راہِ سلوک کے طے کرنے کے لیے شیخ کی رہنمائی ضروری اور واجب ہے تا کہ انسان سے وہ صفات دور ہوں جو حضرت رحمان کی بارگاہ میں رسائی سے مانع ہوتے ہیں اس کی نماز کی تصحیح ہوجائے اور عبادات میں خشوع وخضوع پیدا ہو،اس میں کوئی شک نہیں کہ امراض باطن کا علاج واجب ہے کیونکہ قرآن کی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ان امراض باطن کی تحریم اور ان کی عذاب کی وعیدوں سے بھری پڑی ہیں اس لیے اگر ان صفات رذیلہ سے نجات حاصل کرنے اور تزکیہ وتصفیۂ

قلب کے لیے شیخ کامل کی پیروی نہ کی جائے تو خدا اور رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے۔“

(ماہنامہ رحیق شمارہ:۴ نومبر ۱۹۵۸ء)

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

”استاد یا شیخ جس سے ہم دین کی تعلیم حاصل کرتے ہیں جس سے ہم فیض حاصل کرتے ہیں۔ وہ حقیقت میں نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اور نیابت کا تقاضا یہ ہے کہ نائب کے اندر اس کی خصوصیات ہوں جس کی وہ نیابت کررہا ہے شیخ ایسا ہونا چاہیے جو قرآن مجید کو اپنی تعلیمات کا مرکز بنائے اور ایسا نہ ہو کہ غیر معصوم انسانوں کی تعلیمات کو اپنے نظریات کا مرکز و محور ٹھہراتا ہو۔“

(تعلیم تزکیہ: سید ابوبکر غزنوی)

پیری و مریدی کے فن ”فنِ تصوف“ پر میرٹھی جیسے منکرین تصوف اعتراض کرتے ہیں جب کہ مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اسے انکارِ حدیث کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”ہمارے دور کے منکرین حدیث کا سب سے بڑا کارنامہ، ان کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کا تعلق ان کے ماضی سے منقطع کردیا جائے، اس لیے حدیث کے انکار کا شاخسانہ کھڑا کیا گیا ہے، اسی لیے صحابہ رضی اللہ عنھم کی تفسیر سے اعراض ہے، اسی لیے مفسرین کا استخفاف ہے، اسی لیے صحیح تصوف ...جس کا مسنون نام ”احسان“ ہے...کے خلاف ہرزہ سرائی ہے۔“

(الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی: ۷۵۸)

مزید تفصیل کے لیے ”علمائے اہل حدیث میں تصوف کی خوشبو“ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

”ان امراضِ روحانی کے علاج اور اُن کے مہلک اثرات سے گلو خلاصی کی خاطر یہ فقیر کسی حاذق طبیب اور پیرِ کامل کی تلاش میں دربدر کو بکو تلاش کے لیے سرگرداں تھا۔ اسی تلاش وجستجو کے سلسلے میں ذی الحجہ کی سولہ کو اپنے گھر سے نکل پڑا۔ اور دُور دراز کے سفر طے کرنے کے بعد قسمت نے یاوری کی اور اللہ کریم کی عطا کردہ توفیق کی رہنمائی میں نہایت مبارک وقت اور خوش نصیب گھڑی ماہِ صفر کے تین تاریخ ۱۲۶۴ھجری ایک کامل معالج اور طبیبِ حاذق کے دربار میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی جس کی ذاتِ گرامی مسیحا صفت تھی۔“ (خوارق صفحہ ۱۳ مطبوعہ صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن کوٹھہ ضلع صوابی)

غیر مقلدین کے ہاں ''ولی کامل'' کے درجہ پہ فائز سمجھے جانے والے بزرگ شیخ کامل کی تلاش میں سرگرداں رہے بالآخر دُور دراز کے سفر طے کر کے انہیں پا لیا۔ جب کہ میرٹھی صاحب شیخِ کامل کی تلاش پہ یوں طعنہ دیتے ہیں: ''آپؐ کے علاوہ دوسروں کی تلاش سخت محرومی اور باعثِ شرم ہے''

صاحب زادہ عبد الحی صاحب، مولانا غلام رسول صاحب کے شیخِ کامل کو تلاش کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس [مولانا غلام رسول (ناقل)] کے حالات کو دیکھتے ہوئے دوسرے لوگ بھی جیسے کہ مولوی سراج الدین صاحب خوشنویس سکنۂ گوجرانوالہ وغیرہ جو کہ کسی پیرِ کامل اور مرشد و رہنما کے تلاش میں تھے، کوٹھ تشریف لے آئے اور حضرت صاحب کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔''

(خوارقِ عادت صفحہ ۱۳)

اعتراض: ۷......مرشد کو منصبِ رسالت پر بٹھایا گیا

فضائلِ اعمال میں مرشد و پیر کے بارے میں ہدایت ہے کہ اس کی اطاعت کریں ہر کام اس کے مشورہ سے کریں وغیرہ۔

شکیل احمد میرٹھی صاحب فضائل اعمال کی اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ کون شیخِ کامل ہے جسے منصب رسالت پر بٹھا دیا گیا کہ وہ جس چیز کا حکم دے اسے کر اور جس سے رو کے احتراز کر جب کہ یہ حق صرف اور صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

(تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۲۱)

الجواب:

(۱)......اوپر اعتراض: ۶ کے جواب کے ذیل میں غیر مقلدین کا اعتراف ہم نقل کر چکے ہیں کہ شیخِ کامل شریعت محمدی پہ چلاتا ہے لہذا وہ اسی چیز کا حکم دے گا جو جائز ہوگا اور اسی کام سے روکے گا جو جائز نہ ہو ورنہ وہ شیخِ کامل ہی نہیں کہلا سکتا۔ پس میرٹھی صاحب کا الزام سراسر غلط ہے۔

(۲)......غیر مقلدین میں پیری و مریدی پائی جاتی ہے بلکہ وہ وظیفہ تک مرشد کی اجازت سے کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد، مولانا ابو بکر غزنوی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

''ہمارے دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد یحیٰ (صدر شعبہ اسلامیات انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور) کا شمار ان کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ ان کی ہدایت کے مطابق اپنے ایک نہایت ضروری کام کے لیے کسی صاحب سے ملنے کے لیے روانہ ہونے لگے تو کہا اول آخر درود شریف اور ۳۱۳ دفعہ **حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ** پڑھنا۔ وہ کہتے ہیں میں ان کا بتایا ہوا وظیفہ پڑھنے لگا تو پڑھتا ہی چلا گیا۔ واپس آیا تو پوچھا، کتنی دفعہ پڑھا تھا۔ عرض کیا: بے شمار دفعہ۔ فرمایا جتنی دفعہ بتایا جائے اتنی دفعہ ہی پڑھنا چاہیے۔ اس کا معاملہ معالج کی بتائی ہوئی دوائی کی طرح ہے، جتنی مقدار میں وہ بتائے، اس کی ہدایت کے مطابق اتنی ہی مقدار میں دوا استعمال کرنی چاہیے۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۱۴۱)

اسی طرح کی بات صفحہ ۱۶۱ پر بھی ہے وہاں غزنوی صاحب کا ارشاد لکھا ہے:

''بھئی یہ وظائف روحانی غذا ہوتے ہیں اور اگر ان کو **Over Doze** کر لیا جائے تو بجائے فائدے کے نقصان ہوسکتا ہے۔ جتنا آپ کو بتایا تھا اتنا ہی پڑھا کرو اور آئندہ یہ بات پلے باندھ لو کہ جس طرح ڈاکٹر کہے اسی طرح دوا استعمال کیا کرو۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۱۶۳)

میرٹھی ذہن کے لوگ یہاں بھی کہیں گے کہ مُرشد کو منصبِ رسالت پہ بٹھایا گیا ہے کہ وظیفہ تک کے لیے اس کی اجازت ضروری قرار دی گئی؟

(۳)...... یہاں ہم یہ بتلا دیتے ہیں کہ افرادِ امت کو منصبِ رسالت پہ کس نے بٹھایا ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب اپنی جماعت کے بزرگ مولانا محمد حنیف ندوی کے حالات میں لکھتے ہیں:

''ہمارے ہاں یہ رواج ہو گیا ہے کہ جو عالمِ دین عمرِ پیری کو پہنچ جاتا ہے، ہم اس کے صرف وہ واقعات قلم و زبان پر لاتے ہیں جن کا تعلق ورع و عبادت، تقویٰ و تدیّن اور زہد و للّٰہیت سے ہو، اور پھر اس وقت تک دم نہیں لیتے جب تک اُسے معصومین کی صف میں کھڑا نہیں کر دیتے۔''

(ارمُغانِ حنیف صفحہ ۲۱۹)

بھٹی صاحب اپنے غیر مقلدین کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان حضرات کی بارگاہِ عصمت سے ہمیں کیا ملے گا؟'' (ہفت اقلیم صفحہ ۲۴۹)

غیر مقلدین کے ''حجۃ الاسلام، شیخ الاسلام'' مولانا محمد گوندلوی صاحب ''غرباء اہلِ حدیث''

کے متعلق لکھتے ہیں:

''انہوں نے اپنے امام کو شارع سمجھ لیا ہے۔'' (الاصلاح صفحہ ۲۱۹)

مولانا عبدالقادر حصاروی صاحب غیر مقلد نے ''غرباء اہلِ حدیث'' کے متعلق لکھا:

''یہ اپنے امام کو مثلِ معصوم سمجھتے ہیں'' (اصلی اہل سنت کی پہچان صفحہ ۲۱۳)

مولانا محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد نے حالتِ قومہ میں ہاتھ باندھنے والے غیر مقلدین کے بارے میں لکھا:

''یہ مسئلہ اب صرف دو پارٹیوں کا ایک امتیازی خاصہ اوران کے کاروبار کا ٹریڈ مارک بن گیا ہے، لہذا جو آدمی کسی ایک پارٹی کے ساتھ منسلک ہے وہ اسی طرح ہی کرتا رہتا ہے اگر چہ حقیقت میں اس کو اتنا علم وفہم بھی نہ ہو کہ وہ حسن امتیاز کر لیتا کہ یہ بات حق ہے محض اس بناء پر کہ ان کا اس پارٹی کے سربراہ کے ساتھ گہرا قلبی تعلق ہے اوراس کی بات کو **کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ** بلکہ مثل وحی کے تصور کر لیتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے تقلید کر لیتے ہیں اور دوسری طرف یا دوسرے فریق کے موقف کو سننے یا ان کی تحریروں کو مکمل طور پر پڑھنے سے گریز کرتے ہیں بلکہ مقابل فریق کی تحریروں کو شجرہ ممنوع تصور کر لیتے ہیں اوراس بات پر یقین کر لیتے ہیں کہ بس حق وہی ہے جو فلاں کرتا ہے یا جس پر فلاں عامل ہے اس کے سوا حق اصل ہے ہی نہیں۔'' (مقالاتِ راشدیہ:۱/۸۰)

مولانا ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''آج کل جماعت اہلِ حدیث کی ایک ایسی کھیپ تیار ہو چکی ہے جو کچھ ناصرالدین البانی نے لکھ دیا ان کے نزدیک حرفِ آخر کی حیثیت سے من وعن قبول ہے۔''

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۶)

اعتراض:۸......شیخِ کامل کے مشورہ کو ماننا اسے رسول اللہ سے بڑھانا ہے

شکیل احمد میرٹھی صاحب فضائل اعمال کی ایک عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''یہ کون شیخِ کامل ہے جسے منصب رسالت پر بٹھا دیا گیا کہ وہ جس چیز کا حکم دے اسے کر اور جس سے روکے احتراز کر جب کہ یہ حق صرف اور صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ بتایئے کاروبار بھی کریں تو اپنی مرضی ورائے سے نہیں بلکہ شیخ کامل کے حکم کے مطابق (چاہے شیخ کامل کو اس کام میں تجربہ ہو یا نہ ہو اوراس نا تجربہ کاری کی وجہ سے کاروبار کا بھٹہ بیٹھ جائے) اس بات نے تو شیخِ کامل

کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اونچا کر دیا۔(العیاذ باللہ) کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاروبار اور کھیتی باڑی وغیرہ میں امت کو کچھ بنیادی اصول وضوابط بتا کر انہیں اپنے تجربات کی روشنی میں کام کرنے کی اجازت دی ہے۔''(تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۲۱)

الجواب:

(۱)......منصبِ رسالت پر بٹھانے کی تردید اوپر مذکور ہو چکی ہے۔

(۲)...... یہ بات بھی اوپر مذکور ہو چکی کہ پیر و مرشد کی اطاعت اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ شریعتِ محمد یہ پہ چلاتا ہے۔

(۳)......باقی رہا ہر بات میں پیر سے مشورہ کرنا۔عرض ہے کہ شریعت محمدی میں مشورہ کی اہمیت ہے جو کام مشورہ سے ہو اس میں خیر و بھلائی ہوتی ہے۔مشورہ کا اللہ نے اپنے نبی کو حکم دیا **وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ** اورامت کے لیے کسی کام کو مشورہ سے کرنا مسنون ہے۔

(۴)......اب رہا یہ الزام کہ اس کے مشورہ سے کاروبار کا بھٹہ بیٹھ جائے....عرض ہے کہ شیخِ کامل سے مشورہ لیا جائے گا تو اس کے فن سے متعلقہ جو بات ہوگی وہ رہنمائی کردے گا اور جو اُس کی معلومات سے باہر ہوگی وہاں وہ معلومات والوں کی طرف رہنمائی کردے گا۔لہذا اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔

(۵)......اب ہم آتے ہیں غیر مقلدوں کی کتابوں کی طرف کہ انہوں نے مرشد کی اطاعت اور مرشد کے کیا آداب بتلائے ہیں۔

غیر مقلدین کی کتاب میں ایک صاحب کا بیان منقول ہے:

''یہ فقیر شب و روز کمر بستہ صحبتِ کیمیا خاصیت میں رہتا اور ہر جزئی وکلی امر میں اپنے خواہ وہ متعلق تدبیر معاش کے ہو، یا خانہ داری کے یا مقدمہ یا شادی و غمی کے ہو۔الغرض **كَالْمَيِّتِ فِي يَدِ الْغَسَّالِ** میں نے اپنے آپ کو آپ کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔''

(تذکرہ اہل صادق پور صفحہ ۵۲ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ)

اس عبارت میں یہ جملہ ''**كَالْمَيِّتِ فِي يَدِ الْغَسَّال**'' قابلِ غور ہے۔اس کا ترجمہ ہے جس طرح میت غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہو۔مطلب میں نے اپنے آپ کو مُردہ سمجھ کر ان کے حوالے کر دیا تھا جو چاہیں جیسے چاہیں تصرف کریں جو حکم دیں، جس سے روکیں ان کی مرضی ہے۔

اسی کتاب میں ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے:

''عنفوانِ شباب میں اپنے مرشد (سید احمد صاحب) کے ساتھ مجاہدۂ نفس، حلم و ایثار میں ثابت قدم رہے۔ **سَمْعًا وَّطَاعَةً** کے سوا کوئی صدا بلند نہیں ہوئی۔''

(تذکرہ اہل صادق پور صفحہ ۱۸۷ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ)

وہ بزرگ اپنے مرشد کی ہر بات پر اطاعت ہی کرتے رہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد ''اطاعتِ امیر کی حیرت انگیز مثال'' عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''صوفی عبد اللہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مولانا فضلِ الٰہی نے ان سے کہا...ریل کے سفر میں بسا اوقات وزیر آباد سے بھی گزرنے کی نوبت آ جاتی ہے۔ اس وقت عین ممکن ہے آپ کو گھر یاد آ جائے اور دل میں وہاں اترنے اور اپنا پرانا مسکن دیکھنے کا جذبہ کروٹ لینے لگے اور وہ جذبہ اصل مقصد پر غلبہ حاصل کر لے، اس لیے وزیر آباد کے ریلوے اسٹیشن پر آئیں تو ریل سے نہ اُتریں اور پلیٹ فارم پر قدم نہ رکھیں۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ امیر کے اس حکم کے بعد میں نے طویل مدت تک وزیر آباد کا ریلوے اسٹیشن اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ اس اثنا میں بے شمار دفعہ ریل کے سفر میں وہاں سے گزرنے کا موقع ملا۔ لیکن نہ اپنے شہر کی دیواریں دیکھیں، نہ مکانات دیکھے، نہ اسٹیشن دیکھا۔ اگر پشاور کی طرف سے لاہور کی طرف جانے کی ضرورت پیش آئی تو گجرات سے گکھڑ تک اور اگر لاہور کی طرف بجانب پشاور جانا ہوا تو گکھڑ سے گجرات تک کا سفر ریل کے بیت الخلاء میں بیٹھ کر طے کیا اور اگر بیت الخلاء خالی نہیں ہے تو آنکھیں بند کر لی ہیں....اندازہ کیجیے اطاعتِ امیر کی یہ کس درجہ حیرت انگیز مثال ہے۔ ریل کے سفر میں کوئی دیکھنے والا نہیں کہ کس انداز سے بیٹھے ہیں اور کس طرف نگاہ کر رکھی ہے، لیکن اطاعتِ امیر ہے کہ نظر اُٹھا کر دیکھنے سے رکے ہوئے ہیں۔ ایک لمبا عرصہ اسی طرح گزر گیا۔'' (صوفی محمد عبد اللہ صفحہ ۹۷)

پیر کی اطاعت کرنے پر اعتراض کرنے والے غیر مقلدین امیرِ جہاد کی اس حیرت انگیز اطاعت پر کیوں چپ سادھے ہوئے ہیں؟ کیا صوفی صاحب نے اپنے امیر مولانا فضلِ الٰہی صاحب کو منصبِ رسالت پہ بٹھا رکھا تھا؟

اعتراض: ۹...مرشد بنانا امام کی تقلید سے اعراض ہے

شکیل احمد میرٹھی صاحب اعتراض کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

''حضرت امام ابوحنیفہؒ اس عبارت اور طرزِ عمل پر ناراض نہ ہوں گے کہ رسول اللہ کو چھوڑا، مجھے پکڑا۔ اب کسی اور شیخِ کامل کی تلاش ہورہی ہے۔ نعوذ باللہ رسول کامل نہیں یا میں کامل نہیں ؟'' (تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۲۳)

الجواب:

(۱)......میرٹھی صاحب نے الزام لگایا ہے کہ مقلدینِ احناف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا ہے۔ حالانکہ مجتہدین کی پیروی اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ شریعتِ محمد یہ پہ چلاتے ہیں لہذا رسول اللہ کو چھوڑنے کی بات غلط ہے۔

بندہ نے اپنی کتابوں: ''غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟'' ...اور... ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' میں نام نہاد اہلِ حدیثوں کی اپنی عبارات نقل کی ہیں جن میں انہوں نے اپنے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ ہم ائمہ کرام اور علمائے امت کی تقلید کیا کرتے ہیں۔ اگر کسی امتی کی تقلید کا مطلب یہ ہے کہ تقلید کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتا ہے تو پھر تقلیدی اہل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

(۲)......اسی طرح جو کسی پیرِ کامل کی بیعت ہو جائے تو وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو چھوڑنے والے نہیں۔ بلکہ امام کی پیروی فقہی میں مسائل کرتا ہے اور پیر کی اتباع مسائلِ تصوف میں ہوگی۔ دونوں کی پیروی بیک وقت ہوسکتی ہے۔

اگر میرٹھی صاحب کو اتنی عام سی بات سمجھ نہ آئے تو ہم کہتے ہیں غیر مقلدین میں بے شمار افراد صوفی ذہن کے ہیں۔ کافی حوالہ جات ہماری اسی کتاب میں جگہ جگہ درج ہیں اور تفصیل ''علمائے اہلِ حدیث میں تصوف کی خوشبو'' میں مذکور ہے۔

اعتراض: ٦ کے جواب میں مذکور ہے کہ مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد شیخِ کامل کی تلاش میں سرگرداں رہے، پھر ان کی صحبت کو پالیا۔

میرٹھی صاحب بتلائیں جن غیر مقلدین نے شیخ و مرشد کی بیعت کو اختیار کیا ہے کیا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، محدثین وغیرہ کی پیروی چھوڑ دی ہے؟ اگر آپ کہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و محدثین کی اتباع کے ساتھ پیر و مرشد کے پیروکار رہے ہیں تو یہی جواب ہماری طرف سے قبول

کرلیں کہ حنفی لوگ فقہی مسائل میں امام کی پیروی کے ساتھ مسائل تصوف میں پیر ومرشد کی تابعداری کرتے رہے۔

اعتراض:۱۰... ابدال کے وجود کی روایتیں من گھڑت ہیں

شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے فضائل اعمال میں سیوطی کی الجامع الصغیر اور سخاوی کی مقاصد کی روایت نقل فرمائی ہے جس میں امت میں ابدال کے پائے جانے کی بات ہے۔

شکیل احمد میرٹھی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسلامی بھائیو! یہ حدیث ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہے شیخ زکریا صاحب نے بلا تحقیق اس حدیث کو نقل فرمادیا اور یہ بھی وضاحت نہیں فرمائی کہ کیسی ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب:۲۶)

الجواب:

(۱)......سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فتنہ ہوگا، اس میں لوگ اس طرح تپیں گے جس طرح سونا بھٹھی میں تپتا ہے لہذا اہلِ شام کو بُرا نہ کہو کیونکہ ان میں ابدال ہیں۔(مستدرک حاکم)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد اِس حدیث کو نقل کرکے لکھتے ہیں:

''(المستدرک للحاکم ۵۵۳/۴ ح ۸۶۵ **وَسَنَدُہٗ صَحِیْحٌ وَصَحَّحَہُ الْحَاکِمُ وَوَافَقَہُ الذَّھَبِیُّ**) اس موقوف صحیح روایت سے ابدال کا ذکر ملتا ہے۔'' (توضیح الاحکام:۸۷/۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مذکور بیان غیر مدرک بالقیاس (یعنی جو محض عقل سے نہ سمجھا جاسکے بلکہ اس کے لیے قرآن وحدیث کی ضرورت ہو) ہے اور غیر مقلد علماء کو اعتراف ہے صحابی کا غیر مدرک بالقیاس قول حدیث نبوی کے حکم میں ہوتا ہے۔

مولانا محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد نے صحابہ کرام کے اقوال کے بارے میں لکھا:

''ان کے اقوال قیاس سے بالاتر ہونے کی بنا پر مرفوع کا حکم رکھتے ہیں۔''

(رسالہ ختمِ نبوت صفحہ ۵۵ مشمولہ مقالاتِ محدث گوندلوی صفحہ ۱۰۹)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ موقوف بھی حکماً مرفوع ہے کیونکہ عذابِ قبر کا مسئلہ اجتہادی نہیں ہے۔''

(اشاعۃ الحدیث شمارہ:۱۲۰)

علی زئی صاحب نے ایک جگہ تو صحابی کی نماز کے مسائل کو مدرک بالقیاس اور غیر مدرک بالقیاس کی تقسیم کے بغیر مطلقاً ہی مرفوع حکمی کہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز کا ہر مسئلہ مرفوع حکمی ہے۔'' (علمی مقالات: ۱۹۷/۳)

مسند احمد میں ہے:

اَلْاَبْدَالُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ ثَلَاثُوْنَ ... اس امت میں تیس ابدال ہیں۔ (۳۲۲/۵)

میرٹھی صاحب کہتے ہیں کہ ابدال کی روایت من گھڑت ہے .... اس لیے بتایا جائے اس میں کون سا راوی ہے جس پر حدیث گھڑنے کا الزام ہو۔

سنن ابی داود میں امام مہدی کے بارے میں حدیث ہے جس میں الفاظ ہیں:

فَاِذَا رَاٰی النَّاسُ ذٰلِکَ اَتَاہُ اَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَیُبَایِعُوْنَہٗ

، جس وقت لوگ یہ دیکھیں گے تو اس کے پاس شام کے ابدال اور عراق کی ٹولیاں آئیں گے اور پھر وہ اس کی بیعت کریں گے۔ (سنن ابی داود: کتاب المہدی باب اح ۴۲۸۶)

یہاں بھی بتایا جائے اس حدیث میں کون سا راوی ہے جسے حدیث گھڑنے والا کہا گیا ہو۔

مسند احمد میں ہے: **اَلْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ**، ابدال شام میں ہوں گے۔ (۱۱۲/۱)

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الحاوی للفتاویٰ ۲۴۲/۲'' میں ابدال کے متعلق حدیثیں جمع کر دی ہیں اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ غیر مقلدین کے نزدیک تارکِ تقلید/غیر مقلد ہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ سیوطی نے تقلید کی مخالفت پر مستقل کتاب لکھی ہے۔ جیسا کہ اعتراض: ۱۹ کے جواب میں حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد کی کتاب ''علمی مقالات: ۵۷/۳، ۳۲۲/۵ کے حوالہ سے مذکور ہوگا ، ان شاء اللہ۔

باقی رہا ابن جوزی کا انہیں موضوعات میں شمار کرنا تو لازمی نہیں کہ واقعی وہ موضوع ہی ہوں کیونکہ وہ غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق اس قدر متشدد ہیں کہ بعض اوقات بخاری کے راوی کو ضعیف قرار دے کر اس کی روایت کو موضوع روایات میں شامل کر دیتے ہیں۔

چنانچہ مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس قدر تعصب ہے کہ جس راوی پر بقول اُن (ابن جوزی) کے جرح کی کل کائنات یہی ''لیس

بـالقوی" ہے۔وہ بھی علامہ ابن جوزیؒ کے ہاں موضوعات میں ذکر کرنے کے قابل ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون!ان کے اسی نوعیت کے اقدام پر ہی انہیں وضع کا حکم لگانے میں متشدد قرار دیا گیا ہے۔ علامہ سیوطیؒ ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: محمد بن حمیر **لیس بالقوی** ہرگز نہیں۔بلکہ قوی،ثقہ، رجالِ بخاری میں سے ہے۔اور حدیث بخاری کی شرط پر صحیح ہے۔"[تنقیح الکلام:۵۴]

(۲)......غیر مقلدین کی کتابوں میں ابدال کے وجود کا تذکرہ موجود ہے۔

مولانا عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں:

"میاں محمد یوسف صاحب سکنہ پیرو کوٹ ضلع گوجرانوالہ اپنے وقت میں مشہور بزرگ گزرے ہیں۔اس وقت کے صوفی اُن کو ابدال کہتے تھے۔ان سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں۔"

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول:۲۵)

اسی کتاب میں مزید لکھا ہے:

"فرمایا: میر حیدر تمہارا پیر لکڑ ہارا ابدال تھا۔تمہاری خاطر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں مقیم تھا۔جب تمہارا حصہ تمہیں مل گیا تو وہ چلا گیا اور لکھنؤ پہنچ کر فوت ہو گیا۔"

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول:۱۳۶)

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد "**اَلْاَبْدَالُ بِالشَّامِ وَ النُّجَبَاءُ بِمِصْرَ وَالْعَصَائِبُ بِالْعَرَاقِ**" کے تحت لکھتے ہیں:

"ابدال شام کے ملک میں رہتے ہیں (کہتے ہیں کہ کل ابدال دنیا میں ستر ہوتے ہیں ان میں سے تیس شام میں رہتے ہیں اور تیس باقی ملکوں میں) اور عصائب عراق میں اور نجائب مصر میں (یہ سب اولیاء اللہ کی قسمیں ہیں اور اوتاد اور اقطاب اور غوث بھی۔غوث تمام اولیاء اللہ کا سردار اور مرجع ہوتا ہے جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے عہد کے غوث تھے) ابدال سے وہ اولیاء اللہ مراد ہیں جن کی ادلی بدلی ہوتی رہتی ہے یعنی جب اُن میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اس کے بدلے دوسرا مقرر کیا جاتا ہے" (لغات الحدیث:۱/۳۱/۱،ب)

قوسین کی عبارتیں بھی علامہ صاحب کی ہے۔

اعتراض:۱۱...امت میں تو پانچ سو سے زیادہ برگزیدہ بندے ہیں

ابدال والی روایت میں یہ بھی ہے کہ میری امت میں پانچ سو برگزیدہ بندے رہتے ہیں۔
شکیل احمد میرٹھی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
''آج پوری دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں کیا مسلمانوں میں صرف پانچ سو افراد برگزیدہ ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب:۲۸)

الجواب:

(۱)......میرٹھی صاحب مذکورہ روایت کی سند کے کسی روای کو متعین کر کے اسے حدیث گڑھنے والا ثابت نہیں کر سکے تو اس کے متن پر اعتراض کر دیا ہے۔ کسی حدیث کے متن کو غیر ثابت کہنے کے لیے محدثین کے حوالوں کی ضرورت ہوتی ہے مگر میرٹھی صاحب نے کسی محدث کی گواہی ذکر کیے بغیر از خود ہی متن کو غیر معتبر کہہ دیا ہے۔

(۲) پانچ سو برگزیدہ بندوں کی بات تو حدیث میں آ گئی ہے۔ اگر میرٹھی صاحب اس سے زیادہ تعداد کے قائل ہیں تو اس کا ثبوت ان کے ذمہ ہے۔

(۳) اگر بیک وقت برگزیدہ بندوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ مان لی جائے تو بھی یہ بات قابلِ اشکال نہیں کیونکہ اس حدیث میں پانچ سو سے زیادہ کی نفی نہیں ہے۔

حدیث میں آیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ میرے بعد تیس جھوٹے افراد پیدا ہوں گے جو نبوت کا جھوٹا دعوی کریں گے۔ (الحدیث)

نبوت کے تیس جھوٹے دعوے داروں کا جس حدیث میں تذکرہ ہے اسے ابو داود اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (رسالہ ختم نبوت صفحہ ۷۸ مولانا محمد گوندلوی)

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے جن لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے ان کی تعداد تیس سے کہیں زیادہ ہے۔ میرٹھی سوچ والا یہاں بھی اعتراض کر دے گا کہ یہ حدیث اس اعتبار سے بھی غلط ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کی تعداد تو تیس سے زیادہ ہے۔ شارحینِ حدیث نے جواب دیا ہے کہ تیس سے مراد وہ ہیں جن کا اپنا حلقہ ہو، انہیں شہرت حاصل ہو وغیرہ ورنہ محض نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی تعداد تیس سے بہت زیادہ ہے۔

غیر مقلدین کے ''شیخ الاسلام، حجۃ الاسلام'' مولانا محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں:

''تیس (۳۰) کا لفظ حصر کے لیے نہیں۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ستر کذاب ہوں گے۔ اگر تیس گزر چکے ہیں تو مرزا صاحب کا نمبر ۳۱ ہوگا، اگر تیس سے مراد شان وشوکت اور بہت مریدوں والے مراد ہوں تو اس صورت میں ان کو تیس میں مندرج ماننا پڑے گا۔'' (مقالاتِ گوندلوی:۱۲۶)

اسی طرح اگر پانچ سو سے زیادہ برگزیدہ بندوں کی بات کسی حدیث میں مل جائے تو اس طرح کی کوئی تاویل کر لی جائے گی۔ میرٹھی صاحب جیسے غیر مقلد اِس جواب کو کافی نہیں سمجھتے تو جو جواب وہ اوپر والی حدیث کا دیں گے وہی جواب حدیثِ ابدال کا سمجھ لیں۔

اعتراض:۱۲... سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ وسیلہ سے نہیں ہوئی

فضائلِ اعمال میں حدیث ہے جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا وسیلہ دیا تب اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ (فضائل ذِکر)

شکیل احمد میرٹھی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ **رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا** دعا کرنے سے ہوئی نہ کہ وسیلہ دینے سے۔ وسیلہ والی بات **رَبَّنَا ظَلَمْنَا** کے خلاف ہے۔ (تبلیغی جماعت کا نصاب:۳۰)

الجواب:

(۱)......سیدنا آدم علیہ السلام نے زمین پہ آنے کے بعد **رَبَّنَا ظَلَمْنَا** دعا مانگی ہے مگر اس سے یہ نفی کیسے ہوتی ہے کہ وسیلہ نہیں دیا۔ اور یہ بھی وضاحت کر دی جاتی کہ وسیلہ والی بات **رَبَّنَا ظَلَمْنَا** کے خلاف کیسے ہے؟ اگر **رَبَّنَا ظَلَمْنَا** یا قرآن کی کسی آیت میں لکھا ہوتا کہ انہوں نے وسیلہ نہیں دیا تب کہا جاتا وسیلہ والی بات غلط ہے۔ جب ایسی بات نہیں تو وسیلہ والی بات کو قرآن کے خلاف قرار دینا سینہ زوری ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ دونوں باتیں اپنی جگہ صحیح ہو سکتی ہیں کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے **رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا** الفاظ سے دعا بھی کی ہو اور وسیلہ بھی دیا ہو۔ ان میں سے کوئی بات دوسری کے مخالف نہیں۔

تنبیہ: میرٹھی صاحب نے لکھا:

''**فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ**، پھر آدم نے اپنے مالک سے چند کلمات سیکھ لیے...وہ چند کلمات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو سکھائے تھے وہ یہ ہیں۔ **رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا**''

(تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۳۰)

میرٹھی صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے جو کلمات اپنے رب سے سیکھے وہ **رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا** ہیں۔ مگر یہ نہیں بتایا یہ بات امتیوں کی ہے یا قرآن وحدیث کا فیصلہ؟ امتی کی بات غیر مقلدین کے ہاں حجت نہیں اور قرآن وحدیث کو میرٹھی صاحب نے پیش نہیں کیا۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا دعائیہ الفاظ بے شک قرآن کے ہیں مگر **فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ** میں مذکور کلمات سے مراد **رَبَّـنَـا ظَـلَـمْـنَا اَنْفُسَنَا** دعائیہ الفاظ ہیں اس کی دلیل اپنے مذہب کے مطابق قرآن وحدیث سے دینی چاہیے تھی۔

اعتراض: ۱۳...... وسیلہ آدم والی حدیث کو غلط عقیدہ کے ثبوت کے لیے درج کیا

شکیل احمد میرٹھی صاحب وسیلہ آدم والی حدیث کو ''من گھڑت'' قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس حدیث کو تحریر کرنے کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ وسیلہ کے مسئلہ کو ثابت کیا جائے جو ایک بدعی عقیدہ اور شرک کا دروازہ ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب: ۳۱)

الجواب:

(۱)...... غیر مقلدین کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ فضائل اعمال کھول کر دیکھیں وہاں وسیلہ آدم والی حدیث کلمہ طیبہ کے فضائل کے تحت مذکور ہے۔ میرٹھی صاحب کا یہ کہنا کہ ''صرف ایک ہی مقصد ہے کہ وسیلہ کو ثابت کیا جائے...'' غلط ہے۔

(۲)...... میرٹھی صاحب نے وسیلہ کو ''بدعی عقیدہ اور شرک کا دروازہ'' تو کہہ دیا مگر اس کو ''بدعی عقیدہ اور شرک کا دروازہ'' ہونا ثابت نہیں کیا۔ اس کے برعکس وسیلہ کا جواز حدیث سے ثابت ہے۔ ہم اپنی اسی کتاب کی دوسری جلد میں وسیلہ کے جواز پر مفصل بحث کریں گے ان شاء اللہ۔

(۳)...... خود غیر مقلدین کے بہت سے افراد وسیلہ کے قائل ہیں۔ ہم یہاں غیر مقلدیت کے چار جید علماء کے حوالے نقل کرتے ہیں۔

۱۔ قاضی شوکانی غیر مقلد نے وسیلہ کے جواز پر مستقل کتاب ''**اَلدُّرُّ النَّضِیْدُ**'' لکھی ہے۔ اس

میں وہ کہتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاجات میں وسیلہ بنانا صرف زندگی کی حالت سے مخصوص نہ تھا بلکہ جس طرح زندگی میں آپ کو وسیلہ بنایا جاتا تھا اسی طرح انتقال کے بعد بھی آپ کو وسیلہ بنانا جائز ہے... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی زندگی میں وسیلہ بنانا اور آپ کے بعد دوسرے بزرگوں کو وسیلہ بنانا صحابہ کرام کے اجماع سکوتی سے ثابت ہے کیونکہ حضرت فاروقؓ نے حضرت عباسؓ کو وسیلہ بنایا تو کسی صحابی نے اس کا خلاف نہیں کیا۔'' (بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۴۰۹)

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اسلامی دنیا میں اہلِ حدیث کے مُسلَّم پیشوا اور مجتہد امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ''

(تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۱۴۷)

۲۔غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل مولانا میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں:

''هٰذَا آخِرُ مَاأَلْهَمَ اللّٰهُ خَالِقُ الثَّقَلَيْنِ عَبْدَهُ الْعَاجِزَ محمد نذير حسين عَافَاهُ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ بِجَاهِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ (معیار الحق صفحہ ۴۱۹)

ترجمہ: یہ آخر ہے اس کتاب کا جو ثقلین (جن وانسان) کے پیدا کرنے والے اللہ نے اپنے عاجز بندے محمد نذیر حسین کو الہام کیا ہے۔ اللہ اسے دونوں جہان میں ثقلین (جن وانس) کے سردار کے مرتبہ کے طفیل عافیت دے۔

میاں صاحب نے اس عبارت میں سید الثقلین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے۔ میاں صاحب کو غیر مقلدین میں مذہبی ہیرو کہا گیا ہے۔

چنانچہ ان کے سوانح نگار مولانا فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارے ہیرو کا نام ہے سید نذیر حسین'' (الحیات بعد الممات صفحہ ۲)

''ہمارے ہیرو کو خود بھی میاں صاحب ہی لقب پسند تھا... ہمارے ہیرو میں یہ سب باتیں جمع ہوگئی تھیں'' (الحیات بعد الممات صفحہ ۴)

۳۔نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد، شیخ ابنِ عربی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

''فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاءً حَسَناً... وَحَشَرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ بِجَاهِ

سَیِّدِ اَصْفِیَائِہٖ وَخَاتَمِ اَنْبِیَائِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (التاج المکلل صفحہ ۱۸۰)

ترجمہ: اللہ انہیں ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے اچھا بدلہ دے اور ان کے گروہ میں ہمارا حشر کرے اپنے برگزیدہ لوگوں کے سردار اور اپنے انبیاء کے خاتم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے طفیل۔

نواب صاحب غیر مقلدین کے ہاں ''مجدد'' شمار ہوتے ہیں۔(مقدمہ الحطہ صفحہ ۱۰)

۴۔علامہ وحیدالزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اَللّٰھُمَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّکَ وَبِمُوْسٰی نَجِیِّکَ یااللہ! حضرت محمدؐ کے طفیل سے جو تیرے پیغمبرؐ ہیں اور حضرت موسیٰ کے وسیلہ سے جن سے تو نے باتیں کیں۔اس حدیث سے توسل بالاموات کا جواز ثابت ہوتا ہے اور جنہوں نے اس کو ناجائز کہا ہے، انہوں نے اس حدیث پر توجہ نہیں کی۔''

(لغات الحدیث ۴/۲۷:ن)

علامہ صاحب کو غیر مقلدین کے حلقہ میں ''امام اہلِ حدیث'' مانا جاتا ہے۔

(سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۴۵)

میرٹھی صاحب نے وسیلہ کو ''بدعی عقیدہ اور شرک کا دروازہ'' کہا ہے۔ہمارا سوال یہ ہے کہ وسیلہ کے قائل آلِ غیر مقلدیت بدعتی اور مشرک ہیں؟ جس مذہب کے مسلّم پیشوا، ہیرو، مجدّد اور امام بھی بدعتی اور مشرک ہوں باقیوں کا کیا حال ہوگا؟

ع جس کی بہار یہ ہو اس کی خزاں نہ پوچھ

تنبیہ: وسیلہ کی کچھ بحث اعتراض: ۹۵ کے جواب میں بھی مذکور ہے۔

اعتراض: ۱۴...وسیلہ آدم والی حدیث من گھڑت ہے

شکیل احمد میرٹھی صاحب وسیلہ آدم والی حدیث ''من گھڑت'' قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ حدیث دو سندوں سے آئی ہے دونوں سندوں میں عبدالرحمٰن بن زید اسلم ہے جو مشہور ضعیف اور مجروح راوی ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۳۲)

الجواب:

(۱)......اس حدیث کو متعدد علماء نے قابل تسلیم کہا ہے ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔امام حاکم۔(مستدرک)

۲۔علامہ نورالدین سمہودی۔(خلاصۃ الوفا صفحہ ۵۱)

۳۔مولانا محمد مراد علی صاحب۔(حاشیہ مکتوبات مجدد الف ثانی:۱/۱۱۷)

۴۔علامہ تاج الدین سبکی۔(شفاء السقام صفحہ ۱۶۰)

۵۔علامہ احمد شہاب الدین خفاجی۔(نسیم الریاض:۳/۳۹۸)

مذکورہ حوالے میں نے مولانا مجیب الرحمٰن صاحب کی کتاب ''راہِ حق'' سے نقل کیے ہیں۔

(۲)......میرٹھی صاحب نے عبدالرحمٰن بن زید کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔اس لیے ان کے نزدیک زیادہ سے زیادہ اس کی روایت ضعیف ہونی چاہیے مگر وہ اسے من گھڑت کہہ رہے ہیں۔

(۳)......اگر اس روایت کو ''ضعیف'' بھی مان لیا جائے تو بھی غیر مقلدین کے اعتراض میں کوئی وزن نہیں رہتا۔

اول:اس لیے کہ اس روایت کو فضائل اعمال میں کلمہ طیبہ کی فضیلت کے تحت لایا گیا ہے اور بہ اعتراف آلِ غیر مقلدیت فضائل میں ضعیف روایت قابلِ قبول ہوتی ہے۔دیکھئے اعتراض:۸۷ کا جواب۔

دوم:غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں لکھ رکھا ہے کہ جب تک ضعیف حدیث صحیح کے خلاف نہ ہو اسے قبول کرلیا جاتا ہے۔اور وسیلہ آدم والی حدیث کسی بھی صحیح حدیث کے خلاف نہیں ہے۔اگر کسی صحیح حدیث میں ہوتا کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے وسیلہ نہیں دیا تھا تب فضائل اعمال والی روایت اس کے خلاف ہوتی۔اب یہ روایت کسی صحیح حدیث کے خلاف نہیں،البتہ وسیلہ کے منکر غیر مقلدین کے خلاف ضرور ہے۔

(۴)......اس حدیث کے آخری حصہ ''اگر وہ (محمد) نہ ہوتے تو تم (آدم) بھی پیدا نہ کیے جاتے'' کے متعلق ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''مَوْضُوْعٌ لٰکِنْ مَّعْنَاہُ صَحِیْحٌ'' کہا ہے۔

میرٹھی صاحب نے اس حدیث کو موضوع قرار دینے کے لیے ملا علی قاری سے ''مَوْضُوْعٌ'' نقل کیا مگر اس سے اگلا جملہ ''لٰکِنْ مَّعْنَاہُ صَحِیْحٌ'' چھوڑ دیا۔ملا علی قاری کہنا چاہتے ہیں اس حدیث میں جو معنی ہے وہ اپنی جگہ پر صحیح ہے۔میرٹھی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ پوری عبارت نقل کرتے اگر انہیں

اس عبارت سے اتفاق نہ تھا تو اس کی تردید کرتے مگر افسوس وہ ایسا نہ کر سکے بلکہ ان کی عبارت کو حذف کر دیا جس سے یہ وہم ہونے لگا کہ ملا علی قاری بھی ان کے ہمنوا ہیں۔

اعتراض:۱۵......صرف مسنون درود پہ اکتفاء کرنا چاہیے

شکیل احمد میرٹھی صاحب لکھتے ہیں:

''صحابہ کرامؓ نے اللہ کے رسولؐ سے سلام وصلوٰۃ دونوں سیکھے، اور آپ نے سکھائے اسی کو اپنانا چاہیے اپنے من سے صلوۃ وسلام گھڑنا اوران کو افضل سمجھنا رسول اکرم سے آگے بڑھنا ہے **اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنۡهَا**'' (تبلیغی جماعت کا نصاب:۳۶)

الجواب:

(۱)......حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے غیر مسنون درود کو مسنون درود پر افضل کہاں کہا ہے؟ کوئی حوالہ؟ میرٹھی صاحب زندہ ہیں تو حوالہ دیں وگرنہ موجودہ غیر مقلدین فضائل اعمال کی وہ عبارت پیش کریں جہاں بقول میرٹھی صاحب غیر مسنون درود کو مسنون درود سے افضل کہا گیا ہے۔

(۲)......باقی رہا غیر مسنون درود کا جواز! تو عرض ہے کہ سلف صالحین اس کے قائل ہیں ،القول البدیع للسخاوی وجلاء الافھام لابن القیم وغیرہ کتابیں دیکھ لی جائیں۔ بلکہ خود غیر مقلدین نے بھی اپنی کتابوں میں بہت سے غیر مسنون درود لکھ رکھے ہیں۔ مثلاً مولانا عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام بیہقی نے مناقب میں اور تیمی نے ترغیب میں ابوالحسن شافعیؒ سے یہ روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ نے امام شافعیؒ کو کیا بدلہ دیا، کیونکہ وہ اپنے رسالے اور کتاب میں آپ پر اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ **صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ** ،تو آپ نے فرمایا اس درود شریف کی برکت سے قیامت کے روز اُن کا حساب نہیں لیا جائے گا، کیونکہ ایسا درود کسی نے مجھ پر نہیں بھیجا، اور امام بیہقیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی نے امام شافعیؒ کو خواب میں دیکھ کر یہ دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا، تو فرمایا: خدا نے مجھے بخش دیا، پھر اس سے سوال کیا گیا کہ کس عمل سے آپ کی بخشش ہوئی، آپ نے جواب دیا کہ ان

پانچ کلموں سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر میں درود شریف پڑھتا ہوں، اس پر پوچھا گیا کہ پانچ کلموں والا درود کون سا ہے، تو انہوں نے کہا کہ میں اس طرح درود شریف پڑھا کرتا ہوں۔ **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدِدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَ اَنْ یُّصَلِّیَ عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْهِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَایَنْبَغِیْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْهِ** ''

(اسلامی خطبات:۲۳۷/۱)

امام شافعی رحمہ اللہ کے حوالہ سے درود کے جو الفاظ بستوی صاحب نے نقل کیے ہیں وہ غیر مسنون ہیں۔ مذکورہ عبارت میں ''ایسا درود کسی نے مجھ پر نہیں بھیجا'' جملہ پر غور کریں جو اِس کے غیر مسنون ہونے پر دلیل ہے کیونکہ اگر وہ مسنون درود ہوتا تو امام شافعی رحمہ اللہ سے پہلے تابعین اور صحابہ کرام نے پڑھا ہوتا۔

بستوی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''**اَلْحِزْبُ الْاَعْظَمُ**'' میں مندرجہ ذیل درود شریف کو لکھا ہے جن کو ہم نقل کر کے سعادت دارین حاصل کرنا چاہتے ہیں.....'' (اسلامی خطبات:۲۳۸/۱)

بستوی صاحب درود کے جن الفاظ کے نقل کرنے پر سعادتِ دارین حاصل کرنا چاہتے تھے وہ غیر مسنون درود ہے۔

(۳)......درود شریف کے علاوہ دیگر غیر مسنون اذکار و اعمال کے جواز کو بھی غیر مقلدین مانتے ہیں بلکہ ایسے اذکار و اعمال ان کے معمولات میں بھی ہیں۔

مؤرخ آلِ غیر مقلدیت مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''یہاں یہ یاد رہے کہ وظائف و ادعیہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں، دوسرے وہ جن کا کتبِ حدیث میں ذکر فرمایا گیا ہے اور تیسرے وہ جو بزرگانِ دین سے منقول ہیں اور بعض امور و معاملات میں مجرب ہیں۔ ہمارے بزرگ علماء ان تینوں پر عامل رہے ہیں اور اب بھی اللہ کے نیک بندے، جن کو اللہ نے توفیق دی ہے ان پر عامل ہیں۔ وظیفے کے عمل اور لفظ سے بعض دوست آخر گھبراتے کیوں ہیں؟'' (نقوش عظمتِ رفتہ:۲۴)

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

’’میرے فہم میں یہ سب تشددات ہیں الفاظِ حسنہ زیادہ ہوجائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ سے صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر تھا **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ** اور عبداللہ بن عمرؓ اس پر یہ کلمات زیادہ کرتے تھے **لَبَّیْکَ وَ سَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ** بہت مواضع میں ثابت ہے کہ صحابہ کرامؓ اور علماء اسلام الفاظِ ماثورہ پر زائد دعا یہ پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ دیکھو صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا، قومہ میں یہ دعا پڑھی **رَبَّنَا وَ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ** جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کلمات کس نے پڑھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تین دفعہ فرمایا صحابہ ساکت (خاموش) ہوگئے اور پڑھنے والا ڈر گیا کہ شاید آپ میرے پڑھنے پر ناراض ہوگئے۔ آپ نے فرمایا **مَنِ الْقَائِلُ فَاِنَّہٗ لَمْ یَقُلْ بَاْسًا** جس نے یہ کلمات کہے ہیں اس نے کوئی بُری بات نہیں کہی۔ پھر وہ شخص بولا: **اَنَا قُلْتُھَا لَمْ اُرِدْ بِھَا اِلَّا خَیْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ بِضْعَۃً وَّ ثَلٰثِیْنَ مَلَکًا یَبْتَدِرُوْنَھَا اَیُّھُمْ یَکْتُبُھَا اَوَّلًا** یعنی تیس سے کچھ زائد فرشتے اس کے لکھنے کے واسطے آئے تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں اس کو پہلے لکھوں اس سے ثابت ہوا کہ ماثورہ پر زیادت جائز ہے کیونکہ یہ دعا اس شخص نے اپنی طرف سے ماثورہ پر زیادتی کی تھی اگر یہ تعلیمِ نبوی ہوتی تو خوف کس بات کا تھا جس پر وہ سکوت کرتا رہا اور جواب نہ دے سکا۔ اسی طرح ایک شخص نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھینک کر یہ دعا پڑھی **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی** آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر دو دفعہ پوچھا یہ پڑھنے والا کون تھا کوئی نہ بولا، تیسری دفعہ پوچھا آخر وہ شخص بولا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے پڑھا تو آپ نے فرمایا کہ کچھ اوپر تیس فرشتے دوڑے ان کلمات کے لیے کہ کون اوپر لے جاوے گا۔ (ابوداود والنسائی والترمذی) حدیث میں تو فقط چھینک کے واسطے اس قدر وارد ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ** یہ زیادت اس شخص نے اپنی طرف سے کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تحسین فرمائی۔ اس کے نظائر بکثرت ہیں اگر کل کا استیعاب کیا جاوے تو مستقل کتاب بنے گی غرض یہ کہ اس قسم کی زیادت بدعت نہیں بلکہ **فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ** میں داخل ہے **ھُوَ الْمُوَفِّقُ**۔ اس مسئلہ کی تحقیق شرح ابی داود ج۴ ص

۴۰۹ میں بسط کے ساتھ کی گئی ہے **مَنْ شَاءَ زِيَادَةً فَلْيُرَاجِعْ اِلَيْهِ۔**'' (فتاویٰ علماء حدیث ۱/۵۷)

حافظ نعیم الحق ملتانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شریعت میں بہت سے امور ایسے ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ خود کیا اور نہ ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ مگر ایسے جامع اصول بیان فرما دیئے ہیں جن کی روشنی میں ہر چلنے والا شرعی راستہ آسانی سے متعین کرسکتا ہے، جس کی شریعت میں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند مثالیں حاضر خدمت ہیں۔ 1 مکمل ماہ رمضان کا باجماعت قیام: یہ اگر چہ مسنون نہیں، مگر جائز ضرور ہے۔ کیونکہ فرض ہونے کا جو خطرہ تھا وہ ٹل گیا..... 2 قنوت وتر میں مقتدیوں کا آمین کہنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قنوتِ وتر ثابت ہے۔ مگر امام کا اونچی آواز سے ہاتھ اُٹھا کر قنوت کرنا اور مقتدیوں کا پیچھے بہ آواز بلند کہنا مسنون نہیں، مگر قنوتِ نازلہ [پر قیاس (ناقل)] اور کچھ آثارِ صحابہ ؓ کو بنیاد بنا کر جائز ضرور ہے.... 3 مقتدیوں کا بعض قرآنی آیات کا جواب دینا: بعض آیات مثلاً ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ وغیرہ آیات کا جواب دینا عمل صحابہؓ سے ثابت نہیں۔ کیونکہ امام یا اکیلے قاری کا آیاتِ رحمت اور آیاتِ عذاب پر ٹھہرنا اور مناسب موقع پر مناسب جواب دینا یا دعائیں کرنا ثابت ہے، نہ کہ مقتدیوں اور سامعین کا.....اس طرح کی احادیث کو بنیاد بنا کر مقتدی کے جواب کو [غیر مقلدین کے مذہب میں (ناقل)] جائز قرار دیا گیا ہے... 4 لاؤڈ سپیکر کا استعمال: سپیکر تو ایجاد ہی نئی ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کی آواز لمبی ہے اور بلند بھی ..... یہ غرض سپیکر پوری کر رہا ہے، لہٰذا جائز ہے، اگر چہ سنت طریقہ سپیکر کے بغیر ہے۔ تو بھینس کی قربانی چونکہ قربانی کے اصولوں پر فٹ ہے، لہٰذا مسنون نہ سہی مگر جائز اور قرآنی نص ﴿بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ﴾ کے عموم کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے منصوص ضرور ہے۔''

(بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ: ۷۶ طبع دوم، اسلامک سنٹر ملتان)

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عشاء کے فرضوں سے پہلے بھی ایک دوگانہ سنت کا ادا کرسکتا ہے گو کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہؓ سے منقول نہیں ہے۔'' (لغات الحدیث ۲/۹۱: ص)

دوسری جگہ مجلسِ میلاد کے متعلق لکھتے ہیں:

''مبارک ہیں ایسی مجلسیں... بہر حال یہ ضرور ہے کہ یہ مجلس عہدِ صحابہ میں نہ تھیں''

(لغات الحدیث ۲/۱۱۹: ص)

میرٹھی ذہن رکھنے والے آلِ غیر مقلدیت ذرا وقت نکال کر اپنے علماء کی ایسی عبارات بھی پڑھ لیا کریں جن میں اعتراف موجود ہے کہ فلاں فلاں اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت نہیں پھر بھی جائز اور مبارک ہیں۔

اعتراض:۱۶......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمُ الغیب ماننے کا الزام

فضائل درود میں قصہ ہے جس میں یہ حصہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر مکہ کو خواب میں نظر آئے اور فرمایا جامی رحمہ اللہ میرے روضہ پہ آنا چاہتے ہیں اور وہ آکر یہاں نعت پڑھیں گے....

شکیل احمد میرٹھی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد از وفات قبر میں یہ کیسے پتہ چلا کہ مولانا جامی مدینہ طیبہ آرہے ، میری قبر پر کھڑے ہو کر نعت پڑھیں گے؟ کیا اس قصہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد از وفات غیب داں ہونا ثابت نہیں ہوتا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات میں بھی غیب داں نہیں تھے۔''
(تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۳۹)

آگے لکھتے ہیں:

''اس قصہ نے آپ کو غیب داں ثابت کر دیا کہ جامی صاحب کے نعت کہنے اور اسے مدینہ آکر پڑھنے کا آپ کو بعد از وفات قبر میں علم ہو گیا۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۴۰)

الجواب:

فضائل درود میں یہ بات نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔اس سے عالم الغیب عقیدہ کشید کرنا میرٹھی صاحب کی اپنی ہی مہربانی ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مولانا جامی کے بارے میں کیسے پتہ چلا؟ اس کے تین جواب ہو سکتے ہیں۔

(الف)......مولانا جامی کی کرامت ہو کہ اللہ نے ان کی کرامت سے رسول اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی۔

(ب)...... بہ اعترافِ آلِ غیر مقلدیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش

ہوتے ہیں جیسا کہ آگے اپنے مقام پر آئے گا ان شاء اللہ۔

(ج)......وفات کے بعد کرامت یا معجزہ کا ظہور ہوسکتا ہے۔ حوالہ جات غیر مقلدین کی زبانی اسی کتاب کی دوسری جلد میں بیان ہوں گے، ان شاء اللہ۔

غیر مقلدین ان تین جوابات میں سے جسے پسند کرلیں اعتراض کا ازالہ ہوسکتا ہے لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عالم الغیب کی نسبت کا الزام محض الزام ہی ہے۔

میرٹھی صاحب تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ پر الزام لگا رہے ہیں کہ وہ مخلوق کو عالم الغیب سمجھتے ہیں مگر حضرت نے اپنا عقیدہ یوں بیان فرمادیا ہے:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے۔'' (تقریر البخاری:۱۸/۴ مکتبہ بیت العلم لاہور)

(ح)......اب غیر مقلدین کی کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ غیر مقلدین کے خطبات میں ایک صاحب کی زبانی لکھا ہے:

''زندگی نے وفا نہ کی۔ میرا باپ فوت ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے باپ کا منہ سیاہ ہوگیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک خوب صورت آدمی ہے...اس نے میرے باپ کے چہرے پر آکر ہاتھ پھیرا تو میرے باپ کا چہرہ اس طرح چمکا جیسے آسمان کا چاند چمکتا ہے، میں نے کہا: اے اللہ والے! تو یہ تو بتا تو کون ہے؟ اپنا تعارف تو کروا۔ میں تو بڑا پریشان تھا کہ میرے بابا کا چہرہ کالا کیوں ہوگیا ہے؟ یہ کہتا ہے کہ تو مجھے نہیں جانتا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ ہوں، میں اللہ کا سچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، مجھے خواب میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ تیرے بابا سے بڑی غلطیاں اور گناہ سرزد ہوجاتے تھے لیکن تیرا باپ مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا تھا اس کی برکت کی وجہ سے اللہ نے تمام گناہ ہی معاف کردیئے ہیں۔''

(خطباتِ الہٰ آبادی جلد اول: خطیب محمد شریف الہٰ آبادی، جمع وترتیب عبد الرؤف تابانی)

میرٹھی صاحب سے ان کی سوچ کے مطابق ہم سوال کرسکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے معلوم ہوگیا کہ فلاں بندہ مرگیا ہے اس کا چہرہ سیاہ ہے ہاتھ پھیر کے روشن کرنا چاہیے، نیز انہیں یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ وہ بندہ گناہ گار تھا مگر اللہ نے انہیں معاف کردیا۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے؟

۲۔ غیر مقلدین کی کتاب میں ایک شخص کا خواب لکھا ہے:

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے چچا کی اولاد میں محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوگیا ہے کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے شفاعت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ میں نے خدا سے عرض کیا۔ پروردگار عالم محمد بن ادریس شافعی کو تو بغیر حساب و کتاب کے بخش دے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی شفاعت کس عمل کی وجہ سے فرمائی گئی ارشاد فرمایا شافعی مجھ پر ایسا درود پڑھا کرتا تھا جو آج تک کسی نے نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ درود کیا ہے فرمایا: **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔''** (سیرتِ شافعی مصنفہ میاں خالد انصاری بھوپالی)

میرٹھی صاحب کو فضائل درود کی عبارت پر اعتراض ہے تو یہاں بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام شافعی رحمہ اللہ کی وفات کا علم کیسے ہوگیا، یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ ان کی بخشش ہوگئی ہے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں؟

۳۔ غیر مقلدین کی کتاب میں مسجد نبوی کے امام کی زبانی نقل کیا ہے کہ:

''مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''محمد سلیمان ہمارا مہمان ہے، اس کی مدارات میں فرق نہ کرنا'' (سوانح عمری مولوی عبد اللہ غزنوی، مصنفہ صوفی احمد دین حنیف)

نیز اس کتاب میں یوں بھی درج ہے:

''ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو ''رحمۃ للعالمین'' جو قاضی محمد سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو۔''

(سوانح عمری مولوی عبد اللہ غزنوی، مصنفہ صوفی احمد دین حنیف)

میرٹھی صاحب بتلائیں کہ قاضی سلیمان، ان کی مدینہ میں آمد اور ان کی کتاب رحمۃ للعالمین کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے علم ہوگیا؟

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے ایک عورت کی زبانی خواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کا واقعہ نقل کیا جس میں یہ عبارت بھی ہے:

''عرض کیا کہ آپ فرمائیں کہ آپ کون بزرگ ہیں۔ فرمانے لگے: میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے وہ وظیفہ جو ابھی آپ نے بتلایا تھا بھول گیا ہے پھر فرمائیں کہ وہ کس

طرح ہے؟ انہوں نے آپ کا نام لے کر کہا کہ وہ وظیفہ مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی سے پوچھ لینا''
(سراجاً منیراً صفحہ ۱۰۳)

سیالکوٹی صاحب آگے فرماتے ہیں:

''حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اس سَن رسیدہ نیک خاتون کو...میری طرف رجوع کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔'' (سراجاً منیراً صفحہ ۱۰۳)

میرٹھی صاحب بتلائیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ابراہیم سیالکوٹی کی شخصیت کیسے علم ہو گیا ہے اور یہ کیسے پتہ چل گیا کہ ان کے پاس فلاں وظیفہ ہے؟ کیا وہ عالم الغیب ہیں؟

مولانا محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نقل کرتے ہیں:

''رات قاضی معز الدین احمد رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منصور پور تشریف لائے ہیں..فرمایا: معز الدین! تم گھوڑے سنبھالو ہم نماز پڑھ کر نابھہ جائیں گے اور اپنے محبّ حکیم غلام فرید کو رہا کرائیں گے۔''

(تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۴۱)

میرٹھی صاحب بتایئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد الوفات کیسے علم ہوا کہ دنیا میں کوئی جگہ نابھہ ہے، کوئی غلام فرید نامی بندہ بھی ہے، وہ ان کا محبّ بھی ہے اور وہ قیدی بھی ہے؟ یہ بھی بتائیں کہ وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ کسی کو قید سے رہائی دلائیں۔

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی صغر سنی میں آنکھیں خراب ہو گئیں۔ جس کے نتیجے میں ان کی بصارت جاتی رہی امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ جو بڑی عابدہ اور صاحب کرامات خاتون تھیں، دعا کیا کرتیں کہ اے اللہ! میرے بیٹے کی بینائی درست کر دو، ایک رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی ہے آپ فرما رہے تھے کہ تمہاری کثرت دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے بیٹے کی بینائی واپس لوٹا دی ہے چنانچہ اسی شب کو جب وہ بیدار ہوئیں تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فرزند کی بینائی درست کر دی۔'' (آفاتِ نظر اور ان کا علاج صفحہ ۵۶)

غیر مقلدین کے رسالے میں لکھا ہے:

''امام بخاری شوال ۱۹۴ھ کو بخاریٰ میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی بچپن میں ہی فوت ہو گئے

تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے تربیت کی جو نہایت صالحہ خاتون تھیں۔ کم سنی میں ہی آپ کی نظر جاتی رہی اور نابینا ہو گئے۔ والدہ محترمہ نے آپ کی بینائی کے لیے بہت رُو رُو کر دعائیں کیں خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف سے انہیں قبولیت دعا کی بشارت ملی، صبح اُٹھے تو امام صاحب کی آنکھیں روشن تھیں۔'' (الاعتصام اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی صفحہ ۴۷۲)

میرٹھی صاحب بتائیں! سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو کیسے معلوم ہوا کہ دنیا میں کوئی امام بخاری رحمہ اللہ کی والدہ ہے، اس نے بیٹے کی بینائی کے لیے دعا کر رکھی ہے، وہ دعا قبول ہو چکی ہے، اور ان کے بیٹے کی بینائی واپس آ چکی ہے۔ کیا وہ عالم الغیب تھے؟ وجہ فرق بتائیں کہ فضائل درود کی عبارت سے عالم الغیب کا عقیدہ کشید کیوں اور غیر مقلدین کی کتابوں میں ایسے واقعات ہوں تو وہ منظورِ نظر کیوں ؟

اعتراض: ۱۷...رسول اللہ نے صحابہ کو تو خواب میں رہنمائی نہیں فرمائی

شکیل احمد میرٹھی صاحب شیخ جامی والے واقعہ پر اعتراض کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بڑے بڑے حادثات پیش آئے مثلاً... حضرت عثمان بن عفان کی مظلومانہ شہادت، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت وغیرہ کسی وقت بھی آپ نے خواب میں آ کر کچھ نہیں بتایا، کسی کو کوئی ہدایت نہیں دی... یہاں امیرِ مکہ کو بار بار خواب میں آ کر ہدایت فرما رہے ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب: ۴۰)

الجواب:

(۱)......میرٹھی صاحب کا یہ کہنا محلِ نظر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشکل اوقات میں خواب میں کسی صحابی کو نظر نہیں آئے۔ کتبِ حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے خواب میں آپ کو دیکھا ہے اور آپ نے اُن کی رہنمائی بھی فرمائی۔

صاحب مشکوۃ نے بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِيَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِيْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَاهٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْيَوْم فَاُحْصِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتَ

فَاَجِدُ قُتِلَ ذٰلِکَ الْوَقْتَ. (مشکوۃ صفحہ ۵۷۲)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو خواب میں نظر آئے۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ خواب ایک مثال ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو انتہائی مظلومانہ انداز میں شہید کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے (نواسے) کی مظلومانہ شہادت پر بہت زیادہ غمگین ہوئے'' (علمی مقالات ۱/۴۱۸)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ میں سلام کرنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اندر گیا تو آپ نے فرمایا خوش آمدید ہو میرے بھائی کو، میں نے آج رات اس کھڑکی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عثمان! ان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر فرمایا انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول لٹکایا جس میں سے میں نے خُوب سیر ہو کر پیا اور اب بھی میں اس کی ٹھنڈک اپنے سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اگر تم چاہو (تو اللہ کی طرف سے) تمہاری مدد کی جائے اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس افطار کر لو۔ میں نے دونوں باتوں میں سے افطار کو اختیار کر لیا۔ چنانچہ اسی دن آپ کو شہید کر دیا گیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۷/۳۳۳ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، دوسرا نسخہ ۷/۱۸۲)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خواب کی روایتِ بالا مفصل ہے۔ ان کا خواب مختصراً بھی کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ طبری ۳/۴۱۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۱۸۱، مستدرک حاکم ۳/۱۰۲ میں خواب کا مشترک مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو خواب میں فرمایا روزہ ہمارے پاس افطار کرو۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خواب میں مجھے میرے محبوب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے بعد عراق والوں کی طرف سے پیش آنے والی تکلیفوں کی شکایت کی تو آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ عنقریب

تمہیں ان سے راحت مل جائے گی۔ چنانچہ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف تین دن ہی زندہ رہے۔ (حیاۃ الصحابہ ۷۲۶/۳)

حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں نے آپ سے آپ کی امت کی شکایت کی کہ وہ مجھے جھٹلاتے ہیں اور تکلیف پہنچاتے ہیں پھر میں رونے لگا۔ آپ نے فرمایا مت رووا اور ادہر دیکھو۔ میں نے ادہر دیکھا تو مجھے دو آدمی نظر آئے جو بیڑیوں میں بندھے ہوئے تھے۔ (بظاہر یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ابنِ مُلجم اور اس کا ساتھی ہوگا) اور بڑے بڑے پتھر اُن دونوں کے سر پر مارے جا رہے تھے جس سے ان کے سر ریزہ ریزہ ہو جاتے پھر سر ٹھیک ہو جاتے۔ (یوں ہی ان دونوں کو مسلسل عذاب دیا جا رہا تھا) حضرت ابوصالح کہتے ہیں میں اگلے دن اپنے روزانہ کے معمول کے مطابق صبح کے وقت گھر سے حضرت علیؓ کی طرف چلا جب میں قصائیوں کے محلے میں پہنچا تو مجھے کچھ لوگ ملے جنہوں نے بتایا کہ امیر المؤمنین کو شہید کر دیا گیا ہے۔ (حیاۃ الصحابہ ۷۲۶/۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی (سیدنا بلال بن الحارث المزنی رضی اللہ عنہ) کو خواب میں نظر آئے اور فرمایا:

تو عمرؓ کے پاس جا اور اس کو سلام کہہ اور خبر دے کہ اُن پر بارش ہوگی اور عمرؓ سے کہہ دے کہ دانائی پر قائم رہے تو وہ شخص حضرت عمرؓ کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو حضرت عمرؓ رو پڑے پھر فرمایا: اے میرے رب میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی مگر جس امر میں عاجز ہوگیا۔ (وفاء الوفاء: ۴۲۱/۲)

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

''یہ واقعہ علامہ علیؒ بن عبدالکافی السبکیؒ نے امام بیہقیؒ کی کتاب دلائل النبوۃ سے پوری سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو شفاء السقام ص ۱۳۰) اور حافظ ابنِ کثیرؒ نے بھی یہ واقعہ امام بیہقیؒ کی پوری سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے اور آخر میں لکھتے ہیں **وَهٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ**، (البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۹۲) اور حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ **رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ** (فتح الباری ج ۳ ص ۱۴۸)'' (تسکین الصدور صفحہ ۳۴۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بھی خواب میں نظر آئے اور انہیں مدینہ

آنے کی تلقین فرمائی۔ یہ خواب غیر مقلدین کی کتاب کے حوالہ سے اعتراض:۹۶ کے جواب میں درج ہوگا، ان شاء اللہ۔

ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو خواب میں رہنمائی فرمائی۔ لہذا امیر ٹھی صاحب کا دعویٰ غلط ہے۔

(۲)......خواب غیر اختیاری عمل ہے سونے والے کو کسی طرح کا بھی خواب آ سکتا ہے۔ اس پر نہ تو یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اسے ایسا خواب کیوں نظر آیا جو اس سے پہلے صحابہ کرام نہیں دیکھ سکے اور نہ ناقل پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے کہ اُس نے اس طرح کا خواب نقل کیوں کیا ہے؟

(۳)......نیز اگر خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی رہنمائی فرمائیں تو کیا یہ لازمی ہے کہ صحابہ کرام کی بھی رہنمائی ضرور فرمائی ہو؟ اس کے ضروری ہونے کی دلیل کیا ہے؟

(۴)......غیر مقلدین کی بہت سی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افرادِ امت کی خواب میں رہنمائی فرمائی ہے۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

> ''امام ابو العباس احمد بن علی الابار نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو اقامتِ صلوۃ، زکوۃ ادا کرنے، نیکی کا حکم دینے اور منکر سے منع کرنے پر آپ کی بیعت کی۔ ابار نے فرمایا: پھر جب میں نے یہ خواب (امام) ابو بکر المطوعی کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر میں یہ خواب دیکھ لیتا تو مجھے (اس کے بعد) کوئی پروا نہیں تھی کہ قتل (یعنی شہید) ہو جاتا۔ (تاریخ بغداد ۳۰۶/۴ وسندہ حسن) وفات: آپ نصف شعبان بروز بدھ ۲۹۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ رحمہ اللہ''
>
> (علمی مقالات:۱۲۸/۶)

نیز اعتراض:۱۶ کے جواب میں غیر مقلدین کی متعدد عبارتیں گزر چکی ہیں جن میں یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں غیر صحابی امتی کو خواب میں رہنمائی فرمائی ہے تو اُن کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

نیز وہاں یہ بھی مذکور ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی والدہ کو خواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نظر آئے اور: فرمایا: آپ کے بیٹے کی نظر ٹھیک ہو چکی ہے۔ تو کیا یہاں بھی اعتراض کرو گے کہ متعدد انبیاء کرام پہ مشکلات آئیں اور صحابہ کرام کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑا مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے انہیں

تو خواب میں کوئی رہنمائی نہیں کی؟

اعتراض: ۱۸...فضائلِ درود میں قبر کے طواف کی بات مذکور ہے

علامہ جامی رحمہ اللہ کے اشعار میں ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے:

''آپ کے روضہ اطہر و گنبد خضراء کے اس حال میں مستانہ اور بے تابانہ چکر لگاتے کہ صد مہائے عشق اور وفورِ عشق سے پاش پاش اور چھلنی ہوتا۔'' (فضائلِ درود: ۱۲۱)

شکیل احمد میرٹھی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تبلیغی بھائیو! بتائیے کیا یہ طواف کی شکل نہیں ہے اور طواف صرف بیت اللہ کا کیا جاتا ہے، دوسری جگہ کا طواف جائز نہیں ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب: ۴۰)

الجواب:

(۱).....فضائلِ درود کی عبارت کو پڑھیں وہاں طواف کی کوئی بات نہیں، چکر لگانے کا تذکرہ ہے۔عرض ہے کہ ہر چکر لگانے کو طواف نہیں کہتے۔ بلکہ اگر طواف کے الفاظ بھی ہوں تو لازمی نہیں وہ طواف اصطلاحی مراد ہو کیونکہ طواف لغوی بھی ہوا کرتا ہے۔ بخاری میں حدیث ہے:

''**كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ**''(صحیح بخاری: ۱/۴۲ کتاب الغسل)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عورتوں کے پاس طواف کرتے۔

اگر میرٹھی ذہن سے کوئی سوچے تو وہ یہاں بھی یوں اشکال کر دے گا:

''بتائیے کیا یہ طواف کی شکل نہیں ہے اور طواف صرف بیت اللہ کا کیا جاتا ہے، دوسری جگہ کا طواف جائز نہیں ہے۔''

مولانا محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد نے بخاری و مسلم کی حدیث نقل کی ہے:

''**لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ (متفق عليه)** ۔در بدر پھرنے والا مسکین نہیں ہے۔'' (رسالہ ختمِ نبوت صفحہ ۱۴۹)

اس حدیث میں بھی ''**يَطُوْفُ**'' ہے مگر طواف اصطلاحی یعنی بیت اللہ کا طواف مراد نہیں۔

جامی صاحب کے شعر میں چکر لگانے کے الفاظ ہیں۔یعنی وہاں تو الفاظ ہی چکر لگانے کے ہیں۔اگر طواف کے الفاظ ہوتے بھی سہی تو اُن کی تاویل کی جاتی کہ طواف لغوی ہے یعنی چکر لگانا مراد ہے۔جس طرح کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں طواف کا اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ لغوی معنی ''چکر لگانا''

ہے۔

(۲)......جناب عبدالحی نقشبندی صاحب لکھتے ہیں:

''رسالۂ خوارق کا مصنف مولوی غلام رسول صاحب...اپنے گھر سے کسی پیرِ کامل کی تلاش میں روانہ ہو کر گلی گلی اور شہر شہر پھرتا تھا'' (مصنف کے حالات خوارق صفحہ۱۲)

خود مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد کا اپنا کلام ملاحظہ ہو:

''پھروں میں یار کے غم سے مثال قیس دیوانہ
لگن میں یار کے اپنے دیا ہے چھوڑ کاشانہ''

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ۴۹)

یہاں یار کے غم میں پھرنے رچکر لگانے کی بات ہے تو کیا انہیں موردِ الزام ٹھہراؤ گے کہ بیت اللہ کے علاوہ کسی اور کے طواف کے لیے قیس کی طرح دیوانہ بنے پھرنے کی تمنا لیے ہوئے تھے۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد کا بیان خطباتِ بہاول پوری ۴۴۲/۴ کے حوالہ سے ہم اپنی اسی کتاب کے مقدمہ میں نقل کر چکے ہیں کہ:

''اہلِ حدیث تبلیغی جماعت کے چکروں میں ان کے پھیروں میں پھرتے ہیں۔''

اگر ہر قسم کا چکر لگانا طواف ہے تو کیا اہلِ حدیثوں نے بیت اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کا طواف کیا؟

(۳)......حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں'' (توضیح الاحکام ۶۰/۳)

میرٹھی صاحب! آپ قبر نبی پر طواف کا الزام لگا رہے ہیں جب کہ یہاں جبینِ نبوی پر سجدہ کرنے کی بات ہے اور علی زئی صاحب نے یہ بھی لکھا:

''صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دیدار کیا تھا وہ حدیث کے حکم میں ہے اور حجت ہے۔'' (توضیح الاحکام: ۶۱/۳)

غیر مقلدین مذکورہ خواب کی جو تاویل کریں اس طرح کی تاویل دوسروں کی عبارت میں بھی کر لیا کریں۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے آستانہ نبوت پر سجدہ کرنے کی خواہش کو ظاہر کرتے

ہوئے درج ذیل شعر کہا ہے۔

''بخاک رفتم و لیکن ز تاب آتش عشق
ہوائے سجداں براں خاک آستاں باقیست''

(نفح الطیب صفحہ ۲۰)

ترجمہ: یعنی میں مٹی ہوگیا مگر آتش عشق کی لپک یہ ہے کہ ابھی ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے آستانہ کی خاک پر سجدہ کرنے کی خواہش باقی ہے۔ (ارمغانِ حق: ۲/۳۳۵)

اعتراض: ۱۹. فضائلِ درود میں سایہ نبوی کا انکار ہے

فضائلِ درود میں لکھا ہے:

زلفوں کو سر سے لٹکا دیجئے تا کہ ان کا سایہ آپ کے بابرکت قدموں پر پڑے کیونکہ مشہور ہے کہ قامتِ اطہر و جسم انور کا سایہ نہ تھا لہذا گیسوئے شبگوں کا سایہ ڈالئے۔ (فضائلِ درود صفحہ ۱۲۰)

میرٹھی صاحب اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''توبہ توبہ، کتنے غلو آمیز اشعار ہیں، یہ اشعار تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے صریح خلاف ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۴۲)

الجواب:

(۱)......حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ''گیسوئے شبگوں کا سایہ ڈالئے'' الفاظ لکھے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا۔ میرٹھی صاحب اس عبارت کو عدمِ سایہ پہ محمول کررہے ہیں۔ کیا ان کے نزدیک زلفیں جسم کا حصہ نہیں؟

حضرت نے ''گیسوئے شبگوں کا سایہ ڈالئے'' لکھ کر سایہ نہ ہونے کی عوامی بات کو رد فرمادیا ہے۔ مگر افسوس کہ حضرت نے جس بات کی تردید فرمائی، میرٹھی صاحب اسی بات کو ان کا عقیدہ قرار دے رہے ہیں۔

یہاں یوں بھی غور کرلیں میرے پاس فضائلِ اعمال اور تبلیغی جماعت کے خلاف غیر مقلدین کی طرف سے لکھی گئی دس کتابیں موجود ہیں مگر میرٹھی صاحب کے علاوہ کسی اور نے اس اعتراض کو نہیں اُٹھایا۔

(۲)......مولانا ارشادالحق اثری صاحب غیر مقلد نے تصریح کی کہ بعض ''اکابرین'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کے قائل نہ تھے اور پھر انہیں ''اہل السنۃ'' قرار دیتے ہوئے لکھا:

''کم از کم ان اکابرین کو بدعتیوں کی صف میں کھڑا نہ کیجئے...خدارا انہیں اہل السنۃ کی صف سے خارج نہ کیجئے'' (مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں صفحہ ۲۵۵)

اس عبارت کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اثری صاحب نے سایۂ نبوی کے منکرین کو ''اکابر اہل السنّت'' قرار دیا ہے۔اثری صاحب کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

اثری صاحب نے عدمِ سایہ کے قائل جن حضرات کو ''اکابرین...اہل السنّت'' کہا،اُن میں علامہ سیوطی شافعی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔(حوالہ مذکورہ)

یاد رہے علامہ سیوطی رحمہ اللہ غیر مقلدین کے ہاں ''غیر مقلد'' شمار ہوتے ہیں۔

چنانچہ حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے تقلید کے رد پر ایک عظیم الشان...کتاب لکھی''
(علمی مقالات:۳/۵۷)

علی زئی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''سیوطی غیر مقلد''(علمی مقالات ۵/۳۲۲)

☆......☆......☆......☆

بابِ دوم

مولانا عبید الرحمٰن محمدی غیر مقلد کے اعتراضات کا تحقیقی جائزہ

اعتراض:۲۰...امام ابوحنیفہؒ کو ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کی دعا دینا غلط ہے

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد نے فضائل اعمال سے درج ذیل عبارت نقل کی:

’’امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے یہ محسوس فرما لیتے تھے کہ کون سا گناہ اس میں دُھل رہا ہے۔‘‘ [فضائلِ اعمال صفحہ۳۰۴]

پھر اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا:

’’اللہ تعالیٰ نے ان (صحابہ کرام) کے متعلق رضی اللہ عنہ فرمایا ہے جب کہ فضائلِ اعمال میں امام ابوحنیفہ کے متعلق رضی اللہ عنہ کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے‘‘(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ:۹۱)

الجواب:

(۱)......محمدی صاحب نے اعتراض تو کر دیا مگر اس کا حوالہ نہیں دیا جو عبارت نقل کی ہے اس میں ’’امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ‘‘ لکھا ہوا ہے۔ (فضائل اعمال:۳۰۴)

(۲)......محمدی صاحب کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے لیے ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کی اصطلاح استعمال کی ہے مگر اُن کی غیر مقلد جماعت کے مایہ ناز عالم علامہ وحیدالزمان صاحب کی رائے یہ ہے کچھ صحابہ ایسے ہیں جنہیں ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کی دعا نہ دی جائے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

’’**يُسْتَحَبُّ التَّرَضِّىْ لِلصَّحَابَةِ غَيْرَ اَبِىْ سُفْيَانَ وَمُعَاوِيَةَ وَعَمْرِوبْنِ الْعَاصِ، وَمُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ۔**‘‘

صحابہ کو ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کہنا مستحب ہے مگر ابوسفیان، معاویہ، عمرو بن العاص، مغیرہ بن شعبہ اور سمرہ بن جندب کو ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کہنا مستحب نہیں ہے۔ (کنزالحقائق صفحہ۲۳۴)

محمدی صاحب غور فرمائیں قرآنی اصطلاح کی مخالفت مصنفِ فضائل اعمال نے کی ہے یا آپ کے بزرگ علامہ وحیدالزمان صاحب نے؟

ہم یہاں قارئین کی یہ الجھن بھی دُور کیے چلتے ہیں کہ اگر اُن صحابہ کرام کے ساتھ ’’رضی اللہ عنہ‘‘ کا جملہ نہ کہا جائے تو ان کے ہاں اس کا متبادل کیا ہے؟ وہ خود علامہ وحیدالزمان صاحب ہی کی زبانی سنیں۔ان کا کہنا ہے کہ ولید، معاویہ، عمرو، مغیرہ اور سمرہ یہ صحابہ کرام فاسق ہیں۔(نزل الابرار

۹۴/۳)اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ

کنز الحقائق اورنزل الابرار دونوں کتابیں عربی میں ہیں ایک اقتباس اردو کتاب کا بھی نقل کرتے ہیں تا کہ اردو دان حضرات اصل کتاب میں دیکھنا چاہیں تو ان کے لیے آسانی رہے۔

وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارہ کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف وتوصیف کرے البتہ ہم اہل سنت کا یہ طریق ہے کہ صحابہ سے سکوت کرتے ہیں اس لیے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے مگر ان کی نسبت کلمات تعظیم مثل حضرت ورضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے با کی ہے اللہ محفوظ رکھے''

(وحیداللغات مادہ عز بحوالہ حیات وحیدالزمان صفحہ ۱۰۹)

محمدی صاحب پر تعجب ہے کہ قرآنی اصطلاح کو پامال کرنے والے اپنے وحیدالزمان کو تو کچھ نہیں کہتے اور مصنف فضائل اعمال کو مطعون کرتے ہیں جب کہ انہوں نے اس اصطلاح کی خلاف ورزی بھی نہیں کی۔

رضی اللہ عنہ کا استعمال غیر صحابہ کے لیے:

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے **وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ۔** (سورۃ توبہ آیت:۱۰۰)

ترجمہ: اور پہلے سبقت کرنے والے مہاجرین وانصار اور وہ لوگ جنہوں نے اُن کی اتباع کی نیکی کے ساتھ، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ''رضی اللہ عنہ'' کا اعزاز تین جماعتوں کو نصیب فرمایا۔ان میں سے دو تو صحابہ کرام کی جماعتیں ہیں اور تیسری وہ ہے جو پہلی دو جماعتوں: مہاجرین وانصار کی خلوص واحسان کے ساتھ پیروی کرنے والی ہے۔

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد، مذکورہ آیت کے تحت اس تیسری جماعت کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس گروہ سے مراد بعض کے نزدیک اصطلاحی تابعین ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی صحبت سے مشرف ہوئے اور بعض نے اسے عام رکھا ہے یعنی قیامت

تک جتنے بھی انصار و مہاجرین سے محبت رکھنے والے اور ان کے نقشِ قدم پہ چلنے والے مسلمان ہیں وہ اس میں شامل ہیں ان میں اصطلاحی تابعین بھی آجاتے ہیں۔"

(تفسیری حواشی المعروف تفسیر احسن البیان صفحہ ۵۴۶)

اس سے معلوم ہوا کہ اس جماعت کا مصداق عام مسلمان ہیں یا فقط تابعین کرام۔ جس تفسیر کو اختیار کیا جائے بہر صورت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس جماعت میں شامل ہیں کیونکہ جہاں وہ کامل مسلمان ہیں وہاں صحابہ کرام کی زیارت کی شرف حاصل کرنے کی وجہ سے تابعی ہونے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں۔

غیر مقلدین کے درج ذیل علماء نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تابعی ہونے کا اقرار کیا ہے۔

مولانا بدیع الدین راشدی صاحب۔ (تنقیدِ سدید صفحہ ۳۵۴،۲۷۸)

مولانا امین اللہ پشاوری صاحب۔ (حقیقۃ التقلید صفحہ ۴۲، ۶۷، ۱۶۳)

مولانا عبد الغفار محمدی صاحب۔ (۳۵۰ سوالات صفحہ ۲۹۳، ۳۱۲، ۴۰۷)

مولانا عبد المنان نور پوری صاحب۔ (مکالماتِ نور پوری صفحہ ۵۳۴)

مولانا عبد المجید سوہدری صاحب۔ (سیرۃِ ثنائی صفحہ ۵۶)

مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب۔ (حاشیہ حیات امام ابوحنیفہ صفحہ ۱۲۱)

مزید حوالہ جات ہم اپنی کتاب "غیر مقلدین کا امام ابوحنیفہ ؒ کو خراجِ تحسین" میں درج کریں گے، ان شاء اللہ۔

قاضی فتح محمد نظامانی نے لکھا:

"حضرت مرشد کریم رضی اللہ عنہ کے پاس عرب ملک سے شہد کے دوڈبے لائے گئے۔"

(تحفۃ المحبین)

کسی نے اس حوالہ کو غیر مقلدین کے "مفتی" مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب کے پاس بھیج کر پوچھا کہ کیا "رضی اللہ عنہ" الفاظ کسی غیر صحابی کے لیے استعمال کئے جاسکتے ہیں؟

مدنی صاحب نے اس کا یوں جواب دیا:

"ارشادِ باری تعالیٰ ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے خوش ہے اور وہ اللہ سے خوش ہیں۔" سورۃ التوبہ: آیت نمبر ۱۰۰ کے پیشِ نظر غیر صحابی پر بھی "رضی اللہ عنہ" کا اطلاق ہوسکتا ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۴۹۷)

غیر صحابہ کو غیر مقلدین کی طرف سے ''رضی اللہ عنہ'' کی دعا

غیر مقلدین نے بہت سے بزرگوں کو ''رضی اللہ عنہ'' الفاظ سے دعا دی ہے۔جن کے لیے انہوں نے یہ دعائیہ الفاظ لکھے ہیں وہ تین طرح کے لوگ ہیں۔۱۔غیر مقلدین۔۲۔عام علمائے امت۔ ۳۔خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ۔اسی ترتیب سے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)......مولانا حکیم محمد اشرف سندھو صاحب غیر مقلد نے میاں نذیر حسین دہلوی کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھا:

''اپنے جانشین لوگوں کو قیامت تک کے لیے یہی خالص مدنی دودھ تقسیم کی تاکیدی وصیت کرتے ہوئے جنت الفردوس میں خود اصل ساقی وقاسم مدنی دودھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کے شرف سے مشرف ہوگئے۔رضی اللہ عنہ'' (نتائج التقلید صفحہ ۵۹)

غرباء اہلِ حدیث کے عالم مولانا عبدالستار صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا الحاج ابومحمد عبدالوہاب رضی اللہ عنہ''

(خطبہ امارت صفحہ ۱۳ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد دوم)

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

''حضرت مولانا ابومحمد عبدالوہاب رضی اللہ عنہ **وَعَنْ سَائِرِ الْاَحْبَابِ**''

(گلشنِ غفاری:٦٦، جامع مولانا عبدالغفار ملتانی)

وَعَنْ سَائِرِ الْاَحْبَابِ الفاظ مدِ نظر رہیں کہ رضی اللہ عنہ کی دعا دینے والے نے صرف مولانا عبدالوہاب صاحب کو نہیں دی بلکہ سخاوت سے کام لیتے ہوئے اُن کے تمام ساتھیوں کو اس دُعا کا تحفہ دیا ہے۔

(۲)......غربائے اہلِ حدیث کے بزرگ مولانا عبدالغفار دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عطاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ...'' (فتاویٰ ستاریہ: ۱۵/۳)

مولانا ابوالقاسم محمد حسین حافظ آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا'' (اشاعۃ السنہ: ۲۸۰/۲۲)

حکیم محمد اشرف سندھو صاحب غیر مقلد، شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''وہ تحریک جہاد شروع کر کے اسی میں منہمک ہو کر ہمیشہ کے لیے شہداء بدر واُحد کی صف میں شامل ہوگئے۔رضی اللہ عنہ'' (نتائج التقلید :۱۶)

یہ بات ذہن میں رہے کہ''رضی اللہ عنہ'' کا جملہ حضرت شاہ صاحب کے لیے بولا گیا نہ کہ شہداءِ اُحد و بدر کے لیے ورنہ رضی اللہ عنہ کی بجائے رضی اللہ عنھم ہوتا۔

شاہ صاحب کے بارے میں مزید لکھا:

''جہاد بالسیف کے نتیجہ میں خود شہید ہوگئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ''(نتائج التقلید :۱۵۷)

میاں نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا ہے:

''آپ سے محدثین رضوان اللہ علیھم اجمعین کے عمل کو اس درجہ فروغ ہوا کہ...''(نتائج التقلید :۱۷)

اس عبارت میں محدثین کرام کو''رضی اللہ'' کا تمغہ دیا گیا ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین''(لغات الحدیث:۲/۹۱:ش)

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

''انبیاء واولیاء مقربین اور صوفیہ صافیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین''(فتاویٰ علمائے حدیث:۹/۲۵۲)

اس عبارت میں''رضی اللہ'' کی دُعا ہے مگر صحابہ کا تذکرہ نہیں،صحابہ کرام کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے یہ دُعائیہ جملہ لکھا گیا۔

نیز مذکورہ بالا عبارتوں میں''اجمعین'' لفظ ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ تمام محدثین، مجتہدین اور تمام اولیاء وصوفیہ کو''رضی اللہ'' کی دُعا دی گئی ہے۔

(۳)......غرباء اہل حدیث کے امام مولانا عبد الغفار دہلوی صاحب نے غیر صحابی کے لیے''رضی اللہ عنہ'' کے جواز کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

''سلف نے امام ابو حنیفہؒ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔''(فتاویٰ ستاریہ:۳/۱۹۵)

غیر مقلدین''سلفی'' ہونے کے دعوے دار ہیں۔لہٰذا انہیں سلف کے عمل پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

وکیل اہلِ حدیث'' کا لقب پانے والے مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ''(اشاعۃ السنہ۲۳/۱۵۹)

جناب علی حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ''(مآثرِ صدیقی:۶/۴)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام اعظم رضی اللہ عنہ''(مآثرِ صدیقی:۴/۷)

نواب صاحب آگے لکھتے ہیں:

''حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ''(مآثرِ صدیقی:۴/۷)

نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

''حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ''(مآثرِ صدیقی:۴/۱۲)

مولانا میر محمد براہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ نے فتوحاتِ مکیہ میں اپنی سند سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ...'' (تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۱۴۳)

غیر مقلدین کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

''حضرت ابوحنیفہ صاحب نے یزید پر لعنت کرنے سے انکار کیا رضی اللہ عنہ وارضاہ''

(فتاویٰ علمائے حدیث ۱۰/۱۰۴ مکتبہ اصحاب الحدیث)

معلوم ہوا کہ ''رضی اللہ عنہ'' کا استعمال غیر صحابہ خاص کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے لیے خود غیر مقلدین کر رہے ہیں جب بات یوں ہی ہے تو عبید الرحمٰن صاحب کا اعتراض بے جا ہوا، ورنہ وہ کوئی مستند دلیل پیش کریں کہ یہ جملہ اگر غیر مقلدین تحریر کریں تو درست ہو اور کوئی دوسرا اسے لکھ دے تو ناجائز قرار پائے۔

عبید الرحمٰن محمدی صاحب نے تو غیر صحابی کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' کہنے پر اعتراض کر دیا جب کہ ان کے غیر مقلدین تو غیر صحابی/امتی کے لیے ''علیہ السلام'' لکھنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔

ثبوت کے لیے غیر مقلدین کے فتاویٰ کا ایک سوال اور اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

''سوال (۴۲۴) آپ نے اپنی کتاب خطبہ امارت میں یوں لکھا ہے ''حافظ الحاج مولانا ابو محمد عبد الوہاب علیہ السلام اور رضی اللہ عنہ'' کیا اس طرح لکھنا ٹھیک ہے یا غلط؟ محمد اسمٰعیل صباغ چندری گر جودھپوری مکان نمبر ۹ پرنس کلاتھ مارکیٹ حیدرآباد سندھ۔

جواب (۴۲۴) رضی اللہ عنہ اور علیہ السلام ہر دو جملے دعائیہ ہیں۔ غیر نبی اور غیر صحابہ پر بھی استعمال کر

سکتے ہیں جیسا کہ متقدمین نے لکھا ہے فاطمہ علیہا السلام، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، علی علیہ السلام۔ حالانکہ نہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبیہ تھیں، نہ حضرت امام حسن، نہ امام حسین نبی تھے جوان کو علیہ السلام لکھا۔ اسی طرح نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ سلف نے امام ابوحنیفہؒ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے حالانکہ امام ابوحنیفہؒ صحابی تو درکنار تابعی بھی نہ تھے۔ التحیات میں آپ اور ہم روزانہ پڑھتے ہیں **اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ** ۔ہاں اگر کوئی شخص کسی غیر نبی کو نبی سمجھ کر بطورِ دُعا کے علیہ السلام لکھے یا کہے تو بے شک وہ گمراہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کوئی سچا نبی نہیں ہوگا فقط عبدالغفار سلفی غفرلہ خادم غرباء اہل حدیث کثر اللہ سوادھم۔ آمین۔ الجواب صحیح ابو الخلیل عبدالجلیل عفی عنہ۔ ما اجاب المجیب فھو صحیح ابوعمار عبد القہار۔ جواب صحیح ہے عبدالحکم عفی عنہ۔ جواب صحیح عبدالرحمٰن سلفی غفرلہ۔ جواب صحیح ہے محمد غفرلہ۔ الجواب صحیح محمد سلیمان جونا گڑھی۔''

(فتاویٰ ستاریہ: ۱۹۵/۳)

یہ فتویٰ مولانا عبد الغفار سلفی کا ہے جب کہ مولانا عبد الجلیل صاحب، مولانا عبد القہار صاحب، مولانا عبد الحکم صاحب، مولانا عبد الرحمٰن صاحب، مولانا محمد صاحب اور مولانا محمد سلیمان صاحب نے اس فتوے کی تصدیق فرمائی ہے۔ یعنی آدھ درجن سے زائد علمائے غیر مقلدین کی رائے ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' کا جملہ لکھنا صحیح ہے اور سلف نے ان کے لیے یہ جملہ لکھا ہے۔ اور عام افرادِ امت کے لیے ''علیہ السلام'' کہنا بھی درست ہے۔

عبید الرحمٰن صاحب! اپنے ان غیر مقلد مفتیان کے بارے میں کیا فرمائیں گے جو امتی کے لیے نہ صرف ''رضی اللہ عنہ'' کی دعا کو صحیح سمجھتے ہیں بلکہ ''علیہ السلام'' کہنا بھی جائز بتاتے ہیں۔

تنبیہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تابعیت کا انکار کرنا غلط ہے۔ ان کا تابعی ہونا خود غیر مقلدین کے ہاں مسلّم ہے جیسا کہ کچھ حوالے اوپر مذکور ہوئے۔ تفصیل کے لیے مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی کی کتاب ''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شرفِ تابعیت'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

اعتراض: ۲۱... کشف علمِ غیب ہے اس لیے کسی کو نہیں ہو سکتا

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت اپنے بزرگوں کی بابت غیب دانی کی دعوے دار ہے ملاحظہ فرمائیں: جو لوگ اہلِ کشف ہوتے ہیں ان کو گناہوں کا زائل ہو جانا محسوس ہو جاتا ہے چنانچہ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ

مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے محسوس فرمالیتے تھے کہ کون سا گناہ اس میں ڈھل رہا ہے فضائل اعمال“ (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ۹۱)

الجواب:

(۱)......امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ابوحنیفہؒ کا یہی کشف والا واقعہ لکھا ہے۔ (المیز ان الکبریٰ ۱؍۱۰۹)

اور شعرانی مذکور صاحبِ کرامت ولی اور شافعی المسلک بزرگ ہیں۔(تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۴۳۷)

اس کے ساتھ غیر مقلدین کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اولیاء کرام سارے کے سارے غیر مقلد ہیں۔ (تنقید سدید صفحہ ۴۳، رسائل بہاول پوری صفحہ ۵۰)

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ شوافع مجموعی اعتبار سے اہلِ حدیث ہیں۔(سلفی تحقیقی جائزہ:۸۲)

مذکورہ دعووں کے پیشِ نظر عبید الرحمٰن محمدی کا اعتراض علامہ شعرانی پر بھی وارد ہوتا ہے جو غیر مقلدین کے نزدیک اہلِ حدیث اور غیر مقلد ہیں۔

(۲)......شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو علم غیب حاصل تھا۔ علمِ غیب کی بات عبید الرحمٰن صاحب از خود کشید کر رہے ہیں۔

یہ علمِ غیب نہیں، کشف تھا اور مخلوق میں سے بہت سے افراد کو کشف کی دولت حاصل تھی مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں بیٹھ کر بیت المقدس کو دیکھ لیا، سیدنا عمر رضی اللہ نے مدینہ میں کھڑے ہو کر فارس کے علاقہ میں لڑتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا اور **یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ** کی صدا بلند کی۔ (کتاب الروح:۲۴۲ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز سعودیہ)

عبید الرحمٰن صاحب! کیا کتاب الروح کے مصنف علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ پر بھی فتویٰ لگاؤ گے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو عالم الغیب مانتے ہیں؟

(۳)......علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں امتیوں کے بہت سے کشفوف کا تذکرہ کیا ہے لیکن ہم صرف ایک ”گناہ کا کشف ہونا“ نقل کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

”عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ دَخَلَ عَلَیْہِ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ وَقَدْ رَاٰی اِمْرَأَۃً فِی الطَّرِیْقِ فَتَاَمَّلَ مَحَاسِنَہَافَقَالَ لَہٗ عُثْمَانُ یَدْخُلُ عَلَیَّ اَحَدُکُمْ وَاَثَرُ الزِّنَا ظَاہِرٌعَلٰی عَیْنِہٖ۔

ترجمہ: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس صحابہ میں سے ایک مرد آیا جس نے راستہ میں عورت کو

دیکھا، اس کے محاسن پر غور کیا تھا۔ عثمان نے ان سے کہا تم میں سے کوئی شخص میرے پاس آتا ہے اس حال میں کہ اس کی آنکھوں میں (بدنظری والے) زنا کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔

(کتاب الروح: ۲۴۴)

عبید الرحمٰن صاحب! کیا حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو عالم الغیب سمجھتے تھے؟ اور جو مخلوق کو عالم الغیب سمجھے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

فائدہ: طالب الرحمٰن زیدی غیر مقلد نے کتاب الروح میں ذکر کردہ کشف والے واقعات کا جواب دیتے ہوئے کہا:

''ہمارے لیے حجت کتاب وسنت ہے قرآن وحدیث ہے کسی امام کی کتاب ہمارے لیے حجت نہیں ہے'' (ہم اہل حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۶۱۰)

عبید الرحمٰن صاحب! آپ اس قسم کے جواب سے ٹرخانے کی کوشش نہ کرنا۔

اولاً: اگر کسی امام کی آپ نہیں مانتے آپ کی مرضی مگر کشف کا ثبوت تو حدیث سے ملتا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کشف کے ذریعہ بیت المقدس کو دیکھا۔ (الحدیث)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح مسلم ۲/ ۲۶۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت ودوزخ کو بھی کشف کے طور پر دیکھا ہے۔

(بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ، کتاب صلوٰۃ الخسوف صفحہ ۱۲۹)

ثانیاً: ہم علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کو خدا یا رسول کے طور پیش نہیں کر رہے کہ آپ ضرور ان کی مانیں بلکہ ہم انہیں آپ کے دارالافتاء میں اس غرض سے لائے ہیں کہ اگر کشف والے واقعہ سے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب پر فتویٰ لگاتے ہو کہ وہ مخلوق کو عالم الغیب مانتے ہیں تو علامہ ابن قیم رحمہ اللہ پر بھی یہی فتویٰ لگاؤ کیونکہ وہ بھی بزرگوں کے کشف کو مانتے ہیں۔

عبید الرحمٰن صاحب! ہم ایک مرتبہ پھر آپ سے کہتے ہیں کہ ہم نے غیر مقلدین کے جتنے حوالے بھی اپنی کتاب میں ذکر کیے ہیں ان میں ہم نے انہیں قطعاً خدا اور سول کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ

آپ کی عدالتِ عالیہ میں ملزم کی حیثیت سے لائے ہیں کہ آپ تنی ہوئی گردن کے ساتھ وہی فتویٰ ان پر صادر فرمائیں جو فضائل اعمال کے مصنف پر لگا چکے ہیں لہذا آپ ان پر وہی فتویٰ لگاؤ گے، یہ کہہ کر جان نہ چھڑانا کہ ہم ان کو نہیں مانتے۔ کسی پر فتویٰ لگانے کے لیے اسے ماننا ضروری نہیں ہوتا۔ مانے بغیر بھی فتویٰ لگایا جاسکتا ہے۔

(۴)......عبید الرحمٰن صاحب تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ وہ مخلوق کو عالم الغیب مانتے ہیں مگر حضرت نے تقریرِ بخاری شریف: ''**لَا تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّ لَا لِحَيَاتِهٖ**'' کے تحت اپنا عقیدہ ان لفظوں میں بیان فرمادیا ہے:

''اس حدیث سے ایک دوسرا عقیدہ بھی ثابت ہوگیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے۔'' (تقریر البخاری ۱۸/۴ مکتبہ بیت العلم لاہور)

معلوم ہوا کہ مولانا زکریا صاحب مخلوق کو عالم الغیب نہیں مانتے، ہاں مخلوق کے لیے کشف کو تسلیم کرتے ہیں اور کشف کو علمِ غیب نہیں کہہ سکتے۔ چنانچہ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''**لَيْسَ هٰذَا مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ**۔ یہ (کشف) علم غیب نہیں ہے۔'' (کتاب الروح صفحہ ۲۴۲)

غیر مقلدین اور کشف:

کشف کے حوالہ سے ہم مفصل بحث اپنی اسی کتاب کی دوسری جلد میں میں کریں گے تاہم کشف کو علمِ غیب قرار دے کر فتویٰ لگانے والے عبید الرحمٰن صاحب کی خدمت میں چند عبارات پیش کر کے فتویٰ طلب کرتے ہیں۔

غیر مقلدین اپنے بزرگ قاضی سلیمان منصور پوری کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ صاحبِ کشف ہیں۔'' (کراماتِ اہل حدیث:۲۱)

یہ بھی لکھا ہے:

''آپ کو کشف کے طور پر اپنی موت کا علم ہو چکا تھا۔'' (کرامات اہل حدیث:۲۲)

غیر مقلدین نے اپنے ایک بزرگ ''ولی اللہ'' نامی کے متعلق لکھا ہے:

''آپ پر اسرار علم منکشف ہوتے رہتے تھے جن پر مابعد کے صدور واقعات ہمیشہ مہر تصدیق لگادیا کرتے'' (تذکرہ اہل صادق پور:۵۹، طبع اہل حدیث ٹرسٹ)

ایک اور بزرگ کے بارے میں لکھا ہے:

''کشف قبور میں بھی آپ کو ملکہ تام تھا۔''(تذکرہ اہل صادق پور:٦٣)

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ایک بزرگ میاں اللہ دتہ مرحوم تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے دوران ایک مقام پر مسلمانوں کا بے حد نقصان ہوا۔ کئی عالم فاضل شہید ہو گئے۔ میرے ایک بازو پر گولی لگی اور بازو ناکارہ ہو گیا۔ گرتے پڑتے پاکستان پہنچا اور مظفر گڑھ ہسپتال میں مرہم پٹی کراتا رہا، مگر زخم مندمل نہیں ہوا۔ ہڈی ٹوٹ گئی تھی، اس سے پیپ بہنے لگی، اور اس طرح چار مہینے گزر گئے۔ اسی دوران لاہور آئے تو شیخ قمر الدین مرحوم سے اپنے شیخِ طریقت مولانا محمد سلیمان کا پتا معلوم ہوا، اور رات کی گاڑی میں سوار ہو کر علی الصبح جہانیاں پہنچ گئے۔ جمعے کا دن تھا۔ خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں پریشان دیکھ کر اور بندھی ہوئی پٹی دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہوا؟ تفصیل بتائی تو فرمایا: پٹی کھول دو۔ اللہ کے حکم سے یہ زخم اب بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن بیٹا یاد رکھو تمہاری موت اسی زخم سے ہوگی اور اس وقت یہ پھر یہ ہرا جائے گا۔ اللہ تمہیں شہادت کی موت نصیب کرے گا۔ بس ان کی زبان مبارک سے یہ بات نکلنے کی دیر تھی کہ پھر نہ زخم، نہ درد، نہ پیپ۔ اسی روز بازو درست ہو گیا۔ پندرہ سال بعد بغیر کسی ظاہری سبب کے وہ زخم پھر ہرا ہو گیا۔ ہر چند علاج کے لیے کہا گیا، لیکن اللہ دتہ نہیں مانے اور یہی کہتے رہے کہ اب بچوں گا نہیں... چنانچہ چند روز بعد خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اس طرح کے بہت سے واقعات سننے میں آئے ہیں۔ ان کا کہنا تھا، اللہ رب العزت جب چاہتا ہے اپنے کسی بندے پر کوئی حقیت منکشف کر دیتا ہے۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۴۸)

عبید الرحمٰن صاحب! اگر آپ کے نزدیک کشف علم غیب ہی ہے تو مذکورہ حوالہ جات کی بناء پر یہ کہنا صحیح ہے کہ غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ ان کے بزرگ عالم الغیب ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو ان پر فتویٰ لگاؤ اور اگر نفی میں ہے تو فضائل اعمال کے خلاف یاوہ گوئی سے رجوع کر لیں۔

تنبیہ: کشف کے حوالے سے کچھ حوالہ جات اعتراض: ۳۰، ۵۶، ۵۸ کے جواب میں بھی مذکور ہیں۔

اعتراض: ۲۲... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امام اعظم'' کہنا درست نہیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے ایک جگہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ''امامِ اعظم'' لکھا ہے۔ (فضائل اعمال صفحہ ۳۰۴)

مولانا عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امامِ اعظم کا معنی سب سے بڑا امام ہے...اس منصب کے حق دار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''
(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۲)

الجواب:

ہمارے نزدیک کسی بھی امتی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقابل کرنا ہی شرعاً درست نہیں۔ یہ غیر مقلدین کا حوصلہ ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقابل کرتے ہیں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بہ نسبت بڑا امام کہتے ہیں۔ اگر غیر مقلدین کو تقابل کا شوق تھا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقابل دیگر انبیاء علیھم السلام سے کر کے کہتے کہ آپ دیگر انبیاء علیھم السلام کے مقابلہ میں امامِ اعظم ہیں مگر وہ نبی کا تقابل اُمّتی سے کرتے پھر رہے ہیں۔

اہل السنّت والجماعت میں سے جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''امامِ اعظم'' کہا ہے ان کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے ہم عصر اور بعد کے اماموں کے مقابلہ میں بڑے امام ہیں جیسے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کے مقابلہ میں صدیق اکبر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ کی بہ نسبت فاروق اعظم ہیں نہ یہ کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں صدیقِ اکبر ہیں اور نہ ہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت فاروقِ اعظم ہیں۔

جس طرح صدیق اکبر اور فاروقِ اعظم کہنے میں تقابل صحابہ سے ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں، اسی طرح امامِ اعظم کا تقابل ائمہ مجتہدین سے ہے۔ نبی سے نہیں بلکہ صحابہ سے بھی نہیں۔

امام ابوحنیفہ ؒ ''امامِ اعظم'' ہیں، غیر مقلدین کا اعتراف

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو خود غیر مقلدین کے کئی علماء نے ''امامِ اعظم'' ہی لکھا ہے۔ شواہد حاضر ہیں۔

(۱)......غیر مقلدین کے امام العصر مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ ؒ کو حافظ شمس الدین ذھبی جیسے ناقد الرجال ''امامِ اعظم'' کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں۔'' (تاریخ اہل حدیث:۸۶)

سیالکوٹی صاحب امام شعرانی رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

''امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت۔''(تاریخ اہل حدیث:۱۴۳)

(۲)......غیر مقلدین کے مقبول مصنف مولانا محمد یوسف جے پوری، علامہ ذہبی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''**اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَلْاِمَامُ الْاَعْظَمُ فَقِیْہُ الْعِرَاقِ کَانَ اِمَامًا وَّرِعًا عَالِمًا عَامِلًا** ،حضرت ابوحنیفہؒ بڑے امام ہیں،عراق کے فقیہ ہیں،آپ امام تھے،پارسا تھے،عالم تھے عامل تھے''(حقیقۃ الفقہ :۱۸۳)

جے پوری صاحب نے ''امام اعظم'' کا معنی ''بڑے امام'' کیا ہے جب کہ صحیح معنی یہ ہے :ابوحنیفہؒ(ائمہ مجتہدین میں سے)سب سے بڑے امام ہیں،جیسا کہ عبیدالرحمٰن محمدی صاحب نے ترجمہ کیا دیکھئے اعتراض والی عبارت۔

(۳)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کوفی وی، چنانکہ درعلم دین منصب، امامت دارد،ہم چناں درزہد وعبادت امام سالکان۔ (تقصار صفحہ۹۳)

یعنی امام اعظم ابوحنیفہ کوفی،علمِ دین میں منصب امامت رکھتے تھے،اسی طرح زہد وعبادت میں بھی سالکین کے امام تھے۔

(۴)مولانا فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد،میاں نذیر حسین دہلوی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ جو شخص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو **اِمَامُنَا وَسَیِّدُنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ النُّعْمَانُ** لکھے وہ کبھی ان کی اساءتِ ادب [بےادبی (ناقل)] کرسکتا ہے ہرگز نہیں''

(الحیاۃ بعد المماۃ:۵۹۱)

(۵)مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امامِ اعظم کے استاد کی شہادت''(صلوۃ الرسول صفحہ۱۹۷)

آگے لکھتے ہیں:

''امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ''(صلوۃ الرسول صفحہ۴۴۳)

حکیم صاحب امام ابوحنیفہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

''آپ کے ہم عصر لاینحل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے،علم کی خوبیوں اور بلندیوں کے

سب آپ امام اعظم کے لقب سے مشہور ہو گئے۔'' (سبیل الرسول صفحہ ۳۳۴)

(۶) مولانا عبدالمتین میمن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امامِ اعظمؒ کے شاگرد عبداللہ بن مبارکؒ'' (حدیثِ نماز صفحہ ۱۲۵)

(۷) مولانا ثناءاللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امامِ اعظمؒ کے شاگردِ رشید امام ابو یوسفؒ...'' (رسائلِ ثنائیہ صفحہ ۶۱)

فتاویٰ ثنائیہ میں لکھا ہے:

''عبداللہ بن مبارک شاگرد امامِ اعظم'' (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۴۹۵)

(۸) علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امامِ اعظم ابو حنیفہ'' (لغات الحدیث ۲/۹۵: ص)

(۹) مولانا عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''آپ کی عبرت ونصیحت کے لیے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت سناتے ہیں''

(اسلامی خطبات ۱/۲۸۴)

بستوی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے'' (اسلامی خطبات ۱/۵۳۱)

مزید حوالے بندہ اپنی کتاب ''غیر مقلدین کا امام ابو حنیفہؒ کو خراجِ تحسین'' میں درج کرے گا، ان شاءاللہ۔

اعظم کا لفظ غیرِ نبی کے لیے مستعمل ہے:

غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ کے لیے ''اعظم'' کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

غیر مقلدین نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ''فاروقِ اعظم'' کہا ہے۔

(طریقِ محمدی صفحہ ۴۱، فتاویٰ ثنائیہ ۱/۴۶۴)

مولانا محمد جوناگڑھی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مُجددِ اعظم حضرت امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ'' (سراجِ محمدی صفحہ ۱۹)

غیر مقلدین اپنے بزرگ مولانا عبدالقادر روپڑی کو ''مناظرِ اعظم'' کہتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ

صفحہ ۴۶۰)

غیر مقلدین اپنے بزرگ شیخو پوری کو ’’خطیب اعظم‘‘ قرار دیتے ہیں۔

(حوالہ مذکورہ صفحہ ۴۶۰)

حافظ نعیم الحق نعیم صاحب غیر مقلد اپنے بزرگ مولانا محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’آپ نے ٹاہلی والی مسجد قبرستان روڈ گوجرانوالہ میں ’’درسِ اعظم‘‘ کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا‘‘

(مقالات محدث گوندلوی صفحہ ۷ طبع ام القری پبلی کیشنز گوجرانوالہ)

اعتراض: ۲۳... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نعمت کی ناشکری کی ہے

امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے متعلق پہلے گزر چکا ہے کہ وہ کشف کے ذریعہ وضو کے پانی میں گناہ دھلتا ہوا دیکھ لیتے... فضائلِ اعمال میں یہ بھی ہے کہ جب کسی کا گناہ دُھلتا دیکھتے اسے تنبیہ فرماتے اور توبہ کی تلقین کرتے مگر بعد میں یوں دعا کی:

’’اے اللہ اس چیز کو مجھ سے دور فرما دے کہ میں لوگوں کی برائیوں پر مطلع ہونا نہیں چاہتا۔ حق تعالیٰ شانہ نے دعا قبول فرمائی اور یہ چیز زائل ہوگئی۔ (۵۶۰)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’جھڑتے گناہوں کو دیکھنا یہ امام صاحب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام تھا مگر امام صاحب نے کفرانِ نعمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے کہہ دیا کہ یہ اپنی نعمت واپس لے۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں یہ کتنی بڑی گستاخی ہے خود سوچ لیں؟‘‘ (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ: ۹۳)

الجواب:

(۱)...... یہاں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر ایک نعمت کشف کی تھی۔ اس کے مقابلہ میں لوگوں کے عیوب اور گناہوں سے بے خبر رہنا الگ نعمت ہے۔ امام صاحب نے ایک نعمت کے بدلے دوسری نعمت کو اللہ سے طلب کیا ہے۔ اسے نعمت کی ناشکری نہیں کہتے، جیسے ایک آدمی کسی ادارہ میں کوئی دینی خدمت سرانجام دے رہا ہو اور وہ اس ادارہ کو چھوڑ کر تبلیغ یا جہاد میں مصروف ہو جائے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے نعمت کی ناشکری کی بلکہ یوں تعبیر کر لیا جائے گا کہ ایک نعمت کے بدلے دوسری نعمت کو اختیار کیا ہے۔

اس کی سہل تر مثال یہ ہوسکتی ہے کہ بیماری اس حیثیت سے نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے گناہ معاف کرتے ہیں اور درجات بلند فرماتے ہیں جو بیماری والی نعمت کی بجائے صحت پانے کی دعا کرتا ہے وہ نعمت کی ناشکری نہیں کررہا ہوتا بلکہ وہ بیماری والی نعمت کی بجائے صحت والی نعمت کو مانگتا ہے۔

(۲)......عبیدالرحمٰن محمدی صاحب کو اگر ہمارا مذکورہ بالا جواب سمجھ نہیں آتا تو درج ذیل معروضات پر غور فرمائیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے چند دن پہلے درج ذیل دُعا مانگی:

''خدایا تیری زمین باوجود کشادہ ہونے کے مجھ پر تنگ ہوگئی ہے مجھے اپنے پاس بُلا لے۔خدا نے یہ دعا قبول کرلی اور چند روز کے بعد ہی آپ نے وفات پائی''

(سیرۃ البخاری صفحہ ۹۹ واللفظ لہ۔مقدمہ تیسیر الباری ۱/۲۱)

عبیدالرحمٰن صاحب! یہاں بھی کہو گے کہ زندگی نعمت ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے موت کی دعا مانگ کر نعمت کی ناشکری کی؟

(۳)......مولانا عبدالمجید سوہدری غیر مقلد، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''بعض (اولیاء) پر کرامات کا ظہور ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے دور ہونے کا سوال کرتے''

(کرامات اہل حدیث صفحہ ۷)

کرامات کا ظہور یقیناً نعمت ہے۔تو کیا یہاں بھی اعتراض کرو گے کہ اولیاء کرام نعمت کے سلب کی دعا کر کے ناشکری کرتے تھے؟

(۴)......قاضی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد نے کہا:

''ایک دفعہ عالمِ بیداری میں مجھ پر انوارِ آسمانی کی بارش ہوئی اور میں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ جرائم فلکی میرے بدن پر گر رہے ہیں ایک طرف سے داخل ہوتے ہیں اور دوسری جانب سے نکل جاتے ہیں یہ حالت دیکھ کر میں معاً سجدے میں گر پڑا اور دعا مانگی کی الٰہی میں ایسی چیزوں کا طالب نہیں۔''

(کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹)

عبیدالرحمٰن صاحب! ادھر بھی اعتراض کرو گے کہ انہوں نے انوارتِ آسمانی کے رد کرنے کی دعا کر کے نعمت کی ناشکری کی؟

(۵)......قصر نماز کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ ، یہ اللہ نے تم پر صدقہ کیا ہے، لہذا اس کے صدقہ کو قبول کرو۔'' (صحیح مسلم ۱/۲۴۱)

اللہ کی طرف سے امت کو یہ آسانی دی گئی ہے کہ سفر میں چار کی بجائے دو رکعتیں ادا کی جائیں اور یہ اللہ کا انعام ہے جس کے قبول کرنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ لیکن غیر مقلدین کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ سفر میں چار رکعات پڑھنا رقصر نہ کرنا جائز ہے۔

(کنز الحقائق صفحہ ۳۴، نزل الابرار ۱/۱۴۸، مختصر صحیح بخاری ۲/۱۷۳)

(۶)......صحابہ کرام کا گروہ اللہ کی طرف سے امت پر انعام ہے اور وہ امت کے بڑے محسن ہیں مگر علامہ وحید الزمان غیر مقلد اور رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے بعض صحابہ کرام کو فاسق کہہ کر اس انعامِ خداوندی کی ناشکری کی ہے۔ (نزل الابرار ۱/۹۴، سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۶۳۷)

(۷)......اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ انعام ہے کہ امت کے اجماعی فیصلہ کو حجت قرار دیا ہے۔ (سورۃ النساء آیت: ۱۱۵)

مگر بہت سے نام کے اہلحدیث اجماع کے انکاری ہیں۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بہت سے اہل حدیث ایسے ہیں جو اجماع کے قائل نہیں بلکہ بعض قیاس کے بھی نہیں''

(اہل حدیث امرتسر ۱۱ جون ۱۹۱۵ء)

اس عبارت کا عکس تاریخ ختم نبوۃ صفحہ ۴۶۳ مؤلفہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی پر دیکھا جاسکتا ہے۔

عبید الرحمٰن صاحب! دوطعنہ اپنے اہل حدیثوں کو کہ وہ اجماع کی حجیت میں انعام باری تعالیٰ کی ناشکری کرنے والے ہیں۔

(۸)......غیر مقلدین بظاہر زبان سے کہا کرتے ہیں کہ محدثین کا وجود اللہ کا انعام ہے مگر اندرونِ خانہ ان کی مخالفت میں اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں کہ اس مقصد کے لیے انہوں نے با قاعدہ ایک جماعت تشکیل دی ہے۔ پروفیسر محمد مبارک صاحب لکھتے ہیں:

''جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی''

(علمائے احناف اور تحریک مجاہدین صفحہ ۴۸۔ مقدمہ رسائل اہل حدیث ۵۶/۲)

عبیدالرحمٰن صاحب! محدثین کو انعامِ خداوندی تسلیم کرنے کے بعد ان کی مخالفت میں جماعت کو تشکیل دینا نعمت کی ناشکری ہے یا نہیں؟

مولانا عبدالرشید عراقی صاحب غیر مقلد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

''قاضی صاحب... اکثر یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ: اے اللہ میری قبر نہ ہو''

(چالیس علمائے حدیث صفحہ ۱۲۸)

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے **ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ** (سورہ عبس) کہہ کر قبر مل جانے کو انعامات میں شمار کیا ہے۔

عبیدالرحمٰن صاحب! بتایئے قاضی صاحب نے قبر نہ ملنے کی دُعا کر کے ناشکری کی ہے؟

اعتراض: ۲۴... فضائلِ اعمال میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گستاخی کی گئی ہے

گزشتہ اعتراض میں عبیدالرحمٰن صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ فضائل اعمال میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گستاخی کی گئی ہے۔

الجواب:

گستاخی کا الزام موقوف ہے اس بات پر کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نعمت کی ناشکری کی ہے حالانکہ ہم پیچھے وضاحت کر چکے ہیں کہ امام صاحب نے ہرگز کفرانِ نعمت نہیں کیا، انہوں نے تو ایک نعمت کے مقابلہ میں دوسری نعمت کو طلب کیا ہے۔ جیسے کوئی روٹی کھا رہا ہو اسے چھوڑ کر چاول کھانا شروع کر دے یہ نعمت کی ناشکری نہیں بلکہ ایک نعمت کی بجائے اب دوسری نعمت سے وہ فائدہ اُٹھا رہا ہے۔ جب اتنی سی بات سمجھ لی تو ہم کہتے ہیں کہ فضائل اعمال میں امام صاحب کی گستاخی نہیں کی گئی۔ یہ سراسر عبیدالرحمٰن صاحب کا الزام ہے۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ غیر مقلدین ہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی گستاخی و توہین کیا کرتے ہیں چند عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱)......ایک صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ''**اَوْرَعُ وَاَزْهَدُ**'' وغیرہ الفاظ نقل کیے تو اس کے جواب میں مولانا رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد نے کہا:

''جس شخص پر تواتر کے ساتھ ائمہ کرام نے کفر کا فتویٰ دیا ہو وہ اَوْرَعُ وَاَزْهَدُ وَاَعْبَد رہ کر کیا کرے گا؟ بہت سے مشرک سادھو سنت برہمن بھی اَوْرَعُ وَاَزْهَدُ وَاَعْبَدُ ہوتے ہیں پھر ان اوصاف سے انہیں کیا حاصل ہے؟'' (سلفی تحقیقی جائزہ:۲۰۹)

ندوی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''تمام کے تمام ائمہ اہل سنت و جماعت نے امام ابوحنیفہ کو خارج اہلِ سنت و جماعت بلکہ بعض خارج از دائرہ اسلام کہتے اور ان پر سخت جرح وقدح ورد کرتے تھے'' (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ۲۲۲)

ہم ہر صاحبِ انصاف سے پوچھتے ہیں کہ ندوی صاحب کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو دائرہ اسلام سے خارج کہنا کتنی بڑی گستاخی ہے؟

(۲)......امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب اپنے اہل حدیثوں کی کوتاہیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بعضے اگلے اماموں اور مجتہدین اور پیشوایان دین پر جیسے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں طعن وتشنیع کرتے ہیں۔'' (لغات الحدیث:۱/۲۱:د)

عبیدالرحمٰن صاحب! آپ کے نام نہاد اہل حدیث جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں کیا یہ گستاخی نہیں؟

(۳) مولانا عبدالاحد خان پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہل حدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی ہتک کرے مثل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن کی امامت فی الفقہ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلا وے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرا چیں بچیں بھی نہیں ہوتے۔''

(کتاب التوحید والسنۃ فی رد الالحاد والبدعۃ صفحہ۲۶۲)

(۴) مولانا داود غزنوی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''جماعت اہل حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بد دعا لے کر بیٹھ گئی ہے ہر شخص ابوحنیفہ ،ابوحنیفہ کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ، اگر کوئی بڑا احسان کرے تو وہ سترہ

حدیثوں کا عالم گردانتا ہے جولوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے" (مولانا داود غزنوی صفحہ ۱۳۶)

عبیدالرحمٰن صاحب! آپ کو معلوم ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے گستاخ کون ہیں؟

اعتراض: ۲۵... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو گناہ جھڑتے نظر نہ آئے

فضائل اعمال میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا ذکر ہے کہ انہیں کسی دور میں وضو کے پانی میں گناہ دُھلتے نظر آتے تھے۔

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ یہ اعزاز کسی صحابی کو نہیں ملا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جھڑتے گناہ نظر آئے۔" (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۳)

الجواب:

کسی کرامت کے وجود کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ پہلے والے افضل لوگوں کو ضرور حاصل ہوئی ہو۔ قرآن کریم اور تفاسیر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ہوسکتا ہے کہ ایک کرامت کسی ادنیٰ شخص کے ہاتھ پر ظاہر ہو مگر اعلیٰ سے اس کا ظہور وجود میں نہ آئے۔ اس کی دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)......قرآن کریم سورۃ آلِ عمران: آیت نمبر ۳۷ میں سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کی کرامت کا ذکر ہے کہ انہیں اللہ کی طرف سے (بے موسم) پھل ملے۔

مولانا صلاح الدین یوسف غیر مقلد اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ پھل ایک تو غیر موسمی ہوتے، گرمی کے پھل سردی کے موسم میں اور سردی کے گرمی کے موسم میں ان کے کمرے میں موجود ہوتے دوسرے حضرت زکریا علیہ السلام نے ازراہِ تعجب وحیرت پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے؟ انہوں نے کہا اللہ کی طرف سے" (تفسیر احسن البیان صفحہ ۱۴۲)

سیدہ مریم علیہا السلام سے سیدنا زکریا علیہ السلام یقیناً افضل ہیں مگر بے موسمی پھل انہیں نہیں مل رہے، سیدہ مریم علیہا السلام کو مل رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کوئی کرامت مفضول کو نصیب ہو اور افضل سے اس کا صدور نہ ہو تو یہ چیز قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ بشرطیکہ کوئی شخص عبیدالرحمٰن محمدی کی طرح غیر مقلدانہ سوچ نہ رکھتا ہو ورنہ وہ یہاں بھی اشکال کرسکتا ہے کہ یہ واقعہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ سیدنا

زکریا علیہ السلام کو یہ سعادت تو نصیب نہیں ہوئی سیدہ مریم علیہا السلام کو کیسے ہوگئی؟

سورہ نمل کے تیسرے رکوع میں ہے سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو اُس (ملکہ بلقیس) کا تخت اس کی آمد سے پہلے مجھے لا دے تو کتاب کا علم رکھنے والے ایک شخص نے کہا: میں پلک جھپکنے کی مدت میں لا دیتا ہوں۔ (نمل آیت:۴۰)

پھر وہ پلک جھپکنے کی ہی مدت میں تخت لے آیا۔(تفسیر احسن البیان صفحہ۱۰۵۴)

یہ تخت لانے والا کون تھا؟ اس کے متعلق غیر مقلدین کے حاشیہ قرآن میں لکھا ہے:

''اکثر مفسرین کا قول یہ ہے کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا وزیر آصف بن برخیا تھا جو بنی اسرائیل میں سے تھا'' (فوائدِ سلفیہ المسمّٰی بہ اشرف الحواشی صفحہ۱۰۵۴)

پلک جھپکنے کی انتہائی قلیل مدت میں سینکڑوں میل کی مسافت سے تخت کو اُٹھا کر حاضر کر دینا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا بالفاظِ دیگر امتی کی کرامت ہے اگر عبید الرحمٰن محمدی کے ذہن سے کوئی سوچنے لگے تو وہ اشکال کر دے گا کہ یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ اس طرح کی خرقِ عادت کا ظہور سیدنا سلیمان علیہ السلام سے نہیں ہوا ان کے صحابی سے کیسے ہوگیا؟ مگر اسے سمجھایا جائے گا کہ کوئی کرامت ادنیٰ سے صادر ہو جائے اور اس کا ظہور اعلیٰ سے نہ ہو تو ایسے ہو سکتا ہے۔ جب اتنی بات سمجھ آ جائے تو اگلی بات سنئے اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو گناہ جھڑتے دیکھنے کی کرامت نصیب ہوئی اور ان سے پہلے کسی اعلیٰ سے ظاہر نہ ہوئی ہو تو یہ چیز قابلِ اعتراض نہیں ورنہ یہی اعتراض آصف بن برخیا اور سیدہ مریم کی کرامت پر وارد ہوگا۔

مولانا عبد المجید خادم سوہدری صاحب غیر مقلد، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''تابعین میں بہ نسبت صحابہ کرام کرامات زیادہ ظاہر ہوئیں'' (کرامات اہل حدیث صفحہ۷)

معلوم ہوا کہ متقدمین کی بہ نسبت متاخرین میں کرامات کا صدور زیادہ ہے لہٰذا اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ متاخرین میں ایسی کرامات بھی ظاہر ہوں گی جو متقدمین میں نہ ملیں گی ورنہ متاخرین کی کرامات کی تعداد زیادہ نہ ہو سکے گی جب کہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ تابعین کی کرامات، صحابہ کرام کی بہ نسبت زیادہ ہیں۔

اور یہ بھی سوچنے کی بات ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی متاخر و ادنیٰ پر کرامت ظاہر کر دے تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟ عبید الرحمٰن صاحب کے پاس کون سی دلیل ہے جو اس کے خلاف ہے، وہ اپنے

اصول کے مطابق قرآن یا حدیث سے دلیل دیں کہ ادنیٰ پر کرامت کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہی کرامت اعلیٰ شخص سے ظاہر نہ ہو، دیدہ باید۔

اپنے گھر جھانکیں، غیر مقلدین کی مزعومہ کرامات:

غیر مقلدین نے جو اپنے بزرگوں کی مدح سرائی میں کرامات درج کی ہیں ان میں سے اکثر کا وجود نہ صحابہ کرام سے ملتا ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ ہم بطورِ نمونہ چند کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱)......مولانا غلام رسول صاحب کی کرامات میں غیر مقلدین نے یہ بھی لکھا ہے کہ بوٹا نامی آدمی نے انہیں کہا:

''حضرت آپ کی گھوڑی سیدھی میری کنک میں آئی خوشہ جات کھاتی چلی آئی ہے میں اس کے کھوج [پاؤں کے نشان (ناقل)] گن لیتا ہوں ...میں نے کھوج گنے ۸۴ کھوج تھے ...جب گندم کاٹی اور دانے نکالے تو پوری ۸۴ من گندم ہوئی'' (سوانح حیات صفحہ ۱۲۵)

کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کے گھوڑے کی قدموں سے اس طرح کا واقعہ پیش آیا کہ فی قدم ایک من گندم حاصل ہوئی ہو؟

(۲) غیر مقلدین کے بزرگ صوفی محمد عبداللہ صاحب کے حالات میں لکھا ہے:

''ایک شخص نے عرض کیا میری کئی لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں، دعا کیجیے اللہ تعالیٰ لڑکا عطا فرما دے۔ صوفی صاحب نے اس کی بات سُن کر [دعا کرنے کی بجائے (ناقل)] زمین پر لکیریں کھینچنا شروع کیں اور ساتھ ہی لکیریں گننے لگے پہلی لکیر کھینچی تو کہا ایک، دوسری کھینچی تو کہا دو، تیسری کھینچی تو کہا تین، چوتھی لکیر آدھی کھینچی تھی اور ابھی لفظ ''چار'' زبان سے نہیں نکلا تھا کہ درخواست کنندہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا بس تین ہی بہت ہیں اس عمل کا اثر یہ ہوا کہ تین لڑکے صحیح اور تندرست پیدا ہوئے اور چوتھا ساڑھے چار مہینے کے بعد ساقط ہوگیا'' (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۶۰)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے اس طرح کی خرقِ عادت کا صدور ہوا کہ لکیریں کھینچ کر تین بیٹے پیدا کیے ہوں اور ایک حمل ساقط کیا ہو؟

(۳) مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد اپنے بزرگ مولانا رمضان یوسف سلفی کی روایت درج کرتے ہیں کہ صوفی محمد عبداللہ صاحب نے:

’’بھینس کی دُم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا دے کٹی، دے کٹی، دے کٹی اس کے بعد اس نے متواتر تین کٹیاں دیں‘‘ (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۶۱)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کبھی بھینس یا کسی جانور کی دم پکڑ کے جھٹکے دے کر فرمائش کے مطابق نر یا مادہ بچے پیدا کیے ہیں؟

(۴) بھٹی صاحب ہی لکھتے ہیں:

’’ایک شخص صوفی (عبداللہ) کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اس کی بھینس دودھ نہیں دیتی فرمایا: اس سے جا کر کہو صوفی عبداللہ کہتا ہے دودھ دیا کر۔ اس نے بھینس کو انہی لفظوں میں صوفی صاحب کا پیغام دیا اور بھینس دودھ دینے لگی۔‘‘ (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۶۰)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا کبھی ایسے ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کے پیغام پر کسی دودھ نہ دینے والی بھینس نے دودھ دینا شروع کر دیا ہو؟

اس قسم کے اور بھی واقعات غیر مقلدین کی کتابوں میں لکھے ہیں جنہیں ہم اپنی اسی کتاب میں متفرق مقامات پر تحریر کریں گے، ان شاء اللہ۔ ہم عبیدالرحمٰن صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ان واقعات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ثابت کریں یا ان کے غلط ہونے کا اقرار کر لیں تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اہل حدیث کہلوانے والے غلط بیانی سے بھی کام لیتے ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مخالفین پر اعتراض کرنے سے باز آ جائیں یوں نہ کہا کریں کہ یہ بات اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ اس قسم کی کرامت صحابہ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

اعتراض: ۲۶... جمادات کا کلام صحابہ تو نہ سُن سکے

’’جمادات اور حیوانات کی تسبیح، ان کا کلام اور ان کی گفتگو سمجھنے‘‘ والی عبارت پر عبیدالرحمٰن صاحب نے ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے:

’’یہ صوفی تو جمادات کی بولی سمجھ لیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم جن کی زندگیاں ہی میدانِ جہاد میں گزر گئیں وہ جمادات کی بولی نہ سمجھ سکے۔ بتائیے تبلیغی بھائیوں کے نزدیک فضیلت اور شان کس کی ثابت ہوئی صوفیاء کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی؟‘‘

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۵)

الجواب:

(۱)...... پہلے تو آپ یہ بتائیں کسی ادنیٰ ومتأخر پر کوئی خرقِ عادت چیز صادر ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ متقدم اور افضل سے بھی صادر ہوئی ہو۔آپ کے پاس قرآن وحدیث کے حوالے سے اس کی کون سی دلیل ہے؟

نیز غیر مقلدین نے جو'' کراماتِ اہل حدیث'' کے عنوان سے جن کرامتوں کو لکھ کر شائع کیا ہے وہ سب صحابہ کرام سے ثابت ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو اسے کتبِ حدیث سے ثابت کریں اور اگر جواب نفی میں ہے تو بتایئے کیا غیر مقلدین نے اپنے بزرگوں کو صحابہ کرام سے بڑھا دیا ہے۔ فضیلت صحابہ کرام کی ہوئی یا غیر مقلدین کے بزرگوں کی؟

(۲)......صحابہ کرام نے جمادات کا کلام سُنا ہے اور بعض مواقع پر سمجھا بھی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''**كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ** ۔ہم کھانے کا سبحان اللہ کہنا سُنا کرتے تھے جب وہ کھایا جارہا ہوتا تھا۔'' (صحیح بخاری ۱/۵۰۵)

غیر مقلدین رفع یدین کی بحث میں کہتے ہیں کہ **کَانَ** جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو دوام اور استمرار کا فائدہ دیتا ہے۔ (تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوٰۃ الرسول صفحہ ۲۰۲)

غیر مقلدین کے اس اصول کے تحت مذکور حدیث کا ترجمہ یوں ہوگا:

''ہم ہمیشہ آخر عمر تک کھانے کا سبحان اللہ کہنا سُنا کرتے تھے''

عبیدالرحمٰن صاحب! آپ کہتے ہیں صحابہ کرام کا جمادات کی آواز سننا ثابت نہیں مگر غیر مقلدانہ اصول کے مطابق بخاری کی حدیث بتارہی ہے کہ صحابہ کرام کھانے کا سبحان اللہ پڑھنا ہمیشہ سُنا کرتے تھے ہم بخاری کی حدیث کو مانیں یا آپ کی سینہ گزٹ رائے کو؟

بخاری میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کی ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جب منبر بنا دیا گیا، آپ نے تنے کا سہارا لینا چھوڑ دیا تو وہ تنا بچے کے رونے کی طرح رونے لگا ایک روایت میں ہے کہ اس کے رونے کی آواز ایسے تھی جیسے بوقت ولادت اونٹنی کی ہوتی ہے آپ نے اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوگیا۔ (صحیح بخاری ۱/۵۰۶، ۵۰۷)

مولانا داود راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صحابہ نے یہ آواز سُنی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے آ کر اس کو گلے سے لگالیا اور وہ لکڑی خاموش ہوگئی'' (شرح بخاری:۵/۸۳)

راز صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:

''امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں نکالا ہے کہ آپ نے سات کنکریاں لیں انہوں نے آپ کے ہاتھوں میں تسبیح کہی ان کی آواز سنائی دی پھر آپ نے ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں رکھ دیا پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں تسبیح کہی۔ حافظ نے کہا... کنکریوں کی تسبیح صرف ایک طریق سے (ثابت ہے) جو ضعیف ہے۔''

(شرح بخاری ۵/۷۸)

اس کا ضعیف ہونا چنداں مضر نہیں۔(اول) جمادات کا کلام سننا اور سمجھنا صحیح حدیث سے ثابت ہے مثلاً کھانے کے سبحان اللہ کہنے کو سننا اور سمجھنا۔لہٰذا مذکورہ حدیث کو صحیح حدیث کی تائید حاصل ہوئی۔(دوم) کنکریوں کی تسبیح والی حدیث فضائل کے باب سے تعلق رکھتی ہے ہم اپنی اسی کتاب میں (اعتراض :۶۹ کے جواب میں) غیر مقلد علماء کی گواہیاں پیش کریں گے کہ فضائل میں ضعیف حدیث قابلِ قبول ہوا کرتی ہے۔(سوم) اس حدیث میں کنکریوں کے سبحان اللہ کہنے کا ذکر ہے اور کسی صحیح حدیث میں اس کے برعکس بالفاظِ دیگر اس کی نفی نہیں اور غیر مقلدین کو یہ اعتراف ہے کہ جب ضعیف حدیث کسی صحیح حدیث کے خلاف نہ ہو تو وہ مقبول ہوا کرتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''**كَانَ اَبُوْ دَرْدَاءَ وَسُلَيْمَانُ اِذَا كَانَ اَحَدُهُمَا كَتَبَ اِلَى الْآخَرِ قَالَ بِآيَةِ الصَّحْفَةِ وَذٰلِكَ بَيْنَاهُمَا يَاكُلَانِ فِيْ صَحْفَةٍ سَبَّحَتْ وَمَافِيْهَا۔**

ابودرداء اور سلیمان میں سے جب کوئی ایک، دوسرے کو خط لکھتا تو پیالے والی نشانی کا ذکر کرتا اور وہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیالے میں کھانا کھا رہے تھے پیالے اور اس کے اندر والے کھانا نے سبحان اللہ کہا'' (فتح الباری ۶/۷۳۴ قدیمی کتب خانہ)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے اسے مرفوع حدیث کے لیے شاہد کے طور پر پیش کیا ہے۔آپ بھی اسے شاہد ہی تصور کرلیں۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کو غیر مقلدین اپنا غیر مقلد کہا کرتے ہیں۔ چنانچہ زبیر علی زئی صاحب

لکھتے ہیں:

''ابنِ حجر رحمہ اللہ کا مقلد ہونا ثابت نہیں بلکہ تقریب وغیرہ کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ غیر مقلد تھے'' (اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۵۴)

مولانا داود راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ صحابہ کرام اپنے کانوں سے کھانے وغیرہ میں سے تسبیح کی آواز سن لیتے تھے'' (شرح بخاری ۷۸/۵)

عبیدالرحمٰن صاحب! راز صاحب نے ''کھانے وغیرہ'' لکھا ہے۔ وغیرہ کی وضاحت کریں کہ وہ کیا چیز ہے جس کی تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنا صحابہ کرام سُنا کرتے تھے؟

صاحبِ مشکوٰۃ نے دارمی کی روایت نقل فرمائی جس کا ترجمہ مولانا صادق خلیل غیر مقلد کی زبانی اس طرح ہے:

''سعید بن عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ جب حرّہ کا واقعہ ہوا تو تین دن تک مسجد نبوی میں اذان نہیں ہوئی اور نہ اقامت کہی گئی اور نہ ہی سعید بن مسیّب مسجد سے باہر نکلے۔ سعید بن مسیّب نماز کے اوقات کو ایک دھیمی آواز سے پہچانتے جو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنائی دیتی تھی۔''

(شرح مشکوٰۃ: کتاب الفضائل، باب الکرامات ۱۲۸/۵)

سعید بن مسیّب صحابی نہیں ہیں، ان کی کرامت تھی کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے آواز سُنائی دیتی جسے وہ سمجھتے بھی تھے کہ نماز کے اوقات کے لیے آگاہ کیا جا رہا ہے۔ موجودہ غیر مقلدین روضہ میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک میں حیات کے منکر ہیں تو یہ آواز ان کے نزدیک ازقبیلِ جمادات کے ہوگی یا نہیں؟ عبیدالرحمٰن صاحب اس کی وضاحت فرمائیں۔ نیز صاحبِ مشکوۃ کے متعلق کیا ارشاد ہوگا؟

مولانا صادق خلیل صاحب غیر مقلد کی عادت رہی ہے کہ ان کے نزدیک مشکوۃ کی جو روایت ضعیف تھی شرح میں اس کی وضاحت کر دی ہے مگر مذکورہ روایت پہ کوئی جرح نہیں کی، خاموشی سے آگے نکل گئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ہم مکہ کے بعض نواحی کی طرف نکلے۔

فَمَا اسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ سبھی پتھر اور درخت کہہ رہے تھے اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ (مشکوۃ)

مولانا صادق خلیل صاحب غیر مقلد کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔(شرح مشکوۃ صفحہ ۱۰۹)

مگر اس کا جواب اوپر دیا چکا ہے۔

صاحبِ مشکوۃ کے بارے کیا حکم لگائیں گے؟ بعض غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ محدثین کو جو حدیث ملی از راہ دیانت سند کے ساتھ اسے کتاب میں جمع کرتے گئے ،اس کی تحقیق کا کام بعد والوں کا ہے... لیکن صاحبِ مشکوۃ نے تو سندوں کے ساتھ حدیثوں کو لانے کا اہتمام ہی نہیں کیا۔ اس لیے یہ تاویل ان کے حق میں نہ چل سکے گی۔

(۳) مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھا ہے:

''پنڈت اور ہنود کا آکر بیٹھنا ہی تھا کہ مجلس کا ڈھنگ بدل گیا۔ مولوی (غلام رسول) صاحب کا رنگ اور ہو گیا تقریر میں خداوند کریم نے ایسی تاثیر بھر دی کہ سامعین کے علاوہ در و دیوار کلمہ شریف پڑھتے معلوم ہو رہے تھے۔'' (سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۱۱)

یہ واقعہ مولانا محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے بھی نقل کیا ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

''در و دیوار سے کلمہ شہادت کی آوازیں آ رہی ہیں'' (فقہائے پاک و ہند ۸۲/۳)

عبید الرحمٰن صاحب! غیر مقلدین اپنے بزرگوں کی کرامت کے ذریعہ در و دیوار کا کلمہ شہادت پڑھنا بتا رہے ہیں کیا انہوں نے اپنے بزرگ کو صحابہ کرام سے بڑھا دیا ہے،فضیلت صحابہ کرام کی زیادہ ہوئی یا غیر مقلدین کے بزرگ کی ؟ اپنے ان غیر مقلدین پر بھی فتویٰ لگائیں کہ انہوں نے آپ کے اصول کے مطابق اپنے بزرگ کو صحابہ کرام سے بڑھا دیا ہے یا پھر فضائل اعمال پر کیا ہوا اعتراض واپس لے لیں۔

مولانا عبد اللہ غزنوی صاحب غیر مقلد نے مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد سے خفا ہو کر فرمایا:

''مولوی غلام رسول تو مولوی شدی، محدث شدی، عالم شدی، واعظ شدی، واللہ ھنوز مسلمان نشدی''

(اہل حدیث کے چار مراکز صفحہ ۸۴، مولانا عبد الرشید عراقی)

(ترجمہ) مولوی غلام رسول تو مولوی، محدث، عالم، واعظ ہو گیا اللہ کی قسم ابھی تک مسلمان نہیں ہے۔

جب انہوں نے یہ جملے کہے تو اس کے بعد کیا ہوا؟ وہی قارئین کی خدمت میں پیش کرنا مقصود ہے پڑھیے:

''یہ کہنا تھا کہ مولوی غلام رسول فرش پر گر گئے اور تڑپنے لگے پھر فرمایا اور بولے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** اس کے بعد مسجد کی در و دیوار سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کی آواز آرہی تھی'' (اہل حدیث کے چار مراکز صفحہ ۸۴)

عبیدالرحمٰن! کیا آپ کے یہ بزرگ صحابہ کرام سے بڑھے ہوئے تھے یا آپ کا اصول ہی خود ساختہ ہے؟

جناب حبیب اللہ قندھاری نے مولانا عبداللہ غزنوی غیر مقلد سے مخاطب ہو کر کہا:

''اگر کبھی کوئی مشکل اور عقدہ پیش آئے گا تو مجھ کو یقین ہے کہ اللہ عزوجل کسی دیوار یا درخت کو آپ کے لیے گویا کر دے گا جس سے آپ کا عقدہ حل ہو جائے گا'' (اہل حدیث کے چار مراکز: ۷۸)

عبیدالرحمٰن صاحب! شاید یہاں بھی کہیں گے کہ دیوار اور درخت کی گویائی سے صحابہ کرام کے عقدے حل نہیں ہوئے کیا یہ بزرگ صحابہ کرام سے بڑھ کر اللہ کو راضی کرنے والے تھے؟

اعتراض: ۲۷... سماع موتیٰ کا عقیدہ شرک کا دروازہ ہے

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''سماعِ موتیٰ کا عقیدہ شرک کی طرف کھلنے والا چور دروازہ ہے جسے تبلیغی بزرگوں نے فضائل اعمال کے ذریعے کھولا ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۷)

الجواب: محمدی صاحب نے سماعِ موتیٰ (مُردوں کے سننے) کو شرک کا چور دروازہ تو کہہ دیا ہے مگر اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی، ہم انہیں درخواست کرتے ہیں کہ اپنے اصول کے مطابق قرآن کی کوئی ایک آیت یا کوئی ایک فرمانِ نبوی تحریر کریں جس میں یہ صراحت ہو کہ سماعِ موتیٰ کا عقیدہ شرک کا چور دروازہ ہے ورنہ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ محمدی صاحب نے سماعِ موتیٰ کے عقیدہ کو شرک کا دروازہ قرار دینے میں اپنے بعض متعصب بزرگوں کی پیروی کی ہے اور یہ پیروی نہ صرف بلا دلیل ہے بلکہ خلافِ دلیل ہے کیونکہ سماعِ موتیٰ کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے۔

سماعِ موتیٰ کا ثبوت حدیث سے:

مُردوں کا فی الجملہ سماع بہت سی حدیثوں سے ثابت ہے۔ علامہ وحید الزمان صاحب

غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف ادعاء اہلِ حدیث ہونے کے سماعِ موتیٰ کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں... اگر یہ لوگ امام سیوطیؒ کی کتاب **شَرحُ الصُّدُوْرِ فِیْ اَحْوَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْرِ** دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتیٰ کا انکار کرنا بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے، اللہ تعصب سے بچائے۔'' (تیسیر الباری ۲/۳۲۵ تاج کمپنی)

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ سماع موتیٰ کے ثبوت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم یہاں صرف ایک حدیث ذکر کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

''**اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی وَذَھَبَ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی اَنَّہٗ یَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ۔**'' (بخاری شریف ۱/۱۷۸)

ترجمہ: جب بندہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ پھیر کے جانے لگتے ہیں، وہ جانے والوں کی جوتیوں کی آہٹ سُن رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں۔

بخاری کی اس حدیث کی تشریح میں علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے بھی سماع موتیٰ ثابت ہوتا ہے جو اہلِ حدیث کا مذہب ہے۔''

(تیسیر الباری ۲/۲۹۵)

لیکن حدیثِ بخاری کے برعکس عبید الرحمٰن محمدی صاحب اپنے بعض بزرگوں کی پیروی میں سماعِ موتیٰ کو شرک کا چور دروازہ کہہ رہے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا حدیثِ بخاری پر باب ''**بَابُ الْمَیِّتِ یَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ**، مردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آہٹ کو سنتا ہے'' قائم کیا ہے۔ گویا امام بخاری رحمہ اللہ بھی سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں۔

علامہ ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم بھی سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں:

حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''**سِمَاعُ الْمَیِّتِ لِلْاَصْوَاتِ مِنَ السَّلَامِ وَالْقِرَاءَۃِ حَقٌّ۔**''

(اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ ۱۸۱ طبع مصر

)

ترجمہ: مُردے کا سلام وقراءت کی آوازوں کو سننا حق ہے۔

مگر افسوس کہ محمدی صاحب اس حق کو شرک کا چوردروازہ کہہ رہے ہیں۔

علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وَقَدْ اَخْبَرَ النَّبِیُّ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّھُمْ یَسْمَعُوْنَ خَفْقَ نِعَالِ الْمُشَیِّعِیْنَ وَاَخْبَرَ اَنَّ قَتْلٰی بَدْرٍ سَمِعُوْا کَلَامَہٗ وَخِطَابَہٗ۔ (کتاب الروح صفحہ۵۵)

ترجمہ: اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ مُردے رخصت کرنے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتے ہیں اور آپ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ مقتولین بدر نے آپ کے کلام اور خطاب کو سُنا۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ حافظ ابنِ تیمیہ اور علامہ ابنِ قیم رحمہما اللہ بھی سماع موتیٰ کے قائل ہیں۔ عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! بتایئے اگر سماع موتیٰ کو تسلیم کرنا شرک کا چوردروازہ کھولنا ہے تو کیا ابن تیمیہ اور ابن قیم نے بھی شرک کا چوردروازہ کھولا ہے؟

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

غیر مقلدین سے سماعِ موتیٰ کا ثبوت:

خود غیر مقلدین کے جید علماء کرام سماعِ موتیٰ کے قائل ہیں بطورِ نمونہ چند علماء کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) غیر مقلدین کے مسلّم پیشوا قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

''مَعَ اَنَّ مُطْلَقَ الْاِدْرَاکِ کَالْعِلْمِ وَالسَّمَاعِ ثَابِتٌ لِسَائِرِ الْمَوْتٰی۔ (نیل الاوطار ۲۶۴/۳)

ترجمہ: حالانکہ مطلق ادراک مثلاً علم اور سماع تو یہ تمام مُردوں کے لیے ثابت ہے۔

محمدی صاحب! فرمایئے کیا قاضی شوکانی نے بھی شرک کا چوردروازہ کھولا ہے؟

(۲) مجددِ غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

''جملہ اموات از مؤمنین وکفار در حصول علم وشعور وادراک وسماع وعرض اعمال ودر جواب برزائر برابر تخصیص بہ انبیاء وصلحا نیست۔'' (دلیل الطالب علی ارجح المطالب صفحہ ۸۴۰)

تمام مُردے مؤمن ہوں یا کافر حصولِ علم، شعور، ادراک، سماع، عرض اعمال اور زیارت کرنے والے کے سلام کے جواب لوٹانے میں برابر ہیں ان امور کی تخصیص محض انبیاء اور صلحاء کے ساتھ نہیں ہے۔

نواب صاحب تو کافر مُردوں کے سماع تک کو تسلیم کر رہے ہیں۔

محمدی صاحب! کیا مجدد غیر مقلدیت نواب صاحب نے بھی شرک کا چور دروازہ کھولا ہے؟

(۳) مولانا عبدالتواب ملتانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر والے گزرنے والے کو اور اس کے سلام کو جانتے ہیں جمعہ کا دن ہو یا کوئی دوسرا دن'' (حاشیہ بلوغ المرام مترجم صفحہ ۱۹۸)

محمدی صاحب! فرمایئے! کیا مولانا ملتانی صاحب غیر مقلد نے بھی شرک کا چور دروازہ کھولا ہے؟

(۴) حافظ عبدالستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جمہور محدثین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے موقف سے اتفاق نہیں کیا کیونکہ آیتِ کریمہ میں سننے کی نہیں بلکہ سنانے کی نفی ہے یعنی ہر وقت جب تم چاہو مردوں کو نہیں سنا سکتے مگر جب اللہ چاہے۔ دوسرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان (مُردوں) کے لیے علم ثابت کرتی ہیں جب علم ثابت ہوا تو سماع میں کیا رکاوٹ ہے؟'' (مختصر صحیح بخاری ۱/۴۳۷)

حماد صاحب کی تصریح کے مطابق جمہور محدثین سماع موتی کے قائل ہیں۔

محمدی صاحب! بتایئے جمہور محدثین اور خود حماد صاحب نے سماع موتی کو تسلیم کر کے شرک کا چور دروازہ کھولا ہے؟

(۵) علامہ وحیدالزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مُردے اپنی قبروں میں ہمارا سلام و کلام سنتے ہیں لیکن وہ ہم کو اپنا جواب نہیں سُنا سکتے اہل حدیث کا قاطبۃً (یعنی سب کا کلیۃً) یہی قول ہے۔'' (لغات الحدیث: ۳/۱۵۰ کتاب: س)

بقول وحیدالزمان صاحب تمام اہلِ حدیث سماعِ موتی کے قائل ہیں۔ محمدی صاحب! بتلائیں کیا تمام اہل حدیث بشمول وحیدالزمان نے شرک کا چور دروازہ کھولا ہے؟

وحیدالزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''بے شمار حدیثوں سے جن کو امام سیوطیؒ نے شرح الصدور میں ذکر کیا ہے مُردوں کا سماع ثابت ہوتا ہے اور سلفؒ کا اس پر اجماع ہے صرف حضرت عائشہؓ سے اس کا انکار منقول ہے اور ان کا قول شاذ

ہے“ (لغات الحدیث ۱۶۶/۳ کتاب: س)

محمدی صاحب! فرمایئے کیا بے شمار حدیثوں میں شرک کا چور دروازہ کھولنے کی تعلیم دی گئی ہے **معاذا للہ** ۔کیا سلف صالحین بھی شرک کا چور دروازہ کھولنے پر اجماع کر چکے ہیں؟

تنبیہ: جو لوگ سماع موتی کو شرک قرار دیتے ہیں جب ان سے بحث ومباحثہ یا مناظرہ ہو تو ان سے سماع اور عدم سماع پر بات کرنے کی بجائے یوں کہا جائے کہ سماع موتی کا عقیدہ شرک ہے یا نہیں۔قرآن وحدیث سے اس پر ہر فریق دلائل دے۔شرک قرار دینے والے کبھی بھی اس کو قرآن وحدیث سے شرک ثابت نہ کر سکیں گے،ان شاءاللہ۔ ؎

نہ خنجر اُٹھے گا، نہ تلوار اُن سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اعتراض: ۲۸......سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی کا الزام

فضائل درود شریف میں ایک صاحب کا خواب نقل کیا گیا ہے کہ دورانِ خواب ان کے ہاتھ میں روٹی تھی سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے روٹی طلب کی تو ایک ایک ٹکڑا انہیں دے دیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مانگنے پر روٹی دینے سے انکار کر دیا۔(محصلہ فضائل درود شریف)

بعض ناشرین نے فضائلِ درود شریف کو ”فضائلِ اعمال“ میں شامل کر کے شائع کر دیا ہے اس لیے عبیدالرحمٰن محمدی غیر مقلد نے اسے بھی تنقید کا نشانہ بنا لیا، چنانچہ انہوں نے مذکورہ خواب پر ”فضائل اعمال میں سیدنا عثمان ؓ رضی اللہ عنہ کی گستاخی“ کا عنوان قائم کر کے یہ تاثر دیا ہے کہ اس خواب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی گئی ہے۔(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۹)

الجواب:

(۱)......عبیدالرحمٰن محمدی صاحب سے ہم پوچھتے ہیں اگر کوئی صاحب کسی کے مانگنے پر کوئی چیز نہ دے تو کیا یہ مانگنے والی کی گستاخی ہے؟ اس پر دلیل کیا ہے؟ اگر یہ گستاخی ہے تو آپ غیر مقلدین سے ایسی گستاخی کبھی نہیں ہوئی؟

(۲)...... یہ سارا واقعہ خواب کا ہے اور یہ بات تو عام طلبہ کو بھی معلوم ہے کہ خواب کی باتیں قابلِ مؤاخذہ نہیں ہوتیں مثلاً خواب میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی، خواب میں زنا کرنے

سے حد جاری نہیں کی جاتی، خواب میں قتل کرنے سے قصاص لازم نہیں آتا، خواب میں چوری کرنے سے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا، اسی طرح خواب میں تہمت لگانے سے حدقذف جاری نہیں کی جاتی وغیرہ۔ کیونکہ شریعت کی نگاہ میں سونے والا شخص مرفوع القلم ہے یعنی حالتِ نیند میں اگر کوئی عمل اس سے سرزد ہو جائے تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص مرفوع القلم ہیں: سونے والا یہاں تک کہ جاگ جائے۔ دیوانہ یہاں تک اسے عقل آجائے اور بچہ یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے۔ **(ابوداود:۴۳۹۸)**

جناب فضل اکبر کشمیری صاحب غیر مقلد نے اس حدیث کو ''**وَهُوَ حَسَنٌ**'' کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ **(الحدیث:۳۴، مقالات الحدیث صفحہ ۱۶۰)**

حافظ زبیر علی زئی صاحب نے لکھا:

''ہمارے رسالے (الحدیث) میں راقم الحروف اور حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ کا متفق ہونا ضروری ہے''

(مقالات الحدیث صفحہ ۱۱)

اس اصول کی وجہ سے حافظ زبیر علی زئی صاحب اور حافظ ندیم ظہیر صاحب کا بھی اس حدیث کے حسن ہونے پر اتفاق ہوا۔

جب یہ بات ملاحظہ فرمالی ہے کہ حدیث کی رُو سے سونے والا شخص مرفوع القلم ہے، تو اب اگلی بات سنئے! فضائلِ درود میں ذکر کئے گئے خواب میں اول تو گستاخی کی کوئی بات نہیں ہے اگر بالفرض ہوتی بھی سہی تو بھی قابلِ مؤاخذہ نہ ہوتی کیونکہ محض خواب ہی کی وجہ سے کسی کو قابلِ ملامت نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ چنانچہ عبیدالرحمٰن محمدی صاحب بقلمِ خود لکھتے ہیں:

''اگر خواب ہوتا تو شاید قابلِ تسلیم ہوتا'' **(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۸۲)**

(۳) عبیدالرحمٰن صاحب ''فضائلِ اعمال'' میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی ثابت نہیں کرسکے۔ البتہ غیر مقلدین کی کتابوں میں یقیناً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کی گئی ہے، اس کا بعض غیر مقلدین نے اقرار بھی کیا ہے چند حوالے پیش خدمت ہیں۔

غیر مقلدین کے مقالہ نگار عالم مولانا ابوالاشبال شاغف صاحب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر

قرآن وسنت کی مخالفت کا الزام عائد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب حضرت عثمان نے عبداللہ بن سرح کو اپنی صواب دید اور اجتہاد سے امیر جہاد مقرر کیا تو ۳۱ھ میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن حذیفہ نے ان کی مخالفت شروع کر دی اور اس کا نتیجہ حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور جنگ وجدال کی صورت میں ہمارے سامنے ہے اور یہ نتیجہ ہے نصِ صریح کو چھوڑ کر قیاس واجتہاد پر عمل کرنے کا۔'' (مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۸۲)

حکیم عبدالرزاق ازرنگوں صاحب نے جمعہ کی اذانِ ثانی کو ''بدعت'' قرار دیا۔ اس کی تردید کرتے ہوئے مولانا شرف الدین دہلوی صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''عمل عثمانی کو گمراہی وضلالت کہنا بالکل غلو ہے جو کسی طرح جائز نہیں... جب حضرت عثمانؓ نے یہ اذان کہلوائی تو اس وقت ہزارہا صحابہ موجود تھے کسی نے اس کو نہیں بدلوایا نہ عام طور پر مخالفت کی پھر جمہور صحابہ پر حملے کرنا کس قدر جرأت ہے'' (فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۴۳۵)

دہلوی صاحب کے تبصرہ سے پتہ چلتا ہے کہ حکیم مذکور غیر مقلد نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عمل کو ''گمراہی وضلالت'' قرار دیا ہے۔

مولانا عبیداللہ عفیف صاحب غیر مقلد نے بھی اذان ثانی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مولانا محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد نے ان کی تردید میں مضمون تحریر کیا۔ اس میں لکھتے ہیں:

''پھر [مولانا عفیف صاحب (ناقل)] اس بغیر سند اثر کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جو ذوالنورین خلیفہ راشد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیسرے نمبر پر افضل خلیفہ تھے کے اس فعل کو دبے الفاظ میں بدعت قرار دے رہے ہیں۔'' (مقالاتِ راشدیہ ۱/۲۵۵)

غیر مقلدین ''تقلید'' کو شرک وبدعت کہتے ہیں مگر اس کے باوجود تقلید کی نسبت صحابہ کی طرف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان صاحب نے لکھا:

''عثمان نے حضرت عمرؓ کی تقلید کی تھی جیسے اوپر گزر چکا۔'' (لغات الحدیث: ۳/۶۵، ع)

علامہ وحید الزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''حضرت عثمانؓ شاید حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمتع [حج کی ایک قسم ہے (ناقل)] کو بُرا سمجھے۔''

(تیسیر الباری ۲/۴۶۴ تاج کمپنی)

اسی کتاب میں چند صفحات کے بعد لکھتے ہیں:

''حضرت عثمانؓ نے ان [سیدنا عمر رضی اللہ عنہ (ناقل)] کی تقلید کی تھی'' (تیسیر الباری ۲/۴۷۰)

علامہ صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''حضرت عثمان نے بھی جب حضرت عمرؓ کی تقلید میں تمتع سے منع کیا تو حضرت علیؓ نے اعلانیہ تمتع کیا''

(رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ ۲/۶۱۵)

عبید الرحمٰن صاحب! دیکھئے آپ کے غیر مقلدین نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ اور یہ گستاخی حالتِ بیداری ہی میں کی ہے۔

اعتراض: ۲۹...... بیدار ہونے پر خوشبو کا مہکنا دلیل ہے کہ یہ زیارت بیداری میں ہوئی

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ابنِ حجر مکی کے حوالہ سے ایک خواب نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درود پڑھنے والے بزرگ کو بوسہ دیا جب وہ (بزرگ) خواب سے بیدار ہوئے تو گھر خوشبو سے مہک رہا تھا۔ (فضائلِ درود صفحہ ۸۶)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر خواب ہوتا تو شاید قابلِ تسلیم ہوتا مگر یہاں تو خوشبو آتی رہی جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف لائے تھے العیاذ باللہ'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۸۲)

الجواب:

(۱)...... حضرت شیخ نے یہ خواب ابنِ حجر مکی کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور وہ مسلکاً شافعی ہیں۔ (مقامِ ابی حنیفہ صفحہ ۱۷۲)

اور مولانا رئیس محمد ندوی غیر مقلد کی تصریح کے مطابق شوافع مجموعی اعتبار سے اہلِ حدیث ہیں۔ (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۸۲)

(۲)...... یہ خواب ہی ہے فضائل درود میں یہ الفاظ ''ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے'' اس کے خواب ہونے پر مہر ثبت کر رہے ہیں۔ باقی رہا خوشبو کا پھوٹنا یہ علی سبیل الکرامت ہے اور کرامت حق ہے۔

تنبیہ: بعض مقامات میں لکھا ہے کہ بزرگ کو خواب میں روٹی دی گئی بیدار ہونے پر وہ ہاتھ

میں تھی۔اسی طرح کسی بزرگ کو خواب میں بال دیئے گئے، جب وہ بیدار ہوئے تو بال ہاتھ میں موجود تھے۔...روٹی اور بالوں کا بھی ہاتھ میں رہ جانا بزرگ کی کرامت ہے۔

(۳)اب ذرا غیر مقلدین کے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدین کے ایک بزرگ نے کہا:

''جب سے مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ہے اس وقت سے کرامات ظہور میں آ رہی ہیں'' (فقہائے پاک و ہند ۳/۸۷)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! مذکورہ بات جھوٹ ہے یا سچ؟ اگر جھوٹ ہے تو اقرار کر لیں اور اگر سچ ہے تو سوال یہ ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے والے سے کرامات کا ظہور ہو سکتا ہے تو خوشبو مہکنے پر اعتراض کیوں؟ اگر کرامات کا ظہور خواب کی برکت ہے تو خوشبو خواب کی برکت کیوں نہیں ہو سکتی؟ نیز خوشبو کا پھوٹنا بھی تو کرامت ہی ہے۔

غیر مقلدین کے قابلِ قدر بزرگ مولانا غلام رسول قلعوی صاحب فرماتے ہیں:

''ایک مبارک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔اس حالت کو نہ تو خواب سے تعبیر کر سکتا ہوں اور نہ اسے عالم بیداری کہہ سکتا ہوں ...اس رات جو فیوض و برکات حاصل ہوئے وہ کبھی حاصل نہ ہوئے'' (فقہائے پاک و ہند ۳/۸۸)

عبید الرحمٰن صاحب! کیا یہاں بھی یہی کہو گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے جبھی تو فیوض و برکات حاصل ہوئے جب کہ قلعوی صاحب نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ یہ خواب نہیں تھا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد نے یحیٰی علی نامی کسی بزرگ کا ایک خط نقل کیا ہے جس میں درج ذیل عبارت بھی ہے:

''اسی روز شب کو روح انور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا...بعد اس مکاشفہ کے میں نے بہت انشراح و تسکین پایا'' (فقہائے پاک و ہند ۳/۴۴۲)

اس مکاشفہ کو ہم آگے چل کر اعتراض نمبر ۳۳ کے تحت مکمل نقل کریں گے ان شاء اللہ۔

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! یہ تو بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے زیارت کا واقعہ ہے ان پر کیا فتویٰ ہے؟

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد نے مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد کے

حالات میں لکھا:

''ایک رات خواب میں دیکھا کہ ان کے ہاتھ کے انگوٹھے میں شدید درد ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے انگوٹھا سیاہ ہونا شروع ہو گیا۔ درد کی ٹھیس سے آنکھ کھل گئی تو بیداری میں بھی کچھ وقت تک انگوٹھے میں درد کا احساس باقی رہا'' (گلستانِ حدیث صفحہ ۴۶۲)

خواب میں درد شروع ہوا مگر بیدار ہونے پر بھی وہ باقی رہا تو یہاں اشکال کیوں نہیں؟

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد ''بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ...... یعنی جہنم سے نجات کا پروانہ'' قائم کر کے لکھتے ہیں:

''بعض صلحاء کو مرض سخت ہوا بے ہوشی ہو گئی ملک الموت کو اسی حالت میں دیکھا کہا یعنی تیرے لیے براءت نار سے لکھ دوں؟ کہا: ہاں۔ ایک ورق پر لکھا ہوا پایا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ۔ سارا کاغذ اسی سے مَمْلُوْ (بھرا ہوا) تھا هٰذِہٖ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ مریض اس مرض سے اچھا ہو گیا اور مدت تک زندہ رہا وہ ورق نزدیک اس کے تھا'' (کتاب التعویذات صفحہ ۹۱)

عبید الرحمٰن صاحب! ملک الموت سے ملاقات بیداری میں ہوئی یا خواب میں؟ ملک الموت کے پاس کاغذ کہاں سے آیا اور اسے جہنم سے نجات کا پروانہ دینے کا اختیار کس نے دیا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد خوشبو مہکنے پر اعتراض ہے تو ملک الموت سے ملاقات کے بعد کاغذ مریض کے پاس رہا، اس پر اشکال کیوں نہیں؟

تنبیہ: اعتراض: ۱۷ کے جواب میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی کتاب ''البدایۃ والنھایۃ'' کے حوالے سے مذکور ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول لٹکایا جس میں سے میں نے خُوب سیر ہو کر پیا اور اب بھی میں اس کی ٹھنڈک اپنے سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں۔ (البدایۃ والنھایۃ ۷/۳۳۳ دوسرا نسخہ ۷/۱۸۲)

خواب کا اثر بیداری کے بعد بھی رہا، خواب میں پانی پیا مگر بیداری میں اس کی ٹھنڈک محسوس فرمائی۔

اعتراض: ۳۰...قبر سے ہاتھ کا ظاہر ہونا جھوٹ ہے

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے لکھا:

سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اور اکابر صوفیہ سے ہیں ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں

وہ زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے تو دَست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔ (فضائلِ درود صفحہ ۱۱۳)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قارئین کرام! حالتِ بیداری میں پیش کئے گئے جھوٹے قصے انتہائی شرکیہ ہیں...سید رفاعی کے دو شعروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن لیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ قبر سے نکالا۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ:۱۰۱)

الجواب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات وسماع کے مسئلہ کو ہم اپنی اسی کتاب میں (اعتراض:۶۰، ۶۱ کے) جواب میں لکھیں گے ان شاء اللہ۔ مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلنے پر جو اعتراض ہے اس کا جواب یہاں عرض کرتا ہوں۔

(۱)......عبید الرحمٰن صاحب نے ہاتھ کے ظاہر ہونے کو شرک کہا ہے۔ سب سے پہلے ہم انہیں عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنے اصولوں سے یعنی قرآن وحدیث سے شرک کی جامع و مانع تعریف کریں تاکہ اس تعریف کے مطابق ہم جان سکیں کہ قبر سے ہاتھ کا ظاہر ہونا شرک ہے یا نہیں؟

(۲)......ہمارے نزدیک اسے شرک قرار دینا غلط ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح مسلم ۲۶۸/۲)

قبر میں مدفون نبی کا صرف ہاتھ نہیں، پورا جسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ظاہر ہوا مگر کسی نے اس کو شرک نہیں کہا۔ جب مدفون نبی کے سارے جسم کا ظہور شرک نہیں تو کسی نبی کے صرف ہاتھ کے ظاہر ہونے کو شرک کیسے کہہ سکتے ہیں؟

غیر مقلدین میں سے جو لوگ حیاتِ انبیاء کے منکر ہیں وہ یہاں تاویل کرتے ہیں کہ قبر میں نماز پڑھنا معجزہ ہے۔ (توضیح الاحکام ۲۰/۳، حافظ زبیر علی زئی)

ہم علیٰ سبیل التنزل کہتے ہیں کہ اگر یہ معجزہ ہے تو یہاں ہاتھ کے ظہور والے مسئلہ میں بھی اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ مان لیں۔ مدفون نبی کا بطورِ معجزہ نماز پڑھنا جب شرک نہیں تو ہاتھ کا ظاہر کرنا شرک کیوں ہے؟

(۳)......سید احمد رفاعی رحمہ اللہ کے متعلق حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے تصریح کر دی

ہے کہ ''اکابر صوفیاء میں سے ہیں'' جیسا کہ اعتراض میں نقل کردہ عبارت سے واضح ہے۔

مولانا ابوالاشبال صاحب شاغف غیر مقلد نے لکھا کہ ترکِ تقلید صوفیاء کا مسلمہ اصول ہے۔ (مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۵)

(۴)......شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے سید احمد رفاعی رحمہ اللہ والا مذکورہ واقعہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب ''الحاوی'' سے نقل کیا ہے۔ (فضائلِ درود صفحہ ۱۱۳)

کیا علامہ سیوطی رحمہ اللہ بھی جھوٹے ہیں، انہوں نے شرک کا ارتکاب کیا ہے؟ جواب دیتے ہوئے یہ ملحوظ رکھنا کہ زبیر علی زئی غیر مقلد کی تصریح کے مطابق علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا شمار ان لوگوں میں ہے جنہوں نے تقلید کے خلاف مستقل کتاب لکھی ہے۔ (دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ ۸۰)

(۵)......محمد بن السید نجدی وہابی، سید احمد رفاعی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''فَـمُثِّلَتْ لَهُ الْيَدُ الشَّرِيْفَةُ وَقَبَّلَهَا وَالْخَبَرُ الْمَذْكُوْرُ مَشْهُوْرٌ مِنْ قِبَلِ الْإِمَامِ الْمَذْكُوْرِ۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک مثالی طور پر ان کے سامنے ظاہر ہوا اور انہوں نے اس کو بوسہ دیا اور یہ خبر مذکور امام (سید احمد رفاعی) کی طرف سے مشہور ہے'' (اسنی المطالب صفحہ ۲۲۹)

بلکہ وہ تو یہ بھی لکھتے ہیں:

''ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ يَقُوْلُ اِنَّهُ يَرٰى النَّبِيَّ صَلّٰى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْظَةً۔

ترجمہ: پھر بہت سے نیک لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری کی حالت میں دیکھا ہے۔

(اسنی المطالب صفحہ ۲۲۹ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۶۹)

عبید الرحمٰن صاحب! کیا محمد بن السید نجدی صاحب نے بھی جھوٹ بولا اور شرک کا ارتکاب کیا ہے۔ انہیں مشرک کہو گے؟ مگر یاد رہے انہیں مشرک کہنے سے اُخروی نقصان کے ساتھ دنیاوی نقصان بھی ہوسکتا ہے **اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ۔**

(۶)......مولانا عبد المجید سوہدری صاحب غیر مقلد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی کرامات میں لکھتے ہیں:

''حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں

کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو اِن سے الگ ہو جانا چاہیے۔ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال کر کے اُٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔''

(کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹)

عبید الرحمٰن صاحب! آپ کے مسلکی بزرگ قاضی سلیمان منصور پوری نے صرف ہاتھ کو دیکھا ہی نہیں بلکہ اس کے تصرف کو بھی ملاحظہ کیا کہ قبر میں مدفون شخص نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔اگر آپ یہاں تاویل کریں کہ یہ قاضی صاحب کی کرامت ہے، تو عرض ہے کہ اُدھر سید احمد رفاعی رحمہ اللہ کی بھی کرامت مان لیں۔

(۷)......ہماری اسی کتاب میں اپنے مقام پر (اعتراض: ۳۳ کے تحت) غیر مقلدین کی عبارتیں درج ہیں جن میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ان کے بزرگوں کو عالَمِ بیداری میں فوت شدہ انبیاء اور اولیاء کرام کی زیارتیں ہوئی ہیں۔ایک حوالہ یہاں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''اولیاء کرام اور عرفائے مقام کو اس قسم کی ملاقاتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عالمِ بیداری میں ہوئی ہیں'' (رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجۃ ۱/۴۵۲)

عبید الرحمٰن صاحب! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور قبر میں مدفون ہونے کے بعد کسی کو ان کا ہاتھ نظر آجائے تو آپ اسے جھوٹ اور شرک قرار دیتے ہیں مگر غیر مقلد بزرگ کے بقول اولیاء کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ صرف ہاتھ کو دیکھا بلکہ مکمل جسم کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔تو یہ آپ کے نزدیک بہت بڑا جھوٹ اور انتہاء درجہ کا شرک ہوگا؟؟؟

اعتراض: ۳۱...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر سے نکل کر مدد کو پہنچنا

اِس سے پچھلے اشکال کے تحت بزرگ کا خواب فضائل درود کے حوالہ سے نقل کیا گیا۔اُس خواب کے آخر میں الفاظ اس طرح ہیں:

''یہ تیرا باپ بڑا گناہ گار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

(فضائل درود صفحہ ۱۰۲)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آیئے اب فضائل اعمال کے ایک اور شرکیہ پہلو پر غور کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر مبارک سے باہر نکل کر مدد کو پہنچتے ہیں'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۴)

الجواب:

ا۔ یہ واقعہ خواب کا ہے اور خواب کا شرعی حکم کیا ہے وہ غیر مقلدین کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں وہ حدیث جس کی (خارجی طور پر) صحت معلوم نہ ہو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں تصحیح کرنے سے صحیح نہیں ہوسکتی اور اسی طرح کشف والہام سے بھی وہ صحیح نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ حکم خواب میں آپ کے قول سے ثابت نہیں ہوسکتا'' (مقدمہ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۱۵۳)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اگر چہ رؤیت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق ست وشیطان بداں متمثل نمیشود ولکن نائم از اہلِ تحمل روایت نیست بنابر عدمِ حفظ خود'' (ھدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل صفحہ ۴۲۳)

یعنی اگر چہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا حق ہے اور شیطان ان کی شکل نہیں بنا سکتا لیکن سونے والا تام الضبط نہ ہونے کی وجہ سے روایت کا متحمل نہیں۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حق ہے لیکن نیند میں مشغول انسان اس وقت چونکہ تام الضبط نہیں ہوتا جب کہ کسی روایت کی قبولیت کے لیے راوی کا تام الضبط ہونا ضروری ہے اس لیے خواب میں بیان کی گئی بات اس وقت تک معتبر نہ ہوگی جب تک خارجی قرائن سے اس کا معتبر ہونا معلوم نہ ہو۔ عبیدالرحمٰن صاحب کو خارجی قرائن کے ذریعہ ''میں ہر اُس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے'' کو پرکھنے کا حق تو تھا لیکن خواب کو مدار بنا کر اس پر شرک کا فتویٰ صادر کرنا صحیح نہیں ہے۔

۲۔ غیر مقلدین کے خاتم المحدثین نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

''ایک شخص کا باپ بعض بلاد میں مرگیا اس کا منہ وبدن سیاہ ہوگیا۔ پیٹ پُھول گیا اس نے کہا **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ** ...اس کے باپ کے بدن پر (کسی نے) ہاتھ پھیرا وہ سفید ہوگیا کہا: تم کون ہو کہا: میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تیرا باپ مسرف تھا لیکن مجھ پر بہت درود بھیجتا تھا میں اس

حالت کو دُور کرنے کو آیا۔اس کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو باپ کے بدن پر نور تھا اللہ کی حمد کی اور اچھی طرح دفن کیا'' (کتاب التعویذات صفحہ ۹۲ بذیل عنوان دفع کربت)

عبیدالرحمٰن صاحب، فضائل درود کے خواب پر اعتراض کرتے ہیں ہم ان کے اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے انہی کی سوچ کے مطابق سوال کرتے ہیں۔

ا۔ بتایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فوت شدہ شخص کا علم کیسے ہو گیا، کیا آپ عالم الغیب تھے؟ آپ اس شخص کی مدد کو آئے کیا آپ قبر سے نکل کر باہر کی دنیا میں مدد کے لیے جایا کرتے ہیں؟ اس شخص کی مدد کو آئے آپ نے یہ سفر کس پر کیا بادل پہ سوار ہو کر آئے یا ریل وغیرہ پر؟ آخری بات یہ کہ آپ نے اس قسم کے خواب کی وجہ سے فضائل درود کی عبارت کو شرکیہ کہا تو نواب صاحب کو مشرک کہیں گے؟ اگر نہ کہیں تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ عبیدالرحمٰن صاحب کو صرف حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ یا تبلیغی جماعت سے بُغض ہے اور کچھ نہیں۔

۳۔اس قسم کا ایک خواب امام غزالی نے بھی احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے۔(فضائل درود صفحہ ۱۰۱)

غیر مقلدین کے پرچہ میں لکھا ہے:

''شوافع میں ہمارے پیش کردہ موقف کے قائلین میں امام الحرمین ،غزالی امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی آتا ہے'' (تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ اکتوبر ۲۰۰۷ء صفحہ ۴۲)

اور شوافع مجموعی اعتبار سے اہلِ حدیث ہیں۔(تحقیقی سلفی جائزہ صفحہ ۸۲)

مولانا شاغف صاحب غیر مقلد کی تصریح کے مطابق صوفیاء غیر مقلد ہیں۔

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۵)

فائدہ : فضائل درود کے جس واقعہ کا اوپر ذکر ہوا وہ خواب کا واقعہ ہے۔اس طرح کا ایک واقعہ بیداری کا بھی ہے مگر اسے بھی شرک نہیں کہا جا سکتا اولاً: اس لیے کہ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ: میں نے اللہ جل شانہ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ نے اللہ سے دعا کی تھی، اللہ قادرِ مطلق ہے وہ جیسے چاہے اپنے بندے کی مدد کر سکتا ہے۔ثانیاً: اگر نبی کا قبر سے خروج شرک ہے تو بیت المقدس میں انبیاء کرام کا جمع ہونا اور معراج کی رات آسمانوں میں انبیاء سے ملاقاتیں کرنا تو مُسلّم حقیقت ہے کیا اسے

بھی شرک کہو گے؟ جو تاویل وہاں کریں گے وہی تاویل یہاں کرلیں۔ ثالثاً: غیر مقلدین کی کتابوں سے ہم آئندہ صفحات (اعتراض:۵۱ کے جواب) میں نقل کریں گے کہ ان کے بقول بعض بزرگوں کو عالمِ بیداری میں انبیاء کرام کی زیارت ہوئی ہے تو کیا غیر مقلدین کے یہ بزرگ بھی مشرک ہیں؟

اعتراض:۳۲......فضائل اعمال کے مطابق حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں

ایک بزرگ کا بیان ہے کہ سفرِ حج میں میرے والد کا انتقال ہوگیا اور منہ کالا ہوگیا... میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا انہوں نے میرے باپ کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو وہ سفید ہوگیا پوچھنے پر بتایا کہ میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ (فضائل درود صفحہ۱۰۲)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فضائل اعمال کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ:۱۰۶)

الجواب:

یہ واقعہ خواب کا ہے عبیدالرحمٰن صاحب نے نہ جانے علمِ غیب کا عقیدہ اس سے کیسے کشید کر لیا؟ اگر استدلال اس طرح ہے کہ فوت شدہ شخص کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوگیا جب کہ آپ روضہ میں مدفون ہیں...

تو ہم عرض کرتے ہیں خواب سے اگر یہ ثابت ہوجائے کہ دنیا کے کسی وقوعہ کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہے تو کیا اسے علمِ غیب کہا جائے گا؟ اگر جواب نفی میں ہے تو حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ پر اعتراض غلط ہے اور اگر جواب ہاں میں ہے تو یہی چیز غیر مقلدین کی کتابوں میں موجود ہے چند ثبوت پیشِ خدمت ہیں۔

☆...سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جس کا خلاصہ حافظ زبیر علی زئی صاحب کے الفاظ میں اس طرح ہے:

''یہ خواب ایک مثال ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو انتہائی مظلومانہ انداز میں شہید کیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے (نواسے) کی مظلومانہ شہادت پر بہت زیادہ غمگین

ہوئے'' (علمی مقالات ۱/۴۱۸)

علی زئی صاحب کی مذکورہ بالا تحریر پڑھنے کے بعد ان کی درج ذیل تحریر بھی پڑھئے:

''صحابہ ٔ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دیدار کیا تھا وہ حدیث کے حکم میں ہے اور حجت ہے۔'' (توضیح الاحکام ۶۱/۳)

علی زئی صاحب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں ہونے والے ایک واقعہ/حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا علم تھا اور یہ خواب سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنھما صحابی نے بیان کیا اس لیے یہ علی زئی اصول کے مطابق ''حدیث کے حکم میں ہے اور حجت ہے۔'' عبید الرحمٰن صاحب اپنے غیر مقلد مصنف علی زئی صاحب کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

☆...مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جب آپ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی کے پیشِ امام جوتی سیدھی کرنے لگے آپ نے فرمایا یہ کیا؟ تو امام صاحب نے کہا کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ محمد سلیمان ہمارا مہمان ہے اس کی مُدارت میں فرق نہ کرنا۔''

(کراماتِ اہلِ حدیث صفحہ ۲۳)

☆...سوہدری صاحب ہی لکھتے ہیں:

''خلیفہ ہدایت اللہ صاحب مینجر (کتاب) رحمۃ للعالمین کا بیان ہے کہ میرے پاس بنگال، برما، بہاول پور وغیرہ سے کئی ایسے خطوط آئے ہیں جن میں یہ مرقوم ہے کہ رحمۃ للعالمین بھیج دیجیے کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو رحمۃ للعالمین جو قاضی محمد سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو'' (کراماتِ اہلِ حدیث صفحہ ۲۳)

غیر مقلدین کے بیان کردہ ان خوابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قاضی سلیمان منصور پوری، ان کی مدینہ میں آمد، ان کی کتاب رحمۃ للعالمین اور مسجدِ نبوی کے پیش امام کا علم تھا۔

عبید الرحمٰن صاحب! یہاں بھی اعتراض کرو گے کہ غیر مقلدین کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں تبھی تو انہیں دنیا کے حالات کی خبر ہے؟

☆...غیر مقلدین کے ایک بزرگ کے حالات میں لکھا ہے:

''آپ ایک روز مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوئے ہوئے تھے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ جا، تو اِس کافر سے لڑ، اللہ تجھے فتح دے گا''

(تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۱۳)

عبیدالرحمٰن صاحب! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیوں بعد پیدا ہونے والے اس کافر کا علم ہے اور لڑنے پر فتح ہو جانے کا بھی پتہ ہے۔ تو یہاں غیب داں ہونے کا اعتراض کرو گے یا اعتراف؟

☆ ...اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے:

''اس کے بعد پھر جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کی حالت میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جا فلاں اور فلاں شخصوں کو جن کا نام آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا میرا اسلام کہہ وہ تیری مدد کریں گے'' (تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۱۳)

اس خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں موجود چند افراد اُن کے ناموں سمیت بتا دیئے اور آئندہ کی خبر بھی دی کہ وہ تیری مدد کریں گے۔ عبیدالرحمٰن صاحب! یہاں بھی غیب دانی کی پھبتی کسو گے؟ یا قومِ شعیب کی طرح لینے اور دینے کے باٹ الگ الگ بنا رکھے ہیں؟

☆ ...مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد، ایک عورت کا خواب نقل کرتے ہیں:

''رات کو خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مُشرف ہوئی ہوں آپ نے فرمایا کہ ابو عبداللہ حاکم سے کہو کہ لوگوں کے لیے پانی پینے کا انتظام کرے'' (فلاح کی راہیں صفحہ ۹۵)

اس خواب کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے ایک شخص امام حاکم کا علم تھا۔

عبیدالرحمٰن صاحب! آپ یہاں غیب جاننے والا اعتراض کریں گے؟

☆ ...مولانا عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''امام بیہقی نے مناقب میں اور تیمی نے ترغیب میں ابوالحسن شافعی سے یہ روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے امام شافعی کو کیا بدلہ دیا کیونکہ وہ اپنے رسالے اور کتاب میں آپ پر اس طرح درود شریف پڑھا کرتے تھے **صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَاذَکَرَهُ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِهِ الْغَافِلُوْنَ** تو آپ نے فرمایا اس درود شریف کی برکت سے قیامت کے روز اُن کا حساب نہیں لیا جائے گا''

(اسلامی خطبات ۱/۲۳۷)

اس خواب کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات سے طویل عرصہ بعد پیدا ہونے والے دنیا کے ایک شخص امام شافعی رحمہ اللہ کا علم تھا بلکہ آپ نے قیامت کے دن کی بھی اطلاع دے دی کہ ان سے حساب نہیں لیا جائے گا۔

عبیدالرحمٰن صاحب! یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب جاننے والا کہیں گے؟

☆...مولانا داود راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ابو زید مروزی کا خواب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ میں رکن (یمانی) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان بیت اللہ کے قریب سو رہا تھا خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ابو زید! کب تک شافعی کی کتاب کا درس دیتے رہو گے اور ہماری کتاب کا درس نہ دو گے عرض کیا حضور فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا جسے محمد بن اسماعیل بخاری نے جمع کیا ہے'' (شرح بخاری ۱/۳۴)

خواب سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو زید، امام شافعی کی کتاب اور امام محمد بن اسماعیل یعنی امام بخاری کی جمع کردہ کتاب کا علم تھا۔ عبیدالرحمٰن صاحب! کیا یہ بھی علمِ غیب ہے؟

مزید حوالے اعتراض: ۱۶ کے جواب میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

علامہ وحیدالزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو غیب کی کوئی بات کسی نبی یا ولی کو بتا دیتا ہے۔''

(لغات الحدیث ۳/۱۳۳: ف)

علامہ صاحب نے دوسری جگہ لکھا:

''البتہ اللہ جب چاہتا ہے تو اپنے کسی بندے کو مثلاً پیمبر یا ولی کو اِن (غیب کی) باتوں میں سے کوئی بات بتلا دیتا ہے۔'' (رفع العجاجۃ ۳/۴۶۲)

اعتراض: ۳۳...فضائلِ اعمال کے مطابق نبی بیداری میں ملاقاتیں کرتے ہیں

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد، فضائل درود کی ایک عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فضائلِ اعمال اور اس کے پھیلانے والوں کے عقیدہ کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ...حالتِ بیداری میں لوگوں سے ملاقاتیں اور وصیت فرماتے ہیں'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۶)

الجواب:

(۱)...... عبیدالرحمٰن صاحب یہاں یہ وضاحت فرمائیں آپ کو اس میں کیا اشکال ہے ؟ بیداری میں کسی فوت شدہ انسان کی زیارت کا ہوجانا بدعت، شرک، کفر یا محال ہے وغیرہ تا کہ اسی تناظر میں اُن غیر مقلدین کا ہم تعارف کرا سکیں جو عالَمِ بیداری میں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کے دعویدار ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اور اگر ہم سے وہ پوچھتے ہیں کہ اس کا ثبوت کیا ہے تو عرض یہ ہے کہ ازراہِ کرامت ایسے ہوسکتا ہے۔ مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کرامت اور معجزہ نام ہی ایسے کارناموں کا ہے جو ظاہری اسباب اور امورِ عادیہ کے یکسر خلاف ہوں اور وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت سے ہی ظہور پذیر ہوتے ہیں اس لیے نہ شخصی قوت قابلِ تعجب ہے اور نہ علم کے سراغ لگانے کی ضرورت'' (احسن البیان صفحہ ۱۰۵۳)

کرامت کا صدور ظاہری اسباب اور امورِ عادیہ کے خلاف محض اللہ تعالیٰ کی قدرت و مشیت ہی سے ہوتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی ولی کو ایسی کرامت دکھا دے تو کیا اعتراض ہے؟

اس پر بھی غور فرمائیں کہ معراج کے واقعہ میں یہ بات واضح طور پر ملتی ہے کہ پچھلے زمانہ میں اس دنیا سے وفات پا جانے والے انبیاء علیہم السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی اور بیداری ہی کی حالت میں ہوئی۔ اگر آپ کہیں یہ ملاقات ازراہِ معجزہ کے ہوئی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ادھر ولی کی کرامت مان لیں۔ معجزہ اور کرامت دونوں میں اللہ کی قدرت کارفرما ہوتی ہے اور قدرت باری تعالی سے کوئی چیز بھی بعید نہیں۔

یہ بات بھی ذہن میں بٹھا دیں جس طرح شبِ معراج میں بیت المقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام کا جمع ہونا کسی آیت یا حدیث کے خلاف نہیں اسی طرح ازراہِ کرامت کسی نبی کو دیکھ لینا قرآن یا حدیث کے خلاف ہرگز نہ ہوگا۔

(۲)...... اب ذرا اپنے فرقہ آلِ غیر مقلدیت پر نگاہ جمائیں وہ عالَمِ بیداری میں انبیاء علیھم الصلوات والتسلیمات سے ملاقات کے دعوے دار ہیں۔

علامہ وحیدالزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں اب بھی بعضے خدا کے بندے ایسے موجود ہیں جن کو آنکھ بند کرتے ہی اور آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوتے ہی آپ کا جمالِ مبارک بیداری میں نظر آجاتا ہے اور یہ دولت اُس مؤمن کو نصیب

ہوتی ہے جو کثرت سے آپ پر درود اور سلام بھیجتا ہے۔''

(لغات الحدیث ۲/۲۲۳:س، حاشیہ)

غیر مقلدین کی کتاب ''تذکرۃ اہلِ صادق پور'' میں یحیٰ علی نامی بزرگ کے متعلق لکھا ہے:

''آپ بڑے صاحبِ کمال، عابد، زاہد، متقی تھے آپ کے مراقبہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب کبھی چادر اوڑھ کر بیٹھ جاتے فی الفور آپ کو مراقبہ کھل جاتا، انبیاء اولیاء کی زیارت ہوتی، ان سے گفتگو ہوتی ان سے حل مطالب فرماتے'' (تذکرۃ اہل صادق پور: ۶۳ مؤلفہ مولانا عبدالرحیم زبیر)

ایک اور مقام پر لکھا ہے:

''جناب مولانا یحیٰ علی علیہ الرحمہ کو جب کہ آپ ملک افغانستان میں تھے بعد انتقال بڑے حضرت، مراقبہ میں مشاہدہ وزیارت انبیاء واولیاء بزرگانِ دین بند ہوگیا جب آپ وہاں سے یہاں پٹنہ تشریف لائے جناب چھوٹے حضرت نے ان کو بٹھا کر توجہ دی تب مراقبہ میں مشاہدہ وزیارت وغیرہ حسبِ دستور جاری ہوگیا۔'' (تذکرۃ اہلِ صادق پور صفحہ ۱۹۹ مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کراچی)

ایک صاحب فرماتے ہیں:

''میں نے بارہا جناب والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جناب حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ کو مراقبہ میں بٹھاتے اور جب آپ کو زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا اور کسی ولی بزرگ کی ہوتی اُس وقت حل مشکلات بعض مطالب قرآن وحدیث کا فرماتے۔'' (تذکرۃ اہلِ صادق پور صفحہ ۲۰۰)

غیر مقلدین کے مشہور مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا یحیٰ علی کو گھر میں پیش آنے والے حوادثات کا علم ہوا تو کالے پانی سے اہلیہ محترمہ کو ایک خط تحریر فرمایا جو لائق مطالعہ ہے لکھتے ہیں: **بسم اللہ الرحمن الرحیم** یحیٰ علی کی طرف سے بخدمت امِ حبیبہ، امِ محمد یوسف سلمھما اللہ تعالیٰ۔ضروری لکھنا یہ ہے کہ خط سے نورِ چشم محمد حسن مدعمرہ کے حال، انہدام دونوں مکانوں کا معلوم ہوا۔البتہ دل کو قلق ہوا اور صدمہ بہت گذرا کیونکہ سکونت قدیم سے خصوصاً وہ مکان کہ جس میں ذکر اللہ بہت ہوا ہوا ور کاروبار فریضہ بہت انجام پائے ہوں، مؤمنین کو انس ومحبت بطورِ اہل وعیال کے ہوتی ہے۔اسی روز شب کو روح انور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا، تبسم کناں فرمانے لگے کہ البتہ انہدام سے مکانوں کے مالکان کو خصوصاً نسواں کو رنج والَم بہت ہوا ہے اور ہونے کی جگہ ہے اور ان آیاتِ کریمہ کو زبان مبارک سے ارشاد فرمایا:

وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّالِلّٰهِ وَاِنَّااِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ .رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ . عَسٰى اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰى رَبِّنَارَاغِبُوْنَ ۔اورفرمایاان آیات کو وردزبان رکھو۔عبادت خانے اور مسجد اقصی اور مکانات انبیاء علیھم السلام بخت اور جالوت کے ہاتھ سے انہدام پائے تھے۔آخر منہدم کرنے والے نسیامنسیا ہو گئے اور یہ اماکن متبرکہ از سرنو بنا ہوئے اور پہلے سے زیادہ آباد ہوئے۔تم بھی اپنے رب کے فضل سے ایسی ہی اُمید رکھو۔اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرو کہ تم اس امتحان کے مستحق ٹھہرے۔ بعداس مکاشفہ کے میں نے بہت انشراح پایا اور اپنے بڑے بھائی مولانا احمد اللہ صاحب کو آگاہ کیا'' (فقہائے پاک و ہند ۴۴۲/۳)

اس واقعہ کے آخر میں لفظِ ''مکاشفہ'' پہ نظر رکھیں، یہ لفظ اعلان کررہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ملاقات بیداری ہی میں ہوئی ہے۔

مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد نے اپنے علاقہ کو نہ چھوڑنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا:

''میں مجبور ہوں کیونکہ ایک دن میں مسجد میں سویا ہوا تھا کہ ایک شخص نے مجھے آکر جگایا اور کہا کہ میرے ساتھ چلو تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں میں اس کے ساتھ ہولیا جب گاؤں سے باہر نکلا تو دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پالکی پڑی ہے حاضر ہو کر میں نے سلام کیا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا غلام رسول ہم تمہاری مسجد کو جانا چاہتے ہیں آپ نے میرا ہاتھ پکڑے رکھا اور پالکی والوں نے پالکی اُٹھالی مسجد میں لاکر اسی پکڑے ہاتھ سے مجھے ممبر پر بٹھایا اور فرمایا وعظ کیا کرو تم سے لوگوں کو ہدایت ہوگی، تمہاری یہی جائے بودوباش ہے۔ بھائی صاحب فرمایئے میں تو مامور ہوں، کیسے اس جگہ کو چھوڑ سکتا ہوں'' (سوانح حیات حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۴۱)

اس واقعہ کے شروع میں یہ جملہ ''ایک شخص نے آکر مجھے جگایا'' بتارہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بقول ان کے عالمِ بیداری میں ہوئی ہے۔مولانا غلام رسول صاحب کے غیر مقلد ہونے کو بہت سے لوگ جانتے ہیں جنہیں علم نہیں وہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی یہ شہادت ملاحظہ فرمائیں ،وہ ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''فقہی مسلک کے اعتبار سے اہل حدیث تھے اور اتباعِ سنت ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔اہلِ حدیث کے مسائل مشہورہ آمین اور رفع یدین وغیرہ پر عامل تھے فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے دیگر مسائل میں بھی اسی مسلک کو ترجیح دیتے اور فتویٰ میں کتاب وسنت کو پیش نگاہ رکھتے۔''

(فقہائے پاک و ہند:۳/۹۵)

بھٹی صاحب نے مولانا عبداللہ غزنوی صاحب اور مولانا غلام رسول صاحب کے بارے میں لکھا:

''دونوں بزرگ اولیاء اللہ تھے۔'' (برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن صفحہ ۴۲۲)

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت مقدسہ جہاں چاہے وہاں تشریف فرما ہوسکتی ہے اور اولیاء کرام اور عرفائے عالی مقام کو اس قسم کی ملاقاتیں آپ سے عالمِ بیداری میں ہوئی ہیں اور کیا عجب ہے کہ بعض خاص بندوں کو نماز میں بھی ایسا حضور ہوتا ہو کہ سلام کے وقت ندا اپنے ظاہری معنوں میں درست ہوجاتی ہو۔'' (رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ:۱/۴۵۲)

مولانا عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کے گرد ونواح میں جا رہا تھا میں نے ایک باغ میں جا کر دو رکعت نماز شروع کر دی اور اس میں سورۃ مومن کی تلاوت کرنے لگا۔ میں ابھی **وَاِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ** تک پہنچا ہی تھا تو ایک شخص نے جو میرے پیچھے ہی سفید خچر پر سوار تھا جس پر لمبی چادریں تھیں مجھ سے کہا جب **غَافِرِ الذَّنۡبِ** پڑھو تو کہو **یَاغَافِرَ الذَّنۡبِ اِغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ** اور جب **قَابِلِ التَّوۡبِ** پڑھو تو کہو **یَا قَابِلَ التَّوۡبِ اِقۡبَلۡ تَوۡبَتِیۡ** اور جب **شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ** پڑھو تو کہو **یَاشَدِیۡدَ الۡعِقَابِ لَاتُعَاقِبۡنِیۡ** ۔حضرت مصعب کہتے ہیں کہ میں نے گوشہ چشم سے دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہیں آیا نماز سے فارغ ہو کر میں دروازے پر پہنچا وہاں جو لوگ بیٹھے تھے ان سے میں نے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے پاس سے گزرا ہے جس پر یمنی چادریں تھیں، انہوں نے کہا نہیں ہم نے کسی کو آتے نہیں دیکھا۔ اب لوگ خیال کرنے لگے کہ یہ حضرت الیاس علیہ السلام تھے۔ یہ روایت دوسری سند سے بھی مروی ہے اور اس میں حضرت الیاس کا ذکر نہیں''

(اسلامی خطبات ۱/۳۲۵)

دوسری روایت میں سیدنا الیاس علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے تو اسے مدار بنانے والے لوگ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد کا جواب ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

''عدمِ ذکر نفیِ ذکر کو مستلزم نہیں ہے یعنی کسی آیت یا حدیث میں کسی بات کے نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بات ہوئی ہی نہیں جب کہ دیگر آیات یا حدیث سے وہ بات ثابت ہو''

(نور العینین صفحہ ۵۸)

(ز)......حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ بالا سیدنا الیاس علیہ السلام والا واقعہ سند کے ساتھ نقل کیا ہے علماء کرام جانتے ہیں کہ اگر ان کے نزدیک کوئی روایت غیر معتبر ہو تو وہ اس پر جرح کر دیتے ہیں مگر اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد جرح نہیں کی۔ دیکھیے تفسیر ابن کثیر عربی ۴/۷۰۔

حافظ ابنِ کثیر کے متعلق مشہور ہے کہ وہ شافعی المذہب تھے۔ (نور العینین صفحہ ۲۶)

اور مولانا رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد نے تصریح کی ہے کہ شوافع مجموعی اعتبار سے اہلِ حدیث ہیں۔ (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۸۲)

مولانا عبداللہ دامانوی صاحب غیر مقلد کے نزدیک تو ابن کثیر مخالفینِ تقلید میں سے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''تقلید پر اصرار بعد کے لوگوں کی اختراع ہے ورنہ اہلِ علم نے تو ہر دور میں تقلید کی مخالفت کی ہے مثلاً! حافظ ابن کثیر....'' (نور العینین صفحہ ۲۶ حافظ زبیر علی زئی)

فائدہ: مولانا محمد جوناگڑھی غیر مقلد نے ابنِ کثیر کے ترجمہ میں سیدنا الیاس علیہ السلام کے واقعہ پر نہ جرح کی ہے اور نہ ہی کوئی اختلافی نوٹ لکھا ہے۔ دیکھئے ابنِ کثیر اردو ۴/۲۷۔

(ح)......شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ روحانی اور کشفی طور پر حضرت یوسف علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی''

(الیواقیت والجواھر ۲/۱۳)

اور غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ ابنِ عربی اصول وفروع دونوں میں اہلِ حدیث ہیں۔

(ھدیۃ المھدی ۱/۵۱)

شیخ ابنِ عربی کے بارے میں مزید حوالے میری کتاب ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

اعتراض: ۳۴..فضائلِ اعمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے

فضائل درود میں کسی کا واقعہ لکھا ہے:

''میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں رہ گئی (مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا...میں نے اللہ جل شانہ کی طرف ہاتھ اُٹھائے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس میں سے ایک آدمی ظاہر ہوا اُس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ

بالکل روشن ہوگیا اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دُور کیا انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں'' (فضائل درود صفحہ ۱۰۴)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہیں لگایا، فوت ہونے کے بعد چہرہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنا کیونکر ممکن ہے کیا یہ آپ کی توہین نہیں؟؟''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۷)

الجواب:

(۱)......اس اشکال کا عرصہ دراز سے جواب دیا جا چکا ہے۔ پروفیسر طالب الرحمٰن غیر مقلد سے جناب محمد عاقل غیر مقلد نے انٹرویو لیتے ہوئے کہا:

''ہم نے یہ اعتراض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس پر دیوبندی حضرات یہ بحث کرتے ہیں کہ اس سے مراد ہاتھ مَلنا نہیں بلکہ ہاتھ اوپر پھیرنا ہے ان کی اس تاویل کی روشنی میں کیا اس مسئلہ کو اُٹھایا جائے یا نہیں؟ کیا اُن کی اس بحث میں وزن ہے'' (ہم اہلِ حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۶۱۰)

جواب کا حاصل یہ ہے کہ پیٹ پر ہاتھ مَلنا رَمس کرنا نہیں بلکہ پیٹ سے فاصلہ پر اوپر ہاتھ پھیرنا مراد ہے۔ اب رہی یہ بات کہ اس جواب میں کتنا وزن ہے؟ وہ پروفیسر طالب الرحمٰن کے بیان میں ملاحظہ فرمائیں، انہوں نے عاقل صاحب سے کہا:

''ہمارا اس قصہ پر یہی اعتراض نہیں ہے یہ تو معمولی اعتراض ہے۔''

(ہم اہلِ حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۶۱۱ مرتب طیب محمدی)

اس قصہ پر جو دیگر اعتراضات ہیں ان کے جوابات ہماری اسی کتاب میں موجود ہیں۔

بہرحال انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ ''یہ تو معمولی اعتراض ہے'' لہذا یہ کہنا بجا ہے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے۔ اگر عبیدالرحمٰن صاحب اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین قرار دینے پر مُصر ہیں تو بتائیے جو اُن کی توہین کو معمولی اعتراض کہے اس کا کیا حکم ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام غیر مقلدین کی نظر میں:

اب ذرا دوسروں کو گستاخِ نبوت کہنے والے غیر مقلدین کی عبارات ملاحظہ ہوں کہ ان کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہے؟

مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی سخت قسم کے وہابی تھے۔'' (تحریک آزادی فکر صفحہ ۲۹۵]

سلفی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''اہلِ وہاب کوئی مذہب نہیں، نہ ہی ہم لوگ اہلِ وہاب یا وہابی کہلانا پسند کرتے ہیں وہابی نہ کوئی مذہب نہ فرقہ'' (تحریک آزادی فکر صفحہ ۵۰۳)

سلفی صاحب ہی کہتے ہیں:

''میلاد کی محفلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب تعلیم اخلاق اور تزکیہ کی بجائے زیادہ تر آپ کے نور ہونے پر گوہر فشانی فرمائی جاتی ہے۔ آپ واقعی ''نورِ مجسم'' تھے لیکن وہ بلب نہیں جو بٹن دبا کر روشن کیا اور بجھایا جا سکتا ہے'' (خطبات سلفیہ: ۳۳۶، نعمانی کتب خانہ لاہور، مرتب مولانا خواجہ محمد قاسم)

سلفی صاحب کے بیان فرمودہ جملہ ''آپ واقعی نورِ مجسم'' تھے'' پر نظر رہے۔

مولانا عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق درج ذیل شعر کہا ہے:

أَنْتَ الَّذِيْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اكْتَسٰى
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاكَا

''آپ وہ ہیں کہ بدر (چاند) نے آپ کا نور اُوڑھا ہے اور سورج بھی آپ کے ہی کے نور سے روشن ہے۔'' (مظالمِ روپڑی صفحہ ۴۷ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول)

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے لیے سب سے بڑی مصیبت موت ہے۔'' (خطباتِ بہاول پوری ۱۴۸/۳)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کہتے ہیں:

''بعض عرفاء نے فرمایا کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ تمام موجودات کے ذرات افرادِ ممکنات میں جاری وساری ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی

ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہذا نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو۔"

(مسک الختام صفحہ ۲۴۴، اہلِ توحید کے لیے لمحہ فکریہ صفحہ ۱۲ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد ۲)

شیخ البانی صاحب غیر مقلد نے بزعمِ خود مدینہ منورہ پائی جانے والی ۳۵ بدعات میں ایک بدعت یہ لکھی:

"اِبْقَاءُ قَبْرِ النَّبِيِّ فِي الْمَسْجِدِ" (مناسک الحج والعمرۃ صفحہ ۶۱)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو مسجد نبوی میں باقی رکھنا۔

غیر مقلدین کے جلیل القدر بزرگ مولانا محمد جونا گڑھی صاحب لکھتے ہیں:

"تعجب ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو اس دین والے ایک امتی کی رائے کو اصل اور حجت سمجھنے لگیں" (طریقِ محمدی صفحہ ۳۰)

اس کے بالمقابل غیر مقلدین کے امام العصر مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب کا دعویٰ ہے:

"اہل حدیث جو کچھ کرتے اور کہتے ہیں سب حدیثِ رسول کی بنا پر کرتے اور کہتے ہیں اپنی رائے محض سے نہ کچھ کہتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں" (تفسیر واضح البیان صفحہ ۵۶۰)

یعنی ان کے بقول غیر مقلدین کا قول وفعل حدیث سے ماخوذ ہونے کی وجہ سے معتبر ہے مگر نبی کی رائے معتبر نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کے رنگ کی تبدیلی پر انسانوں کے رنگ کی تبدیلی کو قیاس کیا۔ اسی طرح اللہ کے قرض کی ادائیگی کو انسانوں کے قرض پر قیاس کیا ہے کہ جیسے انسانوں کا قرض ادا کرنا ضروری ہے ایسے ہی اللہ کا قرض ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ (صحیح بخاری ۱۰۸۸/۲)

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد، بخاری کے اس مقام کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"باب کی دونوں حدیثوں سے قیاس کا جواز نکلتا ہے" (تیسیر الباری ۳۳۹/۹)

لیکن غیر مقلدین قیاس کو شیطانی کام قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مولانا ابو الحسن غیر مقلد لکھتے ہیں:

"قیاس نہ کیا کرو کیونکہ سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا" (الظفر المبین صفحہ ۱۴)

مولانا داود راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''رائے اور قیاس کی فقاہت محض ابلیسی طریق کار ہے'' (شرح بخاری ۳۴/۵)

اعتراض:۳۵...غیر محرم عورت کے پیٹ پہ ہاتھ پھیرنا

پچھلے اعتراض:۳۴ کے تحت فضائلِ درود کی جو عبارت نقل کی گئی ہے، عبید الرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی میں کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ:۱۰۷)

الجواب:

عبید الرحمٰن صاحب نے فضائلِ درود کی جس عبارت پر اعتراض کیا ہے وہ عبارت اور اس کے جوابات ہم پچھلے اعتراض:۳۴ کے ذیل میں لکھ آئے ہیں وہ وہاں ہی ملاحظہ فرمائیں، یہاں غیر محرم عورتوں کے حوالے سے غیر مقلدین کا کردار ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)......گلاب نامی چوکیدار، ایک عورت پر فریفتہ تھا اس نے غیر مقلدین کے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب سے کہا کہ مجھے کوئی وظیفہ بتاؤ کہ میں اس عورت پر قابو پالوں۔ اس سے آگے غیر مقلدین کی شائع کردہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ بعد از عشاء اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر مرالی والا [یہ اس عورت کا علاقہ ہے (ناقل)] کی طرف منہ کر کے تین دفعہ یہ لفظ کہنا آجا، آجا، آجا تین روز ایسا ہی کر کے پھر مجھے بتانا۔ تیسرے روز عصر کے قریب عورت مذکورہ گلاب کے گھر آگئی اور کہنے لگی کہ پرسوں عشاء سے لے کر اب تک میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔ تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی آرام ہو گیا گلاب اس عورت کو پکڑ کر اندر لے گیا اور متواتر تین روز اندر ہی رہا۔ تیسرے روز قیلولہ کے وقت مولوی صاحب نے بڈھا کشمیری کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور اس موذی کو پکڑ لاؤ، وہ اس وقت زنا کر رہا ہے بڈھا فوراً گیا اور گلاب کو پکڑ لایا مولوی صاحب نے کہا کہ جا میری آنکھوں سے دُور ہو جا وہ لوٹ کر گھر گیا وہ عورت جیسے آئی تھی ویسے ہی خفا ہو کر چلی گئی۔''

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۰۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر باحیا تھے کہ کسی غیر محرم عورت کو ہاتھ تک نہ لگایا مگر مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد نے وظیفہ اور بقول کسے کرامت کے ذریعہ اجنبیہ عورت کو ایک مرد کے

حوالے فرمادیا۔نتیجہ یہ نکلا کہ اس نے تین دن تک زنا کیا۔غیر مقلدین تبلیغی جماعت کے سہ روزہ پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں مگر گلاب صاحب کے اس زنا کارانہ سہ روزہ پر چُپ سادھے ہوئے ہیں۔

پھر افسوس ناک بات یہ ہے کہ اس واقعہ کو ان کے ہاں اتنی اہمیت حاصل ہے کہ مولانا غلام رسول صاحب کی کرامات میں سب سے پہلے اسی واقعہ کو تحریر کیا ہے۔ ؎

مری انتہائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

(۲)......مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد نے اپنے کرتب سے ایک اور عورت کو اس کے عاشق اللہ دتہ نامی شخص کے پاس پہنچایا۔چنانچہ ان کے سوانح نگار نے لکھا ہے:

''اس (اللہ دِتہ) نے کہا میں ایک عورت پر فریفتہ ہوں کسی صورت وہ میری مطیع ہوجاوے۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمانبردار ہوجاوے گی اور تیرے پاس آجاوے گی مگر یہ یاد رکھو اگر تم نے زنا کیا تو مجذوم ہوجائے گا اللہ دتہ واپس درگاہی والا [اپنے رہائشی علاقہ (ناقل)] چلا گیا وہ عورت بھی خود بخود اس کے پاس آگئی'' (سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۴۶)

مولانا غلام رسول صاحب نے اسے زنا سے منع کیا،ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔البتہ یہ اعتراض ضرور ہے کہ انہوں نے اپنے کرتب بقول غیر مقلدین کرامت سے ایک غیر محرم عورت کو اس کے عاشق کے پاس کیوں پہنچایا؟

(۳)......آلِ غیر مقلدیت کے مشہور مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب،اپنی جماعت کے ایک شخص عبدالعزیز سعیدی صاحب کے گھر گئے۔ان کی عدم موجودگی میں ان کی ماں سے ملاقات کی اور ان سے ہم کلام ہوئے۔اس کے بعد جب سعیدی صاحب سے ملاقات ہوئی تو اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا:

''سعیدی صاحب! یہ واقعی تمہاری ماں ہے اور تم اس کے بیٹے ہو یہ تمہاری طرح خوب صورت ہے اور تم اس کی طرح'' (کاروانِ سلف صفحہ ۱۹۵)

(۴)......مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد کے پاس نوجوان مرد اور نوجوان عورت آئے اور کہا کہ ہم مسافر ہیں رات کو قیام کرنا چاہتے ہیں۔انہوں نے انہیں مہمان خانہ میں جگہ دی۔

اس کے بعد بھٹی صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

''وہ مہمان خانے میں چلے گئے تو میں نے چوہدری غلام حسین سے کہا: یہ شخص اس عورت کو اغوا کر کے لایا ہے انہوں نے کہا تمہیں کیسے پتا چلا؟ میں نے ہنستے ہوئے جواب دیا ولی را ولی مے شناسد'' (بزمِ ارجمنداں صفحہ ۱۵۵)

اس فارسی جملہ کا معنی ہے ''ولی کو ولی ہی پہچان سکتا ہے'' اس جملہ سے بھٹی صاحب نے اپنی ذات کے متعلق جو تاثر دیا ہے وہ ہر عقل مند شخص سمجھ سکتا ہے اور بھٹی صاحب کی پہچان درست ہی ثابت ہوئی۔ جب ان کا امتحان لیا گیا تو پتہ چلا کہ لڑکا اس لڑکی کو اغواء کر کے لایا تھا۔ (حوالہ مذکورہ)

(۵) صلوۃ الرسول کتاب کے مصنف مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد اپنے استاذِ محترم مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

''اے حضرت! اگر میں آپ کی رومانی داستانوں کی ہزاروں میل لمبی فلم شہر کے لوگوں کو دکھا دوں تو سارا شہر لیلائے امارت کے عشق میں دیوانہ ہو جائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گدی کے جانشین کی زیارت کرنے پنجاب دوڑ آئے، جس شخص کی زندگی کا پس منظر اتنا تاریک اور بھیانک ہوا سے چاہیے کہ منہ چھپا کر گوشہ مسجد میں خاموشی سے زندگی گزارتا اور رُو رُو کر تلافیِ مافات کرتا لیکن حضور اَسّی (۸۰) سال کی عمر میں نئی جوانی چڑھے ہیں''

(مدعی امارت سے شرعی استفتاء صفحہ ۲۷ بحوالہ تجلیاتِ صفدر ۳/۶۲۶)

اس عبارت میں ''رومانی داستانوں'' لفظ آیا ہے۔ اس کا معنیٰ ہے ''عشقِ مجازی کی داستانیں''۔ (فیروز اللغات صفحہ ۷۲۹)

(۶)......غیر مقلدین کے امام العصر مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب کے پاس ایک عورت تعویذ لینے آئی۔ انہوں نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ آپ مولانا محمد اسحاق بھٹی کی زبانی معلوم کریں۔ بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''اس نے تعویذ مانگا تو مولانا اپنی جگہ سے اُٹھے اس عورت کے پاس گئے اُسے اُٹھایا اور مسجد کے وضو کرنے والے حوض میں پھینک دیا'' (قافلہ حدیث صفحہ ۸۵)

ہم اس واقعہ کو آگے اعتراض نمبر ۵۰ کے تحت مکمل نقل کریں گے ان شاء اللہ۔

عبید الرحمٰن صاحب! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی ساری زندگی کسی غیر محرم عورت کو

ہاتھ تک نہیں لگایا لیکن آپ کی جماعت کے قابل قدر بزرگ سیالکوٹی صاحب عورت کو اُٹھا کر حوض کی طرف لے گئے۔

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''گزشتہ سطور میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کے بارے میں جو باتیں بیان کی گئی ان سے ان کی زندگی کے ایک خاص گوشے کی نشاندہی کرنا مقصود تھا بعض لوگ کسی بزرگ کے سوانح حیات معرضِ تحریر میں لاتے وقت محض اس لیے اس قسم کی باتیں قلم زد کر دیتے ہیں کہ ان کے نزدیک ان میں اہانت والا پہلو پایا جاتا ہے مجھے اس نقطۂ نظر سے اتفاق نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک کسی شخص کی زندگی کے تمام پہلو ضبطِ کتابت میں نہ لائے جائیں اس کی شخصیت نکھر کر سامنے نہیں آ سکتی''

(قافلہ حدیث صفحہ ۹۸)

یعنی مذکورہ بالا واقعہ سے ان کی زندگی نکھر کر سامنے آئی ہے۔

(۷)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اجنبیہ عورت کو ہاتھ تک نہیں لگایا لیکن عمل بالحدیث کے دعوے داروں میں سے بعض نے عورت پر قابو پانے کے لیے کہہ دیا:

بیک وقت چار سے زائد شادیاں جائز ہیں۔(ظفر اللاضی صفحہ ۱۴۱،عرف الجادی صفحہ ۱۱۱)

متعہ کرنا جائز ہے۔(نزل الابرار من فقہ النبی المختار ۲/۳۳)

مرزائی عورت سے نکاح جائز ہے۔(اہلِ حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۱۳)

اورزانی اپنے زنا کے نطفہ سے پیدا شدہ بچی سے شادی کر سکتا ہے۔

(عرف الجادی من جنان ھدی الھادی صفحہ ۱۰۹)

اعتراض:۳۶... یا محمد کی پکارنا پسندیدہ اور نا جائز ہے

فضائل درود میں لکھا ہے شبلی نامی بزرگ ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ کہتے **صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ**۔ (فضائل درود صفحہ ۱۰۰)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے قبیلہ بنی تمیم کے کچھ لوگ آئے اور باہر کھڑے ہو کر پکارنے لگے **یَامُحَمَّد یَامُحَمَّد** باہر تشریف لائیے، یہ لوگ کسی کام کے لیے آئے تھے دو پہر کا وقت

تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر پکارنے لگے اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی کی بے ادبی پسند نہ آئی اور فوراً جناب جبرائیل علیہ السلام سورۃ حجرات کی آیات لے کر اترے۔ **اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ** (الحجرات ۴۹:۴) اے پیغمبر جو لوگ آپ کے حجروں کے باہر سے آوازیں دیتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں **یَامُحَمَّد** کہنا اللہ تعالی کو پسند نہ آیا کیا وفات کے بعد یہ جائز اور باعثِ ثواب ہو گیا۔" (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۱۱)

الجواب:

عبید الرحمٰن صاحب نے سورہ حجرات کی جو آیت ذکر کی ہے اس سے اگلی آیت ہے **وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ**۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک آپ خود نکل کر ان کی طرف آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا" (سورۃ الحجرات)

عبید الرحمٰن صاحب نے یہ آیت درج نہیں کی کیونکہ ان کے استدلال پہ ضرب پڑتی تھی اس طرح کہ اس اگلی آیت میں ان آواز لگا کر بلانے والوں کو تعلیم دی گئی ہے کہ یہ لوگ آپ کے انتظار میں رہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود باہر تشریف لے آئیں پھر ان سے ملاقات کریں۔ یعنی آیت بتا رہی ہے ان لوگوں کا انتظار نہ کرنا اور فی الفور بلانا، آوازیں دینا صحیح نہ تھا اس وجہ سے آیت نازل کر کے ان لوگوں کو تنبیہ کی ہے مگر عبید الرحمٰن صاحب اس آیت سے **یَامُحَمَّدُ** کی تردید کا تاثر دے رہے ہیں جو کہ حقیقت میں غلط ہے۔

غیر مقلدین کی کتابوں میں یَامُحَمَّد کا جملہ:

اب ہم عبید الرحمٰن صاحب کو بتاتے ہیں کہ آپ کے غیر مقلدین کی کتابوں میں **"یَامُحَمَّد"** کی پکار موجود ہے۔ بطورِ نمونہ چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

(الف) الشیخ عبد المحسن العباد صاحب نے ایک کتاب شرح حدیثِ جبریل لکھی جسے حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد کے ترجمہ و تحقیق کے ساتھ پاکستان میں مکتبہ اسلامیہ نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے **یَامُحَمَّدُ** کہہ کر سلام کیا۔ اصل الفاظ یہ ہیں:

''اس نے مجلس کے کنارے سے سلام کیا اس نے کہا **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَامُحَمَّدُ** تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا'' (شرح حدیثِ جبریل صفحہ ۲۲)

(ب) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شرجی کہتے ہیں ایک بار پاؤں ابن عباس کا سُن ہوگیا کہا ''**یَامُحَمَّدُ**'' فی الفور کھل گیا انتھی لیکن اس نداء سے کیفیت سد بہتر ہے کیونکہ مجاہد نے اس کو بلا (سند) روایت کیا ہے''

(کتاب التعویذات: ۵۸)

لفظِ ''بہتر'' کہا، واجب نہیں قرار دیا اور ترک کی وجہ یہ بتائی کہ مجاہد نے اس'' **یَامُحَمَّدُ**'' کو روایت نہیں کیا، یوں نہیں کہا کہ یہ قرآن کے خلاف ہے۔

(ج)...... جناب محمد رضا صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس دن مسلمانوں نے **یَامُحَمَّدَاهُ** کا شعار استعمال کیا چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جو آتا وہ اسے قتل کر دیتے۔'' (سیرت ابوبکر صدیق صفحہ ۸۳)

رضا صاحب یہ تاثر دے رہے کہ **یَامُحَمَّدُ** کا نعرہ لگانا صحابہ کرام کا شعار تھا۔

(د) علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد، ایک حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مترجم کہتا ہے اس حدیث میں **یَامُحَمَّدُ** کا لفظ جو نداء ہے اور وجہ ندا کی یہ تھی کہ وہ اندھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی دعا کرتا تھا لیکن طبرانی اور بیہقی کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی نداء کا لفظ وارد ہے اور شاید یہ ندا اس قبیل سے ہو جیسے التحیات میں **اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ** کیونکہ ادعیہ ماثورہ میں جو الفاظ وارد ہیں انہی کی اتباع بہتر ہے۔'' (رفع العجاجۃ ۱/۲۸۴)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں **یَامُحَمَّدُ** کہنا درست ہے اور وفات کے بعد بھی تاویل کے ساتھ جائز ہے۔

وحید الزمان صاحب نے یہ بھی لکھا کہ سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دعا سکھائی جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

''**یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ فَتَقْضِیْ حَاجَتِیْ**، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں پس آپ میری حاجت کو پورا کر دیں۔''

(رفع العجاجہ ۱/۲۸۶)

وحید الزمان صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ثَبَتَ فِیْ حَدِیْثِ الْاَعْمٰی یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ ...وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ حِیْنَ زَلَّ قَدَمُهٗ وَامُحَمَّدَاهُ وَلَمَّا دَعَا مَلِکُ الرُّوْمِ الشُّهَدَاءَ اِلَی النَّصْرَانِیَّةِ قَالُوْا یَامُحَمَّدَاهُ۔.....ترجمہ: نابینا کی حدیث میں یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ ثابت ہے اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا جب پاؤں پھسلا تو وَامُحَمَّدَاهُ کہا اور جب روم کے بادشاہ نے شہداء کو (شہادت سے پہلے) عیسائیت کی طرف بلایا تو انہوں نے یَامُحَمَّدَاهُ کہا''

(هدية المهدی من الفقه المحمدی:۱/۲۳)

کتاب کے نام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یَامُحَمَّد کہنا مصنف کے نزدیک محمدی فقہ کا مسئلہ ہے مگر عبدالرحمٰن صاحب اپنے نام کے ساتھ محمدی لکھنے کے باوجود اس محمدی فقہ کو نہیں مانتے۔

وحید الزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سُن ہو گیا...لوگوں نے پوچھا تم کو جو شخص سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہو اُس کو یاد کرو۔انہوں نے کہا یَامُحَمَّدُ اُسی وقت پاؤں پھیلا دیا۔پاؤں کھل گیا۔اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ غائب کی نداء مطلقاً منع نہیں ہے، نہ وہ شرک ہے جیسا کہ بعضے تشدد والے سمجھتے ہیں۔''

(لغات الحدیث ۱/۱۹: خ)

(ھ) فتاویٰ علمائے حدیث میں لکھا ہے کہ ایک صحابی نے کہا:

''یا محمدؐ! یا رسول اللہ! میں آپ کو وسیلہ بنا کر اپنے رب تعالیٰ کی طرف اپنی حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ اس کو پورا کرے۔بارخدایا! آپؐ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔''

(فتاویٰ علمائے حدیث ۵/۳۲۳ مکتبہ اصحاب الحدیث)

اعتراض: ۳۷...رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان، شراب پینے کا حکم

حضرت شیخ علی متقی نقل کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقراء مغرب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس کو شراب پینے کے لیے فرماتے ہیں۔(فضائل درود صفحہ ۵۳)

عبدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فضائلِ اعمال کا بہتان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب پی''
(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۱۳)

الجواب:

(۱) یہ خواب نقل کرنے والے شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا شمار محدثین میں ہوتا ہے۔ مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''برصغیر کے نامور محدث شیخ علی المتقی''
(پاک و ہند میں علمائے اہلِ حدیث کی خدماتِ حدیث صفحہ ۸۴)

اور غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ تمام کے تمام محدثین غیر مقلد تھے ان میں سے ایک بھی مقلد نہیں تھا۔ مولانا ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے:

''محدثین کرام کو مقلد کہنے والا بروز قیامت سزا کا مستحق ہوگا'' (مقالاتِ شاغف صفحہ ۱۸۷)

شیخ علی متقی رحمہ اللہ کے مقام و مرتبہ، علمی و حدیثی خدمات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد کی کتاب ''تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۴۳۴، ۴۳۸ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

(۲)......مولانا عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد نے شراب پینے والا یہی خواب شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''البلاغ المبین صفحہ ۱۸۶'' سے نقل کیا ہے۔ (تباہ کن عقیدہ صوفیت صفحہ ۵۳)

اور مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''علمائے اہلِ حدیث نے وہی مشن اختیار کیا جو شاہ ولی اللہ، ان کے صاحب زادوں اور شاہ اسماعیل شہید نے رواج دیا تھا۔'' (پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدماتِ حدیث صفحہ ۶۵)

اثری صاحب صاحب مزید لکھتے ہیں:

''شاہ صاحب کے اسی طریقہ ترکِ تقلید اور اتباع سنت کو حضرت مولانا سید میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی اور ان کے رفقاء و تلامذہ نے جاری و ساری رکھا۔''

(پاک و ہند میں اہل حدیث کی خدماتِ حدیث صفحہ ۶۶)

معلوم ہوا کہ مولانا ارشاد الحق اثری صاحب کے نزدیک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ غیر مقلد ہیں اور اہلِ حدیث نے انہی کے مشن کو جاری رکھا۔

تنبیہ: مذکورہ بات ہم نے الزاماً لکھی ہے ورنہ شاہ ولی اللہ اور شیخ علی متقی رحمہما اللہ دونوں حنفی بزرگ ہیں۔

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا شیخ علی متقی رحمہ اللہ اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا ہے جو غیر مقلدین کے نزدیک اہلِ حدیث وغیر مقلد ہیں۔

(۳)......حضرت امام محی الدین نووی شافعی، حدیث ''مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ'' کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ خواب میں آپ کا دیکھنا تو صحیح ہے اور اس میں پریشان خیالات اور تلبیس شیطان کا کچھ دخل نہیں ہوسکتا لیکن اس سے کسی شرعی حکم کا اثبات جائز نہیں کیونکہ نیند کی حالت سننے والے کے لیے ضبط وتحقیق کی حالت نہیں ہوتی اور محدثین کا اتفاق ہے کہ قبول روایت اور شہادت کی شرط یہ ہے راوی بیدار ہو، نہ یہ کہ وہ معضل، سیء الحفظ، کثیر الخطاء اور مختل الضبط ہو اور سونے والے کی یہ حالت نہیں ہوتی اس لیے اس کی روایت قبول نہ کی جائے کیونکہ اس کا ضبط مختل ہوتا ہے۔''
(شرح مسلم ۱۸/۱)

خود شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے:

''جو کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں سنے تو اس کو سنت پر عرض کرے، اگر موافق ہے تو حق ہے اور اگر مخالف ہے تو سبب خلل سامعہ اس کی کے ہے'' (فضائلِ درود صفحہ ۵۳)

حاصل یہ ہے کہ خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ارشاد فرمائیں وہ شریعت پر پیش کیا جائے گا موافق کو قبول اور مخالف کی کوئی تاویل کر لی جائے گی۔ شراب پینے کا حکم چونکہ شریعت محمدیہ کے خلاف ہے اس لیے اس کی تاویلیں کی گئی ہیں خواب دیکھنے والے نے مدینہ کے عالم شیخ محمد عرات کے سامنے اپنی پریشانی کو استفتاء کی شکل میں ظاہر کیا تو انہوں نے فرمایا:

''یوں نہیں جس طرح اس نے سُنا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا **لَاتَشْرَبِ الْخَمْرَ** یعنی شراب نہ پیا کر، اس نے **لَاتَشْرَبْ** کو **اِشْرَبْ** سنا'' (فضائل درود صفحہ ۵۳)

عبیدالرحمٰن صاحب نے اس تاویل کو حذف کر دیا، اس کی جگہ نقطے....لگا دیئے۔

دوسری تاویل شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''اگر **اِشْرَبِ الْخَمْرَ** ہی فرمایا ہو یعنی پی شراب تو یہ دھمکی بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ لہجے کے فرق سے

اس قسم کی چیزوں میں فرق ہوجایا کرتا ہے‘‘(فضائل درود صفحہ ۵۳)

عبیدالرحمٰن صاحب اس تاویل پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’مولوی صاحب اس حکم کو دھمکی کا نام دے کر مزید ظلم کررہے ہیں‘‘

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ:۱۱۳)

یہ ظلم نہیں ہے، قرآن میں اس کی نظیریں ملتی ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے: **قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ۔** (سورۃ توبہ آیت:۶۴)

کہہ دیجئے کہ تم مذاق اُڑاتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم ڈر دبک رہے ہو۔ (ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی صاحب غیر مقلد)

یہاں بظاہر ’’تم مذاق اُڑاتے رہو‘‘ حکم ہے لیکن درحقیقت دھمکی ہے۔ اسی طرح فضائلِ درود میں بھی ’’شراب پیو‘‘ بصورت امر دھمکی ہے۔

فضائلِ درود میں مذکور خواب کا جملہ ’’شراب پیو‘‘ ہے، یوں نہیں ’’شراب پیتے رہو‘‘ یعنی جملہ میں استمرار و ہمیشگی نہیں جب کہ قرآنی آیت کے جونا گڑھی ترجمہ میں ’’تم مذاق اُڑاتے رہو‘‘ ہمیشگی والا معنی ہے یعنی حکم دیا جارہا ہے تم ہمیشہ مذاق اُڑاتے رہو۔ عبیدالرحمٰن محمدی صاحب کو اگر فضائلِ اعمال پر اعتراضات کرنے سے وقت مل جائے تو مذکورہ بالا قرآنی آیت اور ساتھ ہی جونا گڑھی ترجمہ کو ایک بار ملاحظہ کرلیں، پھر اپنا کوئی تبصرہ پیش کریں۔

دوسری جگہ اللہ نے حکم دیا **اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ** تم عمل کرو جو چاہو۔ (سورۃ حم السجدہ آیت:۴۰)

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’یہ امر کا لفظ ہے لیکن یہاں اس سے مقصود وعید اور تہدید (دھمکی) ہے کفر وشرک اور معاصی کے لیے اذن اور اباحت نہیں ہے‘‘ (تفسیر احسن البیان:۱۳۵۴)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! اگر امر (حکم) کو دھمکی پہ محمول کرنا ظلم ہے تو کیا مولانا صلاح الدین یوسف غیر مقلد، امر کو دھمکی قرار دے کر ظلم کررہے ہیں؟

’قرآن کریم میں ہے ’’**وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُر**‘‘ ہے۔ ترجمہ: اور جو چاہے کفر اختیار کرلے۔ (سورۃ کہف آیت:۲۹)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب جیسی سوچ رکھنے والا یہاں بھی اعتراض کرسکتا ہے کہ قرآن میں کفر اختیار کرنے

کا حکم ہے اور اگر کوئی مولوی صاحب جواب میں کہیں گے کہ یہاں امر ''دھمکی'' پر محمول ہے تو وہ آگے سے کہہ دے گا۔

''مولوی صاحب اس حکم کو دھمکی کا نام دے کر مزید ظلم کر رہے ہیں۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۱۳)

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب علیہ الرحمۃ نے امر کو دھمکی پر محمول کرنے کی عرفی مثال بھی بیان فرمائی ہے۔

''جیسے کوئی شخص اپنی اولاد کو کسی بُرے کام سے روکے اور وہ مانتا نہ ہو تو اس کو تنبیہ کے طور پر کہا جاتا ہے کہ کر اور کر یعنی اس کا مزہ چکھاؤں گا'' (فضائل درود صفحہ ۵۲)

میرے بچپن کا واقعہ ہے کہ ہمارے ہاں آم کے درخت تھے میں نے کچے آم کھائے، طبیعت کو موافق نہ آنے کی وجہ سے شدید بخار ہو گیا اور والدہ صاحبہ کو معلوم تھا کہ یہ بخار کچے آم کھانے کے سبب ہوا ہے۔ بخار کی حالت میں میرے کراہنے کی آواز والدہ نے سُنی تو فرمایا: ''اور آم کھا''

والدہ صاحبہ کا یہ کہنا ''اور آم کھا'' بظاہر امر (حکم) ہے درحقیقت ڈانٹ، تنبیہ اور آئندہ کچے آم کھانے سے نہی تھی۔ اسی طرح ''شراب پی'' کا حکم اس سے باز رہنے کی نہی ہے۔

قرآن پڑھانے والے قاری صاحب اپنے شاگردوں کو جب باتوں میں مشغول دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں ''کرلو باتیں میں دیکھ رہا ہوں''

''کرلو باتیں'' جملہ بظاہر امر ہے درحقیقت ڈانٹ ہے قرآن پڑھنے والے چھوٹے بچے تک بھی اس امر کو ڈانٹ ہی سمجھتے ہیں نہ کہ اجازت۔

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد کے پاس ایک عورت تعویذ لینے کے لیے آئی، وہ اسے اُٹھا کر لے گئے اور مسجد کے حوض میں گرا کر اسے کہنے لگے:

''لے لے تعویذ، ڈال لے گلے میں، ہو جا تندرست''

(قافلہ حدیث: ۸۵ مولانا محمد اسحاق بھٹی)

عورت کو اُٹھا کر حوض میں گرانے کا پورا واقعہ اعتراض: ۳۴ کے جواب میں مذکور ہے جو پڑھنا چاہے وہاں پڑھ لے۔

سیالکوٹی صاحب کا یہ جملہ ''لے لے تعویذ، ڈال لے گلے میں، ہو جا تندرست'' بظاہر امر ہے

مگر دراصل ڈانٹ اور تنبیہ ہے۔ معلوم ہوا کہ عُرف میں بھی امر، دھمکی وڈانٹ پر محمول ہوا کرتا ہے مگر اعتراض کرتے ہوئے عبیدالرحمٰن محمدی صاحب کا ذہن نہ تو قرآن کی طرف گیا اور نہ ہی عرف مدنظر رہا یا انہوں نے تجاہلِ عارفانہ سے کام لیا ہے۔

یہاں ہم ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ امتی کا خواب تو اپنی جگہ رہا، بعض اوقات نبوی خواب کی بھی تاویل کی جاتی ہے یعنی اس کے ظاہری مطلب کو چھوڑ کر تاویل کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خواب کی ہر بات ظاہر پر محمول نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات تعبیر کی جاتی ہے۔ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا تھا کہ گائیں ذبح ہو رہی ہیں اور پھر اس کی تعبیر یہ نکلی کہ بہت سے صحابہ کرام اُحد میں شہید ہو گئے۔ دیکھئے: صحیح بخاری: ۷۰۳۵'' (ماہنامہ الحدیث: ۶۵/۳۷)

علی زئی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''جس حدیث میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ دجال بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دجال اپنی فوجوں کے ساتھ سرزمین مکہ ومدینہ کو گھیر لے گا لیکن یاد رہے مکہ ومدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ خواب کی ہر بات ظاہر پہ محمول نہیں ہوتی کیونکہ بعض اوقات تعبیر کی جاتی ہے۔'' (علمی مقالات: ۳/۴۳۱)

صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال مکہ ومدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا جب کہ مذکورہ بالا خواب میں ہے کہ دجال بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ اس لیے علی زئی صاحب نے خوابِ نبوی کے ظاہری مطلب کو چھوڑ کر تاویل کر دی۔

(۴)......عبیدالرحمٰن صاحب نے خواب کو مدار بنا کر کہا ہے کہ فضائل اعمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگایا گیا ہے، ہم انہیں آگاہ کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگانے والے کون ہیں؟

مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی غیر مقلد، جماعت غرباء اہل حدیث کے ''امام'' مولانا عبد الوہاب صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''ایسے ملا مولوی نفس کے بندے خواہش نفسانی کے لیے گھڑ گھڑ کے مسئلے بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں

یہ قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے اور یہ خدا اور رسول کا حکم ہے۔" (خلافتِ محمدی صفحہ ۳۰ بحوالہ مقدمہ رسائل اہل اہلِ حدیث ۱/۶۱)

عبید الرحمٰن صاحب ! اپنے ہاتھ سے گھڑ کر انہیں خدا اور رسول کا حکم قرار دینے والے عبدالوہاب صاحب اللہ ورسول پر بہتان باندھنے والے ہوئے یا نہیں؟

حضرت الشیخ حسن بن یوسف الدمشقی مدرس حرم فرماتے ہیں:

"مولوی ثناء اللہ [غیر مقلد (ناقل)] یہ چاہتا ہے کہ ان لوگوں میں اس کا شمار ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر کیا ہے کہ: اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے جو کتاب (توراۃ) پڑھتے وقت اپنی زبان کو مروڑتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب الٰہی کا جزو ہے حالانکہ وہ کتاب الٰہی کا جزو نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں سے اترا ہے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نہیں اترا"

(فیصلہ مکہ:۱۹)

غیر مقلدین میں سے جو لوگ اپنے گھڑے ہوئے مسئلوں کو فقہ نبوی قرار دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتے ہیں اُن میں ایک شخص علامہ وحید الزمان صاحب ہے۔ انہوں نے اُن گھڑے ہوئے مسائل کو "**نُزُلُ الْاَبْرَ ارِ مِنْ فِقْهِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ**"... "**كَنْزُ الْحَقَائِقِ مِنْ فِقْهِ خَيْرِ الْخَلَائِقِ**"... اور... "**هَدِيَّةُ الْمَهْدِيِّ مِنَ الْفِقْهِ الْمُحَمَّدِيِّ**" کے خوش کن نام سے پیش کیا ہے۔ ان کتابوں میں مذکور تمام مسائل کو "فقہ نبوی" کے نام سے پیش کیا گیا ہے جب کہ کوئی بھی غیر مقلد اِن سب مسائل کو "فقہ نبوی" ثابت نہیں کرسکتا۔

اعتراض:۳۸...فضائلِ اعمال میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا جھوٹا قصہ ہے

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ایک شخص کا درج ذیل شعر نقل کیا۔

خِيَالُكَ فِيْ عَيْنِيْ وَذِكْرُكَ فِيْ فَمِيْ
وَ مَثْوَاكَ فِيْ قَلْبِيْ فَأَيْنَ تَغِيْبُ

ترجمہ: تیری صورت میری نگاہ میں جمی رہتی ہے اور تیرا ذکر میری زبان پر رہتا ہے تیرا ٹھکانہ میرا دل ہے پس تو کہاں غائب ہوسکتا ہے۔ (فضائل اعمال صفحہ ۵۷۴)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب نے اس کی تردید کرتے ہوئے "فضائلِ اعمال میں اللہ تعالیٰ کو

دیکھنے کا جھوٹا قصہ‘‘عنوان قائم کیا ہے۔ (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۱۴)

الجواب:

(۱)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کے شعر’’ابنِ قیم مددی قاضی شوکاں مددی‘‘ کے متعلق کسی نے سوال کیا یہ جائز ہے؟ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے جواب دیا:

’’مذہبی اصطلاح میں جائز نہیں شاعرانہ اصطلاح کے ہم ذمہ دار نہیں‘‘ (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۱۴۷)

جب آپ لوگ شاعرانہ انداز میں کہی گئی بات کے ذمہ دار نہیں تو فضائلِ اعمال میں نقل شدہ شعر پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہو؟

(۲)......فضائل اعمال میں مذکور شعر کا پہلا لفظ’’خِیَالُکَ‘‘ بتا رہا ہے کہ اللہ کو دیکھنا خیال وتوجہ کے اعتبار سے ہے شاعر کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرا ہر وقت اللہ کی طرف خیال اور دھیان رہتا ہے یعنی دل ودماغ کی خیالی دنیا میں وہ غائب نہیں ہوتا۔اسی طرح کا خیالی دنیا میں دیکھنا اور تکلم کرنا عربی شعراء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ایک شاعر نے جیل میں قید کے دوران کہا تھا:

عَجِبْتُ لِمَسْرَاهَا وَاَنّٰى تَخَصَّلَت اِلَيَّ وَبَابُ السِّجْنِ دُوْنِيْ مُغْلَقٗ
اَلَمَّتْ فَحَيَّتْ ثُمَّ قَامَتْ فَوَدَّعَتْ فَلَمَّا تَوَلَّتْ كَادَتِ النَّفْسُ تَزْهَقٗ

ترجمہ: مجھے محبوبہ کی رات کے وقت آمد عجیب معلوم ہوئی اور وہ میرے پاس کیسے پہنچ گئی حالانکہ جیل کا دروازہ میرے پیچھے بند تھا وہ آئی ،سلام کیا ،پھر کھڑی ہوئی اور الوادع کہا پس جب منہ پھیر کر جانے لگی تو قریب تھا کہ میری جان نکل جاتی۔ (دیوان حماسہ)

شاعر کی محبوبہ کا جیل میں آنا ،سلام کرنا ،پھر کھڑا ہونا اور الوداع کہہ کر چلے جانا یہ سب کچھ باعتبار خیال اور تصوّرِ جاناں کے ہے ورنہ درحقیقت محبوبہ اپنے مقام پر ہے اور یہ جیل میں بند تھے۔

(توضیح الدراسۃ فی شرح الحماسۃ:۴۸)

اسی طرح فضائل اعمال میں ذکر کردہ شعر کا شاعر بھی خیال اور تصوّر کے اعتبار سے اللہ کو دیکھ اور ہم کلام ہو رہا تھا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’دیگر بہت سے عالی قدر لوگ چشمِ تصوّر میں بیٹھے ہوئے نظر آئے‘‘ (دبستانِ حدیث صفحہ ۲۹۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کبھی چشمِ تصور یعنی خیال میں بھی دیکھا جاتا ہے۔

بھٹی صاحب نے اپنی جماعت کے بزرگ صوفی محمد عبداللہ کی منجملہ دعاؤں میں سے ایک دعا کے الفاظ اس طرح نقل کیے ہیں:

''اللہ سے کہتے ہیں، یہ کوئی کام لینے کا طریقہ ہے میری زندگی کا آخری دَور ہے کمزوری بھی ہے اور بڑھاپا بھی ہے پھر بہت سی بیماریوں میں ہوں اس ناتواں جسم کے ذمہ تو نے اتنا بڑا کام لگا دیا ہے میں اسے کیسے انجام دوں۔'' (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۱۷۳)

صوفی صاحب اللہ سے باتیں کر رہے ہیں جب کہ غیر مقلدین کے عقیدہ کے مطابق اللہ ہر جگہ موجود بھی نہیں وہ تو فقط عرش پر ہے۔ تو پھر یہ ہم کلامی کیسی ہے؟ اگر یہ تاویل کی جائے کہ یہ تخیل وتصوّر کی دنیا کی ہم کلامی ہے تو عرض ہے کہ اس طرح کی تاویل فضائل اعمال میں بھی کر لیں۔

یہاں یہ بتایا جائے کہ صوفی صاحب کا اللہ کو مخاطب کر کے یہ کہنا ''یہ کوئی کام لینے کا طریقہ ہے'' اللہ پر اعتراض تو نہیں؟

عبیدالرحمٰن صاحب نے فضائلِ اعمال میں ذکر کردہ شعر سے ازخود یہ مطلب کشید کیا کہ شاعر کا اللہ کو دیکھنا حقیقت اور واقعہ کے اعتبار سے ہے، پھر اپنے زعم میں اس کی تردید پر تُل گئے اور تردید کرتے ہوئے لکھا کہ سورۃ انعام میں ہے ''**لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ**۔ آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۱۵)

اوّلاً: عرض ہے کہ اس تردید کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ شاعر کا دیکھنا تخیّل وتصوّر کی قبیل سے ہے۔ ثانیاً: یہ بات ٹھیک ہے دنیا میں اللہ کو نہیں دیکھا جا سکتا مگر آپ کا مذکورہ آیت سے استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ آیت میں دیکھنے کی نفی نہیں، ادراک کی نفی ہے یعنی اللہ کا کوئی ادراک نہیں کر سکتا اور ایسے ہو سکتا ہے کہ کسی موقع پر ادراک نہ ہو مگر دیکھنا متحقق ہو مثلاً جب بنی اسرائیل نے دریا کے کنارے فرعون کے لشکر کو دیکھا تو چلا اُٹھے ''**فَاِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ**، ہمارا تو ادراک کر لیا گیا'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں ''**كَلَّا**۔ ہرگز نہیں'' کہہ کر ادراک کی نفی کر دی۔ فرعونی بنی اسرائیل کا ادراک نہیں کر سکے مگر انہیں دیکھ تو رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ ادراک کی نفی سے ضروری نہیں کہ دیکھنے کی بھی نفی ہو۔ عبیدالرحمٰن صاحب کی ذکر کردہ آیت میں بھی ادراک (گھیرنے اور احاطہ کرنے) کی نفی ہے، دیکھنے کی نفی نہیں۔

الشیخ عبد المحسن العباد صاحب لکھتے ہیں:

''آیتِ کریمہ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ آنکھیں اس کا ادراک (احاطہ) نہیں کرسکتیں، وہ آنکھوں کا ادراک (احاطہ) کرسکتا ہے [الانعام: ۱۰۳] کا مطلب یہ ہے کہ اہلِ ایمان لوگ اللہ کو دیکھیں گے مگر اُس کا احاطہ نہیں کرسکیں گے۔ وہ دیکھا تو جا سکتا ہے مگر اس کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ یعنی ایسی رؤیت نہیں ہوسکتی جس میں اللہ کا احاطہ ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ کے بارے میں علم تو ہے لیکن علم اس کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ نفیِ ادراک (یعنی احاطہ) خاص مسئلہ ہے، جس سے نفیِ رؤیت لازم نہیں ہوتی کیونکہ رؤیتِ باری تعالیٰ عام ہے۔''

(شرح حدیثِ جبریل صفحہ ۹۴ ترجمہ وتحقیق حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد)

معلوم رہے کہ معتزلہ اسی آیت ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ'' سے استدلال کر کے کہتے ہیں کہ جنت میں اللہ کا دیدار نہیں ہوگا۔ اہل سنت والجماعت انہیں بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ اس آیت میں ادراک کی نفی ہے دیکھنے کی نفی نہیں۔ دیکھئے شروحاتِ شرح عقائد۔

عبیدالرحمٰن صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا:

''فضائل اعمال میں انبیاء سے زیادہ اس تبلیغی بزرگ کی شان اور فضیلت ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو دیکھتا رہتا ہے اور براہ راست بات چیت بھی کرتا تھا'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۱۷)

یہ اعتراض بھی اسی غلط فہمی کا شاخسانہ ہے کہ شاعر کا دیکھنا حقیقۃً ہے جب کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ یہ دیکھنا خیال ودھیان کے اعتبار سے ہے اور انبیاء علیھم السلام کا خیال اور دھیان اللہ کی طرف علی وجہ الکمال رہتا تھا پس امتی کو انبیاء کے مقابلہ میں لانے کی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی نبی اور امتی کا تقابل کرنا کون سی دانش مندی ہے؟

عبیدالرحمٰن محمدی کے مطالعہ میں اضافہ کے لیے ہم عرض کرتے ہیں کہ فضائل اعمال میں مذکور جس شعر پر انہوں نے اعتراض کیا ہے وہی شعر غیر مقلدین نے بھی اپنی تحریر میں پیش کیا ہوا ہے۔ مولانا محمد علی جانباز صاحب غیر مقلد (سیالکوٹ) نے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب کے متعلق ایک مضمون تحریر کیا، اس کے آخر میں لکھا:

''خَيَالُكَ فِيْ عَيْنِيْ وَذِكْرُكَ فِيْ فَمِيْ
وَمَثْوَاكَ فِيْ قَلْبِيْ فَاَيْنَ تَغِيْبُ''

(الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ ۴۰۴)

عبیدالرحمٰن صاحب! الاعتصام میں لکھے اس شعر پر یوں تبصرہ کریں گے کہ انہوں نے جھوٹی بات لکھی ہے؟

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد اپنے بزرگ مولانا صوفی محمد عبداللہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے صوفی صاحب کی زبان میں کیا تاثیر بھر دی تھی اور انہیں خلوص قلب کی دولت سے کس قدر مالا مال فرما دیا تھا کہ جوں ہی کوئی تمنا دل کی گہرائی سے ابھری اور الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر بہ صورت دعا زبان پر آئی بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا مرتبہ پا گئی۔''

(صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۶۵)

عبیدالرحمٰن صاحب! اگر آپ کو تقابل کا شوق ہے تو یہاں اعتراض کرو کہ وہ کون سا خلوصِ قلب ہے جو سیدنا نوح علیہ السلام کو نصیب نہ تھا کہ ان کی دعا بیٹے کے حق میں قبول نہ ہوئی مگر صوفی صاحب کی ہر دعا آناً فاناً قبول ہو جاتی۔ کیا بھٹی صاحب نے اپنے بزرگ کو سیدنا نوح علیہ السلام پر فضیلت دی ہے؟ عبیدالرحمٰن صاحب! آپ کے ذوق کے مطابق بھٹی صاحب پر اعتراض بنتا ہے نا؟

اعتراض:۳۹......مُردہ سے خواب میں ملاقات کا طریقہ خرابیٔ عقیدہ کا باعث ہے

ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد **اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ** پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتی رہ'' (فضائل درود صفحہ ۹۶)

اس واقعہ کا باقی حصہ اگلے اعتراض: ۴۰ میں آ رہا ہے، ان شاء اللہ۔

عبیدالرحمٰن صاحب مذکورہ عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس قصے میں عقیدے کی کئی خرابیاں پائی جاتی ہیں غور فرمائیں: مرنے والوں سے خواب میں ملاقات کا طریقہ'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۲۳)

معترض نے دو اور اشکال بھی کیے ہیں وہ اشکال اور ان کے جوابات اگلے صفحات میں آ رہے ہیں، ان شاء اللہ۔ دیکھئے اعتراض: ۴۰، ۴۱...اور اُن کے جوابات۔

الجواب: (۱)......عبید الرحمٰن صاحب نے یہ تو کہہ دیا ہے کہ فوت شدہ لوگوں کو خواب میں دیکھنے کا طریقہ ''خراب عقیدہ'' ہے مگر اس کے خراب ہونے پر اپنے دعویٰ کے مطابق نہ تو قرآن پیش کیا اور نہ ہی کوئی حدیث ذکر کی ہے، بغیر دلیل کے اسے خراب عقیدہ کہا ہے حالانکہ غیر مقلدین کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بغیر دلیل کے کسی کی بات ماننا تقلید ہے مثلاً دیکھئے زبیر علی زئی کا رسالہ دین میں تقلید کا مسئلہ صفحہ ۸۱۔

نہ معلوم عبید الرحمٰن صاحب بلا دلیل باتیں لکھ کر اپنے اصول کے مطابق تقلید کرانے پہ کیوں تُلے ہوئے ہیں؟

عبید الرحمٰن صاحب خراب عقیدہ ہونے پر کوئی دلیل دیتے تو کسی کو کچھ سوچ وبچار کا موقع ملتا اور وہ اس دلیل کی جانچ وپڑتال کر پاتا مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، اس لیے ہم اب الزامی جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

(۲)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے وفات پا گئے ہیں۔ غیر مقلدین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے طریقے یا بقول عبید الرحمٰن صاحب خراب عقیدے تحریر کیے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(الف)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہزار بار سورہ کوثر طہارت پر پڑھ کر خواب میں روایت (رؤیت) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی میسر آتی ہے شرجی نے کہا **ذٰلِکَ مُجَرَّبٌ**۔

سحر کرشمہ و صلش بخواب میدیدم
زہے مراتب خوابے کہ بہ زبیداری است''

(کتاب التعویذات صفحہ ۸۴)

کیا نواب صاحب کا عقیدہ بھی خراب ہے؟

(ب)......نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

''جو شخص سورہ کوثر کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھ کر حضرت پر درود بھیجے گا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا'' (کتاب التعویذات صفحہ ۱۸۲)

عبیدالرحمٰن صاحب! اگر کسی فوت شدہ کو خواب میں دیکھنے کا طریقہ بیان کرنا عقیدہ کی خرابی ہے تو مجدد آلِ غیر مقلدیت نواب صاحب تو بدعقیدہ ہوئے؟

(ج)......نواب صاحب ''**صلوۃ تنجینا**'' تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''بعض مشائخ نے کہا ہے جو کوئی اس درود شریف کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھے گا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے گا اور اس کے سارے حوائج پورے ہوں گے۔''

(کتاب التعویذات:۱۸۳)

عبیدالرحمٰن صاحب! خواب میں زیارت کا طریقہ بیان کرنے سے آپ کے نزدیک دیوبندی تو بدعقیدہ ہیں کیا نواب صاحب کو بدعقیدہ کہیں گے؟

(د)......نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

''جو شخص بعد نماز جمعہ کے طہارت کامل پر **مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَحْمَدُ رَسُوْلُ اللّٰہِ** ۳۵ بار لکھ کر اپنے پاس رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو طاعت پر قوت اور برکت پر معونت دے گا اور ہمزات شیاطین سے کفایت کرے اور اگر وہ ہر دن وقت طلوع آفتاب کے بحالت درود خوانی اس بطاقہ میں مدام نظر کیا کرے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے خواب میں دیکھے گا **وَھُوَ سِرٌّ لَطِیْفٌ مُجَرَّبٌ**''

(کتاب التعویذات:۱۹۳)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا نواب صاحب مجددِ غیر مقلدیت ہونے کے باوجود بھی خراب عقیدہ رکھتے تھے؟

(ہ)......نواب صاحب اتنا کچھ طریقہ بیان کرنے سے سیراب نہیں ہوئے، مزید لکھتے ہیں:

''دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سو بار پڑھ کر تین بار یوں کہے:

یَامُحْسِنُ یَامُجَمِّلُ یَامُنْعِمُ یَامُتَفَضِّلُ اَرِنِیْ وَجْہَ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اس کو حضرت کی رؤیت ہوگی۔'' (کتاب التعویذات صفحہ ۲۲۱)

عبیدالرحمٰن صاحب! آپ کی طرف سے خرابیِ عقیدہ کا فتویٰ نواب صاحب پر بھی لگ رہا ہے یا نہیں؟

(و) عبیدالرحمٰن صاحب اگر اکتائے نہ ہوں تو دو عبارتیں مزید ملاحظہ فرمائیں۔ نواب صاحب ''برائے رؤیت حبیب زندہ یا مُردہ'' کا عنوان لگا کر لکھتے ہیں:

''اگر یہ مطلب ہو کہ خواب میں غائب کو دیکھے اور معلوم کرے کہ وہ مُردہ ہے یا زندہ یا اس سے کچھ

سوال کرنا چاہے تو وقتِ خواب کے وضو کر کے جامہ پاک پہن کر فراشِ طاہر رو بقبلہ جانبِ یمین پر آرام کرے کہ...'' (کتاب التعویذات صفحہ ۲۲۶)

عبیدالرحمٰن صاحب! نواب صاحب کو بدعقیدہ قرار دیں یا پھر فضائل درود کی عبارت پر خرابیِ عقیدہ کی پھبتی کسنے سے باز آ جائیں۔

مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد اپنے ''حضرت جی'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''جب منگتانہ (شاید جگہ کا نام ہے) کو پہنچے تو فرمایا کہ باج کٹھ کے گاؤں میں اپنے گھر آتے ہوئے رنگریزوں یعنی دھوبیوں کے گھر کے پاس کھڑا رہا۔ اور دیوانہ بابا کی قبر کو مشاہدہ کیا۔ دیوانہ بابا صاحب علیہ الرحمۃ کو مسنون طریقہ پر سلام کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی نورانی چہرے والے معمر شخص تشریف لا رہے ہیں اس وقت مجھے یقین ہوا کہ وہ مذکور نورانی چہرے والا شخص یہی دیوانہ بابا صاحب ہیں۔''
(خوارق صفحہ ۲۶)

عبیدالرحمٰن صاحب مولانا غلام رسول صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳)......عبیدالرحمٰن صاحب! آپ کے نزدیک تو خواب میں فوت شدہ لوگوں سے ملاقات کا طریقہ خرابیِ عقیدہ کا باعث ہے جب کہ غیر مقلدین نے اپنی تحریروں میں دعویٰ کر رکھا ہے کہ ان کے بزرگوں کو عالمِ بیداری میں بھی مُردوں سے ملاقات کا طریقہ آتا تھا اور وہ ان سے ملاقات کا شرف حاصل کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اسی کتاب میں اعتراض :۳۳ کے جواب میں باحوالہ منقول ہے۔ والحمد للہ۔

عبیدالرحمٰن صاحب! عالمِ بیداری میں مُردوں سے ملاقات کرنے والے غیر مقلدین کا عقیدہ تو آپ کے نزدیک اور زیادہ خرابیِ عقیدہ کا باعث ہوگا بالفاظِ دیگر خرابی کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہو گا؟؟؟

اعتراض :۴۰...قبر والوں کو دنیا کے حالات معلوم ہونے کا نظریہ شرکیہ ہے

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک نہایت حسین جمیل خوب صورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اس کے سر پر نور کا ایک تاج ہے وہ کہنے لگی حسن! تم نے مجھے پہچانا؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگی میں وہی لڑکی

ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ (فضائل درود صفحہ ۹۶)
عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
''اس قصے میں عقیدے کی کئی خرابیاں پائی جاتی ہیں غور فرمائیں...لڑکی کو حسن بصری اور اس کی ماں کے درمیان ہونے والی گفتگو کا علم ہو گیا۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۲۳)
اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:
''سوچیں! جہاں گنہگار، عذاب میں مبتلا لوگ اس قدر قبر سے باہر کے حالات سے واقف ہیں تو پھر صالح لوگوں میں کتنی طاقت ہوگی اور لوگ ان سے کس قسم کی اُمید وابستہ کریں گے اور شرک کس قدر پھیلے گا؟؟'' (صفحہ ۱۲۴)

الجواب:

(۱)......یہ سارا واقعہ خواب کا ہے اور معترض صاحب نے خود ہی لکھا ہے کہ:
''اگر خواب ہوتا تو شاید قابلِ تسلیم ہوتا'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۰)
جب ان کے نزدیک خواب کی بات قابلِ اعتراض نہیں تو وہ کس منہ سے خواب سے عقیدہ کشید کرتے ہیں اور پھر اسے خراب اور شرکیہ قرار دے کر مصنف فضائلِ اعمال شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے ذمہ لگا دیتے ہیں۔
(۲)......اگر کسی کو خواب میں فوت شدہ کی زیارت ہو اور وہ کوئی ایسی بات کہہ دے جو نفس الامر اور واقعہ کے مطابق ہو یعنی وہ بات سچی ثابت ہو جائے تو اس میں خواب دیکھنے والے، اسے روایت و نقل کرنے والے کا کیا قصور ہے؟ کیا کسی کا خواب سچا نہیں ہو سکتا؟ آپ کس بنیاد پر اسے خرابی عقیدہ اور شرک قرار دیتے ہیں؟

(۳)......اب ذرا اپنے گھر کی بھی خبر لیں:

مولانا عبدالمجید سوہدری غیر مقلد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے متعلق لکھتے ہیں:
''جس مکان پر آپ ٹھہرا کرتے تھے اس کے قریب ہی ایک خانقاہ تھی جو اُجڑی ہوئی تھی ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی قبر ہے (راوی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے کہا آج رات ہمیں وہ بزرگ ملے اور کہا کہ قاضی جی آپ اتنی بار یہاں آئے مگر ہمیں ایک بار بھی نہیں ملے پھر فرمایا وہ بہت نیک اور صالح آدمی ہیں فلاں جگہ کے رہنے والے تھے اِدھر سے گزر رہے تھے

کہ انتقال ہوگیا۔'' (کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹)

عبید الرحمٰن صاحب! بتایئے مُردہ کو قاضی صاحب کی آمد کا علم کیسے ہوگیا؟ کیا اس واقعہ کی وجہ سے غیر مقلدین کو خراب عقیدہ والا اور شرک پھیلانے والا کہیں گے؟

مولانا عبد المجید سوہدری صاحب ہی لکھتے ہیں:

''حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کرنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیے ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اُٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے... یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔'' (کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹)

غور کریں کہ صاحبِ قبر نے قاضی صاحب کے دل کے حال کو جان لیا۔۲۔ یہ واقعہ خواب کا نہیں، بیداری کا ہے۔۳۔ قاضی صاحب کا بھی عقیدہ تھا کہ قبر والے کو دنیا کے حال کی خبر ہوتی ہے جبھی تو وہ وہاں سے اُٹھنے اور انہیں خلوت دینے لگے۔

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! آپ نے تو ایک چیز کو خرابِ عقیدہ قرار دیا ہے مگر یہاں تو تین چیزیں ہیں جسے غیر مقلد لوگ قابلِ فخر سمجھ کر عام کر رہے ہیں۔

غیر مقلدین نے اپنے ایک بزرگ کے متعلق لکھا کہ انہوں نے:

''مولانا محمد فصیح کے والد ماجد کی قبر پر جا کر مراقبہ کیا آپ کو ان کی زیارت ہوئی بہت خوش پایا انہوں نے فرمایا کہ محمد فصیح سے کہہ دو کہ فلاں کتاب جس کی تلاش میں وہ بہت سے روزوں سے ہیں وہ کتاب مکان میں فلاں جگہ رکھی ہوئی ہے چنانچہ جب آپ مراقبہ سے بیدار ہوئے کل کیفیت مراقبہ کی مع حلیہ وغیرہ بتا دیا مولانا محمد فصیح صاحب جو ایک مدت سے متلاشی اس کتاب کے تھے اور وہ کتاب ملتی نہیں تھی فی الفور مکان میں تشریف لائے، اس وقت مجمع عام تھا ہر کہ ومہ کو آپ سے عقیدت پیدا ہوئی '' (تذکرہ اہل صادق پور صفحہ ۶۳ مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ کراچی)

مولانا عبد الرحیم صاحب غیر مقلد، ایک بزرگ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''مرحوم کے انتقال کے بعد تمام کاغذات اور وثائق مرحوم کے پس ماندگان کو مل گئے۔ صرف ایک وثیقہ کا پتہ نہیں لگتا تھا مولانا محمد حسن صاحب مرحوم سے اس وثیقہ کے نہ ملنے کا حال لوگوں نے بیان کیا تو مولانا

موصوف نے فرمایا کہ کل میں آپ کے یہاں آؤں گا۔ چنانچہ اپنے وعدہ کے مطابق دوسرے روز اُن کے مکان پر پہنچے اور فرمایا کہ مرحوم کی قبر کے پاس مجھ کو لے چلو۔ لوگوں کے ساتھ قبرستان پہنچے۔ لوگوں نے مرحوم کی قبر بتلائی کہ یہی ہے مولانا موصوف قبر کے پاس سر جھکا کر تھوڑی دیر بیٹھے اوراس کے بعد فرمایا کہ آپ کے مکان کے فلاں جانب کا جو کمرہ ہے اس کمرے کی فلاں جانب کے محراب پر وہ وثیقہ رکھا ہوا ہے چنانچہ لوگ گھر آئے مولانا بھی ان کے گھر گئے مولانا کی نشاندہی کے مطابق محراب پر وہ وثیقہ پایا گیا
"(تذکرہ اہل صادق پور صفحہ ۲۱۷ مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ کراچی)

ان واقعات میں سے پہلے واقعہ کے مطابق صاحبِ قبر کو دنیا کے حالات میں سے کتاب کا گُم ہونا، کئی روز سے اس کی تلاش میں پھرنے کا پتہ اور کتاب کے مقام و محل کا علم تھا اور دوسرے واقعہ کے مطابق صاحبِ قبر نے وثیقہ کے متعلق بتایا۔ یہ واقعہ خواب کا بھی نہیں اور حسن صاحب نے بھی نماز، دعا اور مسجد کی طرف رخ کرنے کی بجائے بزرگ کی قبر پر ڈیرہ لگایا۔ اس قسم کے واقعات کو نشر کرنے کے لیے غیر مقلدین نے ٹرسٹ کا سرمایہ خرچ کیا ہے۔ عبیدالرحمٰن صاحب فضائل درود کے خواب والے واقعہ کو مدار بنا کر تبلیغی جماعت والوں کے عقیدہ کو خراب اور ذریعہ شرک قرار دے رہے ہیں مگر اپنی جماعت کے بیداری کی حالت میں ہونے والے واقعات پر چُپ سادھے ہوئے ہیں۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں کہ میں نے سید احمد شہید رحمہ اللہ کی خواب میں زیارت کی تو انہوں نے فرمایا:

"آپ نے مہر صاحب کی کتابوں پر جو تبصرہ کیا ہے وہ مجھے بہت پسند آیا، آپ نے بہت اچھا تبصرہ کیا ہے" (ارمُغانِ حنیف صفحہ ۳۱۹)

عبیدالرحمٰن صاحب! یہاں بھی بدعقیدگی اور ذریعۂ شرک والا فتویٰ لگاؤ گے کہ دنیا سے چل بسنے والے کو الاعتصام میں کیا ہوا مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا تبصرہ کیسے معلوم ہو گیا؟

بھٹی صاحب حافظ عبداللہ بڈھیمالوی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

"انہوں نے خواب دیکھا جس میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن بڈھیمالوی انہیں سختی کے ساتھ فرمارہے ہیں کہ بڈھیمالوی میں میرا مدرسہ اجڑ گیا ہے اورتم دوسرے مدرسے آباد کر رہے ہو، جاؤ اس مدرسے کو آباد کرو۔ اس خواب کے بعد مولانا عبدالرحمٰن مرحوم کے مدرسے کا وہ پورا منظر ان کی آنکھوں کے سامنے آ گیا جو انہوں نے بچپن میں دیکھا تھا۔ بلاشبہ وہ مدرسہ اجڑ گیا تھا اور وہ رونقیں ختم ہو گئی تھیں جو

مولانا مرحوم کے زمانے میں اس گاؤں کا طرہ امتیاز تھیں۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۲۳۸)

خواب میں بتائی ہوئی بات پوری ہو کر رہی۔عبید الرحمٰن صاحب اس پر کیا تبصرہ کریں گے؟

مولانا احمد دہلوی کی کتاب تاریخ اہل حدیث میں مترجمین نے انتساب والی عبارت میں لکھا ہے:

''کاش مولانا[عبدالحمید بدھوانی (ناقل)] ہم میں موجود ہوتے اور یہ ترجمہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے مگر وہ علام الغیوب تو خوب جانتا ہے کہ مولانا عالمِ ارواح میں ضرور مسرور ہوں گے اور اس کارنامے کو محدثین میں فخریہ دکھا رہے ہوں گے'' (تاریخ اہل حدیث صفحہ ۱۲)

عبید الرحمٰن صاحب! بدھوانی صاحب کو مرنے کے بعد کیسے اس ترجمہ کا پتہ چلا ہوگا اور وہ کیسے وہاں عالم ارواح میں غیر مقلدین کے کارناموں پر فخر کر رہے ہوں گے؟ کیا یہ لوگ بھی شرک پھیلا رہے ہیں؟ یہ بھی بتایا جائے کہ غیر مقلدین کو یہاں ''عالَم برزخ'' کہنا چاہیے تھا یا ''عالمِ ارواح'' ہی کہنا درست ہے؟

اعتراض:۴۱...ستر ہزار مُردوں کی بخشش کیسے؟

عبید الرحمٰن صاحب، فضائل درود کی ایک حکایت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس قصے میں عقیدے کی کئی ایک خرابیاں پائی جاتی ہیں...ستر ہزار آدمی جو نہایت ہی سخت عذاب میں مبتلا تھے جن کو تارکول کا لباس پہنایا گیا تھا اور ہاتھوں کو جکڑ دیا گیا تھا اور پاؤں میں آگ کی زنجیریں تھیں یک لخت جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو گئے'' (تبلیغی جماعت کا جائزہ:۱۲۳)

الجواب:

(۱)......عبید الرحمٰن صاحب! آپ اسے عقیدہ کی خرابی بتاتے ہیں مگر عقیدہ کی تعریف کیوں نہیں کرتے؟ آپ اپنے شرعی اصولوں: قرآن وحدیث سے عقیدہ کی جامع ومانع تعریف کریں تاکہ پتہ چلے کہ جس بات کو آپ خراب عقیدہ قرار دے رہے ہیں وہ واقعۃً خرابیٔ عقیدہ کا باعث ہے یا نہیں؟ مگر یاد رہے کہ اپنی طرف سے تعریف نہ لکھنا اور نہ ہی کسی امتی کی بیان کردہ تعریف نقل کرنا، کیونکہ تمہارے ہاں امتی کی بات حجت نہیں ہے۔

(۲)......آپ نے یہ تو کہہ دیا کہ اس قصہ میں خرابیٔ عقیدہ کی بات ہے مگر اس کے خراب عقیدہ ہونے پر دلیل نہیں دی غیر مقلدین تقلید کی تعریف کرتے ہیں کہ بغیر دلیل کے کسی کی بات ماننا

تقلید ہے۔آپ بغیر دلیل کے باتیں لکھ کر اپنے نام کے اہل حدیثوں کو اپنی تقلید کیوں کرار ہے ہیں؟

(۳)......قرآن کریم کا اعلان ہے کہ مشرک کی بخشش نہیں ہوگی باقی جسے اللہ چاہیں گے اس کو معاف کردیں گے۔اگر اللہ ستر ہزار مؤمنین کی بخشش چاہ لے تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے ؟کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ اللہ کی قدرت کو کمزور سمجھ رہے ہوں کہ چند لوگوں کی معافی ہوسکتی ہے مگر ہزاروں کی بخشش پر اللہ قادر نہیں (معاذ اللہ)

(۴)......اس مجمع کی بخشش کا ذریعہ درود شریف ہے۔(فضائل درود)

حالانکہ اللہ تعالیٰ تو درود وغیرہ اعمال کے ایصال ثواب کے بغیر بھی ہزاروں گناہ گاروں کو معاف کرسکتا ہے اوران کی یہ معافی کسی نص (قرآن وحدیث) کے خلاف نہیں ہوگی۔

(۵)......اگر عبید الرحمٰن صاحب یہ کہیں کہ ستر ہزار آدمیوں کی بخشش تو ممکن ہے مگر ان کے بخشے جانے کا علم دنیا والوں کو کیسے ہوا؟اس کے دو جواب ہیں ایک تحقیقی اور دوسرا الزامی۔

(الف)......تحقیقی جواب یہ ہے کہ خواب میں میت نے بتلایا ہے اور خواب کی بات تو عبید الرحمٰن کے ہاں بھی قابلِ اعتراض نہیں کیونکہ انہوں نے لکھا ہے:

''اگر خواب ہوتا تو شاید قابلِ تسلیم ہوتا''(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۰)

(ب)......الزامی جواب یہ ہے کہ مُردوں کی بخشش کے واقعات غیر مقلدین کی کتابوں میں بھی لکھے ہوئے ہیں سوال یہ ہے کہ انہیں ان مُردوں کی بخشش کا علم کیسے ہوا؟

مثلاً مولانا عبد السلام بستوی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''علامہ سخاوی نے متعدد محدثین کرام کے خواب تحریر فرمائے ہیں کہ بعض محدثین کی مغفرت اس لیے ہوئی کہ حدیث کے ساتھ ہی ساتھ درود شریف صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتے تھے،القول البدیع''

(اسلامی خطبات ۱/۲۳۷)

بستوی صاحب مزید کہتے ہیں:

''امام بیہقی نے یہ بھی لکھا ہے کہ کسی نے امام شافعی کو خواب میں دیکھ کر یہ دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو فرمایا خدا نے مجھے بخش دیا ہے پھر اس سے سوال کیا گیا کہ کس عمل سے آپ کی بخشش ہوئی ؟ آپ نے جواب دیا کہ ان پانچ کلموں سے جو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا تھا۔'' (اسلامی خطبات ۱/۲۳۷)

فوت شدہ محدثین کی بخشش کی اطلاع کا ذکر غیر مقلدین کریں تو اسے ''اسلامی خطبات'' کا نام دیا جاتا ہے اور اگر اس طرح کی بات مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ کی کتاب میں آجائے تو اسے خرابیٔ عقیدہ قرار دیا جائے یہ کہاں کا انصاف اور کس غیر مقلدانہ عدالت کا فیصلہ ہے؟

اعتراض: ۴۲...گناہ گار کا کمال کہ قبرستان جنت بن گیا

ایک عورت نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا، اس نے اپنی بخشش کی وجہ یوں بیان کی: ایک بہت گناہ گار شخص اس قبرستان پر گزرا قبروں کو دیکھ کر عبرت ہوئی وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا جس میں مَیں تھا اس میں سے جو حصہ مجھے ملا اس کا یہ اثر ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ (فضائل درود: ۹۷)

عبیدالرحمٰن صاحب نے اس عبارت کو نقل کر کے ان الفاظ میں اعتراض کیا ہے:

''گنہگار کا کمال.... پورا قبرستان جنت بن گیا'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۲۳)

الجواب:

۱۔ گناہ گار کا کمال نہیں، یہ آپ کا کمال ہے کہ توبہ کرنے والا حدیث کی رُو سے بخشا بخشایا ہے مگر آپ اسے گناہ گار قرار دے رہے ہیں۔

۲۔ مذکورہ بالا حکایت میں سورج کی شعاؤں کی طرح یہ الفاظ چمک رہے ہیں کہ گناہ گار اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی...اور سچی توبہ کرنے والے کو اللہ معاف کر دیتا ہے اگرچہ سو آدمیوں کا قاتل ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب التوبہ بحوالہ احسن البیان صفحہ ۱۰۱۱)

حدیث میں وارد ہے: **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ**، گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا سرے سے کوئی گناہ ہو ہی نہیں۔

بلکہ قرآن میں ہے کہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے۔

(سورۃ الفرقان: ۷۰)

مولانا صلاح الدین یوسف غیر مقلد اِس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''اس کی بُرائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا جاتا ہے اس کی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہے۔''

(تفسیر احسن البیان صفحہ ۱۰۱۱)

تفسیر احسن البیان کی مذکورہ بالا تشریح کے مطابق گناہوں سے تائب ہونے والا از روئے قرآن وحدیث گناہ سے پاک ہوکر ان کے بدلے میں نیکیوں کو حاصل کرنے والا ہے۔ جس کے گناہ معاف ہوں بلکہ نیکیوں سے بدل چکے ہوں۔ اسے گناہ گار قرار دینے والے عبید الرحمٰن صاحب قرآن وحدیث کے مخالف ہیں اگرچہ وہ اہلِ حدیث کے ساتھ اہلِ قرآن بھی کہلوائیں۔

۳۔ عبید الرحمٰن صاحب! آپ نیک انسان کو زبردستی گناہ گار قرار دے کر لوگوں کو ''گناہ گار کا کمال'' دکھانے کے چکر میں ہیں مگر ہم آپ کو غیر مقلدیت کا کمال دکھاتے ہیں۔

غیر مقلدین کے چیدہ بزرگوں میں سے ایک نمایاں بزرگ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب ہیں جنہیں غیر مقلدین کے حلقہ میں ''شیخ الاسلام'' کہا جاتا ہے اور مولانا داود ارشد صاحب غیر مقلد نے انہیں ''امتِ مرحومہ کا ہیرو'' کہا ہے۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۷۷)

مولانا عبد الاحد خان پوری صاحب غیر مقلد اِن کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''آریہ نے قرآن پر اعتراض کیا کہ قرآن میں لکھا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو اللہ اپنی مثل بنانے پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ سو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس نے کہا کہ ہاں قادر ہے اپنی مثل بنا سکتا ہے۔ دیکھو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس کو اس خبیث کے پلید منہ سے کتنا کفرِ عظیم نکلا جس کا کوئی کافر بھی قائل نہیں ہوسکتا۔''
>
> (الفیصلۃ الحجازیۃ صفحہ ۲۱ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

خان پوری صاحب نے امرتسری صاحب کو ''اکفر الکافرین، تمام کافروں سے بڑا کافر'' کہا ہے۔ یہ غیر مقلدیت کا کمال ہے کہ اس کا ''شیخ الاسلام اور مذہبی ہیرو'' بھی خان پوری صاحب غیر مقلد کے بقول اکفر الکافرین ہے پھر عبید الرحمٰن محمدی جیسے لوگ کس کھاتے اور شمار میں؟ میرا یہ موضوع نہیں ورنہ میں اس قسم کے غیر مقلدانہ کمالات کا ذکر کرتا، شائقین حضرات رسائل اہلِ حدیث کی دونوں جلدوں کا مطالعہ کرکے ان کمالات پر مطلع ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قسم کے کمالات سے امتِ محمدیہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

اعتراض: ۴۳...تلاوتِ قرآن اور درود کا ثواب ایصال کرنا درست نہیں

ایک شخص نے کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر مُردوں کو ایصالِ ثواب کیا۔

(فضائل درود صفحہ ۹۷)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب کا کہنا ہے کہ قرآن اور درود پڑھ کر ایصال ثواب کرنا ثابت نہیں اس لیے کہ:

''ایصالِ ثواب کے جو طریقے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں صرف وہی صحیح اور درست ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۲۶)

الجواب:

علامہ محمد اسماعیل امیر یمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام احمد اور علماء کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ قرآن پڑھنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور علماء اہل سنت سے ایک جماعت کا اور حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو بخشے خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قراءت قرآن یا کوئی ذکر یا کسی قسم کی کوئی اور عبادت اور یہی قول دلیل کی رُو سے زیادہ راجح ہے۔''

آگے لکھتے ہیں:

''ابوداود میں معقل ابن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مُردوں پر سورۃ یسین پڑھو اور یہ حکم میت کو بھی شامل ہے بلکہ حقیقۃً میت ہی کے لیے ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بھیڑ اپنی طرف سے قربانی کرتے تھے اور ایک اپنی امت کی طرف سے اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو غیر کا عمل نفع دیتا ہے اور ہم نے حواشی ضوء النھار میں اس مسئلہ پر مبسوط کلام کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہی مذہب قوی ہے۔'' (سبل السلام ۱/۲۰۶ بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ۱/۷۱۹)

غیر مقلدین کے مسلم پیشوا قاضی شوکانی صاحب فرماتے ہیں:

''سورۃ یسین کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد کی طرف سے بھی اور غیر اولاد کی طرف سے بھی، اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے مردوں پر سورۃ یسین پڑھو اور دعا کا نفع بھی میت کو پہنچتا ہے اولاد دعا کرے یا کوئی اور جو کارِ خیر اولاد اپنے والدین کے لیے کرے سب کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انسان کی اولاد اس کی سعی سے ہے۔'' (نیل الاوطار ۳/۳۳۵ بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ۱/۷۲۰)

مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''متاخرین علمائے اہل حدیث سے علامہ محمد بن اسمعیل امیر رحمۃ اللہ علیہ نے سبل السلام میں مسلک حنفیہ کو ارجح دلیلاً بتایا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ قراءت قرآن اور تمام عباداتِ بدنیہ کا ثواب میت کو پہنچنا از روئے دلیل کے زیادہ قوی ہے اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نیل الاوطار میں اسی کو حق کہا ہے''

(فتاویٰ نذیریہ ۱/۷۱۸)

مبارک پوری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''جب علامہ شوکانی اور محمد بن اسماعیل امیر کی تحقیق ایصالِ ثواب قراءت قرآن وعبادات بدنیہ کے متعلق سُن چکے تو اب آخر میں علامہ ابن النحوی کی تحقیق بھی سُن لینا خالی از فائدہ نہیں آپ شرح منہاج میں فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک مشہور قول پر قراءت قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور مختار یہ ہے کہ پہنچتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ سے قراءت قرآن کے ثواب پہنچنے کا سوال کرے (یعنی قرآن پڑھ کر دعا کرے اور یہ سوال کرے کہ یا اللہ اس قراءت کا ثواب فلاں میت کو پہنچا دے) اور دعا کے قبول ہونے پر امر موقوف رہے گا۔ (یعنی اگر دعا اس کی قبول ہوئی تو قراءت کا ثواب میت کو پہنچے گا اور اگر دعا قبول نہ ہوئی تو نہیں پہنچے گا) اس طرح پر قراءت کے ثواب پہنچنے کا جزم کرنا لائق ہے اس واسطے کہ یہ دعا ہے پس جب کہ میت کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا جائز ہے جو داعی کے اختیار میں نہیں ہے تو اس کے لیے ایسی چیز کی دعا کرنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا جو داعی کے اختیار میں ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ دعا کا نفع میت کو بالاتفاق پہنچتا ہے اور زندہ کو بھی پہنچتا ہے نزدیک ہو خواہ دور ہو اور اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں بلکہ افضل یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرے'' (فتاویٰ نذیریہ ۱/۷۲۲)

مولانا شرف الدین دہلوی غیر مقلد تلاوت قرآن کے ایصالِ ثواب پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس باب میں کچھ روایات یا آثار، کتاب ''**ثمار التنکیت فی ابیات التثبیت**'' میں ہیں مگر اس وقت وہ کتاب موجود نہیں جو نقل کی جائیں۔ ہاں نیل الاوطار سے بحیثیت مجموعی ملتا ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک تلاوت قرآن کا ثواب بھی میت کو ملتا ہے'' (فتاویٰ ثنائیہ ۲/۳۱)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قرآن مجید پڑھ کر یا صدقہ خیرات کر کے میت کے لیے استغفار کرنا جائز بلکہ احسن طریقہ ہے رسمی طور پر دن مقرر نہ کرنا چاہیے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ ۲/۳۴)

امرتسری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''قراءت قرآن سے ایصالِ ثواب کے متعلق بعد تحقیق یہی فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت کر کے ثواب میت کو بخشے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے بشرطیکہ پڑھنے والا خود بغرض ثواب بغیر کسی رسم ورواج کی پابندی کے پڑھے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ ۲/۳۹)

امرتسری صاحب سے سوال کیا گیا کہ: میت کو ثواب رسانی کی غرض سے بہ ہیئت اجتماعی قرآن خوانی کرنا درست ہے یا نہیں؟

انہوں نے اس سوال کا جواب ان الفاظ میں دیا:

''بہ نیت نیک جائز ہے اگر چہ ہیئت کذائی سنت سے ثابت نہیں'' (فتاویٰ ثنائیہ ۲/۵۱)

مولانا عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام نووی نے کتاب الاذکار میں لکھا ہے کہ محمد بن احمد مروزی نے کہا ہے میں نے امام احمد بن حنبل سے سُنا فرماتے تھے جب تم لوگ قبرستان جاؤ سورۃ **فاتحۃ،قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس** اور **قل ھو اللہ احد** پڑھو اور اس کا ثواب مُردوں کو بخشو، مُردوں کو ثواب پہنچے گا۔ امام سیوطی نے قراءت قرآن کی روایتیں ذکر کر کے لکھا ہے اگر چہ یہ ضعیف ہیں لیکن ان کا مجموعہ بتاتا ہے کہ ان کی کچھ اصل ہے امام سیوطی نے ان کے مجموعہ پر حسن یا صحیح ہونے کا حکم اس لیے نہیں لگایا کہ ان میں ضعف زیادہ ہے اگر ضُعف تھوڑا ہوتا تو مجموعہ مل کر حسن یا صحیح کو پہنچ جاتا۔ خیر ان پر عمل (کرنے سے) روکا نہیں جاتا خاص کر جب کہ امام بھی اس طرف گئے ہیں۔''

(فتاویٰ علمائے حدیث ۵/۲۵۸ بحوالہ غیر مقلدین کے متضاد فتوے صفحہ ۸۲)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلدین کے نزدیک اہل حدیث بمعنی غیر مقلد تھے۔

مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب فرماتے ہیں:

''مروجہ ختم بدعت ہے ہاں اگر خاموشی سے بلا ریا صدقہ کیا جائے خصوصا صدقہ جاریہ وغیرہ تو اس کا ثواب میت کو پہنچ سکتا ہے اسی طرح تلاوت قرآن کریم کا بھی''

(اہل حدیث سوہدرہ ۸ ستمبر ۱۹۴۹ء:۶)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں:

''بودن ایں تلاوت مجعول از برائے میت قادح نیست۔ تلاوت پر مزدوری کا ہونا میت کے لیے قابلِ اعتراض چیز نہیں ہے۔'' (دلیل الطالب صفحہ ۳۹۸ بحوالہ تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب صفحہ ۴۳)

یعنی مزدوری دے کر پڑھایا گیا قرآن میت کو بخشا جاسکتا ہے۔

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اَمَّا قِرَائَۃُ الْقُرْآنِ وَاِھْدَائُھَا لَہٗ تَطَوُّعًا بِغَیْرِ اُجْرَۃٍ فَھٰذَا یَصِلُ اِلَیْہِ کَمَا یَصِلُ ثَوَابُ الصَّوْمِ وَالْحَجِّ .

قرآن کریم کا اجرت کے بغیر پڑھ کر بطورِ تبرع کے اس کا ثواب میت کو بخشنا صحیح ہے اور اس کا ثواب اس کو پہنچتا ہے جیسا کہ روزہ اور حج کا ثواب اس کو پہنچتا ہے۔'' (کتاب الروح صفحہ ۱۷۵)

حافظ ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلدین کے ہاں اہل حدیث بمعنی غیر مقلد ہیں جیسا کہ ہماری اسی کتاب کے مقدمہ میں ''مقالات الحدیث صفحہ ۲۳۱، فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۱/۲۶۳'' کے حوالہ سے درج ہے۔

علامہ وحیدالزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اَمَّا نَفْسُ قِرَائَۃِ الْقُرْآنِ وَاِیْصَالُ ثَوَابِھَا اَوْ اِیْصَالُ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِیَّۃِ اَوِ الْمَالِیَۃِ اِلٰی الْاَمْوَاتِ بِلَا تَعْیِیْنِ الْیَوْمِ وَالْوَقْتِ مِمَّالَابَاْسَ

دن اور وقت کی تعیین کے بغیر قرآن کی تلاوت، بدنی یا مالی عبادات کا ثواب مُردوں کو ایصال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (نزل الابرار من فقہ النبی المختار ۱/۱۷۸)

علامہ وحیدالزمان صاحب مزید لکھتے ہیں:

''لَابَاسَ لَوْقَرَاسُوْرَۃَ یٰسِیْن اَوْسُوْرَۃَ الْاِخْلَاص اَوْ سُوْرَۃَ الْمُلْک عِنْدَ قَبْرٍ مِّنَ الْقُبُوْرِ ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَھَالِلْمَیِّتِ

کوئی حرج نہیں اگر کوئی شخص کسی قبر کے پاس سورۃ یسین یا سورہ اخلاص یا سورہ ملک پڑھ کر اس کا ثواب میت کو ہبہ کردے'' (نزل الابرار: ۱/۱۷۹)

علامہ وحیدالزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث کا مذہب صحیح ہے کہ ہر قسم کی عبادت خواہ مالی ہو یا بدنی میت کو اس کا ثواب پہنچنے کا عقیدہ رکھتے ہیں مترجم کہتا ہے کہ قراءتِ قرآن یا دعا یا صدقہ سب کا ثواب میت کو پہنچا سکتے ہیں۔''

(لغات الحدیث ۲/۱۱۶: ص)

مذکورہ عبارتوں سے چند امور ظاہر ہوتے ہیں۔

۱۔ غیر مقلد علماء کے نزدیک قرآن کی تلاوت کا ثواب بلکہ دیگر عبادات مالیہ اور بدنیہ کا ثواب

بھی مُردوں کو ایصال کرنا صحیح ہے، اس کے ساتھ غیر مقلدین کا یہ دعویٰ بھی ذہن میں رہے کہ:

''اہل حدیث جو کچھ کرتے اور جو کچھ کہتے ہیں سب حدیث رسول کی بنا پر کرتے اور کہتے ہیں اپنی رائے محض سے نہ کچھ کہتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔'' (تفسیر واضح البیان صفحہ ۵۶۰)

۲۔شوکانی نے قراءۃ قرآن کے ایصالِ ثواب کو حق کہا ہے اور غیر مقلدین کو اصرار ہوتا ہے کہ حق کے مخالف پہلو کو باطل اور گمراہی ہی کہا جائے گا۔

۳۔قرآن پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہوتا ہے ہاں اگر وہ (دل یا زبان سے) میت کو ایصال کرنے کی دعا کر دے تو دُعا کے قبول ہونے کی صورت میں ثواب مُردہ کو پہنچ جاتا ہے۔اور قرآن وحدیث کی رُو سے ہر جائز دعا مانگنا درست ہے۔عبیدالرحمٰن صاحب میت کے لیے تلاوت قرآن کی ایصالِ ثواب والی دعا کے ناجائز یا حرام ہونے پر کوئی صریح دلیل قرآن وحدیث سے پیش کریں۔

۴۔جمہور اہل سنت کے نزدیک تلاوت قرآن کا ثواب میت کو ملتا ہے...

۵۔میت کے لیے قرآن پڑھنا احسن طریقہ ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ ۳۹/۲)

اور قرآن احسن بات کی پیروی پر مدح سرائی کرتا ہے۔ **فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ.** (سورۃ زمر: آیت ۱۷، ۱۸)

۶۔تحقیقی فتویٰ یہی ہے کہ میت کو تلاوت کا ثواب پہنچتا ہے۔(فتاویٰ ثنائیہ ۳۹/۲)

اور غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ تحقیق کا مخالف پہلو تقلید ہی ہے۔

۷۔مولانا ثناءاللہ امرتسری صاحب تو میت کی ثواب رسانی کے لیے اجتماعی قرآن خوانی کو جائز قرار دیتے ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۵۱/۲)

عبیدالرحمٰن صاحب !امرتسری صاحب کے متعلق کیا حکم ہے جسے آپ کی جماعت میں ''شیخ الاسلام'' کہا جاتا ہے۔

۸۔حدیثِ نبوی ''مُردوں پر سورۃ یٰسین پڑھو'' سے امیر یمانی نے تلاوت کے ایصالِ ثواب پر استدلال کیا ہے۔ (سبل السلام ۲۰۶/۱)

اگر عبیدالرحمٰن کو اس سے اختلاف ہے تو وہ حدیث کی رو سے اس کی تردید کریں کہ یہ حدیث قابلِ استدلال نہیں ہے اقوال الرجال کی پیروی نہ کریں۔مثلاً یوں نہ کہیں کہ فلاں نے اس کو ضعیف

کہا ہے وغیرہ۔

۹۔مُردوں پر سورہ یسین پڑھو، حدیث میں ''مُردوں'' سے مراد حقیقی مردے ہیں۔

(سبل السلام ۱/۲۰۶)

اگر عبید الرحمٰن کو اس سے اختلاف ہے تو حدیث کا صریح فیصلہ دکھائیں کہ اس سے حقیقی مُردے مراد نہیں بلکہ **محتضر** (جو موت کے قریب ہو) مراد ہے کسی امتی کا قول یا اجتہاد پیش نہ کریں۔

۱۰۔تلاوت کا ثواب ایصال کرنے کی روایتیں ضعیف ہیں۔(فتاویٰ علمائے حدیث)

لیکن غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں جب ضعیف حدیث کسی صحیح حدیث کے خلاف نہ ہو تو اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔عبید الرحمٰن صاحب کے نزدیک اگر یہ حدیثیں ضعیف ہیں تو وہ ان کے مقابلے میں صحیح حدیثیں پیش کریں۔

۱۱۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک تلاوت کا ثواب مُردوں کو ایصال کرنا درست ہے۔(فتاویٰ علمائے حدیث ۵/۲۵۸)

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک بھی۔(فتاویٰ ثنائیہ)

اور غیر مقلدین یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی امام کا فتویٰ جب تک حدیث کے خلاف نہ ہو اسے ماننا درست ہے۔

عبید الرحمٰن صاحب ان اماموں کے فتوی کو مان لیں یا اس کے خلاف کوئی صریح حدیث پیش کریں۔

۱۲۔علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد نے نزل الابرار میں اپنے زعم کے مطابق فقہ نبوی کو درج کیا ہے اور صفحہ ۱۷۹ پر تلاوت کے ایصال ثواب کو درست لکھا ہے۔عبید الرحمٰن صاحب آپ فقہ نبوی کے منکر کیوں ہیں؟

غیر مقلدین کے غیر ثابت اعمال:

عبید الرحمٰن صاحب نے تلاوت کے ایصالِ ثواب کو غیر ثابت قرار دیا ہے مگر ہم نے الحمد للہ خود اُن کے علماء کی زبانی تحریر کر دیا ہے کہ تلاوت بلکہ دیگر عبادات بدنیہ و مالیہ کا ایصال ثواب کرنا درست اور حق ہے۔اب اس کے بالمقابل غیر مقلدین کے چند غیر ثابت اعمال ذکر کرتے ہیں۔عبید الرحمٰن

صاحب کے بس میں ہے تو انہیں قرآن وحدیث کے صریح نصوص سے ثابت کریں۔

۱۔غیر مقلدین قنوتِ وتر میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔(فتاویٰ علمائے حدیث ۲۰۶/۳)

حالانکہ یہ قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔

۲۔غرباء اہل حدیث کے ہاں مرغ کی قربانی جائز ہے۔(فتاویٰ ستاریہ:۷۲/۲)

حالانکہ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ کہنے والے نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ قربانی کے لیے مسنہ ہونا شرط ہے اور ظاہر ہے کہ پرندہ اور انڈا مسنہ نہیں ہو سکتے۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۵۷)

۳۔غیر مقلدین کے فتاویٰ ستاریہ میں لکھا ہے کہ گھوڑے کی قربانی بھی سنتِ صحابہ ہے۔

(فتاویٰ ستاریہ:۱۴۹/۱،۱۵۰ طبع مکتبہ سعودیہ حدیث منزل کراچی نمبر:۱)

حالانکہ گھوڑے کی قربانی کا جواز حدیث سے ثابت نہیں۔(تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۰۴)

۴۔آلِ غیر مقلدیت کہتے ہیں کہ چوتھے دن قربانی کرنا افضل ہے۔

حالانکہ از روئے حدیث پہلے دن قربانی افضل ہے چوتھے دن قربانی کا افضل ہونا تو کجا سرے سے اس کا جواز ہی مشکوک ہے۔(علمی مقالات، علی زئی)

۵۔نواب نور الحسن صاحب غیر مقلد نے لکھا:

ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھی تو صحیح ہے۔(عرف الجادی صفحہ ۲۲)

اس کی قرآن وحدیث سے دلیل بیان کریں۔

۶۔قاضی شوکانی غیر مقلد کے نزدیک اگر کسی نے کپڑوں کی موجودگی میں ننگے بدن نماز پڑھی تو گناہ گار ہو گا مگر اس کی نماز صحیح ہے۔ (نزل الابرار ۶۵/۱)

کپڑوں کی موجودگی میں ننگے بدن نماز کے صحیح ہونے کی دلیل؟

۷۔میر نور الحسن صاحب غیر مقلد نے لکھا ہے کہ وضو میں پاؤں کا مسح کر لیا جائے تو وضو درست ہے۔ (عرف الجادی)

قرآن وحدیث سے اس کی دلیل بیان کی جائے۔

۸۔عرف الجادی میں یہ بھی تحریر ہے کہ چار سے زیادہ شادیاں جائز ہیں۔(عرف الجادی صفحہ ۱۱۱)

حالانکہ حدیث میں کسی امتی کے لیے چار سے زیادہ شادیوں کا نہ صرف یہ کہ ثبوت نہیں بلکہ اس کے برعکس ممانعت آئی ہے۔

۹۔ بہت سے دلائل سے اجماع کی حجیت ثابت ہے۔مگر غیر مقلدین کے کئی لوگ اجماع کی حجیت کے منکر ہیں۔غیر مقلدین کا منکر اجماع ہونا نہ صرف بے ثبوت ہے بلکہ اس کے خلاف دلائل موجود ہیں۔

اعتراض:۴۴... بے نماز کو کافر نہ کہنا حدیثوں کے خلاف ہے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگر کوئی شخص عمر بھر نماز نہ پڑھے بشرطیکہ وہ اس کا منکر نہ ہو وہ کافر نہیں ہوتا۔''

(فضائل اعمال صفحہ ٦٦٨)

عبید الرحمٰن محمدی غیر مقلد اس پر ''نماز اور فرائض سے روگردانی کی ترغیب'' کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''حالانکہ نماز کا عمداً ترک کرنا کفر ہے احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کی صراحت موجود ہے''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۳۰)

الجواب:

قرآن وحدیث کی رُو سے بے نماز مؤمن ہے، کافر نہیں ہے۔غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب، بے نماز کے مؤمن ہونے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس دعویٰ کے ثبوت میں بہت سی آیات پیش ہوسکتی ہیں مگر ہم ایک آیت پیش کرتے ہیں **قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ** الایۃ (پ۱۳ع ۱۷) اس آیت میں ایمان دار قرار دے کر ان کو نماز کا حکم دیا ہے معلوم ہوا نماز ایمان میں داخل نہیں، فرع ہے'' (فتاویٰ ثنائیہ ۱/۴۶۵)

اسی طرح بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بے نماز مؤمن ہے، کافر نہیں۔ چنانچہ غیر مقلدین کے فتاویٰ میں چار احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

''**وَغَیْرِہٖ ذٰلِکَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ** سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تارک الصلوۃ کافر نہیں ہے بلکہ وہ مغفرت الٰہی وشفاعتِ نبوی ودخول جنت کا مستحق ہے۔'' (فتاویٰ نذیریہ ۱/۴۶۳)

باقی رہیں وہ حدیثیں جن میں ترک صلوۃ کو کفر کہا گیا ہے، وہ تہدید شدید پر محمول ہیں۔ مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے، اس پر اعتراض فضول ہے۔

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ جمہور سلف وخلف کا موقف بھی یہی ہے کہ بے نماز مؤمن ہی ہے۔ غیر مقلدین کے مسلّم پیشوا قاضی شوکانی کہتے ہیں:

''جو شخص نماز کے وجوب کا عقیدہ رکھ کر بہ سبب کاہلی اور غفلت کے نماز کو ترک کرے جیسا کہ بہت سے لوگوں کا حال ہے سوایسے تارک الصلوۃ کے کافر ہونے اور نہ ہونے میں لوگوں کا اختلاف ہے پس عترت اور امام مالک اور امام شافعی اور جماہیر سلف وخلف کا مذہب یہ ہے کہ ایسا شخص کافر نہیں ہے بلکہ فاسق ہے۔'' (نیل الاوطار بحوالہ فتاویٰ نذیریہ ۱/۴۶۲)

نہ معلوم عبید الرحمٰن صاحب جمہور سلف وخلف کو بھی فرائض سے روگردانی کی ترغیب دینے والا کہیں گے؟ اور انہیں احادیث کی خلاف ورزی کا طعنہ بھی دیں گے؟

دلچسپ بات یہ ہے کہ خود غیر مقلدین کے کئی علماء کی رائے یہی ہے کہ بے نماز مؤمن ہی ہے۔ چنانچہ اُن کے فتاویٰ میں لکھا ہے:

''ایسے اشخاص کہ نماز گنڈے وار پڑھتے ہیں یا فقط عید بقر کی پڑھتے ہیں یا تمامی عمر نہیں پڑھتے مگر فرضیت نماز سے کبھی انکار ثابت نہیں ہوا تو یہ لوگ اہل اسلام اور داخل اہلِ اسلام ہیں اگرچہ فاسق اور اشد گناہ گار نماز نہ پڑھنے پر ہیں لیکن کافر ومرتد نہیں ہیں'' (فتاویٰ نذیریہ: ۱/۶۵۰)

یہ فتویٰ محمد یعقوب نامی شخص کا ہے۔ فتح محمد، ضیاء الحق، محمد قاسم، عبد الغفور، میاں نذیر حسین دہلوی اِس کی تصدیق کرنے والے ہیں، گویا غیر مقلدین کے پانچ حضرات کی تحقیق یہی ہے کہ بے نماز کافر نہیں۔

عبید الرحمٰن صاحب! بتایئے کیا آپ کے پنج تن حضرات بھی ''نماز اور فرائض سے روگردانی کی ترغیب'' دے رہے ہیں؟ کیا اہل حدیث ہوکر بھی حدیثوں کی خلاف ورزی کر رہے ہیں؟ آپ میں اگر دیانت ہے تو جو طعن آمیز عبارت فضائل اعمال کے مصنف کے متعلق لکھی ہے وہی اپنے پانچ حضرات وغیرہ کے لیے تحریر کردیں دیدہ باید۔

غیر مقلدین کا غلو:

غیر مقلدین کا یہ فتویٰ ہے کہ بے نماز کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔
(اصلی اہل سنت کی پہچان صفحہ ۱۵، احکام ومسائل ۲/۳۶۱، فتاویٰ اہل حدیث ۲/۴۶ وغیرہ)

حالانکہ ائمہ اربعہ اور جملہ اہلِ سنت کے نزدیک بے نماز کی نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے۔(فتاویٰ نذیریہ ۱/۶۵۰)

غیر مقلدین نے غلو میں آکر یہ بھی کہہ دیا ہے کہ بے نماز کی معصوم اولاد کی نمازِ جنازہ بھی نہ پڑھی جائے۔ (اصلی اہل سنت کی پہچان، حالاتِ مصنف)

غلو کی ایک مثال وہ بھی ہے جو عبید الرحمٰن صاحب نے لکھا کہ بے نماز کو کافر نہ کہنا ''نماز اور فرائض سے روگردانی کی ترغیب'' ہے۔ (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۳۰)

بے نماز کے کافر ہونے یا نہ ہونے میں اگرچہ علماء کا اختلاف ہے مگر فریق ثانی کو ''نماز اور فرائض سے روگردانی کی ترغیب'' کا طعنہ دینا یہ وہ غلو ہے جو عبید الرحمٰن صاحب جیسے لوگوں کے حصہ میں آیا ہے۔

غیر مقلدین نے جب فتویٰ نویسی میں غلوّ سے کام لیا تو یہ فتویٰ بھی صادر کر دیا:

''تارک زکوۃ و تارکِ حج شرعاً کافر ہے۔''(فتاویٰ ستاریہ: ۴/۶۷)

جماعت غرباء اہل حدیث نے یہ شاہی فرمان بھی سنا دیا کہ:

''ارکانِ اربعہ: نماز، زکوۃ، روزہ، حج میں سے جو کسی ایک کو عمداً ترک کر دے وہ کافر، خارج از اسلام ہے جو علماء اس کو کافر نہ کہیں وہ بھی کافر ہیں۔'' (اصلی اہل سنت کی پہچان صفحہ ۲۱۳)

اعتراض: ۴۵...موضوع سے خروج کا الزام

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے لکھا:

''بہت غور و اہتمام سے ایک مسئلہ سمجھ لینا چاہیے کہ دین کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا تمسخر اور مذاق اڑانا بھی کفر کا سبب ہوتا ہے اگر کوئی شخص عمر بھر بھی نماز نہ پڑھے، کبھی بھی روزہ نہ رکھے، اسی طرح اور کوئی فرض ادا نہ کرے بشرطیکہ اس کا منکر نہ ہو وہ کافر نہیں جس فرض کو ادا نہیں کرتا اس کا گناہ ہوتا ہے اور جو اعمال ادا کرتا ہے ان کا اجر ملتا ہے لیکن دین کی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ بات کا تمسخر بھی کفر ہے جس سے اور

بھی تمام عمر کے نماز روزہ، نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں بہت زیادہ قابلِ لحاظ امر ہے اس لیے روزہ کے متعلق بھی کوئی ایسا لفظ ہرگز نہ کہے۔''

(فضائل رمضان: ۳۶، فضائلِ اعمال: ۶۶۸)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مصنف فضائل اعمال نے اس واقعہ سے معلوم نہیں کون سی فضیلت ثابت کی ہے؟''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۳۰)

الجواب:

فضائل اعمال کا موضوع اعمال کی فضیلتیں بیان کرنا ہی ہے لیکن کہیں مصنف رحمہ اللہ نے مسائل بھی بیان کر دیئے ہیں چونکہ کتاب کا اکثر حصہ فضائل پر مشتمل ہے اس لیے اسے فضائل اعمال کا نام دیا گیا ہے۔

غیر مقلدین کی مقبول ترین کی کتابوں میں سے ایک کتاب ''صلوٰۃ الرسول'' ہے یعنی رسول اللہ کی نماز۔ موضوع نماز ہے مگر شروع میں کئی صفحات طہارت کے مسائل وفضائل کے لیے وقف کیے گئے ہیں حالانکہ کتاب کا نام طہارت الرسول نہیں، صلوٰۃ الرسول ہے۔

یہی حال غیر مقلدین کی دیگر کتابوں کا ہے مثلاً ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب کی کتاب کا نام ''نمازِ نبوی'' ہے مگر اس کی ابتداء میں طہارت کے احکام بھی ہیں۔

بخاری شریف کا پورا نام ''**اَلْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِيْحُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَنِهٖ وَاَيَّامِهٖ**'' ہے۔

(فہرست ابن خیر صفحہ ۹۴، عمدۃ القاری ۱/۵، ہدی الساری مقدمہ فتح الباری صفحہ ۸)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد، بخاری شریف کا مذکورہ پورا نام ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اس عنوان سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری کا اصل موضوع اور مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باسند متصل احادیث ہیں رہی منقطع ومرسل روایات اور صحابہ وتابعین وغیرھم کے اقوال وافعال تو یہ اصل موضوع اور عنوان سے خارج ہیں۔'' (توفیق الباری فی تطبیق القرآن وصحیح البخاری صفحہ ۱۴)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے اقرار کیا ہے کہ بخاری میں منقطع ومرسل روایات اور صحابہ وتابعین وغیرھم کے اقوال وافعال بھی ہیں اور یہ سب اصل موضوع اور عنوان سے خارج ہیں۔

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جس طرح صحیح بخاری **قَالَ الْحَسَنُ الْبَصرِیُّ** سے بھری پڑی ہے اسی طرح **وَقَالَ اِبْرَاهِیْمُ وَقَالَ النَّخْعِیُّ** سے بھی بھری پڑی ہے'' (تاریخ اہل حدیث صفحہ ۱۲۹)

بخاری شریف کا موضوع اگرچہ متصل اور مرفوع حدیثیں ہیں لیکن سیالکوٹی صاحب کی تصریح کے مطابق یہ کتاب اقوال الرجال سے بھری پڑی ہے۔ اس کے باوجود عبیدالرحمٰن صاحب چُپ سادھے ہوئے ہیں، بخاری شریف پر اعتراض نہیں کرتے۔

اسی طرح صلوٰۃ الرسول اور نمازِ نبوی وغیرہ کتابوں کے مصنفین کو بھی تنقید کا نشانہ بنانے سے گریز کیے ہوئے ہیں۔

عبیدالرحمٰن صاحب! آپ بخاری شریف،صلوٰۃ الرسول اور نمازِ نبوی وغیرہ کے متعلق جو تاویل کریں گے وہی تاویل فضائل اعمال کے مصنف کے بارے میں کر لینا۔

(۲)......موضوع سے فرار غیر مقلدین ہی کیا کرتے ہیں اگر الزام دینے کا شوق ہے تو اپنوں کو دیں۔

(الف)......مولانا عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد کے دل میں معارف قرآنی لکھنے کا شوق پیدا ہوا تو آپ نے پہلے **اِذْقَالَ رَبُّکَ لِلْمَلَائِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً** کو منتخب کیا...پھر اس کے بعد اس آیت کی تفسیر میں جو معارف لکھے انہیں مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے نقل کرنے کے بعد لکھا:

''کیا یہ معارف القرآن ہیں یا کوک شاستر؟''

(مظالمِ روپڑی: ۵۵ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! قرآنی آیت تحریر کرکے ''کوک شاستر'' پیش کرنا موضوع سے خروج کی کتنی بدترین مثال ہے!!

(ب)......مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے ''تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن'' کے نام سے قرآن کی تفسیر لکھی۔ یہ تفسیر غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق گمراہی، الحاد اور کفریہ عبارات سے بھری ہوئی ہے۔قریباً سو علماء نے اس کے خلاف احتجاج کیا ہے جو غیر مقلدین کی ''الاربعین'' نامی کتاب کی شکل میں موجود ہے یہ کتاب رسائل اہلِ حدیث جلد اول میں شامل ہے۔

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! تفسیر قرآنی کے عنوان سے گمراہی اور کفر پھیلانا موضوع سے مطابقت ہے یا خروج؟

(ج)......مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارے زیادہ تر خطبائے کرام کی یہ عادت ہے کہ منبر پر مسنون عربی خطبہ پڑھنے کے بعد تبرکاً قرآن مجید کی دو تین آیتیں پڑھیں، پھر سیاست کا دھندا شروع کر دیا۔ تقریر کا یہ آسان ترین نسخہ ہے نہ اس میں علم کی ضرورت۔ نہ کتابوں کے مطالعہ کی حاجت، کسی کی تعریف کی، کسی کی تنقیص کی اور بات ختم ہوگئی۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۳۲۵)

عبیدالرحمٰن صاحب! فرمایئے خطبہ میں قرآنی آیات پڑھ کر سیاسی لیڈروں کی تعریف و تنقیص میں تقریر ختم کر دینا موضوع کی پاس داری ہے یا اس سے فرار کا واضح نمونہ؟

اعتراض: ۴۶...امام ابوحنیفہ احکاماتِ نبوی کی مخالفت کرتے رہے

امام اعظم (ابوحنیفہ) رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بہت کثرت سے یہ چیز نقل کی گئی کہ تیس یا چالیس یا پچاس برس عشاء اور صبح ایک وضو سے پڑھی اور یہ اختلاف نقل کرنے والوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے کہ جس شخص کو جتنے سال کا علم ہوا اتنا ہی نقل کیا۔ لکھا ہے کہ آپ کا معمول صرف دوپہر کو تھوڑی دیر سونے کا تھا اور یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔

(فضائل نماز صفحہ ۴۷، فضائل اعمال صفحہ ۳۶۲)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دوپہر کے سونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرتے مگر رات کے سونے اور آرام کرنے اور دیگر احکاماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے رہتے''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۳۲)

الجواب:

ا۔ شکر ہے کہ آپ نے قیلولہ کی حد تک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار مان لیا ہے ورنہ غیر مقلدین میں ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جن کے نزدیک امام صاحب کا اسلام ہی مشکوک ہے اور رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے تو صراحتاً لکھ دیا ہے کہ ان کی موت کفر پر ہوئی۔

(سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۲۰)

۲۔رات کو بیدار رہ کر عبادت کرنا بھی حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ اعتراض نمبر ۳۵ کے جواب میں تفصیلاً مذکور ہے۔(وہاں یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ خود غیر مقلدین نے بعض بزرگوں کا ساری رات عبادت کرنا بطورِ فخر وترغیب تحریر کیا ہے)لہٰذا رات کو جاگنا اور عبادت کرنا حدیث کی خلاف ورزی نہیں ہے۔

۳۔عبید الرحمٰن صاحب یہ تو کہہ رہے ہیں کہ امام صاحب دیگر احکاماتِ نبوی کی مخالفت کرتے رہے مگر ان احکامات کی نشاندہی نہیں کی اگر وہ نشاندہی کر دیتے تو ہم اس پر غور کرتے۔

۴۔عبید الرحمٰن صاحب تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو احکامِ نبوی کی خلاف ورزی کرنے والا قرار دے رہے ہیں حالانکہ وہ سنتِ نبوی کے شیدائی تھے ان کے متبع سنت ہونے کی مخالفین نے گواہیاں دی ہیں حتیٰ کہ غیر مقلدین کے بھی کئی افراد نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

☆...مولانا داود ارشد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہم امام (ابوحنیفہ) صاحب کو مسلمان، پرہیز گار، متقی، اللہ کو یاد کرنے والا، قرآن کا خادم، حدیثِ رسول کا فدائی، اسلام کا محسن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تصوّر کرتے ہیں اور ان کے بعض اجتہادات کو دیگر ائمہ کی بنسبت ترجیح دیتے ہیں لیکن انہیں معصوم تسلیم نہیں کرتے۔''

(دین الحق:۱/۵۱۷)

داود صاحب نے امام صاحب کو ''حدیث کا فدائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام'' تسلیم کیا ہے۔والحمد للہ۔

☆...مولانا داود ارشد کے استاذِ محترم مولانا محمد یحیٰی گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام الفقہاء ابوحنیفہ فقاہت میں لاثانی، تقویٰ وورع میں بے مثال، حدیث پہ عمل کرنے، ضعیف حدیث کو قیاس پر مقدم سمجھنے والے تھے...خدا اُن پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی قبر کو منور فرمائے وہ ان مقدس ہستیوں میں ایک تھے جنہوں نے قیاس کو عندا لحاجت (مجبوری کے وقت) استعمال کیا لیکن حدیث کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا، آپ عامل بالحدیث تھے۔''

(مقلدین ائمہ کی عدالت میں صفحہ۱۰۳)

☆...مولانا عبد المجید سوہدری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جب امام (ابوحنیفہ) صاحب کی حیات پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ راز بے نقاب ہوگا کہ آپ عامل

بالحدیث تھے اور خلاف قرآن وسنت ایک قدم آگے بڑھنا کسی صورت گوارہ نہ کرتے تھے۔‘‘

(سیرۃ ثنائی صفحہ ۵۶)

☆...مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’آپ بڑے عابد، زاہد، خداترس، متقی، پرہیز گار تھے دل ہر وقت خوفِ الٰہی سے لبریز رہتا تھا۔ اللہ کے حضور تضرع کرتے رہتے اور بہت کم بولتے تھے۔ بڑے سلیم الطبع، بلند اخلاق، پسندیدہ طبیعت، منکسر مزاج، ملنسار، بردبار، عالم باعمل اور فرشتہ خصلت انسان تھے تقویٰ اور خوفِ خدا آپ کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، دیانت آپ کی مُسلَّم تھی‘‘ (سبیل الرسول صفحہ ۲۷۸)

جو اِس قدر خوبیوں اور فضائل والا کہ مخالف اسے فرشتہ خصلت انسان کہنے پہ مجبور ہوا ایسے عظیم المرتبت انسان کو احکام نبوی کا مخالف کہتے ہوئے عبید الرحمٰن محمدی کو شرم نہیں آئی۔

تنبیہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل ومناقب کے حوالہ سے بندہ ’’غیر مقلدین کا امام ابو حنیفہ کو خراجِ تحسین‘‘ عنوان سے ایک مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتا ہے دیگر حوالے اس کتاب میں تحریر ہوں گے ان شاء اللہ۔

اعتراض:۴۷...بیوی کے حقوق سے لاپرواہی کا الزام

شیخ عبد الواحد مشہور صوفیاء میں سے ہیں انہوں نے چالیس سال صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ (فضائل نماز صفحہ ۶۸، فضائلِ اعمال صفحہ ۳۵۶)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ بزرگ:

’’بیوی کے حقوق سے غافل اور لاتعلق رہے‘‘ (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۳۲)

الجواب:

۱۔ شیخ عبد الواحد صوفیاء میں سے ہیں۔ مولانا ابو الاشبال شاغف صاحب غیر مقلد کی تصریح کے مطابق صوفیاء کرام تارکِ تقلید ہیں۔ (مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۵)

۲۔ اعتراض کرنے سے پہلے عبید الرحمٰن صاحب کو تنقیح کرنی چاہیے تھی کہ اس بزرگ کی بیوی بھی تھی؟ اس امت میں ایسی شخصیات بھی گذری ہیں جو زندگی بھر شادی نہیں کر سکیں مثلاً حافظ ابنِ تیمیہ اور علامہ نووی نے مدت العمری شادی نہیں کی۔ (الکلام المفید صفحہ ۲۶۴)

شیخ عبدالفتح ابوغدّہ نے ایک مستقل کتاب ''اَلْعُلَمَاءُ الْعُزَّابُ'' لکھی ہے جس میں اُن علماء کرام کے حالات درج ہیں جنہوں نے شادی نہیں کی۔اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔

نیز اگر ان کی شادی ہوئی ہو تو یہ ثابت کرتے کہ اس وقت ان کی بیوی حیات تھی؟

۳۔ اگر وہ بزرگ شادی شدہ تھے اور بیوی کو اُس وقت تک حیات مان لیا جائے تو حقِ زوجیت دن کو بھی ادا کیا جا سکتا ہے بلکہ حدیث سے اس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

صحیح بخاری جلد اول کتاب الجمعۃ میں حدیث ہے:

''آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے دن (جماع کر کے) جنابت کا غسل کرے پھر نماز کے لیے چلے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی'' (تیسیر الباری شرح بخاری ۴/۲)

مذکورہ بالا حدیث کا ترجمہ علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد کا کیا ہوا ہے اور قوسین کے درمیان ''جماع کر کے'' الفاظ بھی انہی کے ہیں۔

صاحبِ مشکوۃ نے ترمذی، ابوداود، نسائی اور ابنِ ماجہ کے حوالے سے حدیث ذکر فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے جمعہ کے دن غسل کرایا اور خود غسل کیا اور جلدی گیا اور اس نے شروع خطبہ کو پا لیا، پیدل چل کر گیا سواری پر نہ گیا امام کے قریب ہوا خطبہ سُنا اور لغو کام نہ کیا تو اس کے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل، ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب ہوگا'' (مشکوۃ مترجم ۱/۵۹۶)

اس حدیث میں ''غسل کرایا'' کا مطلب جماع کرنا ہے کہ جماع سے مرد کی طرح عورت پر بھی غسل ضروری ہو جاتا ہے۔مولانا صادق خلیل صاحب غیر مقلد نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا:

''یعنی اپنی بیوی سے ہمبستر ہوا'' (شرح مشکوۃ ۱/۲۹۶)

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب نے لکھا:

''یعنی اس سے صحبت کرے۔'' (رفع العجاجہ: ۱/۵۳۸)

دن میں جماع کے جواز بلکہ اس کی فضیلت پر ہم نے حدیث ذکر کر دی ہے۔عبیدالرحمٰن صاحب کو اگر اس میں اختلاف ہے تو وہ دن میں جماع کے حرام اور رات میں واجب ہونے کی دلیل بیان کریں یا پھر اپنا اعتراض واپس لے لیں۔

۵۔ عبیدالرحمٰن صاحب اگرچہ اس بزرگ کی بیوی نہیں ہیں پھر بھی انہیں اگر اصرار ہے کہ

بزرگ ضرور ہی رات کو بیوی سے ہمبستری کریں تو عرض ہے کہ مغرب سے عشاء تک کا وقت رات ہی کا وقت ہے اس میں حقِ زوجیت ادا ہوسکتا ہے۔ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ عشاء کو مؤخر کر کے مغرب سے عشاء تک ایک قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔

(مقالاتِ اثری ۲/۲۹۸،مولانا ارشادالحق اثری)

عبیدالرحمٰن صاحب! بتلائیے جتنی دیر میں قرآن کا ختم ہوسکتا ہے اتنا وقت حقِ زوجیت ادا کرنے کے لیے کافی نہیں ہے؟

بیوی کی حق تلفی کرنے والے غیر مقلدین:

اب ہم عبیدالرحمٰن صاحب کو بتاتے ہیں کہ بیوی کے حقوق میں کوتاہی بلکہ حق تلفی کرنے والے کون ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

☆...امامِ آل غیر مقلدیت علامہ وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ایک جماعت اہلِ حدیث...اس طرف گئی ہے کہ وطی فی الدبر کی ممانعت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے'' (تیسیر الباری شرح بخاری ۶/۳۸)

ایک جماعت اہلِ حدیث جو وطی فی الدبر یعنی پاخانہ کے مقام میں جماع کو جائز قرار دے رہی ہے اس سے حقِ زوجیت ادا ہوگا یا حق تلفی ہوگی؟

☆...مجدد غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان نے ظفر اللاضی صفحہ ۱۴۱ میں اور میر نورالحسن صاحب غیر مقلد نے عرف الجادی صفحہ ۱۱۱ میں چار سے زائد شادیوں کو جائز قرار دیا ہے۔

جب پانچویں عورت سے شادی ہو، پانچویں رات اس کے حصہ میں آئے گی جب کہ شریعتِ محمدیہ میں کسی امتی کو پانچویں شادی کا حق نہیں۔عبیدالرحمٰن صاحب! جب پانچویں شادی کرنے والا شخص پانچویں رات اس کے پاس گزارے گا تو پہلی چار حقیقی بیویوں کی حق تلفی ہوگی یا نہیں؟

☆...بعض غیر مقلدین کے نزدیک نکاح متعہ جائز ہے۔(نزل الابرار: ۲/۳۳)

ایک شخص کے نکاح میں ایک بیوی موجود ہے اس نے دوسرا نکاح متعہ کر لیا۔اب وہ جب دوسری رات نکاح متعہ والی عورت کے ساتھ گزارے گا تو پہلی بیوی کی حق تلفی ہوگی کیونکہ شرعی طور پر نکاح متعہ جائز نہیں ساری راتیں پہلی بیوی کے حصہ کی ہیں۔

☆...غیر مقلدین کے ہیرو مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ ہے کہ مرزائی عورت کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ (اہلِ حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۴ء صفحہ ۱۳)

اب اگر ناصر کے نکاح میں ایک بیوی موجود ہے اس نے مذکورہ فتویٰ کی وجہ سے دوسری شادی مرزائی عورت سے کر لی تو تقسیم میں برابری کے لیے دوسری رات مرزائن کے پاس گزارے گا تو پہلی یعنی حقیقی بیوی کی حق تلفی نہ ہوگی؟

☆...بعض غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ کسی نے زنا کیا اور اس کے نطفہ سے بچی پیدا ہوئی تو اس زانی کا اپنے نطفہ سے پیدا شدہ اس بچی سے نکاح جائز ہے۔

(عرف الجادی من جنان ھدی الھادی صفحہ ۱۰۹)

عبید الرحمٰن صاحب! بتائیے اپنے نطفہ سے پیدا شدہ لڑکی سے شادی کر کے اس کو رات وقف کرنے والا کیا اپنی پہلی یعنی حقیقی بیوی کا حق نہیں غصب کر رہا؟

اعتراض: ۴۸...ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنا

فضائلِ اعمال میں بعض عبادت گزار لوگوں کے متعلق مذکور ہے کہ انہوں نے ایک ہی وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں۔

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد، اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ہر نماز کے ساتھ تازہ وضو کا تھا۔"

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۳۳)

الجواب:

(۱)......سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں، خود عبید الرحمٰن محمدی نے لکھا:

"فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھیں"

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۳۳)

جب یہ کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو بیانِ جواز کے لیے کافی ہے۔

(۲)......غیر مقلدین کا تو دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ کا کیا ہوا عمل بھی

سنت ہوا کرتا ہے۔مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''جس کام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ سنت ہے تاوقتیکہ ممانعت کا حکم ثابت نہ ہو''

(فتاویٰ ثنائیہ ۱/۵۵۲)

ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھنے کی ممانعت ثابت نہیں، لہذا امرتسری صاحب کی تصریح کے مطابق ایک وضو سے متعدد نمازیں پڑھنا سنت ہوا۔

(۳)......غیر مقلدین تو ایسے اعمال اپنائے ہوئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ بھی نہ کیے ہوں مثلاً قنوتِ وتر میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا، مرغ و انڈے کی قربانی کرنا وغیرہ مگر عبیدالرحمٰن صاحب ان اعمال پر اعتراض نہیں کرتے۔

اعتراض:۴۹...گیارہ رکعات سے زیادہ نوافل جائز نہیں

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد وتر سمیت گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے...فضائل اعمال میں بیان کردہ واقعات اگر سچے ہیں تو بتائیں دوسو، تین سو اور ایک ہزار رکعت روزانہ پڑھنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے محبت کرنے والے تھے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے مخالف تھے۔ '' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۳۸)

الجواب:

(۱)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر سمیت پندرہ رکعت پڑھی ہیں۔

(صحیح بخاری:۲/۶۵۷ تحت سورۃ آلِ عمران آخری رکوع)

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ رکعتیں تہجد مع الوتر بھی ثابت ہیں۔

(صحیح بخاری ۱/۱۶۰، تیسیر الباری ۲/۲۰۳ مسلم ۱/۲۵۴)

جب پندرہ اور تیرہ رکعتیں ثابت ہیں تو گیارہ سے زائد کو ناجائز کہنا صحیح نہ ہوا۔

مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''زیادہ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی تیرہ رکعتیں پڑھی ہیں۔''

(صلوۃ الرسول مع تسہیل الوصول صفحہ ۳۰۰)

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام اللیل سات رکعات سے تیرہ رکعات تک فرمایا۔''   (نمازِ نبوی صفحہ ۲۸۹ طبع دار السلام)

معلوم ہوتا ہے کہ عبید الرحمٰن صاحب صلوۃ الرسول اور نمازِ نبوی کے مخالف ہیں۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ مولانا عبدالسلام مبارک پوری غیر مقلد کی تصریح کے مطابق امام بخاری رحمہ اللہ بھی تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''امام بخاری کا معمول ہمیشہ کا تھا کہ پچھلی شب کو تیرہ رکعتیں نماز پڑھتے۔''

(سیرۃ البخاری صفحہ ۷۹)

عبید الرحمٰن صاحب! ذرا یہاں بھی وضاحت فرمائیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا ہمیشہ تیرہ رکعات پڑھنا آپ کے بقول طریقہ نبوی کے خلاف ہوگا؟ یہ بھی بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تیرہ ہی رکعتیں پڑھتے تھے جیسا کہ امام بخاری کا معمول ہے؟

(۲)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ اتنی نماز پڑھتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔   (بخاری ۱/۱۵۲)

پاؤں سوجنے کی ایک وجہ بہت زیادہ دیر نماز پڑھنا ہے پھر اس کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ رکعتیں کم ہوں مگر طویل ہوں اور دوسری صورت یہ کہ رکعتیں زیادہ ہوں اور قیام مختصر ہو۔ دونوں صورتوں میں سے ہر ایک کو اختیار کرنا جائز ہے زیادہ رکعات والی صورت پر قولی حدیثیں موجود ہیں جو آگے آرہی ہیں۔

(۳)......سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت میں لے جانے والے اعمال کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا:

عَلَیْکَ بِکَثْرَ ۃِ السُّجُوْدِ لَاتَسْجُدُ اِلَّا رَفَعَکَ اللّٰہُ بِھَادَرَجَۃً وَحَطَّ عَنْکَ بِھَاخَطِیْئَۃً۔   (مسلم ۱/۱۹۳ باب فضل السجو دوالحث علیہ)

سجدے کثرت سے کیا کرو جب تو سجدہ کرے گا تو ہر سجدہ کے بدلے میں جنت میں تیرا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گناہ معاف ہوگا۔

سجدے سے مراد نماز کے سجدے ہیں۔ (شرح مسلم نووی ۱/۱۹۳)

یعنی کثرت سے نمازیں پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا نوافل جتنے زیادہ ادا کیے جائیں اچھا ہے۔ ہر سجدہ کے بدلے ایک درجہ بلند اور ایک گناہ معاف ہوگا۔

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گزارتا تھا اور وضو کا پانی دیگر ضروریات (مسواک وغیرہ) کی خدمت سرانجام دیتا تھا ایک رات مجھے فرمایا: جو مانگنا ہے مانگ لے۔ میں نے عرض کیا کہ جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ فرمایا اس کے علاوہ کوئی اور چیز؟ میں نے عرض کیا نہیں بس۔ یہی مطلوب ہے، آپ نے فرمایا **''فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ''**۔ (مسلم ۱/۱۹۳ باب فضل السجود والحث علیہ)

پھر تو اپنے آپ پر کثرت سے سجدوں کو لازم کرنے کے ساتھ میری مدد کر۔

یہاں بھی سجدوں سے مراد نوافل ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کثیر تعداد میں نوافل نہ صرف جائز ہیں بلکہ جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا ذریعہ ہیں۔ غیر مقلدین کی کتاب ''نمازِ نبوی'' میں یہ حدیث مذکور ہے اس کے اوپر یوں عنوان قائم کیا گیا ہے:

''کثرتِ سجود، بہشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا باعث'' (نمازِ نبوی صفحہ ۲۲۹)

مذکورہ بالا احادیث نبویہ کی رو سے بزرگوں کا سینکڑوں نوافل پڑھنا بہت ہی مبارک عمل ہے اور عبیدالرحمٰن صاحب کا اعتراض کرنا نہ صرف غلط ہے بلکہ ان کے مخالف حدیث ہونے کی غمازی کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو مخالف حدیث کی بجائے اہل حدیث ہی کہتے رہیں۔

(۴)...... کثرت سے نوافل ادا کرنے والے بزرگوں کا تذکرہ محدثین کی کتابوں میں بھی ملتا ہے مثلاً حافظ ذہبی کی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' ہی کا مطالعہ کرلیا جائے۔

میمون بن عمران نے سترہ روز میں سترہ ہزار رکعتیں پڑھی تھیں یعنی اوسطاً روزانہ ایک ہزار رکعت۔

بشر بن المفضل روزانہ چار سو رکعات پڑھتے تھے۔ ابو قلابہ رات و دن میں چار سو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد اول بحوالہ ارمغانِ حق جلد اول)

غیر مقلدین کو فضائل اعمال میں بزرگوں کا سینکڑوں نوافل پڑھنا چبھتا ہے لیکن تذکرۃ الحفاظ کے متعلق ان کی زبانیں خاموش ہیں۔

عبیدالرحمٰن صاحب! تذکرۃ الحفاظ میں جن بزرگوں کا ذکرِ خیر ہے کہ وہ یومیہ سینکڑوں نوافل ادا فرمایا کرتے تھے وہ طریقہ نبوی پر تھے یا نہیں؟ غیر مقلدین میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے اسی چیز کو مدار بنا کر ''تذکرۃ الحفاظ'' کے خلاف کوئی کتاب، رسالہ یا چھوٹا سا مضمون لکھا ہو۔

(۵)......خود غیر مقلدین کی کتابوں میں ان بزرگوں کا تذکرہ موجود ہے جو گیارہ سے زیادہ نوافل پڑھا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ، تراویح پڑھنے کے بعد تہجد پڑھا کرتے تھے۔

(سیرۃ البخاری صفحہ ۸۷، تیسیر الباری ۱/۴۹)

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب بھی تراویح کے بعد تہجد پڑھا کرتے تھے۔ (الحیاۃ بعد المماۃ صفحہ ۱۳۸)

عبیدالرحمٰن صاحب! بتایئے تہجد و تراویح دونوں کی رکعتیں گیارہ سے زیادہ بنتی ہیں یا نہیں؟ تراویح کے بعد تہجد پڑھنے والے یہ لوگ طریقہ نبوی پر عمل پیرا تھے یا اس سے روگردانی کرنے والے؟

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ داود بن قیس کے زمانہ میں اہلِ مدینہ ۳۶ رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے... اسحاق بن راہویہ چالیس رکعتوں کے قائل تھے۔ (تعداد قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۸۹)

ان لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''**سَجَّاد** ۔امام زین العابدین کا لقب ہے کیونکہ آپ بہت سجدے کیا کرتے، ایک روایت میں ہے کہ آپ دن رات میں ایک ہزار رکعت پڑھتے۔'' (لغات الحدیث ۲/۴۷، س)

علامہ صاحب ہی لکھتے ہیں:

''حسین بن منصور حلاّج جس دن سولی پر چڑھائے گئے، اس شب پانچ سو رکعتیں نفل قید خانہ میں ادا کیں'' (تیسیر الباری ۶/۳۶۱)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب کچھ اُن کے بارے میں بھی فرمائیں۔

مولانا عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حسین بن منصور حلاج بڑا عابد تھا۔ ہر رات ہزار رکعت نفل پڑھتا۔''

(فتاویٰ اہلِ حدیث ۵۳/۱)

یہی بات فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۷۶۸/۱ پر بھی منقول ہے۔

اعتراض:۵۰......مہمان سے بے رخی کا الزام

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب فضائل اعمال کے ایک واقعہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مہمان ظہر کے وقت ملنے کے لیے آیا اور وہ (بزرگ) تلاوت قرآن اور وظائف میں مصروف رہے اور مہمان پر کوئی توجہ نہ دی ...مہمان کی عزت اور اس سے خوش اخلاقی سے ملنا، مہمان کی خدمت، کھلانا پلانا اور دوسرے حقوق تلف کرنے کی وجہ سے بھی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ٹھہرا۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۴۰)

الجواب:

(۱)......عبیدالرحمٰن صاحب نے جس واقعہ پر اعتراض کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

''**بھجة النفوس** میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص ملنے آیا وہ ظہر کی نماز میں مشغول تھے وہ انتظار میں بیٹھ گیا جب نماز سے فارغ ہو چکے تو نفلوں میں مشغول ہو گئے اور عصر تک نفلیں پڑھتے رہے۔ یہ انتظار میں بیٹھا رہا نفلوں سے فارغ ہوئے تو عصر کی نماز شروع کر دی اور اس سے فارغ ہو کر دُعا میں مشغول رہے یہ بیچارہ انتظار میں بیٹھا رہا عشاء کی نماز پڑھ کر پھر نفلوں کی نیت باندھ لی اور صبح تک اس میں مشغول رہے پھر صبح کی نماز پڑھی اور ذکر شروع کر دیا اور اوراد ووظائف پڑھتے رہے اسی میں مصلے پر بیٹھے بیٹھے آنکھ جھپک گئی تو فوراً آنکھوں کو ملتے ہوئے اُٹھے، استغفار وتوبہ کرنے لگے اور یہ دعا پڑھی **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَيْنٍ لَّا تَشْبَعُ مِنَ النَّوْمِ** ، اللہ ہی سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھ سے جو نیند سے بھرتی ہی نہیں۔''

(فضائلِ نماز صفحہ ۹۴، فضائل اعمال صفحہ ۳۸۲)

اس واقعہ کو غور سے پڑھیں، مہمان نے نہ تو اَز خود بزرگ کو اپنی آمد کی اطلاع کی اور نہ کسی دوسرے کے ذریعہ انہیں مطلع کیا۔ جب بزرگ کو مہمان کی آمد کا علم ہی نہیں تو مہمان سے بے رُخی کا الزام غلط ہوا۔

(۲)......اس کے بالمقابل غیر مقلدین کا اپنے مہمانوں سے کیا سلوک ہے، اس کی ایک جھلک یہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(الف)......مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد، اپنی جماعت کے قابلِ قدر بزرگ مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب کے حالات میں روایت کرتے ہیں:

''سردیوں کا موسم تھا مولانا سیالکوٹی ایک دن صبح کے وقت اپنی مسجد میں طلباء کو قرآن مجید کا درس دے رہے تھے محلے کی ایک عورت آئی اس نے مولانا سے بڑی لجاجت کے ساتھ کسی سلسلے میں تعویذ کے لیے عرض کیا۔ مولانا نے فرمایا: بیٹھ جاؤ طلباء کے درس سے فارغ ہو کر تعویذ لکھ دوں گا۔ وہ بیٹھ گئی لیکن پانچ چھ منٹ کے بعد پھر تعویذ کا مطالبہ کیا مولانا نے اب بھی وہی جواب دیا کہ ابھی ٹھہرو تھوڑی دیر کے بعد فارغ ہوں گا تو لکھ دوں گا دو چار منٹ بعد اس نے پھر تعویذ کے لیے کہا مولانا نے پھر وہی جواب دیا چوتھی یا پانچویں دفعہ اس نے تعویذ مانگا تو مولانا اپنی جگہ سے اُٹھے اس عورت کے پاس گئے اسے اٹھایا اور مسجد کے وضو کرنے والے حوض میں پھینک دیا۔ کیا فضول رٹ لگا رکھی ہے تعویذ دے دو، تعویذ دے دو اِس کا یہی علاج تھا۔ لے لے تعویذ، ڈال لے گلے میں، ہو جا تندرست۔ اس کے کپڑے حوض کے پانی سے بھیگ چکے تھے۔ وہ اُٹھی اور اسی حالت میں گھر کو چل پڑی۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۸۴)

عورت کو اس وقت تعویذ دینا یا نہ دینا، ہم اس پر فی الحال کوئی تبصرہ نہیں کرتے۔ البتہ یہ پوچھتے ہیں کہ سردیوں کے موسم میں ٹھنڈے پانی میں عورت کو گرا کر بھگو دینا مہمان کی کون سی خدمت ہے؟ عبید الرحمٰن صاحب! بتایئے میر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ٹھہرے یا نہیں؟ نیز غیر محرم عورت کو اُٹھا لینا حدیث کی مخالفت ہے یا نہیں؟

(ب)......مولانا ثناء اللہ صاحب غیر مقلد نے اپنے مہمان مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحب کو گاڑی میں پھینک دینے کا حکم دیا۔ بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا ثناء اللہ صاحب نے اپنے بیٹے مولوی عطاء اللہ کو آواز دی اور کہا: یہ [سیالکوٹی صاحب (ناقل)] تمہارا چچا بیٹھا ہے۔ اسے اُٹھاؤ اور اسٹیشن پر لے جاؤ۔ جو گاڑی لاہور جانے والی ہے، اس میں پھینک دو۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۸۵)

عبید الرحمٰن صاحب! ''مہمان کو گاڑی میں پھینک دینے کا حکم دینا'' مہمان کی خدمت ہے یا اس کی بے اکرامی؟

(ج)......بھٹی صاحب اپنی جماعت کے ایک شخص عبد اللہ اہل حدیث کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''انہوں نے بتایا کہ آزادئ وطن سے کچھ عرصہ پیشتر وہ کسی جماعتی سلسلے میں مولانا [میر محمد ابراہیم

سیالکوٹی (ناقل)] کی خدمت میں سیالکوٹ گئے ان کے ساتھ گوجرانوالہ کے بعض اور لوگ بھی تھے جن کا شمار شہر کے معززین میں ہوتا تھا اور مولانا سے متعارف تھے بقول عبداللہ اہلِ حدیث کے یہ چار پانچ آدمی جو وَفد کی صورت میں مولانا کی خدمت میں گئے تھے ان کے مکان پر پہنچے، دروازے پر دستک دی تو مولانا نے اوپر کے کمرے کی کھڑکی سے سر باہر نکالا اور پوچھا: کیا بات ہے؟ انہوں نے نیچے کھڑے سلام عرض کیا اور کہا: آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ زیارت کا لفظ سُن کر مولانا نے کھڑکی سے تھوڑا سا سر اور چہرہ باہر نکالا اور پنجابی میں فرمایا: لوَ ویکھ لوَ میرا بوتھا'' یعنی لو میرا منہ دیکھ لو۔ یہ کہہ کر سر اندر کر لیا اور یہ لوگ واپس آ گئے۔''

(قافلہ حدیث:۹۲)

گوجرانوالہ سے سفر کر کے سیالکوٹ آنے والے مہمانوں کے ساتھ مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے جو سلوک کیا ہے اس پر ہم اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے عبیدالرحمٰن محمدی صاحب کا وہ تبصرہ درج کر دیتے ہیں جو انہوں نے فضائل اعمال کی تردید کرتے ہوئے لکھا۔ پڑھیے:

''مہمان کی عزت اور اس سے خوش اخلاقی سے ملنا، مہمان کی خدمت، کھلانا پلانا اور دوسرے حقوق تلف کرنے کی وجہ سے وہ [مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد (ناقل)] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ٹھہرا۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۴۰)

عبیدالرحمٰن صاحب! اگر کوئی شخص مذکورہ بالا واقعہ کے پیشِ نظر ''وہ'' ضمیر کا مرجع مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی کو بنا کر آپ کی عبارت ''وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان ٹھہرا'' کے بعد ''بے شک'' لکھ دے تو کیسا لگے گا؟

بھٹی صاحب سیالکوٹی صاحب کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اب مولانا ابراہیم سیالکوٹی جیسے لوگ کبھی پیدا نہیں ہوں گے۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۸۷)

(ج)......مہمان کے حقوق سے بے پرواہی کے غیر مقلد علماء کے مزید واقعات نقل کرنے کی بجائے ان کی اخلاقی پرواز کو منظرِ عام پر لانے کے لیے ہم ان کے ایک بزرگ کی گواہی نقل کرتے ہیں۔

نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ کے جناب ایم حسن محمد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''افسوس حاملین مسلک اہلِ حدیث کے اکثر علماء اور اکثر سرمایہ دار اچھے رویہ سے خالی ہیں کچھ علم کے

نشہ میں مخمور، بداخلاق اور کچھ سرمایہ کی شراب میں مست، کبرونخوت، غرور و گھمنڈ، فخر وتکبر سے ملبوس اور تقویٰ کے نور سے متنفر نظر آتے ہیں ان ہی کی وجہ سے ایک مقدس جماعت کئی ٹکڑوں میں بٹ گئی ہے جو کہ مسلک اہلِ حدیث کی ترقی وترفع میں ایک کوہ ہمالیہ جیسی رکاوٹ بن گئی ہے۔''

(ہم اہلِ حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۱۲ مرتبہ طیب محمدی)

ایم حسن محمد صاحب اگر زندہ ہیں تو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے غیر مقلدین کے اکثر علماء کی اخلاقی معراج بیان کردی ہے۔ ذرا یہ بتائیں کہ عبیدالرحمٰن محمدی صاحب اس ''اکثر'' میں شامل ہیں یا وہ اقلیت کا فرد ہیں؟

اعتراض: ۵۱... بزرگ کو جنت کی طلب نہ تھی

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے لکھا:

''صلہ بن اشیم رحمہ اللہ رات بھر نماز پڑھتے اور صبح کو دعا کرتے کہ یا اللہ میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ جنت مانگوں صرف اتنی درخواست ہے کہ آگ سے بچا دیجیو۔''

(فضائل رمضان صفحہ ۴۲ فضائل اعمال صفحہ ۶۷۴)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر یوں اعتراض کرتے ہیں:

''اس واقعہ میں تصوف کی ایک بڑی بیماری جنت کی تحقیر کا پہلو نمایاں ہے۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۴۰)

الجواب:

(۱)...... غیر مقلد مصنف مولانا ابوالاشبال شاغف صاحب کہتے ہیں کہ صوفیا کرام تارکِ تقلید ہیں۔ (مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۵)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد، شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ عبدالقادر جیلانی کو تارکِ تقلید قرار دینے کے بعد لکھتے ہیں:

''میرے خیال کے مطابق ان بزرگوں کے علاوہ اور بھی کوئی شیخِ طریقت کسی خاص مذہب کا مقلد نہیں تھا اگر کسی نے اپنے آپ کو کسی مذہب کی طرف منسوب کیا ہے تو وہ عوام الناس کی زبان ودست درازی سے محفوظ رہنے یا کسی اور مصلحت کے پیشِ نظر کیا ہے۔'' (ابقاء المنن صفحہ ۸۵)

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ صوفیاء کرام غیر مقلدین کے نزدیک غیر مقلد تھے۔ اب

عبیدالرحمٰن صاحب کی مرضی ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کو جنت کی تحقیر کا طعنہ دیں یا کوئی اوران پر الزام لگائیں۔

یہ بھی معلوم رہے کہ حضرت صلہ رحمہ اللہ کی عبادت کو مولانا ارشادالحق اثری صاحب غیر مقلد نے خراجِ تحسین پیش کیا جیسا کہ اعتراض:۳۵ کے جواب میں مذکور ہے۔

(۲)......صلہ بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ نے جو دعا مانگی ہے اس میں جنت کی تحقیر مقصود نہیں بلکہ غلبہِ خوف کی وجہ سے ان کی زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے۔

صحیح بخاری: ۱۳۹۲میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ایک انصاری جوان نے انہیں کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو بشارت ہو..تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! کاش میں برابر برابر چھوٹ جاؤں، نہ عذاب ہو نہ ثواب۔

(توفیق الباری صفحہ۴۲ حافظ زبیر علی زئی)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر ''مجھے ثواب نہ ہو'' جنت کی تحقیر کر رہے ہیں؟ ثواب و نیکی ہی تو دخولِ جنت کا ذریعہ ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں چاہتی ہوں کہ میں ایک درخت ہوتی، اللہ کی قسم میں چاہتی ہوں کہ میں مٹی کا ڈھیلا ہوتی۔ (طبقات ابنِ سعد جلد۸ صفحہ۴۷)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد اسے نقل کر کے لکھتے ہیں:

''**وَسَنَدُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ**'' (توفیق الباری صفحہ۴۲)

اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب جیسی سوچ کا مالک شخص یہاں بھی اعتراض کرسکتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جنتی تو کجا انسان ہونے کو بھی پسند نہ کرتی تھی مگر ہر سلیم الفطرت شخص یہی کہے گا کہ اُن سے اِن کلمات کا صدور غلبہِ خوف کی وجہ سے ہوا ہے۔ غلبہ خوف کی وجہ سے سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ نے تو یہ بھی کہہ دیا تھا **نَافَقَ حَنْظَلَةُ**، حنظلہ منافق ہوگیا۔ (صحیح مسلم: ۲۷۵۰، دارالسلام ۶۹۶۶)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! آپ جو تاویل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کریں گے وہی صلہ بن اشیم رحمہ اللہ کے بارے میں کرلیں۔

(۳) مولانا عبدالحق غزنوی صاحب غیر مقلد، سردار اہلِ حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری

صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''چونکہ اس تفسیر سے دیدار الٰہی (جو مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے) ثابت ہوتا ہے اس لیے اسے چھوڑ کر معتزلہ کی نصرت اور حمایت کی جو منکر دیدار الٰہی ہیں۔''

(الاربعین صفحہ ۱۶ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول)

جنت کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت اللہ کا دیدار ہے مگر امرتسری صاحب نے دیدارِ الٰہی کے منکرین معتزلہ کی نصرت وحمایت کی ہے۔عبید الرحمٰن محمدی صاحب! امرتسری صاحب کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۴) علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے ہے:

''دوزخ کا عذاب دائمی نہیں ہے۔'' (تیسیر الباری: ۲۳۶/۶)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! کیا آپ حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ پر اعتراض کرو گے کہ یہ جہنم کی ہولناکی کے خوف کو ذہنوں سے کم کرنے کی سازش ہے۔یا آپ کا ہدف صرف اور صرف فضائل اعمال اور اس کے مصنف ہیں؟

اعتراض:۵۲...ہمیشہ روزہ رکھنا حدیث کے خلاف ہے

فضائل اعمال صفحہ ۳۱۳ پر میں ایک شخص کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ رکھتا تھا۔

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا:

''دن کو ہمیشہ روزہ رکھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف ہے'' (تبلیغی جماعت: ۱۴۲)

الجواب:

(۱)......علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد، صومِ دہر/ہمیشہ روزہ رکھنے کو جائز کہنے والوں کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان کی دلیل حدیث حمزہ بن عمرو ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں برابر روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزے رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہو تو رکھو اور اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے غرض یہ کہ اگر مکروہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیتے علی الخصوص سفر میں۔'' (شرح مسلم ۱۶۲/۳)

علامہ وحید الزمان صاحب نے یہ بھی لکھا:

''ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے کہ وہ برابر روزے رکھتے تھے یعنی عمر بن خطاب کے صاحب زادے اور ایسے ہی ابوطلحہ اور حضرت عائشہ اور اکثر سلف سے مروی ہے''

(شرح مسلم ۱۶۲/۳)

وحیدالزمان صاحب کے بقول صحابہ کرام میں متعدد حضرات ہمیشہ روزہ رکھنے والے تھے، نیز اکثر سلف ہمیشہ روزہ رکھنے کے قائل ہیں مگر آج کا نام نہاد سلفی اسے ناجائز کہتا ہے۔

(۲)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ روزہ دار رہنے سے منع تو فرمایا مگر اس کی تہہ میں امت مرحومہ کے ساتھ ترفق اور سہولت منظور ہے اگر کوئی شخص اپنے لیے سہولت سمجھتا ہے اور ایامِ ممنوعہ کے علاوہ ہمیشہ روزے رکھتا ہے تو وہ اس حدیث کے اندر جو مفہوم پنہاں و پوشیدہ مگر زبانِ حال سے گویا ہے اس پر عامل ہے اور یہ کاروائی حدیث کے مخالف نہیں اور نہ اس کی وجہ سے کسی پر ملامت جائز اور روا ہے۔ (مقامِ ابی حنیفہ صفحہ ۲۳۸)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اَلنَّھْیُ عَنْ صَوْمٍ لِمَنْ تَضَرَّرَ بِہٖ اَوْفَوْتَ بِہٖ حَقًّا اَوْ لَا یُفْطِرُ الْعِیْدَیْنِ وَالتَّشْرِیْقَ ....وَحَاصِلُ الْحَدِیْثِ بَیَانُ رِفْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاُمَّتِہٖ وَشَفْقَتِہٖ عَلَیْھِمْ۔

ترجمہ: ہمیشہ روزے رکھنے کی ممانعت اس کے لیے ہے جس کو روزے سے ضرر ہو یا اس کی وجہ سے کسی کا حق فوت ہو یا وہ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ ترک نہ کرے اور حاصل حدیث یہ ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے ساتھ نرمی و شفقت کو بیان کرنا ہے۔

(شرح مسلم:۳۶۵/۱)

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحیدالزمان صاحب ممانعت والی حدیث کا جواب لکھتے ہیں:

''یہ جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزہ ہی نہیں رکھا۔ اس کے بہت سے جواب دیئے ہیں اول یہ کہ مراد اس سے وہی شخص ہے جو ان پانچ دنوں میں بھی روزہ رکھے اور یہ جواب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جس سے اور حقوق واجبہ میں خلل واقع ہووے اور مسلم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص بھی آخر میں نادم ہوئے اور ضعف ان کو بھی لاحق ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا تھا کہ ان کو ضعف ہو جائے گا پس نہی ان کے ساتھ خاص ہے جس کو ضُعف ہو جائے۔''

(شرح مسلم ۳/۱۶۲)

علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ان روایتوں میں صوم الدھر (ہمیشہ کا روزہ) کی نہی وارد ہوئی اور ظاہر یہ کا مذہب یہی ہے کہ صوم دہر ممنوع ہے ان ہی روایتوں کے اور جمہور کے نزدیک اگر منہی عنہ میں یعنی عیدین میں اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے تو روا ہے۔'' (شرح مسلم ۳/۱۶۲)

مذکورہ بالا عبارات سے تین باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔

اول: ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت کی وجہ امت پر شفقت کرنا ہے اگر کوئی سہولت وآسانی سے رکھ سکتا ہے تو درست ہے۔

دوم: نہی عارض کی وجہ سے ہے مثلاً جب روزہ سے کسی کا حق تلف ہو یا وہ عیدین اور ایام تشریق میں بھی روزہ رکھے اگر ایسا نہ ہو تو روزہ رکھنا صحیح ہوگا۔

سوم: ہمیشہ روزہ رکھنے کو جائز قرار دینے والے جمہور ہیں۔علمائے امت کی اس تشریح کے بعد عبید الرحمٰن محمدی صاحب کا اعتراض کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

(۳)......مولانا داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شافعیہ کے نزدیک یہ (ہمیشہ روزہ رکھنا) مستحب ہے ایک حدیث میں ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس پر دوزخ تنگ ہو جائے گی یعنی وہ اس میں جا ہی نہ سکے گا'' (شرح بخاری اردو ۳/۲۲۱)

یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا شوافع کے نزدیک مستحب اور جہنم سے حفاظت کا ذریعہ ہے اور اس کے ساتھ مولانا رئیس محمد ندوی غیر مقلد کا درج ذیل بیان بھی پڑھیں:

''مالکی وشافعی وحنبلی مجموعی اعتبار سے اہلِ حدیث ہیں جیسا کہ اپنی کتاب ''ضمیر کا بحران'' کے اوائل میں ہم نے معتبر حوالوں سے واضح کیا ہے'' (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۸۲)

شافعیہ جو ندوی صاحب غیر مقلد کے بقول اہل حدیث ہیں وہ نہ صرف ہمیشہ کے روزہ کو جائز کہتے ہیں بلکہ اسے جہنم سے براءت کا پروانہ بھی سمجھتے ہیں۔عبید الرحمٰن محمدی صاحب! غور کرو آپ کے اعتراض کی زد میں کون آیا؟ ع

ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

(۴)......حکیم محمد اشرف سندھو غیر مقلد، اپنی جماعت کے مجتہد العصر مولانا عبداللہ روپڑی

صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''مدتِ مدید اور عرصہ بعید سے صائم الدھر ہیں صرف ایک ہی وقت شام کو کھایا کرتے ہیں۔''
(نتائج التقلید صفحہ ۳۰)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! روپڑی صاحب بھی طریقہ نبوی سے منہ موڑے ہوئے ہیں؟ بلکہ وہ تو آپ کے نزدیک دو جُرموں کے مرتکب ہیں ایک ہمیشہ روزہ رکھنا اور دوسرا سحری نہ کھانا، کیسے جناب؟

مولانا ارشادالحق اثری صاحب غیر مقلد ایک عورت کی عبادت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وہ نیک خاتون بیس سال زندہ رہی، دن کو روزہ اور شب بھر قیام کرتی'' (فلاح کی راہیں صفحہ ۴۵)

اثری صاحب نے ہمیشہ روزہ رکھنے کے عمل کو مقامِ مدح میں پیش کیا ہے۔

(۵)......امام شعبہ بن حجاج، امام وکیع بن جراح اور امام بخاری کی طرف منسوب ہے کہ یہ تینوں حضرات صائم الدھر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے والے تھے دیکھیے علی الترتیب مقدمہ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۲۲۲، تاریخ بغداد ۳/۴۷۰، المیزان الکبریٰ صفحہ ۵۰/۔

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! کیا آپ ان بزرگوں کو بھی طریقہ نبوی سے منہ موڑنے والا قرار دیں گے؟

(۶)......مولانا عبدالتواب ملتانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حدیث ھٰذا ابتلاتی ہے کہ آپ نے اپنی امت پر شفقت اور مہربانی فرما کر وصال سے منع فرمایا ہے ورنہ وصال حرام نہیں ہے'' (حاشیہ بلوغ المرام صفحہ ۲۱۹)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! آپ تو صوم الدھر کو جائز قرار نہیں دے رہے اور ملتانی صاحب تو صومِ وصال کو بھی مان رہے ہیں۔

اعتراض:۵۳...ساری رات عبادت کرنا خلافِ سنت ہے

فضائل اعمال میں ایک شخص کے رات بھر جاگنے اور نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔(صفحہ ۳۱۳)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رات بھر جاگتے رہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف ہے'' (تبلیغی جماعت: ۱۴۲)

الجواب: عبیدالرحمٰن صاحب کا یہ اعتراض حدیث سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ساری رات عبادت کرنا اور جاگنا حدیث سے ثابت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”**كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَادَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَ اللَّيْلَ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔**

ترجمہ: جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی رات بھر جاگتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے“ (بخاری ۱/۲۷۱، مسلم ۱/۳۷۲ واللفظ للثانی)

مولانا داود راز غیر مقلد اِس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

” آپ اس عشرہ میں عبادت الٰہی کے لیے خاص محنت کرتے۔ خود جاگتے گھر والوں کو جگاتے اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سارا عمل تعلیم امت کے لیے تھا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا اے ایمان والو اللہ کے رسول تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں ان کی اقتدا کرنا تمہاری سعادت مندی ہے“ (شرح بخاری ۳/۲۵۱)

امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب مذکورہ حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

”معمولی عبادتوں سے زیادہ کوشش فرمانے لگے اور ساری رات جاگنے لگے اس حدیث سے زیادتی عبادات عشرہ اخیرہ میں ثابت ہوئی“ (شرح مسلم اردو ۳/۱۷۸)

بخاری شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا تذکرہ ہے **كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُوْمُ اَوْلَيُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ قَدَمَاهُ اَوْسَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ فَيَقُوْلُ اَفَلَااَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا ۔**

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے حتی کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا آپ کو اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو فرماتے میں کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں“

(بخاری: کتاب التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل حتی ترما قدماہ ۱/۱۵۲)

پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث میں لفظ ”كَانَ“ مضارع يَقُوْمُ، يُصَلِّيْ پر داخل ہے اور غیر مقلدین کا کہنا ہے:

”كَانَ جب مضارع پر ہو تو ماضی استمراری بن کر علی الدوام فائدہ دیتا ہے۔“

(تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوۃ الرسول صفحہ ۲۰۲)

دوسری بات یہ ہے کہ بخاری کی شرح فتح الباری میں اس حدیث کے ذیل میں لکھا ہے:

''قِيلَ اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ يُنَبِّهُ عَلٰى اَنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ وَلَا تُعَارِضُهُ الْاَحَادِيْثُ الْآتِيَةُ لِاَنَّهُ يُجْمَعُ بَيْنَهُما بِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُدَاوِمُ عَلٰى قِيَامِ جَمِيْعِ اللَّيْلِ بَلْ كَانَ يَقُوْمُ وَيَنَامُ۔

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اس بات پر تنبیہ کررہے ہیں کہ ساری رات قیام کرنا مکروہ نہیں اور آگے آنے والی حدیثیں اس کے خلاف نہیں کیونکہ ان کے درمیان تطبیق ممکن ہے وہ اس طرح کہ آپ تمام رات جاگنے میں ہمیشگی نہیں کرتے تھے بلکہ کبھی تو تمام رات جاگتے اور کبھی سو جاتے۔'' (فتح الباری ۲۰/۳ قدیمی کتب خانہ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو غیر مقلدین نے ''غیر مقلد'' کہا ہے۔ (اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۵۴)

صحیح ابن حبان میں ہے: ایک شخص نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب بات جو آپ نے دیکھی ہو سنا دیں انہوں نے فرمایا ان کی کون سی بات عجیب نہ تھی۔ ایک رات تشریف لائے اور میرے لحاف میں لیٹ گئے پھر فرمانے لگے لے چھوڑ، میں تو اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں یہ فرما کر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور رونا شروع کیا یہاں تک کہ آنسو سینہ مبارک پر بہتے رہے پھر رکوع فرمایا اس میں بھی روتے رہے پھر سجدہ کیا اس میں بھی اسی طرح روتے رہے پھر سجدہ سے اُٹھے اس میں بھی اسی طرح روتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آ کر صبح کی نماز کے لیے بلایا۔ (فضائل اعمال صفحہ ۶۳)

یہاں یہ ذہن میں رہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک کبھی کبھار کیا جانے والا عمل بھی سنت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ۵۵۲/۱)

ابوداود میں تراویح سے متعلق حدیث ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات صحابہ کرام کو اتنی لمبی نماز پڑھائی کہ انہیں سحری کے فوت ہونے کا اندیشہ ہونے لگا۔

(سنن ابی داود ۱۹۵/۱)

غیر مقلدین اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح اس قدر لمبی پڑھائی کہ تہجد کا وقت نہ بچا، صرف سحری کھانے کا وقت ہی رہ گیا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ ان کے استدلال کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا ساری رات نماز پڑھنا ثابت

ہوتا ہے لہٰذا وہ رات بھر عبادت کرنے کو بدعت کہنا چھوڑ دیں اور وہ اسے طریقہ نبوی کی خلاف ورزی قرار دینے سے باز آجائیں۔

تنبیہ: ہمارے نزدیک سحری فوت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس دَور میں عورتیں بھی نماز پڑھنے کے لیے مسجد جایا کرتی تھیں تو عورتوں کے لیے سحری پکانے کا وقت کم بچا تھا اسی لیے انہیں سحری کے فوت ہونے کا خدشہ ہوگیا۔

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں، ایک رات نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔فرماتے ہیں کہ آپ تمام رات بیدار رہے۔اور نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔'' (نمازِ نبوی صفحہ ۲۸۶)

نمازِ نبوی کے محشی صاحب لکھتے ہیں:

''نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری رات نماز پڑھنے کا معمول نہیں تھا مگر کبھی کبھی ایسا بھی کر لیتے تھے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں صبح تک نماز پڑھنے کا ذکر ہے یا سنن نسائی کے حوالے سے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث صفحہ: ۲۸۳ پر گزر چکی ہے کہ آپ نے ایک ہی آیت پڑھتے پڑھتے صبح کی یا رمضان المبارک کے آخری عشرے کی راتوں میں **اَحْیَا لَیْلَۃً** تمام شب عبادت کی'' (صحیح البخاری، حدیث: ۲۰۲۴) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔''

(حاشیہ نمازِ نبوی صفحہ ۲۸۶ طبع دارالسلام)

مولانا عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ایک اور روایت میں ہے کہ ساری رات آپ ؐ نے ایک آیت کے ساتھ قیام کیا۔(مشکوۃ قیام اللیل)'' [فتاوی اہلِ حدیث: ۱/۴۹۶]

روپڑی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''تین راتیں جن میں آپ ؐ نے صحابہ ؓ کو نماز تراویح پڑھائی اُن میں سے اخیری رات میں ساری رات صبح تک نماز پڑھائی'' (فتاوی اہلِ حدیث: ۱/۶۴۱)

غیر مقلدین کی کتاب ''نمازِ نبوی اردو ترجمہ صفۃ صلوۃ النبی للالبانی'' میں لکھا ہے:

''ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ارت رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگِ بدر میں شریک ہوئے۔ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔اس کا بیان ہے کہ آپ صلی

اللہ علیہ وسلم تمام رات بیدار رہے اور نوافل ادا کرتے رہے یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی۔" (نمازِ نبوی صفحہ ۱۱۱)

اسی کتاب میں مزید لکھا ہے:

"ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک قیام فرماتے رہے لیکن صرف **اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ** (المائدہ:۱۱۸) آیت ہی تمام نماز میں دہراتے رہے صبح کی نماز کے بعد ابوذر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ رات بھر یہی آیت تلاوت کرتے رہے بلکہ رکوع اور سجود اور دُعا میں بھی یہی آیت دہراتے رہے حالانکہ اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام قرآن کا علم دیا ہے...آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس رات اپنی امت کے لیے شفاعت کرنے کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے سوال کو شرفِ قبول عطا فرمایا۔ ان شاء اللہ ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا اس کو میری سفارش سے فائدہ پہنچے گا۔" (نمازِ نبوی صفحہ ۱۱۲)

اسی کتاب میں آگے لکھا ہے:

"ایک صحابی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار (سوال) کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ایک پڑوسی ہے جو رات بھر قیام کرتا ہے لیکن بار بار صرف **قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ** (۱۱۲:۴) کو ہی دہراتا رہتا ہے، اس کے علاوہ کوئی دوسری آیت تلاوت نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یہ سورت ثلث ۱/۳ قرآن کے برابر ہے۔"

(نمازِ نبوی صفحہ ۱۱۲)

غیر مقلدین کے ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ ساری رات جاگنا اور عبادت کرنا احادیثِ نبویہ سے ثابت ہے۔

مولانا عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد ذی الحجہ کی آٹھویں شب، نویں شب، قربانی کی رات، لیلۃ القدر اور شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں حدیث ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"**مَنْ اَحْيَا اللَّيَالِيَ الْخَمْسَ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ** (ترغیب) جو پانچ راتوں کی شب بیداری کرے گا اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔" (اسلامی خطبات ۱/۶۰۷:)

محمدی صاحب تو رات کو جاگ کر عبادت کرنے والے کو طریقہ ٔ نبویہ کا مخالف کہہ رہے ہیں جب کہ اُن کے غیر مقلد بزرگ ایسے شخص کو حدیث کا پیرو سمجھتے ہوئے اسے جنت کے وجوب کی بشارت سُنا رہے ہیں۔

غیر مقلدین کا شب بیدار بزرگوں کو خراجِ عقیدت:

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد، منصور بن معتمر رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''حضرت منصور کا شمار کوفہ کے کبار محدثین میں ہوتا ہے۔حضرت حسن بصری، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر اور مجاہد ایسے تابعین کے وہ شاگرد تھے نہایت عابد وزاہد، روزہ دار اور شب زندہ دار تھے، کثرت سے رونے کے سبب بینائی جاتی رہی تھی، ساٹھ سال ان کا معمول رہا کہ دن کو روزہ رکھتے اور شب بھر قیام کرتے۔حافظ عبدالحق اشبیلی نے لکھا کہ ان کی ایک پڑوسن تھی رات کو سونے کے لیے اپنی بیٹی کے ہمراہ چھت پر چلی جاتی اور رات کے آخری حصہ میں نیچے آجاتی اس کی بیٹی حضرت منصور کو نماز پڑھتے دیکھتی، جب ان کی وفات ہوگئی تو اس نے اپنی والدہ سے پوچھا یہاں چھت پر رات کو لکڑی کا ایک تنا ہوتا تھا وہ کہاں ہے؟ اس کی والدہ نے کہا بیٹی وہ تنا نہیں بلکہ منصور بن معتمر تھے جو شب بھر نماز پڑھتے تھے اس نے کہا اماں اس قدر عبادت؟ میں تو کئی سالوں سے اسے دیکھتی رہی اور آپ کہتی ہیں وہ منصور تھے ان کو کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا کہ وہ فوت ہو گئے اور لوگوں نے انہیں دفن کر دیا، سعادت مند بیٹی نے کہا اماں آج سے میں بھی اللہ کی عبادت کیا کروں گی چنانچہ اس کے بعد وہ نیک خاتون بیس سال زندہ رہی، دن کو روزہ اور شب بھر قیام کرتی۔''

(فلاح کی راہیں صفحہ ۴۵)

شب بھر عبادت کرنا اگر سنتِ نبوی کے خلاف ہے تو عبید الرحمٰن صاحب کیا محدثِ کبیر منصور کو بھی سنت کا مخالف کہیں گے؟ کیا محدثین بھی خلاف سنت عبادت کیا کرتے تھے؟

غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ تقلید چوتھی صدی میں پیدا ہوئی اس سے پہلے تمام مسلمان غیر مقلد تھے۔ہمارے نزدیک یہ بات غلط ہے مگر غیر مقلدین کے قریبا سبھی علماء کا دعویٰ یہی ہے۔لہٰذا ان کے ہاں خیر القرون کی مذکورہ بالا بیس سال شب بھر عبادت کرنے والی خاتون غیر مقلدہ شمار ہوگی۔اب سوال یہ ہے کہ کیا غیر مقلدین بھی سالہا سال تک خلافِ سنت عبادت کرتے ہیں؟ اور اثری جیسا غیر مقلدین کا محقق اور مصنف اس کو مقامِ مدح میں بیان کرتا ہے۔

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب ہی فرماتے ہیں:

''حافظ عبدالحق نے جعفر بن زید سے نقل کیا ہے کہ میں کابل کی لڑائی میں تھا اور لشکر میں حضرت صلہ بن اشیم بھی تھے رات ہوئی تو میں نے ارادہ کیا کہ آج رات میں دیکھوں گا صلہ کیا کرتے ہیں چنانچہ لشکر سوگیا تو وہ لشکر سے علیحدہ ہو گئے انہوں نے وضو کیا اور نماز پڑھنے لگے اسی دوران ایک شیر آیا اور آ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا میں ڈر کے مارے درخت پر چڑھ گیا اور سارا منظر دیکھتا رہا۔ حضرت صلہ شب بھر نماز پڑھتے رہے اور شیر اُن کے سامنے بیٹھا رہا جب سلام پھیرا تو شیر سے کہا چلے جاؤ جا کر اپنا رزق تلاش کرو، شیر چلا گیا'' (فلاح کی راہیں صفحہ ۴۵)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا رات بھر نماز پڑھنے والے صلہ نامی بزرگ بھی خلاف سنت رات کو عبادت کرتے تھے؟ یہ بھی بتائیں کہ صلہ رحمہ اللہ آپ کے نزدیک مقلد ہیں یا غیر مقلد؟

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب، امام سعید بن عبدالعزیز تنوخی کے متعلق فرماتے ہیں:

''دمشق کے ممتاز محدثین میں ان کا شمار ہوتا تھا امام حاکم فرماتے ہیں کہ: اہل شام کے نزدیک ان کا وہی مقام تھا جو اہل حجاز کے نزدیک امام مالک کا، امام سعید شب بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے اور فرمایا کرتے تھے جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں تو جہنم کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔'' (فلاح کی راہیں:۴۶)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا دمشق کے ممتاز محدث امام سعید تنوخی بھی سنت کی خلاف ورزی کیا کرتے تھے؟ کیا محدثین حدیث کے شُغل کے باوجود خلافِ سنت زندگی گزارتے ہیں؟

یہ بھی بتایا جائے کہ فضائلِ اعمال میں شب بھر عبادت کرنے والے بزرگ کا تذکرہ ہو تو وہ قابل اعتراض اور یہی چیز غیر مقلد لکھیں تو ''فلاح کی راہیں یعنی کامیابی کے راستے'' بن جائیں، یہ کیسا انصاف ہے؟

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ساری رات جاگنے کی جو کراہت مذکور ہے مراد اس سے دوام جاگنے کا ہے یہ خاص اس عشرہ میں''

(شرح مسلم اردو ۳/۱۷۸)

یعنی ان کے نزدیک ہمیشہ ساری رات جاگنا مکروہ ہے رمضان کے آخری عشرہ میں جاگنا مکروہ نہیں۔ عبیدالرحمٰن صاحب! ان کے متعلق کیا حکم ہے؟

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد، مسجد چینیا نوالی کے متعلق لکھتے ہیں:

''معلوم نہیں کب سے اس مسجد میں یہ روایت چلی آ رہی تھی کہ ستائیسویں رمضان کو قرآن مجید ختم کیا جاتا تھا۔ مسجد نمازیوں سے بھر جاتی تھی۔ تقسیم ملک سے قبل مولانا داؤد غزنوی کی سکونت وہیں مسجد کے مکان میں تھی۔ اس زمانے میں تو وہ سحری تک مسجد میں رہتے ہی تھے، تقسیم کے بعد جب شیش محل روڈ پر تشریف لے گئے تو ستائیسویں رمضان کو مسجد چینی والی چلے جاتے تھے۔ میں اس وقت الاعتصام کا ایڈیٹر تھا اور اس وقت دفتر شیش محل روڈ پر تھا۔ ستائیسویں رمضان کو میں بھی مولانا غزنوی کے ساتھ اس مسجد میں جاتا تھا۔ عورتوں اور مردوں کے لیے سحری کا انتظام مسجد ہی میں کیا جاتا تھا۔ فجر کی نماز پڑھ کر لوگ اپنے گھروں میں چلے جاتے تھے۔ ذکر واذکار اور اللہ کے حضور دعا کا سلسلہ تمام رات جاری رہتا تھا۔'' (ہفت اقلیم صفحہ ۱۸۴)

اعتراض: ۵۴... ذاکر مرے نہیں، رخصت ہو گئے

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب نے فضائل اعمال پر اعتراض کرتے ہوئے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا:

''ان کا عقیدہ ہے کہ ذاکر مرتے نہیں۔ یہ لڑکے بھی مرے نہیں بلکہ پہلے والے بلا لیے گئے اور بعد والا رخصت ہو گیا، استغفر اللہ'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۴۲)

الجواب:

''ذاکر مرتے نہیں'' کا جواب ہم آئندہ اعتراض: ۶۲ کے تحت عرض کریں گے۔ باقی رہا رخصت ہونے اور بلا لیے جانے سے عبیدالرحمٰن محمدی صاحب کا غلط مطلب کشید کرنا اس کے متعلق ہم یہاں کچھ عرض کرتے ہیں۔

کسی کی موت یا مرنے کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے تفصیل کے لیے مولانا انظر شاہ کشمیری کی کتاب ''حیاتِ کشمیری صفحہ ۵۶...اور...مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی کتاب قافلہ حدیث صفحہ ۲۵۵ کا مطالعہ کریں۔

کسی کے مرنے کو جہاں کئی الفاظِ مختلفہ سے تعبیر کیا جاتا ہے وہاں ''رخصت ہو گیا''... ''اللہ نے بلا لیا'' بھی بولا اور لکھا جاتا ہے۔ خود غیر مقلدین بھی یہ تعبیر اختیار کیا کرتے ہیں۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)......''رب العزت نے...اپنے ہاں بلالیا، **انا للہ**'' (دیباچہ سوانح مولانا غلام رسول صفحہ ۳)

(۲)......''دنیائے فانی سے رخصت ہوئے'' (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۷)

(۳)......''اس جہانِ فانی سے عالَمِ جاودانی کو رخصت ہوگئے'' (قافلہ حدیث صفحہ ۱۳۳)

(۴)......''اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے'' (قافلہ حدیث صفحہ ۲۵۵)

(۵)......''اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے'' (قافلہ حدیث صفحہ ۴۲۴)

(۶)......مولانا امام خان نوشہروی غیر مقلد فرماتے ہیں:

''اگر خدانخواستہ ہم تکمیل سے پہلے ہی اللہ تعالی کے ہاں بلالیے جائیں تو ایک نسخہ ہماری قبر کے سرہانے رکھوادیجیے گا تاکہ ہماری روح کی تسکین کا باعث ہو''

(نوافل کی جماعت کے ساتھ فرض کا حکم صفحہ ۴۷)

(۷)......مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''میرے بعض عنایت فرماؤں نے چاہا کہ میں بذریعہ شہادت دنیا سے رخصت ہوجاؤں''

(سیرہ ثنائی صفحہ ۳۳۱)

(۸)......حافظ ندیم ظہیر صاحب غیر مقلد اپنے ایک بزرگ مولانا عبدالسلام بستوی کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''دل کا شدید دورہ پڑا اور پھر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئے۔'' (الحدیث ش:۴۶ ص ۴۸)

(۹)......آلِ غیر مقلدیت کے رسالہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:

''وہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے ہیں''

(الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف صفحہ ۲۱۶)

(۱۰)......''کچھ ان سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں۔'' (حوالہ مذکورہ)

(۱۱)......علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''فانی دنیا سے رخصت ہوگئے'' (لغات الحدیث ۱۳۲/۲: ر)

مزید دیکھئے تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۳۴۶، ۳۱۷، ۴۲۴۔

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! آپ کے آلِ غیر مقلدیت نے بزرگوں کے متعلق ''رخصت ہوگئے'' الفاظ لکھے ہیں کیا آپ انہیں بھی کہو گے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ بزرگ مرے نہیں بلکہ دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔

غیر مقلدین کی متعدد کتابوں میں مذکور ہے: بعض اہلِ حدیث کا عقیدہ ہے کہ سید احمد بریلوی رحمہ اللہ ''مرے نہیں، غائب ہوگئے'' ہیں۔ اس وقت میرے سامنے علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد کی کتاب ''لغات الحدیث'' رکھی ہے۔ علامہ صاحب اس میں لکھتے ہیں:

''بعض وہ لوگ بھی اسی قبیل سے ہیں جو اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں، ان کا اعتقاد یہ ہے کہ سیّد احمد صاحب بریلوی قدس سرہ مرے نہیں بلکہ غائب ہوگئے ہیں اور پھر ظاہر ہوں گے۔''

(لغات الحدیث ۲/۴۰: ر)

عبید الرحمٰن صاحب! مذکورہ عبارت میں ''مرے نہیں بلکہ غائب ہو گئے'' پر نگاہ جمائے رکھیں۔

علامہ صاحب دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''غرض موت کیا ہے اس قالب کو چھوڑ دینا اور دوسرا قالب لینا اور وہ قالب اس سے زیادہ لطیف اور عمدہ ہے۔'' (رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ ۱/۲۱۷)

عبید الرحمٰن صاحب مذکورہ عبارت پر بھی نظر کرلیں۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد کی بھی سُن لیں:

''موت ٹرانسفر ہے۔ موت خاتمہ نہیں ہے کہ فنا ہو، موت ٹرانسفر ہے۔ انتقال ہے۔ اس جہان سے اگلے جہان میں جانے کا اور موت اس کے لیے دروازہ ہے'' (خطبات بہاول پوری ۴/۲۷۹)

اعتراض: ۵۵..نماز میں ڈھول کی آواز کا پتہ نہ چلا

عامر بن عبداللہ جب نماز پڑھتے تو گھر والوں کی باتوں کی کیا خبر ہوتی ڈھول کی آواز کا پتہ نہ چلتا تھا۔ (فضائل اعمال صفحہ ۳۸۱)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرا ارادہ لمبی نماز کرنے کا ہوتا ہے مگر بچوں کے رونے کی آواز سُن کر مختصر کر دیتا ہوں تا کہ اس کی ماں پریشان نہ ہو'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۴۳)

اگلے صفحہ پر یہ بھی لکھا:

''تبلیغی جماعت کے بزرگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بزرگوں کو بڑھانے کے لیے کتنے آگے نکل گئے ہیں کہ ان کو ڈھول کی آواز کا پتہ بھی نہ چلتا تھا اس کو کہتے ہیں اکابر پرستی'' (صفحہ ۱۴۴)

الجواب:

(۱)......سب سے پہلے ہم کہتے ہیں کہ عبید الرحمٰن صاحب نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ خود اُن کے اپنوں کے خلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نماز مختصر کر کے پڑھاتے ہیں مگر غیر مقلدین آدھے گھنٹہ بلکہ پون گھنٹہ کی نماز پڑھانے کو قابلِ فخر سمجھتے ہیں۔

چنانچہ مولانا فضل حسین بہاری غیر مقلد، میاں نذیر حسین دہلوی کے صاحب زادے شریف حسین صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''صبح کی نماز تقریباً ۴۵ منٹ اور ظہر کی نصف گھنٹہ میں ختم کرتے ...میاں صاحب بھی اکثر ان کے غائبانہ فرماتے کہ میرا ایسا امام دلی سے کلکتہ تک نہیں ہے۔'' (الحیات بعد الممات صفحہ ۱۲۸)

بہاری صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''مولانا شریف حسین صاحب مرحوم کی امامت میں کوئی نماز نصف گھنٹے سے کم میں تو ختم ہی نہ ہوتی۔'' (الحیات بعد الممات صفحہ ۱۳۷)

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد، مولانا محی الدین لکھوی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

''ان کی ظہر کی نماز خاصی طویل ہوتی تھی۔ ایک دو مرتبہ نماز کی طوالت کی بناء پر کچھ مہمان گاڑی سے بھی رہ گئے تھے'' (قافلہ حدیث صفحہ ۴۶۸)

عبید الرحمٰن صاحب! دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بچہ کے رونے کی آواز پر نماز کو مختصر کر دیتے مگر غیر مقلد امام کی کوئی نماز آدھے گھنٹہ سے کم نہ ہوتی اور صبح کی نماز تو پون گھنٹہ میں پڑھاتے، اسی طرح بھٹی صاحب کے ممدوح بزرگ بھی طویل نماز پڑھاتے رہے۔ اور ان کا یہ عمل بخاری کی اس حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں نماز کو مختصر پڑھانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: نمازیوں میں کوئی کمزور، کوئی بوڑھا، کوئی بیمار اور کوئی ضرورت مند ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری ۱/۹۷)

(۲)...... یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچہ کی آواز سن کر نماز کو جو مختصر کر دیتے وہ فرض نماز اور باجماعت نماز ہوتی تھی اور بزرگ کی جس نماز پر عبید الرحمٰن صاحب نے اعتراض کیا ہے وہ نفل نماز ہے۔ نماز باجماعت میں مقتدیوں کی رعایت پیشِ نظر ہوتی ہے جب کہ نوافل اکیلے پڑھے جاتے ہیں اور غیر مقلدین کے اعتراف کے مطابق نوافل میں جس قدر دنیا سے بے خبری ہو اتنا پسندیدہ ہے۔ حوالہ جات آگے ''گھر کی گواہیاں'' عنوان کے تحت آرہے ہیں، ان شاء اللہ۔

(۳)......جس کسی بزرگ کو نماز میں اس قدر دل جمعی نصیب ہو کہ دنیا کا شور اس کے خشوع اور توجہ الی اللہ کو ختم نہ کر سکے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور غلامی کی برکت ہے مگر اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے تقابل کرنا غلط ہے۔ کسی امتی کی ساری زندگی کی کامل خشوع والی نمازیں آپ کی ایک نماز کا بدل نہیں ہوسکتیں اگر چہ امتی کو نماز میں دنیا کے حالات کی خبر نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچے کے رونے کی آواز بھی سُن لیں۔

(۴) مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''نماز ہی تو وہ رابطہ ہے جو عبد کو معبود سے مربوط کرتا ہے اور جیسا کہ حافظ ابنِ قیم نے فرمایا: جسے **قُرَّةُ عَيْنِيْ** دولت نصیب ہوتی ہے اس کا بال بال محبتِ الٰہی میں مستغرق ہوتا ہے اور وہ مجسمہ سرور بن جاتا ہے دارِ فانی سے نکل کر دارِ باقی میں مستغرق ہوتا ہے تمام بُعد دُور ہو جاتے ہیں اور حدیث نبوی **اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ** کے مطابق محبوب کو گویا دیکھ رہا ہوتا ہے اور دنیا و مافیھا سے غافل ہو جاتا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی''

(فلاح کی راہیں صفحہ ۴۱)

اثری صاحب، نماز کے دوران ڈھول سمیت دنیا کی تمام چیزوں سے غافل ہو جانے کو نمازی کا کمال بتا رہے ہیں مگر عبید الرحمٰن صاحب اس کمال پر اعتراض کر رہے ہیں بالفاظِ دیگر اثری صاحب جسے فلاح کی راہ کہہ رہے ہیں محمدی صاحب اسے تباہ کی راہ بتا رہے ہیں۔

(۵)......اگر کسی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کے رونے کی آواز سُن لی ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ دنیا و مافیھا سے غافل ہو کر نفل پڑھنا ممتنع یا حرام ہے؟

گھر کی گواہیاں:

(۱)......مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''جن دنوں حجاج بن یوسف ان کے خلاف حرمِ کعبہ میں سنگ باری کر رہا تھا منجنیق سے پتھر برستے وہ نماز پڑھ رہے ہوتے تو ان سے بے نیاز ہو کر التفات تک نہ کرتے ایک بار نماز پڑھ رہے تھے کہ ان

کے بیٹے ہاشم پر چھت سے سانپ آ کر گرا، اہل خانہ گھبرا اُٹھے سانپ سانپ پکارا مگر حضرت عبداللہ بن زبیر برابر نماز پڑھتے رہے وہ گویا نماز میں اس قدر مستغرق تھے کہ انہیں اس واقعہ کی خبر تک نہ ہوئی۔'' (فلاح کی راہیں صفحہ ۴۲)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا اثری صاحب نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیا ہے کہ آپ تو نماز میں بچہ کی آواز سُن لیتے اور یہ سانپ سانپ پکارنے کی گھبراہٹ والی آوازیں اور حالتِ خوف کی بھگدڑ بھی نہ سُن سکے؟

(۲)......مولانا ارشادالحق اثری صاحب سیدنا عروہ بن زبیر کی نماز کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''نماز میں ان کے خشوع اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ ان کے پاؤں کو موذی بیماری لاحق ہوئی اور بڑھتی چلی گئی۔ طبیبوں نے ٹانگ کاٹنے کا مشورہ دیا وہ اس پر آمادہ ہوئے تو انہوں کہا ہم آپ کو ایسی دوائی پلاتے ہیں جس سے آپ کی قوت عقل وفکر زائل ہو جائے گی اور یوں آپ ٹانگ کی ٹیس و درد سے بچ جائیں گے۔ انہوں نے فرمایا بالکل نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص ایسی چیز کھائے کہ اس کی عقل ماؤف ہو جائے۔ ٹانگ کاٹنی ہے تو میں نماز پڑھتا ہوں آپ اسی دوران اپنا کام تمام کرلیں مجھے اس کا احساس نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت عروہ نے دو رکعت نفل شروع کیے تو طبیبوں نے آری سے ان کی ٹانگ کاٹ دی مگر انہیں اس کا احساس تک نہ ہوا۔ البدایہ: ۹/۱۰۲''

(فلاح کی راہیں صفحہ ۴۳)

عبیدالرحمٰن صاحب! یہاں بھی اعتراض کرو گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بچے کی آواز کا احساس ہو جاتا تھا مگر عروہ کو ٹانگ کے کٹنے کا احساس نہ ہوا؟ کیا اثری صاحب نے سیدنا عروہ رحمہ اللہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیا ہے؟

(۴)......اثری صاحب نے یہ بھی کہا:

''حضرت عباس بن عبداللہ بن قیس کا شمار بھی امت کے خاشعین میں ہوتا ہے۔ جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اہلِ خانہ باتوں میں مشغول ہو جاتے مگر انہیں ان کی باتوں کا احساس نہ ہوتا''

(فلاح کی راہیں: ۴۴)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا خیال ہے اثری صاحب نے عباس نامی بزرگ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیا ہے؟

(۵)......غیر مقلدین نے اپنے بزرگ مولانا عبداللہ غزنوی صاحب کی مدح سرائی کرتے ہوئے یہاں

تک لکھ دیا:

''نماز میں محویت اور توجہ الی اللہ کا یہ عالم تھا کہ اپنی جان کی خبر نہ رہتی، ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ یکا یک سخت بارش ہوگئی ایسی سخت بارش کہ مقتدی سب نماز چھوڑ کر بھاگ گئے صرف دو چار رہ گئے، نماز سے فارغ ہو کر جب دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ کیچڑ سے بھرے ہوئے تھے فرمانے لگے باراں شد، واللہ عبداللہ را خبر نہ شد۔ بارش ہوئی اللہ کی قسم عبداللہ کو خبر نہیں ہوئی''

(مولانا داود غزنوی صفحہ ۴۱، فلاح کی راہیں صفحہ ۴۸)

عبید الرحمٰن صاحب! بتایئے کیا آلِ غیر مقلدیت نے اپنے بزرگ مولانا عبداللہ غزنوی صاحب کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیا ہے کہ اُنہیں بچہ کی آواز محسوس ہو جاتی اور اِنہیں زوردار بارش کا پتہ نہ چلا۔ وہ تو گھر میں رونے والے بچے کی آواز سے نماز کو مختصر کر دیتے جب کہ اِن کے نمازی ، نماز توڑ توڑ کر فرار ہو گئے مگر انہوں نے نماز کو مختصر نہیں کیا؟

یہ بھی معلوم رہے غزنوی صاحب کا مذکورہ واقعہ نماز با جماعت کا ہے اور فضائل اعمال میں جس بزرگ کا واقعہ ہے وہ اکیلے نماز پڑھنے کا ہے۔

یہاں یہ بھی بتائیں جب مولانا عبداللہ غزنوی نے نماز پڑھانے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی تو ان کے مقتدیوں نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تھے یا سب بھاگ ہی چکے تھے؟

اعتراض: ۵۶...ثابت بنانی کا قبر میں نماز پڑھنا من گھڑت ونا ممکن ہے

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے لکھا:

''ابوسنان کہتے ہیں اللہ کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ (فضائلِ اعمال: ۳۶۱)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بھائیو! اپنے بزرگ کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے یہ واقعہ گھڑ لیا گیا اور فضائل اعمال کی زینت بھی بنا دیا گیا۔ سوچیے اگر ''ثابت'' قبر میں نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو قبر سے از خود باہر کیوں نہیں نکلے؟ اگر دفن کرتے وقت ہی نماز پڑھتے دیکھ لیا تھا تو اسے زندہ دیکھ کر نکال لیتے مگر ان لوگوں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے کے باوجود نہیں نکالا تو یقیناً یہ قاتل ٹھہرے اور وہ بزرگ قیامت کے

دن ان پر اللہ کی عدالت میں مقدمہ چلائے گا۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ: ۱۴۵)

الجواب:

(۱)...... محمدی صاحب کہتے ہیں کہ اپنے بزرگ کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے واقعہ گھڑ لیا گیا ہے... ہم پوچھتے ہیں کہ اپنے بزرگ سے کیا مراد ہے؟ وہ ہمارا دیوبندی یا حنفی ہے؟ اگر ایسا ہے تو ثبوت پیش کریں۔ یہاں یہ بھی بتایا جائے کہ کیا حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تمہارے ہاں بزرگ شمار نہیں ہوتے؟

اور یہ واقعہ احناف کے علاوہ دوسرے لوگوں بلکہ خود غیر مقلدین نے بھی اپنی کتابوں میں لکھ رکھا ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ کیا انہوں نے بھی اپنے بزرگ کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے واقعہ گھڑ کر کتابوں کی زینت بنا دیا ہے؟

(۲)...... حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کا قبر میں نماز پڑھنا ان کی دعا کا نتیجہ ہے، وہ یہ دعا مانگا کرتے تھے: یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔ (فضائل اعمال صفحہ ۳۶۱)

ان کی اس دعا کا تذکرہ طبقات ابنِ سعد ۷/۲۳۳ میں موجود ہے۔ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد اِس کی سند کے متعلق لکھتے ہیں:

''**سَنَدُهُ صَحِيْحٌ**، اس کی سند صحیح ہے۔'' (توضیح الاحکام ۱/۱۷۲)

علی زئی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''خلاصۃ التحقیق: یہ بات ثابت ہے کہ مشہور تابعی ثابت بن اسلم بنانی رحمہ اللہ قبر میں نماز پڑھنے کی دعا کرتے تھے۔'' (توضیح الاحکام ۱/۱۷۴)

جب اتنی بات مسلَّم ہے تو اب اعتراض کس پر ہے؟ کیا ثابت بنانی رحمہ اللہ پہ کہ انہوں نے ایسی دعا کیوں مانگی؟ یا پھر (معاذ اللہ) اللہ پر کہ اس نے دعا کیوں قبول کی؟

غیر مقلدین کے مشہور مصنف مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے صوفی محمد عبد اللہ صاحب غیر مقلد کے حالات میں ایک کتاب بہ نام ''صوفی محمد عبد اللہ۔ حالات، خدمات، آثار'' لکھی ہے۔ کتاب کا پینتیسواں باب ''صوفی صاحب کی قبولیت دعا کے چند واقعات'' ہے۔ اس باب میں بھٹی صاحب نے اپنے زعم میں صوفی صاحب کی ۵۹ مقبول دعاؤں کا ذکر کر کے لکھا:

”بے شک صوفی صاحب مستجاب الدعوات تھے“ (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۴۰)

صوفی محمد عبداللہ صاحب کی دعائیں غیر مقلدین کے بقول قبول ہوا کرتی تھیں تو اگر اللہ تعالیٰ نے تابعین کے ایک فرد ثابت بنانی کی دعا قبول کر لی ہو تو کیا بعید ہے؟ اپنے بزرگ کی دعا کو قبول کہنے والوں کو تابعی کی دعا کی مقبولیت میں انکار کیوں ہے؟

(۳)......امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

”اولیاء اللہ سے بعد از موت بھی طرح طرح کے فیوض اور برکات ہونا متواتر منقول ہے۔ ثابت بنانی کی قبر میں جھانکا تو دیکھا وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء اللہ نے اپنی والدہ کی قبر پر جا کر کہا: اماں اسی وقت پروردگار کی بارگاہ میں جاؤ اور اس خلجی سلطان کا علاج کراؤ جس نے مجھے تنگ کر دیا ہے یہ واقعہ عصر کے وقت ہوا اور اسی روز مغرب کے بعد سلطان مارا گیا۔“

(لغات الحدیث ۱/۴۵ کتاب: ج)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! یہاں قاتل کس کو ٹھہراؤ گے؟ اللہ کی عدالت میں کس کو پیش کرو گے؟ وحید الزمان صاحب کی بات پر کیوں نہیں کہتے کہ ثابت بنانی قبر میں نماز پڑھ سکتے ہیں تو از خود باہر کیوں نہیں نکلے؟... نظام الدین اولیاء کی والدہ قبر میں مدفون ہو کر سلطان کو موت کے گھاٹ اتروا سکتی ہیں تو قبر سے باہر کیوں نہیں آئیں؟ نیز نظام الدین اولیاء نے ماں سے سلطان کا علاج تو کرا دیا مگر انہیں قبر سے نکالا کیوں نہیں؟

(۴)......حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کے قبر میں نماز پڑھنے کا تذکرہ علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے سیر اعلام النبلاء ۵/۴۶، ابن جوزی رحمہ اللہ نے صفۃ الصفوۃ ۳/۷۷ اور ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیۃ الاولیاء ۲/۲۹۹ میں کیا ہے اور ان میں سے کوئی بھی دیوبندی نہیں ہے۔

محمدی صاحب! کیا آپ ان حضرات کو بھی مطعون ٹھہرائیں گے؟ یا طعن کے لیے آپ نے فقط صاحب فضائل اعمال کو ہدف بنایا ہے؟

(۵)......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا: **وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ**۔ کہ وہ قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(مسلم شریف ۲/۲۶۸ کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ)

محمدی صاحب! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہی اعتراض کرو گے کہ انہوں نے قبر

میں نماز پڑھتے دیکھا تو نکالا کیوں نہیں؟ یہ بھی کہو گے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف رب العالمین کی عدالت میں مقدمہ چلائیں گے؟ (استغفر اللہ) یہ بھی طعن کرو گے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام قبر میں نماز پڑھ سکتے ہیں تو از خود قبر سے باہر کیوں نہیں نکلے؟ (استغفر اللہ)

اگر آپ یہ تاویل کرو کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا معجزہ ہے تو عرض یہ ہے کہ یہ معجزہ نہیں بلکہ حیات کی دلیل ہے۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انہیں نماز پڑھتے دیکھ لینا معجزہ ہے جیسے بیت المقدس کا دنیا میں وجود معجزہ نہیں، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں بیٹھ کر اسے دیکھ لینا معجزہ ضرور ہے۔

نیز اگر قبر میں نماز پڑھنے کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تسلیم کر بھی لیں تو حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کا قبر میں نماز پڑھنا ان کی کرامت کیوں نہیں ہوسکتی؟

یہ انصاف تو نہ ہوگا کہ آپ لوگ اپنے غیر مقلد بزرگوں کو صاحبِ کرامت باور کرانے کے لیے "کرامات اہل حدیث" کتاب شائع کردو مگر حضرت ثابت بنانی تابعی کی کرامت کو قبول کرنے میں قیل وقال سے کام لینے لگو۔

(٦)......آلِ غیر مقلدیت کے امام علامہ وحید الزمان صاحب نے لکھا:

"بعض قبروں سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنائی دی ہے" (رفع العجاجہ: ۱/۲۳۷)

(٧)......مولانا عبد المجید سوہدری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب حضرت مجدد الف ثانی کی قبر پر گئے جب وہاں سے اُٹھنے لگے تو مجدد صاحب نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا محصلہ۔ (کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹ طبع اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ)

ہم نے اعتراض: ۴۰ کے جواب میں اس واقعہ کو اپنی اسی کتاب میں لفظ بہ لفظ نقل کردیا ہے۔

محمدی صاحب! یہاں بھی اعتراض کرو گے کہ قرآن پڑھنے والے قبر میں مدفون بزرگ اور مجدد الف ثانی قبر سے باہر کیوں نہیں نکلے؟ کیا وہ اِن غیر مقلدین کے خلاف رب کی عدالت میں مقدمہ بھی چلائیں گے جنہوں نے ان کو قبر سے نہیں نکالا؟

(٨)......علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"تَسْمَعُ الْمَوْتٰی فِی الْقُبُوْرِ سَلَامَ الزَّائِرِیْنَ وَکَلَامَهُمْ وَیَعْرِفُوْنَ مَنْ یُّسَلِّمُ عَلَیْهِمْ وَمَنْ یَّدْعُوْ لَهُمْ ...مِنهُمْ یُصَلُّوْنَ وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ۔ (هدية المهدی : جلد ا صفحہ ۵۹)

ترجمہ: مردے زیارت کرنے والے کے سلام وکلام کو قبروں میں سنتے ہیں۔اپنے اوپر سلام کرنے والے اوران کے لیے دعا کرنے والے کو پہچانتے ہیں اور بعضے مُردے نماز ادا کرتے اور قرآن پڑھتے ہیں۔

(۹)......آلِ غیر مقلدیت کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب، ابنِ قدامہ کی کرامت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کسی نے آپ کی قبر پر سورۃ کہف کی تلاوت کی تو اس نے قبر سے لا الہ الا اللہ کی آواز سُنی''

(التاج المکلل:۲۲۰)

عبیدالرحمٰن صاحب! آلِ غیر مقلدیت کے ان دونوں نوابوں: نواب صدیق حسن اور نواب وحیدالزمان کے متعلق کیا حکم ہے؟ یہاں کس کو قاتل قرار دو گے؟ کیا آپ اُن مُردوں کے وکیل بن کر اپنی جماعت کے ان ذی قدر علماء اور نوابوں کو رب قہار کی عدالت میں بطورِ ملزم پیش کرتے ہیں؟ جنہوں نے نماز وقرآن اور لا الہ الا اللہ پڑھنے والے مدفون لوگوں کو قبر سے نہیں نکالا۔

اعتراض: ۵۷...فضائلِ اعمال میں یہود کے طریقہ کی ترغیب ہے

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحری کو خیر وبرکت فرماتے ہیں اور یہود کی مخالفت کا حکم دیتے ہیں مگر فضائلِ اعمال میں یہود کے طریقہ پر (بغیر سحری کے) روزہ رکھنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۵۵)

الجواب:

ہم یہاں فضائلِ اعمال سے حضرت مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ کا نظریہ نقل کرتے ہیں تا کہ قارئین کرام جان سکیں کہ عبیدالرحمٰن محمدی کے الزام میں کس قدر صداقت ہے۔حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''کس قدر اللہ جل جلالہ کا انعام واحسان ہے کہ روزہ کی برکت سے اس پہلے کھانے کو جس کو سحری کہتے ہیں امت کے لیے ثواب کی چیز بنادیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو اجر دیا جاتا ہے بہت سی احادیث میں سحر کھانے کی فضیلت اور اجر کا ذکر ہے۔علامہ عینی نے سترہ صحابہ سے اس کی فضیلت کی احادیث نقل کی ہیں اور اس کے مستحب ہونے پر اجماع نقل کیا ہے بہت سے لوگ کاہلی کی وجہ سے اس

فضیلت سے محروم رہ جاتے ہیں اور بعض لوگ تراویح پڑھ کر کھانا کھا کر سو جاتے ہیں اور وہ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں اس لیے کہ لغت میں سحر اُس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے قریب کھایا جائے " (فضائلِ اعمال صفحہ ۶۵۷)

شیخ الحدیث رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد روایات میں سحور کی ترغیب فرمائی ہے حتی کہ ارشاد ہے کہ اور کچھ نہ ہو تو ایک چھوہارہ ہی کھالے یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ اس لیے روزہ دار کو اس ہم خرما و ہم ثواب کا خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے کہ اپنی راحت، اپنا نفع اور مفت کا ثواب۔"

(فضائلِ اعمال صفحہ ۶۵۸)

شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے:

"حافظ ابنِ حجر بخاری کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ سحری کی برکات مختلف وجوہ سے ہیں اتباع سنت، اہلِ کتاب کی مخالفت کہ وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم لوگ حتی الوسع ان کی مخالفت کے مامور ہیں۔" (فضائلِ اعمال صفحہ ۶۵۸)

شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی یہ عبارت بھی پڑھیں:

"صوفیا کو سحور کے مسئلہ میں کلام ہے کہ وہ مقصدِ روزہ کے خلاف ہے اس لیے کہ مقصدِ روزہ پیٹ اور شرم گاہ کی شہوت کا توڑنا ہے اور سحری کھانا اس کے مقصد کے خلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مقدار میں اتنا کھانا کہ یہ مصلحت بالکلیہ فوت ہو جائے یہ تو بہتر نہیں اس کے علاوہ حسبِ حیثیت مختلف ہوتا رہتا ہے بندہ کے ناقص خیال میں اس بارے میں قولِ فیصل بھی یہی ہے کہ اصل سحور و افطار میں تقلیل ہے مگر حسبِ ضرورت اس میں تغیر ہو جاتا ہے مثلاً طلباء کی جماعت کہ ان کے لیے تقلیل طعام منافع صوم کے حاصل ہونے کے ساتھ تحصیل علم کی مضرت کو شامل ہے اس لیے ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ تقلیل نہ کریں۔" (فضائلِ اعمال صفحہ ۶۵۹)

معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک سحری کھانا سنت، باعث فضیلت اور کارِ ثواب ہے انہوں نے صوفیاء کے موقف کو نقل کر کے تردید کر دی ہے والحمدللہ۔ عبید الرحمٰن محمدی صاحب تو یہود کے طریقہ پر روزہ رکھنے کی ترغیب کا الزامِ باطل لگا رہے ہیں مگر حضرت شیخ نے خود یہ حدیث درج فرما دی ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہمارے اور اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزہ میں

سحری کھانے کا فرق ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے“ (فضائلِ اعمال صفحہ ۶۵۸)

کس قدر حیرت کی بات ہے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ سحری نہ کھانے والے موقف کی اعلانیہ تردید کر رہے ہیں مگر محمدی صاحب اسے اُن کے گلے مڑھ رہے ہیں اسے غلط بیانی نہ کہیں تو کیا کہا جائے؟

(۲)......اوپر مذکور ہوا کہ سحری نہ کھانے کا موقف صوفیاء کا ہے اور مولانا ابوالاشبال احمد شاغف غیر مقلد کی تصریح کے مطابق صوفیاء کرام تارک تقلید یعنی غیر مقلد ہیں۔

چنانچہ شاغف صاحب لکھتے ہیں:

”ترکِ تقلید صوفیوں کا بھی مسلمہ اصول ہے اور اہل حدیث حضرات کا بھی“

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۵)

عبدالرحمٰن صاحب !اگر آپ کو یہود کے نقشِ قدم پر چلنے کے طعنہ دینے کا شوق ہے تو ان صوفیاء کو یہود کا پیرو کہو جو ابوالاشبال شاغف کی تصریح کے مطابق غیر مقلد ہیں۔شاغف صاحب کی طرح دوسرے غیر مقلدین نے بھی صوفیاء کو تارکِ تقلید کہا ہے حوالہ جات بندہ نے اپنی کتاب ”مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت“ میں نقل کر دیئے ہیں۔

(۳)......آیئے! ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ یہود کی پیروی میں سحری نہ کھانے والا کون ہے؟ مولانا حکیم اشرف سندھو صاحب غیر مقلد اپنے استاذ محترم مولانا عبداللہ روپڑی غیر مقلد کے متعلق لکھتے ہیں:

”مدتِ مدید اور عرصہ بعید سے صائم الدھر ہیں صرف ایک ہی وقت شام کو کھایا کرتے ہیں۔“

(نتائج التقلید صفحہ ۳۰)

روپڑی صاحب کا ہمیشہ سحری نہ کھانا جہاں یہود کی پیروی ہے وہاں بخاری و مسلم کی حدیث ِ مرفوع کی خلافِ ورزی بھی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے **تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَۃً**. سحری کھایا کرو کیونکہ اس میں برکت ہے۔

(فضائل اعمال صفحہ ۶۵۸، بخاری: ۲۵۷/۱، مسلم: ۳۵۰/۱، مشکوۃ ۱۷۵/۱)

محمدی صاحب! غور فرمائیں۔روپڑی صاحب یہود کے نقشِ قدم پہ چلے ہیں یا نہیں؟

عبدالرحمٰن محمدی کی آنکھیں کھولنے کے لیے ہم ایک اور صاحب کا تذکرہ کرنے لگے ہیں۔

آلِ غیر مقلدیت کے ایک بزرگ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب ہیں جنہیں وہ لوگ امتِ محمدیہ کا ہیرو کہتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ صفحہ ۳۷۶)

یہ بزرگ غیر مقلد علماء کی تصریح کے مطابق یہود کے نقشِ قدم پہ چلنے والے تھے۔ ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا محمد بن قاضی حسن غیر مقلد، امرتسری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''اَنْکَرَ النَّسْخَ کَالْیَھُوْدِ۔ انہوں نے یہود کی طرح احکام کے منسوخ ہونے کا انکار کیا ہے''

(الاربعین صفحہ ۳۳ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

مولانا محمد یحییٰ مکرانی غیر مقلد صاحب مقیم راولپنڈی لکھتے ہیں:

''اِنْکَارُہٗ لِلنَّسْخِ فَلَارَیْبَ اَنَّہٗ یَھُوْدِیَّۃٌ ۔ وہ نسخ کا انکاری ہے پس اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ یہودی ہے'' (الاربعین صفحہ ۳۵ مؤلفہ مولانا عبدالحق غزنوی غیر مقلد)

مولانا غلام محمد پشاوری غیر مقلد نے امرتسری صاحب کے متعلق لکھا:

''یُحَرِّفُ کَلَامَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ کَفِعْلِ الْیَھُوْدِ، وہ یہود کی طرح کلام اللہ کی تحریف کرتے ہیں'' (الاربعین صفحہ ۳۶)

مولانا عبدالحق غزنوی صاحب غیر مقلد نے تو اس سے بھی بڑھ کر کہہ دیا ہے کہ:

''تحریف میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی ہے'' (الاربعین صفحہ ۳)

محمدی صاحب! دیکھئے آپ کے علماء نے اپنے مذہبی ہیرو اور آلِ غیر مقلدیت کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کو یہود کا پیرو قرار دیا ہے۔

بات چل نکلی ہے تو ایک اقتباس اور بھی پڑھتے چلیں۔ مولانا شرف الدین دہلوی صاحب غیر مقلد، غرباء اہلِ حدیث کے امام مولانا عبدالوہاب دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں:

''ایسے ملا مولوی نفس کے بندے خواہش نفسانی کے لیے گھڑ گھڑ کے مسئلہ بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے اور یہ خدا، رسول کا حکم ہے''

(خلافتِ محمدی صفحہ ۳۰ مولانا محمد جونا گڑھی بحوالہ تجلیات صفدر ۲/۸۹)

حالانکہ گھڑے گھڑائے مسئلوں کو دینِ الٰہی بنا کر پیش کرنا یہود ونصاریٰ کا کام رہا ہے۔

(صحیح بخاری ۲/۱۰۹۴، فتاویٰ ستاریہ ۲/۴۲)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہود کے طریقہ پر کون مہرباں رواں دواں ہیں؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اعتراض:۵۸...جنت ودوزخ کا کشف نہیں ہوسکتا

فضائلِ اعمال میں ایک شخص کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں جنت ودوزخ کا کشف ہوتا تھا۔ (فضائلِ ذکر صفحہ۱۰۰)

عبیدالرحمٰن محمدی اس کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فضائل اعمال میں بیان کردہ قصے کے مطابق فضیلت کس کی ثابت ہوئی؟ جو یہاں بیٹھا جنت اور دوزخ دیکھ لیتا تھا اس کی یا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی؟''
(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ۱۶۲)

الجواب:

کشف وکرامت سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی وجہ سے نصیب ہوتے ہیں اس لیے کسی امتی کی کرامت کا صدور سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو اجاگر کرتا ہے کہ جب نوکروں اور غلاموں کا یہ مقام ہے تو آقا کے کیا کہنے؟ اور بعض صحابہ کو بھی یہ چیز نصیب ہوئی ہے بلکہ صحابہ سے کم تر لوگوں کو بھی جنت ودوزخ کا مشاہدہ ہوا ہے۔ ثبوت حاضر ہیں۔

(۱)......تفسیر ابنِ کثیر میں سیدہ آسیہ کے متعلق لکھا ہے:

''**كَانَتِ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ تُعَذَّبُ فِي الشَّمْسِ فَإِذَا انْصَرَفَ عَنْهَا أَظَلَّتْهَا الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا وَكَانَتْ تَرٰى بَيْتَهَا فِي الْجَنَّةِ**۔ (ابنِ کثیر۳۹۳/۴)

فرعون کی بیوی کو دھوپ میں لٹا کر سزا دی جاتی جب لوگ اس سے ہٹ جاتے فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کرتے اور وہ جنت میں اپنا گھر دیکھا کرتیں۔

تفسیر ابنِ کثیر میں الفاظ ''كَانَتْ تَرٰى'' یعنی کانت مضارع پر داخل ہے جو غیر مقلدین کے ہاں استمرار ودوام کے لیے آتا ہے۔ (تسہیل الوصول صفحہ۲۰۲)

ان کے اصول کے مطابق یوں کہہ سکتے ہیں کہ سیدہ آسیہ ہمیشہ اپنا جنت کا گھر دیکھا کرتی تھیں۔

تفسیر ابنِ کثیر وہ کتاب ہے جس کے ترجمہ کرنے پر غیر مقلدین نجاتِ اُخروی کی آس لگائے ہوئے ہیں۔قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد، مولانا محمد جونا گڑھی کے متعلق لکھتے ہیں:

''اعلام الموقعین مصنفہ امام ابنِ قیم کا ترجمہ دینِ محمدی اور تفسیر ابن کثیر کا اردو ترجمہ تفسیر محمدی کے نام کر کے انہوں نے شائع کی اور اُن کی اُخروی نجات کے لیے یہی دو کتابیں کافی ہیں۔''

(تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۳۹۸)

تفسیر محمدی تو بتا رہی ہے کہ سیدہ آسیہ کو جنت کا کشف ہوتا تھا مگر افسوس عبید الرحمٰن صاحب اپنے نام کے ساتھ ''محمدی'' لکھنے کے باوجود ''تفسیرِ محمدی'' سے انکاری ہیں۔

غیر مقلدین کے اشرف الحواشی المعروف فوائد سلفیہ میں لکھا ہے:

''حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ فرعون کی بیوی کو دھوپ میں لٹا کر سزا دیتے تھے جب وہ پلٹ جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے اس وقت وہ جنت میں اپنا گھر دیکھتیں۔''

(فوائد سلفیہ صفحہ ۶۷۰)

عبید الرحمٰن صاحب! کیا ان لوگوں نے سیدہ آسیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھا دیا ہے؟ یہ بھی بتائیے کیا وجہ ہے آپ سلفی کہلوا کر ان فوائدِ سلفیہ کو نہیں مانتے؟

(۲)......امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''دوزخ اور جنت دونوں موجود ہیں اور جو موجود ہو اس کا دیکھنا محال نہیں ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنہوں نے بارہا دوزخ اور جنت کی بیداری میں سیر کی ہے۔'' (شرح مسلم: ۴۵/۳)

عبید الرحمٰن صاحب! وحید الزمان صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳)......مولانا عبد المجید سوہدری صاحب غیر مقلد، مولانا محمد سلیمان صاحب روڑوی کی کرامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایک روز علی الصبح آپ فرمانے لگے کہ لو بھائی آج ہمارے پیرو مرشد مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی بہشت میں پہنچ گئے ہیں۔میں نے رات ان کو بہشت میں دیکھا ہے اور یہ شعر سُنا جو میری زبان پر جاری ہو گیا۔ ''لے او بیلی اللہ بیلی ساڈے ہوئے چلانے'' یعنی اے دوست خدا حافظ ہم تو جا رہے ہیں۔سب حیران تھے کہ کیا ماجرا ہے چنانچہ بعد میں جو اطلاعات آئیں ان سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی

وقت اور اسی دن امام صاحب کا انتقال ہوا تھا جس دن مولوی صاحب نے علی الصبح ہم سے کہا تھا۔“
(کرامات اہل حدیث صفحہ ۲۸)

عبیدالرحمٰن صاحب! اگر کشف کے ذریعہ جنت نہیں دیکھی جاسکتی تو بتاؤ روڑوی صاحب نے بقول سوہدری صاحب، غزنوی بزرگ کو جنت میں کیسے دیکھ لیا؟ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں روڑوی کا جنت کو دیکھنا خواب کی بات نہیں کیونکہ اول تو اس کی تصریح ہی نہیں، ثانی اس لیے کہ اس واقعہ کو کرامت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور کسی کا محض خواب دیکھ لینا کون سی کرامت ہے؟ خواب میں تو گناہ گار شخص بھی اعلیٰ درجہ کی چیز دیکھ لیا کرتا ہے۔

(۴)......مولانا محمد سلیمان روڑوی کے متعلق ایک واقعہ اور بھی پڑھ لیں۔ انہوں نے عالم شیر نامی سے ملاقات کی...اس کی تفصیل مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب یوں لکھتے ہیں:

”مولانا نے عصا پکڑا جو ہمیشہ ان کے ہاتھ میں رہتا تھا اور عالم شیر کے باغیچے میں پہنچ گئے۔ اس وقت بھنگ گھوٹی اور چھانی جاچکی تھی اور پیالوں میں ڈالی جارہی تھی بلند آواز سے کہا السلام علیکم! عالم شیر اور اس کے ساتھی انہیں اچانک دیکھ کر گھبرا گئے۔ عالم شیر نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو مولانا نے اسے گلے لگالیا...مولانا کو زیادہ تر لوگ باباجی کہا کرتے تھے عالم شیر کا بیان کہ باباجی سے معانقہ کرنے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوا کہ بڑی وزنی چیز میرے دل سے اتر کر زمین پر گرگئی ہے۔ میری ظاہری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور باطن کی آنکھیں کھلتی جارہی تھیں میں نے اسی لمحے گزشتہ گناہوں سے توبہ کرلی باباجی نے فرمایا: مولوی عالم شیر! تمہارا باغیچہ مجھے بہشت کا نمونہ معلوم ہوتا ہے، یہ الفاظ تین دفعہ کہے اور فرمایا دیکھو تو سہی کیا یہ بہشت کا نمونہ نہیں؟ عالم شیر کہتا ہے: میرے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ وہ میرے باغیچہ جیسا باغیچہ نہ تھا بلکہ سچ مچ بہشت کا ٹکڑا معلوم ہورہا تھا چند لمحوں کے بعد وہ منظر نظروں سے اوجھل ہوگیا“ (قافلہ حدیث صفحہ ۴۵)

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ نے خواب میں جنت کو دیکھا۔ (فضائل درود)

عبیدالرحمٰن صاحب اس پر طنز کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اب ان (حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ) کی زبانی جنت کا نظارہ بھی کیجئے“
(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۲۲)

عبیدالرحمٰن صاحب! جب عالم شیر کو جنت کا باغیچہ، بہشت کا ٹکڑا نظر آسکتا ہے تو حسن بصری جیسے بزرگ اور محدث کے لیے یہ کیوں محال ہے جس کے اقوال سے بخاری شریف بھری پڑی ہے۔

(تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۱۲۹ سیالکوٹی)

نیز جب عالم شیر صاحب حالتِ بیداری میں جنت کو دیکھ سکتے ہیں تو سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ خواب میں اسے کیوں نہیں دیکھ سکتے؟

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد، ایک صاحب کا بیان نقل کرتے ہیں:

''جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں تو جہنم کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے''

(فلاح کی راہیں صفحہ ۴۶)

اعتراض: ۵۹... مستجاب الدعوات جماعت نے اپنے لیے دعا نہیں کی

کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی جماعت تھی جن کی بدولت سے ظالم بادشاہ ہلاک ہوئے، حجاج بن یوسف نے اپنے آپ کو ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ رکھنے کے لیے حرام کی روزی ان کو کھلا دی، اور کہا اب میں ان کی بددُعا سے محفوظ ہو گیا۔ (فضائلِ اعمال صفحہ ۶۵۷)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کیا اس جماعت کا کام صرف حاکموں کے خلاف دُعا کر کے ان کو ہلاک کرنا تھا؟ اور وہ اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے رزق حلال کی دعا بھی نہ کر سکے'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۶۳)

الجواب:

مستجاب الدعا لوگوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ دنیا و آخرت کی ہر شیء کے متعلق دعا کریں تب انہیں مستجاب الدعا کہا جائے۔ البتہ ان کے متعلق یہ حسنِ ظن درست ہے کہ وہ اللہ سے جو مانگیں انہیں ملتا ہے۔ معترض صاحب اگر یہ سادہ سی عام فہم بات بھی نہیں سمجھتے تو ہم انہیں مزید مثالوں سے سمجھاتے ہیں مگر سوالات کی صورت میں۔

غیر مقلدین اپنے بزرگ صوفی محمد عبد اللہ صاحب کو ''مستجاب الدعا'' مانتے ہیں۔

(صوفی محمد عبد اللہ صفحہ ۳۵۹)

(۱)......صوفی محمد عبد اللہ صاحب نے ایک شخص کی غربت کے خاتمہ کے لیے تو دعا کی ہے۔

(صوفی محمد عبد اللہ: ۳۵۲)

مگر دنیا سے کفر کے خاتمہ کی دُعا نہیں کی؟

(۲)......نوراں نامی عورت کو بیٹا دلوانے کی دعا کی۔(صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۵۴)
مگر دنیا سے شرک کے ختم ہونے کی دعا نہیں کی؟
(۳)......صوفی صاحب نے دُعا کر کے طالب علم کا ذہن تو کھلوادیا۔(صفحہ:۳۶۲)
مگر جہان سے بدعت کے فنا ہونے کی دعا نہیں کی؟
(۴)......صوفی صاحب نے دُعا کر کے ایک شخص کو پولیس کے چنگل سے نکلوایا۔[۳۶۶]
مگر یہ دعا نہیں کی کہ کافر مسلمانوں پر ظلم نہ کرسکیں۔
(۵)......صوفی صاحب نے دعا کر کے ہزاروں من گندم تو دلوائی۔(صفحہ:۳۶۶)
مگر یہ دعا نہیں کی جہاں میں زنانہ ہونے پائے؟
(۶)......صوفی صاحب نے دعا کر کے اغواء شدہ عورت کو تو دریافت کرلیا۔(صفحہ:۳۶۶)
لیکن یہ دُعا نہیں کی کہ آئندہ کوئی عورت اغواء نہ ہوسکے۔
(۷)......صوفی صاحب نے دعا کر کے ریل کی پٹڑی تو چلوادی۔(صفحہ:۳۶۹)
لیکن یہ دعا نہیں کہ ریل والے مفت سوار کیا کریں۔
(۸)......صوفی صاحب نے دعا کر کے ایک مقروض کو قرض سے نجات دلادی۔(۳۸۵)
لیکن یہ دعا نہ کرسکے کی دنیا میں کوئی مقروض نہ رہے۔
(۹)......صوفی صاحب نے دعا کے ذریعہ ایک شخص کے کاروبار میں برکت ڈلوادی۔[۳۵۸]
لیکن یہ دعا نہ کرسکے کہ دنیا میں کوئی کاروبار ناجائز نہ ہونے پائے؟
(۱۰)......صوفی صاحب نے دعا کر کے ایک مسجد کو خود کفیل بنادیا۔(صفحہ:۳۵۹)
لیکن یہ دعا نہ کرسکے کہ دنیا کی تمام مساجد خود کفیل ہوجائیں؟
(۱۱)......صوفی صاحب نے دعا کر کے ایک ملازم کا تبادلہ تو کرادیا۔(صفحہ:۳۸۹)
لیکن یہ دعا نہیں کی دنیا کے ہر بے روزگار ملازمت کے طلب گار کو ملازمت مل جائے؟
(۱۲)......صوفی صاحب نے ایک مریض کے لیے دعا کر کے اسے صحت تو دلادی[۳۹۸]
لیکن یہ دعا نہ کرسکے کہ دنیا کا ہر مریض ضرور ہی صحت یاب ہو؟

یہ سارے حوالے ہم نے بطورِ الزام ذکر کیے ہیں جن کی صحت کی ذمہ داری مولانا محمد اسحاق بھٹی وغیرہ آلِ غیر مقلدیت پر ہے۔ہم تو صرف یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ غیر مقلدین کے ہاں ''مستجاب

الدعا‘‘ قرار پانے والے بزرگ نے بہت سی دعائیں نہیں کیں، اگر مذکورہ بالا دعائیں مانگی ہوتیں تو چونکہ وہ بقول بھٹی صاحب ’’مستجاب الدعاء‘‘ تھے اُن کی اِن دعاؤں کی مقبولیت نظر آتی۔ پس اگر کوفہ کی مستجاب الدعوات جماعت اپنی لیے ایک دعا نہیں کر سکی تو کیا ہوا؟

اعتراض:۶۰...فضائلِ اعمال میں صحابہ کرام کی اتباع سے روکا گیا ہے

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھانا تناول فرما رہے تھے غلام نے آکر عرض کیا کہ عتبہ بن ابی فرقد حاضر ہوئے ہیں آپ نے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور کھانے کی تواضع فرمائی وہ شریک ہوگئے تو ایسا موٹا کھانا تھا کہ نگلا نہ گیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ چھنے ہوئے آٹے کا کھانا بھی تو ہوسکتا تھا آپ نے فرمایا کیا سب مسلمان میدہ کھا سکتے ہیں۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے لکھا:

’’اس قسم کے سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ان حضرات کرام کے ہیں ان کا اتباع نہ اب ہوسکتا ہے نہ ہر شخص کو کرنا چاہیے کہ قویٰ ضعیف ہیں جس کی وجہ سے تحمل بھی ان کا اس زمانہ میں دشوار ہے...ان حضرات کی خواہش اور تمنا ضرور رکھنا چاہیے تا کہ آرام طلبی میں کچھ کمی واقع ہو۔‘‘

[حکایاتِ صحابہ:۵۰]

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد، فضائلِ اعمال کی مذکورہ عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس میں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکا گیا ہے۔‘‘

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ:۱۶۷)

الجواب:

(۱)......عبید الرحمٰن محمدی صاحب کا یہ کہنا کہ فضائلِ اعمال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکا گیا ہے، یہ بات غلط ہے فضائل اعمال میں ایسی کوئی بات نہیں۔ ہاں یہ درست ہے کہ مولانا محمد جونا گڑھی صاحب غیر مقلد نے سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کو نا قابلِ حجت قرار دیا ہے۔ (طریقِ محمدی صفحہ ۳۰)

’’طریقِ محمدی‘‘ کی عبارت اعتراض:۳۴ کے جواب میں ہم نے نقل کر دی ہے۔

(۲)......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے صحابہ کرام کی اتباع کی بار بار تاکید کی ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ یہاں جو بات لکھی ہے اسے ہر عقل مند شخص سمجھ سکتا ہے کہ بغیر چھنے آٹے

کی روٹی کا تذکرہ ہے جو نگلی نہ جاسکے اور آٹا بھی وہ جو اُس دَور کی چکی کا پسا ہوتا تھا۔آج کی نازک طبائع اس قسم کی غذا برداشت نہ کرسکنے کی وجہ سے بیمار ہوجائیں گی جس سے دیگر اعمالِ صالحہ کی ادائیگی میں حرج ہوسکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صومِ دہر سے منع فرمایا ہے کہ اس سے دیگر عباداتِ واجبہ میں خلل واقع ہونے کا خطرہ ہے اگر دیگر حقوق واجبہ کی ادائیگی میں خلل نہ آئے تو صوم دہر یعنی ہمیشہ روزے رکھنا درست ہے۔(شرح مسلم:۱۶۲/۳ علامہ وحید الزمان)

اسی طرح بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھانے سے کمزوریٔ طبائع کی وجہ سے دیگر فرائض وواجبات میں کوتاہی واقع ہو تو ایسا آدمی یہ غذا نہ کھائے اور جس کی طبیعت متحمل ہو وہ کھا سکتا ہے شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ ان کی اتباع کوئی نہیں کرسکتا بلکہ یوں لکھا ہے کہ ہر شخص نہیں کرسکتا یعنی کچھ کر سکتے ہیں لہٰذا جو کرسکتے ہیں وہ کریں اور جس کی طبیعت متحمل نہ ہو وہ ان کی اتباع کی خواہش اور تمنا ضرور کرے یہ تمنا بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

(۳)......عبید الرحمٰن صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں کہ فضائلِ اعمال میں صحابہ کرام کی اتباع سے روکا گیا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ رسالہ لکھا ہی اس لیے گیا ہے تاکہ مسلمان اس کا مطالعہ کرکے اپنی زندگیوں کو نقشِ صحابہ پہ ڈھالیں۔اس میں بارہا مرتبہ صحابہ کرام کی اتباع پر اُبھارا گیا ہے۔ دو عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔

☆...حکایاتِ صحابہ کی وجہ تالیف میں لکھا ہے:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی جماعت جس کو اللہ جل شانہ نے اپنے لاڈلے نبی پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کے لیے چنا اس کی مستحق ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے۔''

(حکایاتِ صحابہ صفحہ ۸)

☆...ایک اور جگہ لکھا ہے:

''اللہ جل شانہ کا خوف اور ڈر جس قدر اِن حضرات میں پایا جاتا تھا اللہ کرے اس کا کچھ شمہ ہم سیہ کاروں کو بھی نصیب ہوجائے۔'' (حکایاتِ صحابہ صفحہ ۲۷)

(۴)......اگر عبید الرحمٰن صاحب مذکورہ عبارات سے تسلی نہیں پاتے اور اپنی ہی بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ فضائلِ اعمال میں صحابہ کرام کی اتباع سے روکا گیا ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ آپ نے جس عبارت کو محل اعتراض ٹھہرایا ہے وہ صفحہ:۵۰ کی ہے جب کہ اس کے بعد کئی مقامات پر صحابہ کرام

کی اتباع کا درس دیا گیا ہے۔

☆...چنانچہ ایک جگہ لکھا ہے:

''حضرات صحابہ کرام کی ہر عادت، ہر خصلت اس قابل ہے کہ اس کو چنا جائے اور اس کا اتباع کیا جائے۔'' (حکایاتِ صحابہ صفحہ ۶۵)

☆...ایک مقام پر تحریر ہے:

''غریب پروری اور مساوات کے دعوے دار اگر اپنے دعووں میں سچے ہیں تو اِن پاک ہستیوں (صحابہ) کا اتباع کریں جو کہہ کر نہیں کر کے دکھلا گئے ہم لوگوں کو اپنے لیے ان کا پیرو کہنا بھی شرم کی بات ہے۔'' (حکایاتِ صحابہ صفحہ ۷۸)

☆...یہ بھی لکھا ہے:

''اگر واقعی ہم لوگ اس چیز کے متمنی ہیں تو ہمیں بھی وہ کرنا چاہیے جو وہ حضرات (صحابہ کرام) کر کے دکھلا گئے۔'' (حکایاتِ صحابہ صفحہ ۱۱۶)

آگے پڑھیے:

''ان ہی حضرات (صحابہ کرام) کا یہ حصہ تھا اور ان ہی کو زیبا تھا کہ اس قدر سختیوں اور دقتوں کی حالت میں بھی تعمیل ارشاد تن من جان مال سب سے زیادہ عزیز تھی اللہ جل شانہ بلا استحقاق اور بلا اہلیت مجھ ناپاک کو بھی ان کے اتباع کا کوئی حصہ نصیب فرمادیں تو زہے قسمت'' (صفحہ:۱۲۴)

اور بھی بہت سے مقامات ہیں جہاں صحابہ کرام کا قابلِ اتباع ہونا بیان کیا گیا ہے اگر ہم علی سبیل التنزل عبیدالرحمٰن صاحب کی بات مان لیں اور یہ فرض کرلیں کہ فضائل اعمال میں صحابہ کرام کی اتباع سے روکا گیا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ بعد کی یہ ساری عبارات ناسخ ہیں اور وہ منسوخ ہے۔ محدثین کا اُصول ہے کہ آخری سے آخری بات کو لیا جائے گا۔ (بخاری:۹۶/۱، مظالمِ روپڑی:۲۰)

(۵)......عبیدالرحمٰن صاحب تھوڑا سا وقت نکال کر اپنے گھر کی بھی دیکھ بھال کرلیں کہ آپ کے آلِ غیر مقلدیت کا صحابہ کرام کے متعلق کیا نظریہ ہے۔ قارئین کو اس نظریہ سے واقف کرانے کے لیے ہم کچھ عرض کیے چلتے ہیں۔

☆...اقوالِ صحابہ حجت نیست کا جملہ غیر مقلدین کا مسلمہ نظریہ ہے جیسا کہ اعتراض:۴۷ کے تحت باحوالہ ذکر آئے گا، ان شاء اللہ۔ بلکہ پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد نے تو یہاں تک

لکھ دیا:

''جو قرآن وحدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز کی طرف دعوت دے وہ گمراہ فرقہ ہے۔'' (آیئے عقیدہ سیکھئے صفحہ ۷۷)

اور صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کی جماعت قرآن وحدیث کے علاوہ تیسری چیز ہے۔

☆...امیر یمانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عَرَفْتَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ھُوَالَّذِیْ جَعَلَھَا جَمَاعَۃً عَلٰی مُعَیَّنٍ وَسَمَّاھَا بِدْعَۃً وَاَمَّا قَوْلُہٗ نِعْمَ الْبِدْعَۃُ فَلَیْسَ فِی الْبِدْعَۃِ مَا یُمْدَحُ بَلْ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ،

تم نے جان لیا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہی نے تراویح کو ایک مقرر امام کے ساتھ جماعت کی صورت دی اور اس کا نام بدعت رکھا، آپ کا یہ قول کہ یہ اچھی بدعت ہے تو بدعت کوئی بھی قابلِ تعریف نہیں بلکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (سبل السلام شرح بلوغ المرام: ۱۲/۲)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے جاری کردہ عمل کو انہوں نے ایسی بدعت کہا جو گمراہی ہے اور اس کا انجام جہنم ہے۔ استغفر اللہ۔

☆...رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو فاسق قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت مغیرہ بن شعبہ نے امیرِ معاویہ کو مشورہ دیا اور ان کے سامنے تجویز رکھی کہ امیر معاویہ اپنے لڑکے یزید جیسے شخص کو ولی عہد بنادیں جب کہ یزید حضرت حسن کے گرد پا کے برابر بھی نہ تھا عہد شکنی پر امیر معاویہ کو آمادہ کرنا اور حضرت حسن جیسے عظیم المرتبت صحابی کے ولی عہد ہوتے ہوئے بھی غیر صحابی یزید جیسے شخص کو ولی عہد بنانے کی تجویز کوئی معمولی قسم کا فاسق ہے؟'' (تحقیقی جائزہ: ۶۳۷)

آگے لکھتے ہیں:

''خلافت کے معاملہ میں حضرت علی المرتضٰی کے خلاف جنگ آزمائی کرنے والے سربراہ لوگ قطعاً اور یقیناً باغی تھے اور باغی کا فاسق ہونا لازم وملزوم ہے۔'' (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ: ۶۳۸)

ندوی عقیدہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے صحابہ کرام فاسق تھے۔ العیاذ باللہ۔

☆...ندوی صاحب **لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ**... آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اس ارشادِ قرآنی میں صحابہ کرام کو حکم دیا گیا کہ تم اپنی باتوں کو فرمانِ نبوی پر فوقیت نہ دو۔ اس کا لازمی مطلب ہے کہ کچھ صحابہ کرام آواز نبوی پر اپنی آواز کو بلند کر بیٹھتے تھے اور کچھ لوگ فرمانِ نبوی پر اپنی

باتوں کو فوقیت دیتے تھے۔اس ارشاد قرآنی سے ثابت ہوا کہ اقوال وافعال صحابہ حجت نہیں ورنہ اس پر قرآنی نکیر نہ ہوتی۔'' (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۶۵۲)

ندوی صاحب الزام لگا رہے ہیں کہ کچھ صحابہ فرمانِ نبوی پر اپنی باتوں کو فوقیت دیتے تھے جس کی وجہ سے اللہ نے ان کی تردید فرمائی۔مگر انہیں معلوم ہونا چاہیے تھا کہ آواز کا بلند ہو جانا الگ بات ہے اور بات پر فوقیت دینا چیزے دیگر است۔

ندوی صاحب نے یہ بھی لکھا:

''بعض صحابہ فاسق تھے۔'' (سلفی تحقیقی جائزہ:۶۵۳)

مزید حوالہ جات بندہ اپنی کتاب ''عقائد آلِ غیر مقلدیت'' میں پیش کرے گا، ان شاء اللہ۔

(۶)......عبید الرحمٰن صاحب بغیر چھنے آٹے والی روٹی پر اعتراض کرتے ہیں تو ہم ان سے پوچھتے ہیں آپ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کھاتے ہیں یا چھنے ہوئے کی؟

نیز سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زہر پی لی تھی اور کچھ صحابہ کرام بغیر کشتیوں کے پانی پہ چلے تھے۔(سیرت ابو بکر صدیق مؤلفہ محمد رضا، ترجمہ محمد سرور گوہر شائع کردہ آلِ غیر مقلدیت)

اگر آپ کہیں کہ میں اس مقام کا حامل نہیں ہوں کہ زہر پی کے دکھاؤں یا پانی پہ چلوں، یہ کام وہ کر سکتا ہے جنہیں اعلیٰ درجہ کا توکل ویقین نصیب ہو تو فضائل اعمال پر اعتراض کرنا چھوڑ دیں وہ بھی تو یہی کہنا چاہتے ہیں کہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی کو ہر طبیعت برداشت نہیں کر سکتی۔جس کو برداشت کر سکنے والی طبیعت نصیب ہو وہ عمل کر سکتا ہے۔

اعتراض:۶۱...فضائلِ درود میں قبر پرستی کی تعلیم ہے

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ایک قصہ نقل کیا جس کا آخری حصہ یہ ہے۔

''جب چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صالحین میں سے بعض نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہ سے دعا کیا کرے۔'' (فضائل درود صفحہ ۹۵)

عبید الرحمٰن محمدی نے ''اکابر پرستی کے ساتھ قبر پرستی'' کا عنوان قائم کر کے قبر کو عبادت گاہ اور سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت کے متعلق حدیثیں لکھیں اور پھر یوں تبصرہ کیا:

''یہ واضح حدیثیں قبروں سے اُمیدیں لگانے اور وہاں عبادت کرنے سے منع کر رہی ہیں مگر فضائل اعمال میں بزرگ کی قبر پر بیٹھ کر اللہ سے دعائیں کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ۱۷۴)

الجواب:

(۱)......عبید الرحمٰن صاحب نے اعتراض کرتے ہوئے ''قبر پر بیٹھ'' لکھا۔ جب کہ حضرت شیخ الحدیث نے ''قبر کے پاس'' کے الفاظ تحریر کیے ہیں، لہٰذا قبر پر بیٹھ کر دعا کرنے والی عبارت کو حضرت شیخ کی طرف منسوب کرنا غلط ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ غیر مقلدین نے کہا:

''نشست و برخاست بھی قبر پر جائز ہوسکتی ہے۔'' (فتاویٰ علمائے حدیث: ۵۸/۵)

(۲)......آپ نے جو حدیثیں نقل کی ہیں ان میں قبر کو عبادت گاہ یعنی سجدہ گاہ بنانے سے منع کیا گیا ہے، اللہ سے دعا مانگنے کو حرام نہیں کہا گیا لہٰذا قبر کے پاس کھڑے ہوکر اللہ سے دعا مانگنے کی ممانعت کو اُن حدیثوں سے کشید کرنا سینہ زوری ہے۔

(۳)......قبر کے پاس اللہ سے دعا مانگنا نہ صرف یہ کہ حدیثوں کے خلاف نہیں بلکہ حدیثیں تو اِس کا جواز بتارہی ہیں۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میت کی تدفین سے فارغ ہو جاتے تو وہاں کھڑے رہتے، پھر فرماتے: اپنے بھائی کے لیے دعائے استغفار کرو اور اُس کے لیے (اللہ سے) ثابت قدمی کا سوال کرو، کیونکہ اب اس سے سوال جواب ہوں گے۔ (سنن ابی داود: ۳۲۲۱)

مولانا عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد نے مذکورہ حدیث کے بعد لکھا:

''اس طرح قبر پر اختیار ہے ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے یا بغیر ہاتھ اُٹھائے، ہاں ہاتھ اُٹھانا آدابِ دعا سے ہے۔ اس لیے اُٹھانا بہتر ہے۔'' (فتاویٰ اہلِ حدیث: ۱۳۱/۲)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے مذکورہ بالا حدیث کو نقل کر کے ''سَنَدُهٗ صَحِيْحٌ'' کہا، پھر لکھا:

''اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہیں: ۱: دفن کے بعد میت کے لیے دعا ۲: اجتماعی دعا''
(توضیح الاحکام: ۱۲۵/۳)

آثارِ صحابہ وغیرہ سے بھی قبر پہ دُعا مانگنے کا ثبوت ملتا ہے ثبوت حاضر ہیں۔

ابنِ ابی ملیکہ (رحمہ اللہ) نے فرمایا: میں نے دیکھا، جب (سیدنا) عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) عبداللہ بن السائب (رضی اللہ عنہ) کی قبر سے فارغ ہوئے تو لوگ ان کے پاس کھڑے ہو گئے (اور) ابن عباس (رضی اللہ عنہ نے بھی) کھڑے ہوکر ان (عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ) کے لیے دعا فرمائی۔ (السنن الکبریٰ للبیھقی)

علی زئی صاحب اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اس روایت (اثر) کی سند صحیح ہے۔'' (توضیح الاحکام: ۳/۱۲۶)

مصنف عبدالرزاق میں ہے:

(محمد) بن المنکد ر (رحمہ اللہ) قبر (یعنی دفن) سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے اللہ! اسے ثابت قدم رکھ، اس سے اب سوال وجواب ہوں گے۔ (ج ۳ ص ۵۰۹ ح ۶۵۰۴)

علی زئی صاحب نے اسے نقل کر کے لکھا:

''اس کی سند صحیح ہے۔'' (توضیح الاحکام ۳/۱۲۶)

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں عبداللہ بن ابی بکر (بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ (سیدنا) انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) قبر پر مٹی ڈالے جانے کے بعد کھڑے ہو جاتے، پھر میت کے لیے دعا کرتے تھے۔ (۳/۳۳۰ ح ۱۱۷۰۵)

احنف بن قیس رحمہ اللہ نے بھی قبر پر کھڑے ہوکر دعا کی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۳۱ ح ۱۱۷۰۸)

ایوب سختیانی رحمہ اللہ قبر پر کھڑے ہوکر میت کے لیے دعا کرتے تھے۔

(مصنف ابنِ شیبہ ۳/۳۳۱ ح ۱۱۷۱۰)

علی زئی صاحب نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ والے آثار کی سند کو صحیح اور احنف رحمہ اللہ کے اثر کو حسن قرار دیا ہے۔ بلکہ انہیں نقل کرنے کے بعد لکھا:

''یہ آثار اور حدیث مرفوع اس بات کی دلیل ہے کہ قبر پر دفن کے بعد اجتماعی اور انفرادی دونوں طرح سے دعا کرنا درست ہے۔'' (توضیح الاحکام ۳/۱۲۷)

عبیدالرحمٰن صاحب اگر حدیث کی بڑی کتب کا مطالعہ نہ کرسکیں تو اپنے مذہب کی اردو میں لکھی

گئی چھوٹی سی کتاب ''صلوۃ الرسول'' کا باب الجنائز ہی دیکھ لیں۔

(۴)......عبیدالرحمٰن صاحب جس عبارت کو لے کر اعتراض کر رہے ہیں وہ ایک خواب کا بیان ہے۔ جب کہ انہوں نے خود ایک مقام پر لکھا:

''اگر خواب ہوتا تو شاید قابلِ تسلیم ہوتا۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۰۰)

مطلب یہ ہے کہ خواب کی بات قابلِ مؤاخذہ نہیں ہوتی.... جب بات یونہی ہے تو اب ان کا خواب والی بات پر اعتراض کرنا غلط ہے اور اسے قبر پرستی قرار دینا انتہائی بُری حرکت ہے۔

(۵)......امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''مقدمہ فتح الباری میں اور قسطلانی نے ارشاد الساری میں نقل کیا۔ ابو علی حافظ سے انہوں نے کہا مجھ کو خبر دی ابوالفتح نصر بن الحسن سمرقندی نے جب وہ آئے ہمارے پاس ۴۶۴ ہجری میں، سمرقند میں ایک مرتبہ بارش کا قحط ہوا۔ لوگوں نے پانی کے لیے کئی بار دعا کی پر پانی نہ پڑا۔ آخر نیک شخص قاضی سمرقند کے پاس آئے اور ان سے کہا: تم سب لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ سے دعا کرو شاید اللہ جل جلالہ ہم کو پانی عطا فرمائے۔ یہ سُن کر قاضی نے کہا تمہاری رائے بہت خوب ہے اور قاضی سب لوگوں کو ساتھ لے کر امام بخاری کی قبر پر گیا اور لوگ وہاں روئے اور صاحبِ قبر کے وسیلہ سے پانی مانگا اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شدت کا پانی برسانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ لوگ شدت بارش سے سات روز تک خرتنگ مقام سے نکل نہ سکے۔''

(تیسیر الباری: ۲۲/۱ حالات امام بخاری)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا وحیدالزمان صاحب بھی قبر پرستی کی دعوت دے رہے ہیں؟ مقدمہ فتح الباری کے مصنف ابن حجر، علامہ قسطلانی، ابو علی حافظ اور سمرقندی بھی قبر پرست ہیں؟ جو وہ قبر پر دعا مانگنا نقل کر رہے ہیں؟

(۶)......علامہ وحیدالزمان صاحب ہی لکھتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اِنِّیْ اَسْتَبْرِکُ بِقَبْرِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاِذَا عَرَضَتْ لِیْ حَاجَةٌ اَجِیْءُ عِنْدَ قَبْرِهٖ وَاُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ وَاَدْعُوا اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَتُقْضٰی حَاجَتِیْ وَرَوٰی الْوَاقِدِیُ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَتْ تَاتِیْ قُبُوْرَ شُهَدَاءِ اُحُدٍ وَّتَدْعُوْ۔

ترجمہ: میں امام ابو حنیفہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں

ان کی قبر کے پاس آجاتا ہوں اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے دعا مانگتا ہوں تو میری حاجت پوری ہو جاتی ہے اور واقدی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ شہدائے احد کی قبروں پر آ کر دعا کیا کرتی تھی۔ (ہدیۃ المہدی: ۳۲/۱)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا وحیدالزمان صاحب یہ باتیں لکھ کر قبر پرستی کا درس دے رہے ہیں؟ کیا قبر پرستی کی تعلیم والی کتاب وہ امام مہدی کے لیے ہدیہ چھوڑ گئے ہیں؟

(۷)......علامہ وحیدالزمان صاحب نے یہ بھی لکھا:

''حضرت نظام الدین اولیاء اللہ نے اپنی والدہ کی قبر پر جا کر کہا اماں اسی وقت پروردگار کی بارگاہ میں جاؤ اور اس خلجی سلطان کا علاج کراؤ جس نے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ یہ واقعہ عصر کے وقت ہوا اور اسی روز مغرب کے بعد سلطان مارا گیا'' (لغات الحدیث: ۴۵/۱: ج)

عبیدالرحمٰن صاحب! دیکھئے یہاں تو قبر پر دعا مانگنے کی بجائے مُردہ سے التجاء کی گئی ہے۔ کیا وحیدالزمان صاحب لغات الحدیث کے خوب صورت عنوان سے قبر پرستی سکھاتے رہے ہیں؟

(۸)......غیر مقلدین اپنے بزرگ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''مرحوم کے انتقال کے بعد تمام کاغذات اور وثائق مرحوم کے پسماندگان کو مل گئے صرف ایک وثیقہ کا پتہ نہیں لگتا تھا مولانا محمد حسن مرحوم سے اس وثیقہ کے نہ ملنے کا حال لوگوں نے بیان کیا تو مولانا موصوف نے فرمایا کہ کل میں آپ کے پاس آؤں گا چنانچہ اپنے وعدے کے مطابق دوسرے روز ان کے مکان پر پہنچے اور فرمایا کہ مرحوم کے پاس مجھ کو لے چلو۔ لوگوں کے ساتھ قبرستان پہنچے اور فرمایا کہ مرحوم کی قبر بتلائی کہ یہی ہے مولانا موصوف قبر کے پاس سر جھکا کر تھوڑی دیر بیٹھے اور اس کے بعد فرمایا کہ آپ کے مکان کے فلاں جانب کا جو کمرہ ہے اسی کمرے کے فلاں جانب کے محراب پر وہ وثیقہ رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ لوگ گھر آئے اور مولانا بھی ان لوگوں کے ساتھ ان کے گھر گئے مولانا کی نشاندہی کے مطابق محراب پر وہ وثیقہ پایا گیا۔''

(تذکرا اہل صادق پور صفحہ ۲۱۶ طبع اہل حدیث ٹرسٹ کراچی)

عبیدالرحمٰن صاحب! ملاحظہ فرمائیں یہاں تو اللہ سے دعا بھی نہیں مانگی گئی صرف مراقبہ کے ذریعہ صاحبِ قبر سے پوچھ کر مشکل حل کرائی۔ ان پر کیا فتویٰ ہے؟

یہ بھی بتایا جائے کیا غیر مقلدین نے قبر پرستی کے فروغ کے لیے ٹرسٹ کا سرمایہ خرچ کیا ہے؟

(۹)......علامہ وحیدالزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اَمَّا سِدَانَۃُ قُبُوْرِ الْاَوْلِیَاءِ وَمُجَاوَرَتُھَا لِتَحْصِیْلِ الْبُرْکَۃِ فَلَا بَاسَ بِھَا وَقَدْ حُکِیَ ذٰلِکَ عَنْ کَثِیْرٍ مِّنْ صُلَحَاءِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَفُضَلَاءِ ھَا ۔ترجمہ: برکت کے حصول کے لیے اولیاء کی قبروں کی خدمت اوران کی مجاروی کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ اس امت کے بہت سے صلحاء اور فضلاء سے مروی ہے۔'' (نزل الابرار من فقہ النبی المختار:۱/۲۴۱)

نزل الابرار من فقہ النبی المختار کا معنی ہے ''نبیِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی فقہ سے نیک لوگوں کی مہمانی''۔ وحید الزمان صاحب مذکورہ بات کو فقہ نبوی کہہ کر نیک لوگوں کی مہمانی کر رہے ہیں۔

(۱۰)......وحید الزمان صاحب نے اپنی دوسری کتاب میں لکھا ہے:

''فَلَمْ یَقُلْ اَحَدٌ اِنَّ مُجَاوَرَۃَ قَبْرِ النَّبِیِّ اَوْ قَبْرِ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ وَالْاَنْبِیَاءِ شِرْکٌ وَقَدْ ضَرَبَتِ امْرَأَۃُ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ قُبَّۃً عَلٰی قَبْرِ زَوْجِھَا اِلٰی سَنَۃٍ وَّجَاوَرَتْ قَبْرَہٗ.

ترجمہ: نبی اور ولی کی قبر کی مجاورت کو کسی نے بھی شرک نہیں کہا اور حسن بن حسن کی بیوی نے اپنے خاوند کی قبر پر گنبد بنوایا اور ایک سال تک قبر کی مجاورت کرتی رہیں۔'' (ہدیۃ المہدی:۱/۳۴)

عبید الرحمٰن صاحب! قبروں کی مجاورت کی ترغیب اور اس کا جواز آپ لوگوں کی مزعومہ فقہ محمدی میں ہے مگر قبر پرستی کا طعن آپ اہل السنّت دیو بند کو دیتے ہیں؟ جب آپ قبر پر اللہ سے دعا مانگنے کو قبر پرستی کہتے ہیں تو قبروں کی مجاورت اور قبر والوں سے مانگنے کو کیا عنوان دیں گے؟

صاحبِ قبر سے ملاقات اور اس سے استفادہ کے ممکن ہونے کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

''حافظ صاحب فوت ہو گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جناب شاہ صاحب چند روز بعد کوٹ بھوایند اس تشریف فرما ہوئے۔ آتے ہی والد صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ گلے لگا کر فرمایا: اگر تیرا دل حافظ نظام الدین صاحب [مرحوم (ناقل)] کے ملنے کو چاہے تو یہ دو تین حرف پڑھ کر ملاقات کر لیا کرو۔ اور جو دل چاہے ان سے تعلیم حاصل کر لیا کرو۔ یہ کام میری موجودگی میں کر لو۔ شاید میری غیر حاضری میں تم نہ کر سکو۔ رات گزرنے کے بعد مولوی صاحب سے شاہ صاحب نے دریافت فرمایا: کیوں بھائی تم قبر پر گئے اور میرے کہنے پر عمل کیا۔ مولوی صاحب نے عرض کی: جناب مجھے وہ حرف ہی بھول گئے ہیں۔'' (سوانح مولانا غلام رسول صفحہ ۳۰)

بات چل نکلی ہے تو ایک اور عبارت بھی ملاحظہ فرماتے چلیں کہ حافظ محمد سعید صاحب غیر مقلد (امیر مرکز الدعوۃ والارشاد) کے نزدیک قبروں کو سجدہ کرنا شرک نہیں ہے۔ چنانچہ حافظ صاحب فرماتے ہیں:

''یہاں میں ایک بات اور بھی واضح کر دوں۔ بعض ہمارے بھائیوں کو ہوگی تو تکلیف! لیکن نئی بات کچھ پریشان کن بھی ہوتی ہے لیکن بات سمجھنے کی ہے۔ ہمارے ہاں آج کل مشرکین کی اصطلاح کس کے لیے استعمال ہوتی ہے؟ کلمہ گو مسلمان جو قبروں کے اوپر پھول چڑھانے لگ جائیں یا ایسے وہاں جناب! دیئے جلانے لگ جائیں، کوئی غلط کوئی سجدہ کر دے ان کو کیا کہتے ہیں؟ کہ ہم عام طور پر کہتے ہیں کہ جی یہ مشرکین ہیں۔ میرے بھائی! یہ مشرک کی اصطلاح میں قرآن مجید میں نہیں آئی... قرآن میں مشرکین اُن لوگوں کو کہا گیا جو نہ نبوت کو مانتے تھے، نہ آخرت کو مانتے تھے، نہ شریعت کو مانتے تھے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۷۳۰)

حافظ سعید صاحب نے صراحتاً کہہ دیا ہے کہ قبر کو سجدہ کرنا شرک نہیں ہے۔ حافظ صاحب نے کہا: ''بعض ہمارے بھائیوں کو ہوگی تو تکلیف!'' اس لیے میں ہر غیر مقلد قاری سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو تکلیف ہوئی؟ اگر ہوئی ہے تو یہ تعیین کر دیں کہ تکلیف حافظ صاحب کی بات پر ہوئی یا میرے حوالہ نقل کرنے پر؟ اگر حافظ صاحب کی عبارت پر تکلیف ہوئی تو اس کے ذمہ دار وہی خود ہیں اور اگر میرے حوالہ نقل کرنے سے ہوئی ہو تو اس کے جواب میں حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد کی درج ذیل عبارت پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں:

''میں تو ایک ناقل ہوں، لہٰذا میرے ان حوالوں پر غصہ نہ فرمائیں بلکہ اپنی اداؤں پر غور کریں۔''
(علمی مقالات: ۵/۴۶۷)

اعتراض: ۶۲... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت اور بزرگ نہیں مرتے

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''صوفیہ کہتے ہیں کہ اس سے ہمیشہ کی زندگی مراد ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرنے والے مرتے ہی نہیں بلکہ وہ اس دنیا سے منتقل ہو جانے کے بعد بھی زندوں ہی کے حکم میں رہتے ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں شہید کے متعلق وارد ہوا ہے **بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ**. اسی طرح ان کے لیے بھی ایک خاص قسم کی زندگی ہے۔'' (فضائلِ اعمال صفحہ: ۴۱۲)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فضائلِ اعمال کے مطابق العیاذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر

کیا اور نہ ہی آپ میں وہ اخلاص پیدا ہوسکا جو بقول مصنف دیگر ذاکروں میں پیدا ہوگیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ذاکر تو مرتے ہی نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت یقینی ہے۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۷۵)

الجواب:

(۱)......فضائل اعمال کی مذکورہ بالا عبارات صوفیہ کا بیان ہے اور غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق صوفیاء کرام غیر مقلد ہیں۔(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۵)

(۲)......صوفیاء کرام نے اخلاص والوں کی جس زندگی کا ذکر کیا ہے اس سے مراد قبر کی زندگی ہے جیسا کہ شہداء کرام کے لیے مرنے کے بعد ایک خاص قسم کی زندگی ہے اس کا یہ مطلب کوئی بھی نہیں لیتا کہ شہید پر دنیا میں موت آتی ہی نہیں۔صوفیاء نے شہید کی مثال دے کر بات کو واضح کیا کہ دنیاوی جسم کو اُخروی زندگی حاصل ہے۔عبید الرحمٰن صاحب ''مرتے ہی نہیں'' سے آگے ساری عبارت اپنی کتاب میں نقل ہی کی نہیں کی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اگر اس عبارت کو نقل کر دیا تو سب کو معلوم ہو جائے گا کہ زندگی کون سی ہے؟

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جس موت کا تذکرہ کیا وہ دنیا والی موت ہے۔یہ موت آپ پر بھی آئی اور اخلاص والے بزرگوں پر بھی۔شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ بزرگوں کی موت کے قائل ہیں۔فضائل کی کتابوں میں بارہا انہوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳)......صوفیاء نے قبر کی جس زندگی کو اخلاص والوں کے لیے بتایا اس کو امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب تو مطلقاً ہر مردہ کے لیے مانتے ہیں۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ مُردے عالم برزخ میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، باتیں کرتے ہیں کھاتے اور پیتے ہیں خوشی کرتے ہیں غرض موت کیا ہے اس قالب کو چھوڑ دینا اور دوسرا قالب لینا اور وہ قالب اس سے زیادہ لطیف اور عمدہ ہے یہ ہمارا دنیا کا بدن مثل لباس کے ہے جب وہ پرانا اور نکما ہو جاتا ہے تو پروردگار عالم اپنے لطف اور کرم سے دوسرا نیا لباس پہنا دیتا ہے ....جو کوئی عقل رکھتا ہوگا اور موت کی حقیقت سمجھ لے گا وہ موت سے بالکل نہ گھبراوے گا۔''

(رفع العجاجہ عن سنن ابنِ ماجہ:۷۲۱/۱)

وحیدالزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا اور حال ہے وہ مرنے کے بعد بھی جب حکمِ الٰہی ہوتا ہے تو اپنے زائر (زیارت کرنے والے) پر توجہ فرماتے ہیں اور ان کی روح سے زائر کو بہت فیوض و برکات پہنچتے ہیں اور یہ امر بدوں تجربہ کے ہر عامی ظاہر پرست شخص پر نہیں کھل سکتا اور اگر مُردوں میں عموماً احساس اور سمع نہ ہوتا تو اہلِ قبور پر سلام کیوں مشروع ہوتا ہے کیا لکڑی، پتھر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کرنے کا حکم دیا اس کا وہی قائل نہ ہوگا جو نادان ہے۔''

(تیسیر الباری: ۲۷۳/۸)

وحیدالزمان صاحب قبر کی زندگی کو مان کر مخالف کو ظاہر پرست اور نادان کہہ رہے ہیں۔ اب عبیدالرحمٰن صاحب وغیرہ حضرات اپنا مقام و مرتبہ خود ہی سمجھ لیں۔ ع

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(۴) مجددِ آلِ غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

''تمام مُردے عام اس سے کہ وہ مؤمن ہوں یا کافر۔ علم، شعور، ادراک، سننے، اعمال کے پیش ہونے اور زیارت کنندہ کے سلام کا جواب دینے میں برابر اور یکساں ہیں حضرات انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔'' (دلیل الطالب صفحہ ۸۸۶)

صوفیاء نے اخلاص والوں کی قبر کی زندگی کو مانا جب کہ نواب صاحب تو اس زندگی کو کافروں تک کے لیے مان رہے ہیں۔

اعتراض: ۶۳... روزانہ سوا لاکھ درود کی حکایت مبالغہ ہے

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مصنف کے مبالغہ آمیز خاندانی مناقب ملاحظہ فرمائیں: کتنے خوش قسمت ہیں وہ اکابر جن کے معمولات میں روزانہ سوا لاکھ درود شریف کا معمول ہے جیسا کہ میں نے اپنے بعض خاندانی اکابر کے متعلق سنا ہے۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۷۸)

الجواب:

(۱)...... عبیدالرحمٰن صاحب نے اس واقعہ کو مبالغہ آمیز تو کہہ دیا مگر اس کے مبالغہ آمیز ہونے پر کوئی دلیل نہیں دی۔ ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلد حضرات جب غیر مقلدانہ ذہن سے کسی واقعہ کو ملاحظہ

کرتے ہیں تو انہیں سچا واقعہ بھی نا قابل اعتبار نظر آتا ہے مثلاً مولانا محمد حسین میمن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قرآن میں اللہ رب العالمین نے نوح علیہ السلام کی طویل العمری کو ذکر فرمایا ہے کہ **فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا** ۔نوح اپنی قوم میں ساڑھے نوسو سال ٹھہرے۔یہ بات بھی نا قابلِ اعتبار اور عقل کے خلاف نظر آتی ہے'' (اسلام کے مجرم کون؟صفحہ ۵۰)

جولوگ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ حکایت کو نا قابلِ اعتبار، خلافِ عقل بالفاظِ دیگر مبالغہ آمیز قرار دے وہ کسی انسان کی کیا رعایت کرے گا؟

(۲)......عبید الرحمٰن صاحب نے بھی میمن صاحب کی طرح غیر مقلدانہ ذہن سے سوچا ہے ورنہ اگر کوئی شخص عقل سلیم رکھتا ہو اور قرآن وحدیث کا اسے علم بھی ہو تو وہ یہ جان سکتا ہے کہ نیک لوگوں کے اوقات میں اللہ تعالی برکت پیدا فرما دیتے ہیں مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''**خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ الْقِرَاءَةُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَابَّتِهٖ لِتُسْرَجَ فَكَانَ يَقْرَأُ قَبْلَ اَنْ يَّفْرُغَ يَعْنِي الْقُرْآنَ**۔

داود پر قراءۃ آسان کردی گئی تھی چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسنے سے پہلے پوری زبور پڑھ لیتے۔ (صحیح بخاری:۲/۶۸۵ھکذا فی ۱/۴۸۵)

اتنی کم مدت میں سیدنا داود علیہ السلام کا پوری زبور پڑھ لینا دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کے وقت میں برکت پیدا فرما دیتے ہیں۔

عبید الرحمٰن صاحب! کیا سیدنا داود علیہ السلام کے اس عمل کو مبالغہ آمیزی سے تعبیر کرو گے؟ اگر آپ یہ تاویل کریں کہ یہ ان کا معجزہ تھا تو ہم کہتے ہیں کہ سوالاکھ درود پڑھنا اس بزرگ کی کرامت ہے۔

(۳)......امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''قسطلانی نے کہا کبھی وقت میں برکت ہوتی ہے کہ وہ ایک شبانہ روز میں قرآن مجید کے آٹھ ختم کیا کرتے، چار دن کو اور چار رات کو۔شیخ ابو طاہر مقدسی سے منقول ہے کہ وہ رات اور دن میں پندرہ ختم کیا کرتے۔شیخ نجم الدین نے ایک شخص کو دیکھا اس نے طواف کے ایک پھیرے میں قرآن مجید ختم کیا یہ امر فیضِ ربانی مددِ رحمانی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔''

(تیسیر الباری شرح بخاری ۲۱۰/۶ تاج کمپنی)

عبید الرحمٰن صاحب! اگر وقت میں برکت، فیضِ ربانی اور مددِ رحمانی کے سبب یومیہ آٹھ بلکہ پندرہ قرآن پڑھے جاسکتے ہیں اور طواف کے ایک چکر میں مکمل قرآن ختم ہوسکتا ہے اور یہ قصہ مبالغہ آمیز نہیں ہیں تو یومیہ سوالاکھ درود شریف پڑھنا کیوں کر مبالغہ آمیز ہے؟

یہ بھی ذہن شریف میں رہے کہ مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد نے تیسیر الباری کتاب کو ''خدمات اہلِ حدیث'' کے تحت درج کیا ہے۔

(پاک و ہند میں علمائے اہلِ حدیث کی خدماتِ حدیث صفحہ ۸۳)

محمدی صاحب ذرا توجہ اپنے غیر مقلد بھائی مولانا ابوالاشبال شاغف صاحب کی کتاب کی طرف بھی کرلیں۔شاغف صاحب نے فضلک رازی محدث کا مقولہ درج کیا:

''ابوزرعہ کے سر کے بالوں کے مطابق حدیثیں بیان کردوں گا''

پھر اِس پر یوں تبصرہ کیا:

''کلام میں مبالغہ ہے لیکن جب مقابلہ کی بات ہوتی ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔''

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۸۴)

محمدی صاحب! فضلک رازی محدث نے مبالغہ آمیز بات کہی اور شاغف صاحب نے تو علی الاعلان کہہ دیا ہے کہ مبالغہ آمیزی جائز ہے تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اعتراض: ۶۴ ...شیر خوار بچہ کا پاؤ پارہ یاد کرلینا مبالغہ ہے

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مصنف کے مبالغہ آمیز خاندانی مناقب ملاحظہ فرمائیں۔''

اس کے بعد انہوں نے بزعمِ خود جو دوسرا مبالغہ آمیز قصہ نقل کیا، وہ یہ ہے:

''والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب دودھ چھڑایا گیا تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۷۸)

الجواب:

(۱)......حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تابش مہدی جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں لیکن اہلِ عقل جانتے ہیں کہ ڈیڑھ سال کا بچہ عموماً بولنے

لگتا ہے اب اگر چھ مہینے کی طویل مدت میں حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے والد ماجد نے پاؤ پارہ یاد کرلیا تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟'' (آپ کے مسائل اوران کا حل:۳۰۳/۷)

(۲)......اگر عبید الرحمٰن صاحب وغیرہ مذکورہ جواب کو کافی نہیں سمجھتے۔ ان کے نزدیک دوسال کے بچے کا پاؤ پارہ حفظ یاد کرلینا ناممکن ہے تو ہم عرض کرتے ہیں ناممکن کام کرامت کے طور پر ممکن ہوسکتا ہے اوراحادیث میں بچوں سے کرامت کے صدور کی باتیں ملتی ہیں۔

غیر مقلدین کے حاشیہ قرآن میں لکھا ہے:

''مسنداحمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے معتبر سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس سے مرفوعاً [حدیثِ نبوی] مروی ہے کہ مہد یعنی جھولے میں چار بچوں نے کلام کی ہے ایک تو فرعون کی بیٹی ماشطہ کے لڑکے نے، اور دوسرے حضرت یوسف کے شاہد، تیسرے صاحبِ جریج اور چوتھے حضرت عیسی علیہ السلام نے۔ یہ حدیث حاکم نے حضرت ابوھریرہ سے بھی روایت کی ہے اور لکھا ہے کہ صحیح علی شرط الشیخین مگر چار لڑکوں میں حصر محلِ نظر ہے کیونکہ صحیحین میں ایک اور بچے کا ذکر بھی ہے جو دودھ پی رہا تھا نیز مسلم میں اصحاب اخدود کے قصہ میں مذکور ہے کہ اس بچے نے کلام کی۔ الحاصل جھولے میں کلام کرنے والے بچوں کی تعداد علماء نے گیارہ تک پہنچائی ہے۔''

(فوائدِ سلفیہ صفحہ ۶۸۶)

کوئی یہاں یہ اعتراض نہ کرنے لگے کہ شیر خوارگی کے زمانہ میں بولنے اور پاؤ پارہ حفظ کرنے میں بڑا فرق ہے... کیونکہ یہاں محض بولنا مراد نہیں جو اِن گیارہ بچوں کے علاوہ بھی دیگر بچوں کو بھی نصیب ہوتا ہے بلکہ یہاں خرق عادت کے طور پر معاملہ فہم، حیرت انگیز، فیصلہ کن اور دوراندیشی والا بولنا مراد ہے جو کرامت کے زمرہ میں آتا ہے جس طرح ان بچوں کا خرقِ عادت کے طور پر گفتگو کرنا کرامت ہے ایسے ہی پاؤ پارہ حفظ کرنا بھی کرامت مان لیں۔

عبیدالرحمٰن صاحب پاؤ پارہ والی بات کے انکاری ہیں جب کہ بعض دیگر غیر مقلد حدیث میں واردشدہ سیدنا یوسف علیہ السلام کے شاہد کا گفتگو کرنا نہیں مانتے۔ ان میں مولانا صلاح الدین یوسف صاحب بھی ہیں۔ (تفسیر احسن البیان صفحہ ۶۴۷)

اوران سے پہلے اس کا انکار مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے تفسیر ثنائی میں کیا ہے جب انہوں نے انکار کیا تو خود ان کے ہم مذہب مولانا عبدالحق غزنوی صاحب غیر مقلد نے ان کی درج

ذیل الفاظ میں تردید کی:

''احمد اور بزار اور ابنِ حبان اور حاکم مرفوعاً لائے ہیں کہ چار شخصوں نے گود میں بات کی ہے جن میں ایک شاہد یوسف بھی ہیں چونکہ [یہ حدیث (ناقل)] مصنف تفسیر ثنائی کے نیچر کے خلاف ہے لہٰذا صریح حدیث کے خلاف کیا اور اس تفسیر میں ابو علی جبائی معتزلی کا مقلد ہوا۔''

(الاربعین صفحہ ۱۹ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

(۳)......غیر مقلدین کی کتاب ''تذکرۃ اہل صادق پور'' میں ایک عورت کے متعلق لکھا ہے:

''ان کو بھی لڑکیوں کی تعلیم میں مذاق کامل حاصل تھا صدہا لڑکیاں اور لڑکے آپ سے قرآن کی تعلیم پا گئے پانچ برس کا بچہ صرف الف، با پڑھ کر تمام قرآن جس جگہ سے کھول کر سامنے رکھ دو بے تامل پڑھ لیتا'' (تذکرہ اہل صادق پور صفحہ ۲۷ مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ کراچی)

عبید الرحمٰن صاحب! بتایئے صرف الف، با پڑھا دینے سے بچہ کا پورا قرآن پڑھ لینا حقیقت ہے؟ اگر یہ مبالغہ آمیز نہیں تو پاؤ پارہ حفظ کر لینا مبالغہ آمیزی پر محمول کیوں ہے؟

(۴)......اب اپنی جماعت کے ''حضرۃ العلام'' مولانا غلام رسول صاحب، ساکن قلعہ میاں سنگھ گوجرانوالہ کا بچپن ملاحظہ فرمائیں:

''آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں پیشاب بھی کبھی نہ کیا۔ نماز کے وقتوں میں چارپائی پر لٹا دینے سے روتے نہ تھے...رونا مطلق نہیں جانتا۔ ماہِ رمضان میں صبح سے شام تک دودھ پانی نہ پیتے تھے۔ اس وقت مشہور تھا کہ میاں صاحب کا شیر خوار بچہ روزہ رکھتا ہے یہ خبر سن کر لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کے لیے آتے تھے۔'' (سوانح حیات صفحہ ۲۷)

عبید الرحمٰن صاحب! غور کیجیے مذکورہ بالا باتیں حقیقت ہیں یا مبالغہ آمیز؟ اگر حقیقت ہیں تو پاؤ پارہ یاد کر لینا حقیقت کیوں نہیں ہو سکتا اور اگر یہ ساری باتیں مبالغہ آرائی کا کرشمہ ہیں تو اس کا اعلان فرما دیں تاکہ غیر مقلدین کی صداقت کو لوگ جان سکیں۔

مولانا عبد القادر صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جد امجد حضرت نظام الدین صاحب المتخلص خادم اسہال (پیچس) کی بیماری سے بیمار ہو گئے والد صاحب مرحوم ان کی خدمت میں رہنے لگے۔ مولوی صاحب مرحوم ان کا پاخانہ اپنے ہاتھ سے صاف کرتے تھے۔ ایک دن آپ کو سحری کے وقت حاجت پاخانہ ہوئی۔ جناب والد صاحب مرحوم بھی جاگتے تھے۔ جدِ امجد صاحب نے دیکھا کہ میرا پاخانہ اپنے ہاتھوں سے صاف کر رہے ہیں۔ آپ نے

حیرت سے دیکھ کر فرمایا: غلام رسول! تم میرا پاخانہ ہاتھوں سے صاف کرتے ہو۔اس کے صلے میں لوگ تمہارا پاخانہ دانتوں سے صاف کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔''

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ۲۹)

عبیدالرحمٰن صاحب! ''مصنف کے مبالغہ آمیز خاندانی مناقب ملاحظہ فرمائیں''!!! یہ کس قدر مبالغہ ارائی ہے کہ مولانا غلام رسول صاحب کا پاخانہ لوگ دانتوں سے صاف کریں۔

اعتراض:۶۵...قرآن میں متشابہ نہ لگنے والی بات مبالغہ ہے

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب نے اپنے زعم کے مطابق جن واقعات کو مبالغہ آمیز قرار دیا ہے ان میں ایک وہ واقعہ ہے جسے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے حکایت صحابہ میں اپنے والد صاحب کے متعلق ان الفاظ میں لکھا ہے:

''اسی کا یہ ثمرہ تھا کہ قرآن شریف میں متشابہ لگنا یا بھولنا جانتے ہی نہ تھے۔''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ۱۷۹)

الجواب:

(۱)......مذکورہ عبارت میں ''اسی کا ثمرہ تھا'' کا جملہ بتا رہا ہے کہ اس سے پہلے کوئی بات مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے والد صاحب کا چھ ماہ تک مسلسل معمول رہا کہ طالب علمی زمانہ میں یومیہ ایک قرآن ختم کیا کرتے تھے اسی محنت کے ثمرہ میں انہیں قرآن پختہ یاد ہوا تھا۔

(حکایات صحابہ صفحہ۱۸۰)

عبیدالرحمٰن صاحب نے یہ محنت والی بات حذف کر لی کیونکہ اگر وہ اسے لکھتے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا یہ بات مبالغہ آمیز نہیں بلکہ اسباب کی دنیا میں اس شدید محنت کا نتیجہ ہے اسی لیے اس بات کو نہ لکھنا عبیدالرحمٰن صاحب کی مجبوری تھی۔

(۲)امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''امام بخاری کے برابر ہمارے شیخ حافظ ابن حجر کا مرتبہ ہے شاید کوئی کتاب حدیث کی ایسی ہو جو اُن کی نظر سے نہ گزری ہو اور صحیح بخاری تو الحمد کی طرح ان کو حفظ تھی یا اللہ ہم کو عالم برزخ میں امام بخاری اور ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر کی زیارت نصیب کر''(تیسیر الباری:۳/۶۷۵ تاج کمپنی)

وحید الزمان صاحب کے بقول حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کو بخاری شریف، الحمد یعنی سورۃ فاتحہ کی

طرح یاد تھی.... اور سورہ فاتحہ میں عموماً لوگوں کو نہ متشابہ لگتا ہے اور نہ ہی بھول واقع ہوتی ہے۔ عبید الرحمٰن صاحب! اگر اسی طرح کسی کو کتابِ الٰہی میں متشابہ تک نہ لگے تو آپ کو تکلیف کیوں ہوتی ہے؟

(۳)...... غیر مقلدین نے اپنے ایک بزرگ مولانا بشیر احمد سہسوانی کے حالات میں لکھا ہے:

''ان کا حافظہ اتنا تیز ہے کہ جس کتاب پر نظر پڑ جاتی فوراً یاد ہو جاتی۔''

(مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری صفحہ ۲۶۸)

عبید الرحمٰن صاحب! اگر محض نگاہ پڑنے سے کتاب یاد ہوسکتی ہے تو یہ کیوں ناممکن ہے کہ انسان محنت کر کے اتنا پختہ قرآن یاد کر لے کہ کوئی غلطی نہ آئے؟

(۴) مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میاں (نذیر حسین دہلوی) صاحب نے پورے فتاوی عالم گیری کا مطالعہ فرمایا تھا اور کامل غور کے ساتھ اسے بار بار پڑھا تھا وہ انہیں تقریباً ازبر ہو گیا تھا۔'' (دبستان حدیث صفحہ ۳۸)

فتاوی عالم گیری کا مجموعہ قرآن سے کئی گنا زیادہ ضخامت و اوراق والا ہے، عبارتیں بھی کافی مشکل ہیں، نیز قرآن کا جلدی یاد ہونا معجزہ بھی ہے جب کہ کسی اور کتاب کا یاد ہونا محض کسبی عمل ہوتا ہے اس کے باوجود میاں صاحب کا فتاوی عالم گیری کو ازبر یاد کر لینا تو قابلِ اعتراض نہ ہوا اور اس کے بالمقابل کسی سُنی دیوبندی کا قرآن پختہ یاد کر لینا باعثِ اشکال بن جائے، یہ کیسا انصاف ہے؟

اعتراض: ٦٦... فضائلِ اعمال کے مصنف عاشق مزاج ہیں

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے متعلق لکھا کہ وہ ''عاشق مزاج مصنف'' ہیں۔ (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۸۰)

الجواب:

(۱)...... عشق کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ حدیث، سنت، قرآن اور مسجد وغیرہ سے عشق۔ ۲۔ اجنبی عورت، مال و دولت وغیرہ سے۔ ان دو قسموں میں سے پہلی قسم جائز ہے اور دوسری ناجائز۔

عشق کی جائز قسم اور اس سے متعلقہ اشعار کو غلط کہنا یا اس پر تنقید کرنا صحیح نہیں۔

(۲)...... ہم یہاں غیر مقلد علماء کا عاشق مزاج ہونا ان کے عشقیہ شعروں کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

مولانا فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد اپنی جماعت کے ''خاتم المحدثین، شیخ الکل فی

الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہیں:

''سر گھٹنوں پر رکھے اردو، فارسی کے عاشقانہ اشعار درد انگیز لہجہ میں پڑھتے اور روتے جس نے دیکھا ہے وہ ایک خدارسیدہ عاشق مزاج صوفی اور سچا درویش یا پیرِ طریقت خیال کرنے پر مجبور ہے۔''

(الحیات بعد الممات صفحہ ۳۷۳)

عبید الرحمٰن نے ''عاشقانہ مزاج'' ہونے کو بطورِ طعن ذکر کیا ہے مگر بہاری صاحب اسی چیز کو مقامِ مدح میں ذکر کر رہے ہیں۔ عبید الرحمٰن صاحب! آپ کے شیخ الکل عاشق مزاج انسان تھے ان کے خلاف آپ نے کیا کاروائی کی یا آئندہ کریں گے؟

مولانا احسان الٰہی ظہیر صاحب غیر مقلد نے اپنی تقریر میں کہا ہے:

''خونِ نہ کردہ ایم کسے را نہ کشتہ ایم
جرمم ہمی کہ عاشق روئے تو گشتہ ایم''

(فرقہ واریت کا خاتمہ صفحہ ۱۳)

شعر کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے کسی کا خون کیا اور نہ ہی کسی کو قتل کیا بس ہمارا جرم یہی ہے کہ تیرے چہرے کے عاشق ہیں۔

عبید الرحمٰن صاحب بتایئے! آپ کے ''شہیدِ اسلام'' احسان الٰہی صاحب کس چہرہ کے عاشق تھے؟

جناب عبدالحی انصاری غیر مقلد نے لکھا:

''خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را'' (نوافل کی جماعت کے ساتھ فرض کا حکم صفحہ ۳۴)

عاشقوں کو دی گئی یہی دعا ''الاعتصام: اشاعتِ خاص بیاد بھوجیانی صفحہ ۶۲'' میں بھی مذکور ہے۔

عبید الرحمٰن صاحب کے ہاں عاشق ہونا مذموم ہے مگر انصاری صاحب عاشقوں کو دعا دے رہے ہیں۔

انصاری صاحب نے ایک عربی شعر لکھا اور اس کا اردو ترجمہ بھی کیا۔ ملاحظہ فرمائیں:

''اُرِیْدُ لِاَنْسیٰ حُبَّهَا فَكَاَنَّمَا
تُمَثِّلُ لِیْ لَیْلیٰ بِكُلِّ مَكَانٍ

میں لیلیٰ کو بھلانا چاہتا ہوں لیکن اس کی تصویر ہر جگہ و مقام پر دکھائی دیتی ہے۔''

(نوافل کی جماعت کے ساتھ فرض نماز کا حکم: حالاتِ مصنف صفحہ ۳۶)

قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما“

(تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۲۳۳)

قاضی صاحب نے یہ شعر بھی لکھا ہے۔

”مریض عشق پہ رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جُوں دوا کی“

(صفحہ: ۳۰۵)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! عاشق کے حق میں دعائیہ جملے سے آپ کو تکلیف تو نہیں رہی؟

مولانا محمد جونا گڑھی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”کھینچتا ہے کیوں مجھے محبوب کے آغوش سے
اور رہنے دے مجھے جلاد دم بھر دار پر“

(سراجِ محمدی صفحہ ۲۳)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! دیکھیں جونا گڑھی صاحب عشقیہ مزاج کو ”سراجِ محمدی“ کے مقدس عنوان سے پیش کر رہے ہیں۔

جونا گڑھی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”بلبل ہے فدا گُل پر ، شمع پہ پروانہ
ہے عشق مجھے اپنے دلدار محمد کا“

(سراجِ محمدی صفحہ ۳۳)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! جونا گڑھی صاحب کے متعلق کیا حکم ہے جو عاشق ہونے کے دعوے دار ہیں۔

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد نے لکھا:

”ترکِ جان ، ترکِ مال ، ترکِ سر
در طریق عشق اول منزل است“

(فلاح کی راہیں صفحہ ۱۰۵)

شعر کا ترجمہ: جان، مال اور سر کو ترک کر دینا عشق کے راستہ میں پہلی منزل ہے۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے آستانہ نبوت پر سجدہ کرنے کی خواہش کو ظاہر کرتے ہوئے درج ذیل شعر کہا ہے۔

''بخاک رفتم و لیکن ز تاب آتش عشق
ہوائے سجداں براں خاک آستاں باقیست''

(نفح الطیب صفحہ ۲۰)

ترجمہ: یعنی میں مٹی ہو گیا مگر آتش عشق کی لپک یہ ہے کہ ابھی ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے آستانہ کی خاک پر سجدہ کرنے کی خواہش باقی ہے۔ (ارمغان حق صفحہ ۲/۳۳۵)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غور فرمائیں! نواب صاحب عاشق مزاج ہیں یا نہیں؟ اور یہ بھی بتائیں کہ نواب صاحب کا مذکورہ شعر صرف عاشقانہ ہے یا عاشقانہ ہونے کے ساتھ مشرکانہ بھی؟

غیر مقلدین کی مرتب شدہ کتاب ''سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول'' میں بہت سے مقامات میں عشقیہ اشعار درج ہیں۔ ان میں سے چند اشعار یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

''مجنون صفتم دربدر وخانہ بخانہ
شاید کہ بہ بینم رخِ لیلیٰ بہ بہانہ''

(صفحہ ۴۸)

یعنی میں دربدر اور گھر گھر مجنوں کی طرح ہوں: تاکہ شاید کسی بہانہ سے لیلیٰ کا چہرہ دیکھ سکوں۔

''پھروں میں یار کے غم سے مثل قیس دیوانہ
لگن میں یار کے اپنے دیا ہے چھوڑ کاشانہ''

(صفحہ ۴۹)

''حکایت عاشقانہ بہت بھاوے
کہانی عشق دل نوں سکھاوے''

(صفحہ ۵۱)

''مدینہ طیبہ دی وا جو آئی کلیجے عاشقاندے ٹھنڈ پائی
ہویا دن بارہویں فضلِ الٰہی خدا نے آس عاشق دی پہنچائی''

(صفحہ ۱۶۷)

اور بھی بہت سے عشقیہ اشعار اسی کتاب میں مرقوم ہیں مثلاً دیکھئے صفحہ ۴۶، ۴۷، ۵۰، ۸۶، ۹۸، ۱۶۰۔۱۶۱، ۱۶۸، ۱۷۲۔

مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد کی نظموں کا تعارف کراتے ہوئے لکھا گیا ہے:

''اور بھی عشقیہ نظمیں ہیں۔'' (سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۶۵)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! آپ کے جس بزرگ نے عشقیہ نظمیں لکھی ہیں آپ اسے عاشق مزاج کہہ کر طعن کریں گے یا نہیں؟

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھا ہے:

''بیاض کے آخر (تقریباً رُبع) کے درمیان سات صفحات پر مولانا کے پسندیدہ اشعار درج ہیں ہم اُن اشعار کو کتابت کروا کے پیش کر رہے ہیں۔'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص بیاد بھوجیانی: ۵۲۷)

بھوجیانی صاحب کے پسندیدہ اشعار میں درج ذیل اشعار بھی شامل ہیں۔

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو ہم تو ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے عاشق
عشق نے غالب نکمّا کر دیا ہیں تمہارے نام کے

(الاعتصام: اشاعتِ خاص صفحہ ۵۲۸)

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے
بُرا بُرا نہیں یہ شغل کچھ بھلا بھی ہے

(الاعتصام: اشاعتِ خاص صفحہ ۵۳۱)

بھوجیانی صاحب کے پسندیدہ اشعار ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے:

''اس سے آپ کے وسیع شعری مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص صفحہ ۵۳۱)

عبیدالرحمٰن صاحب! اپنی جماعت کے حجۃ الاسلام بھوجیانی صاحب کے متعلق کیا فرمائیں گے؟

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

غم میں مرتا ہوں کہ اتنا نہیں دنیا میں کوئی
کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
آئے ہے بیکسیِ عشق پہ رونا غالب
کس کے گھر جائے گا سیلابِ بلا میرے بعد''

(الاعتصام: اشاعتِ خاص بیاد بھوجیانی صفحہ ۱۰۰)

بھٹی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''بھری جوانی... یہ وہ زمانہ ہوتا ہے، جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے: دل آیا ہے تری اٹھتی جوانی ابھرے جوبن پر'' (قافلہ حدیث صفحہ ۴۵۰)

حافظ نعیم الحق نعیم صاحب غیر مقلد (گوجرانوالہ) لکھتے ہیں:

''جن لوگوں کو علم کے ساتھ عشق ہو جاتا ہے، ان کا دستور بھی کچھ نرالا سا ہو جاتا ہے۔ عام لوگوں کے لیے جو چیز نقصان دہ ہوتی ہے، دیوانگانِ عشق کے لیے وہی چیز مفید ثابت ہوتی ہے۔ امام ابنِ قیم نے روضۃ المحبین ''میں عاشقانِ علم کے چند عجیب وغریب واقعات نقل کیے ہیں۔''

(الاعتصام: اشاعتِ خاص بیاد بھوجیانی صفحہ ۲۸۲)

پروفیسر غلام نبی عارف صاحب (لاہور) لکھتے ہیں:

''انہوں نے... الگ دنیائے عشق ومحبت بسالی'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص بیاد بھوجیانی صفحہ ۶۰۹)

عارف صاحب مزید لکھتے ہیں:

''آج مجھے ان کے عشق، جذبے، تڑپ، لگن، شوق اور ولولے کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا۔'' (۶۱۲)

عارف صاحب ہی لکھتے ہیں:

''بھائی محمد عاشق (ایک صاحبِ طرز ادیب) بھی تھے۔'' (حوالہ مذکورہ صفحہ ۶۱۷)

اگلا کلام بھی عارف صاحب کا ہے۔

''وہ کتابوں کے دیوانے اور احادیثِ رسول کے سچے عاشق تھے۔'' (حوالہ سابق صفحہ ۶۲۶)

حافظ عبدالحمید ازہر صاحب (اسلام آباد) لکھتے ہیں:

''ان گزارشات کو ترکِ ادب پہ محمول نہ کیا جائے بلکہ از قسم ''گفتگوئے عاشقاں'' پڑھا جائے۔''

(الاعتصام: اشاعتِ خاص بیاد بھوجیانی ۶۹۶)

ازہر صاحب ہی لکھتے ہیں:

''للّٰہی عشق کا مظہر'' (حوالہ مذکورہ صفحہ ۶۹۷)

عبیدالرحمٰن صاحب! کیا خیال ہے آلِ غیر مقلدیت کے اِن عاشقان کے بارے میں؟

اعتراض: ۶۷... بزرگی کے حصول کے لیے اللہ والوں کی خدمت میں حاضری

فضائلِ اعمال میں مذکور ہے کہ شیخ عُلوان حَموی کا سید علی بن میمون سے اصلاحی تعلق تھا۔
(فضائل ذِکر صفحہ ۸۱)

عبید الرحمٰن محمدی اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان واقعات میں عقیدے کی کئی خرابیاں ہیں، بزرگی حاصل کرنے کے لیے سید صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۹۲)

محمدی صاحب کے بقول بزرگی کے حصول کے لیے کسی شیخِ طریقت کے ہاں حاضری خراب عقیدہ کی نشانی ہے۔

الجواب:

آج کل آلِ غیر مقلدیت تصوّف اور صوفیاء کے بُغض میں سرگرداں ہیں۔اس پر ان کے اپنے ہی لوگ نہایت افسردہ ہیں جیسا کہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے بزمِ ارجمنداں صفحہ ۲۱۵... صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۲۰۶ میں افسوس کا اظہار کیا ہے۔تصوف کے بُغض کی وجہ سے جو دینی نقصان ہوا ہے وہ کئی طرح کا ہے ان میں سے ایک وہ ہے جسے جناب حماد شاکر صاحب غیر مقلد نے اِن الفاظ میں بیان کیا ہے:

''افسوس ہے کہ ہمارے حلقوں کی موجودہ نسل کی اکثریت بُغضِ تصوف کی اس انتہاء تک پہنچ گئی ہے کہ وہ متقدمین کے ذکر واذکار تو کجا مسنون اذکار سے بھی محتاط یا کنارہ کش ہوگئی اور مسنون اذکار کا دوام بھی چھوڑ گئے اور اللہ کے ان ناسمجھ اور ناشکرے بندوں نے اس مالک سے مانگنا اور سوال، دعا کرنا بھی چھوڑ دیا جو مانگنے والے سے خوش اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہوجاتا ہے۔''
(گفتار اوّلین، صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۶)

تصوّف کے باغیوں میں سے ایک نام عبید الرحمٰن محمدی کا ہے جو شیخِ تصوّف کے در پر حاضری کو خرابیِ عقیدہ قرار دے کر لوگوں کو صوفیاء سے بدگمان کر رہے ہیں۔

(۲)......عبید الرحمٰن صاحب نے صرف یہ لکھ دیا کہ بزرگی کے حصول کے لیے کسی شیخِ تصوف کے ہاں حاضری دینا خرابیِ عقیدہ ہے مگر اس پر کوئی دلیل نہیں دی کہ یہ کیسے خرابیِ عقیدہ ہے؟ بغیر دلیل مسئلہ لکھ کر خرابیِ عقیدہ کا الزام لگا رہے ہیں۔ہمیں یہ بتایا جائے کہ بزرگی جب اچھی چیز ہے تو اس کے حصول کے لیے کسی باشریعت پیر و شیخ کے پاس جانا خرابیِ عقیدہ کا باعث کیوں ہے؟

(۳)......مولانا داود غزنوی صاحب غیر مقلد نے فقہ اور تصوف میں فرق کرتے ہوئے فرمایا:

''بات بڑی سیدھی اور صاف ہے وضو کن باتوں سے ٹوٹتا ہے؟ نماز کن باتوں سے باطل ہو جاتی ہے یہ فقہ ہے اور نماز میں حضوری کیسے حاصل ہو؟ رقت اور خشیت کیسے ہو اور سینے سے چکی کے چلنے کی آواز کیسے آئے؟ یہ تصوف ہے اور دونوں کا ماخذ کتاب وسنت ہے۔'' (مولانا غزنوی:۳۶۱)

یعنی نماز کے مسائل کا علم مدارس سے حاصل ہوتا ہے اور نماز میں رقت اور خشیت شیخ طریقت کی صحبت سے پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ علم کے بڑے بڑے پہاڑ بھی صوفیاء کی بیعت ہوئے خود غیر مقلد علماء بھی صوفیاء کے دروازے پہ جُھکے ہیں، ثبوت ملاحظہ فرمائیں۔

(الف)......غیر مقلدین کے خاتم المحدثین میاں نذیر حسین دہلوی نے نماز ایک صوفی بزرگ سے سیکھی۔ وہ خود فرماتے ہیں:

''عبداللہ غزنوی نے مجھ سے حدیث پڑھی اور میں نے ان سے نماز پڑھنی سیکھی۔''

(اہلِ حدیث کے چار مراکز صفحہ ۷۶ عبدالرشید عراقی)

عبیدالرحمٰن صاحب یہاں تعین کریں کہ میاں صاحب نے غزنوی بزرگ سے نماز کے مسائل سیکھے یا رقت وخشیت وغیرہ؟ اگر مسائل سیکھے ہیں تو نماز کے وہ کون سے مسائل ہیں جو آپ کے خاتم المحدثین کو نہ آتے تھے، ایک طالب علم کو وہ معلوم تھے...اور اگر رقت وخشیت اور توجہ الی اللہ کو سیکھا ہے تو یہ وہی چیز ہے جس کے سیکھنے کے لیے شیخ کی صحبت کو آپ خرابیٔ عقیدہ قرار دے چکے ہیں۔

(ب)......عبدالرشید عراقی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا محی الدین لکھوی (م ۱۳۱۲ھ) نے آپ سے استفادہ کے لیے غزنی کا سفر کیا اور ولیِ کامل بن کر واپس لوٹے۔'' (اہلِ حدیث کے چار مراکز صفحہ ۸۱)

عبیدالرحمٰن صاحب! دیکھئے آپ کے لکھوی صاحب ولایت ڈھونڈنے کے لیے دُور دراز کا سفر کر کے مولانا عبداللہ غزنوی صوفی کے پاس پہنچے مگر آپ ہیں کہ اسے خرابیِ عقیدہ قرار دیتے ہیں ذرا واضح کیجیے لکھوی بزرگ ولی کامل بن کر لوٹے یا خرابیِ عقیدہ کے باعث بدعقیدہ ہو کر آئے؟ یہ بھی بتا دیا جائے کہ لکھوی صاحب کا بزرگی کے حصول کے لیے سفر کر کے غزنوی صاحب کے پاس پہنچنا آپ کے نزدیک شدِ رحال والی حدیث کے خلاف ہے یا نہیں؟

(ج)......مولانا عبدالرشید عراقی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’جب آپ نے امرتسر (پنجاب) میں مستقل سکونت اختیار کی تو مولانا حافظ ابراہیم آوری (م ۱۳۱۹ھ) مولانا رفیع الدین شکرانوی، بہاری (م ۱۳۳۸ھ) مولانا قاضی طلاء محمد خان پشاوری (م ۱۳۱۰ھ) مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی (م ۱۴ھ) اور مولانا غلام نبی الربانی سوہدری (م ۱۳۴۸ھ) جیسے اہل علم فیض یاب ہونے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی صحبت اختیار کی اور بعد میں ان کا شمار اہل اللہ میں ہونے لگا‘‘ (اہلِ حدیث کے چار مراکز صفحہ ۸۱)

عبیدالرحمٰن صاحب! آپ کے مذکورہ بالا آلِ غیر مقلدیت مولانا عبداللہ غزنوی صوفی کے پاس بزرگی کے حصول کے لیے گئے تھے یا عقیدہ خراب کرنے کے لیے؟

(د)......غیر مقلدین نے اپنے ایک بزرگ مولانا یحییٰ علی صاحب کے متعلق لکھا ہے:

’’آپ نے جس روز سے بیعت حاصل کی شب و روز، سفر و حضر میں برابر حاضر باش خدمت پیر و مرشد اپنے رہے، کبھی ان سے جدا نہیں رہتے‘‘ (تذکرۃ اہل صادق پور:۶۳)

عبیدالرحمٰن صاحب! دیکھ لیں آپ کے یحییٰ صاحب بزرگی کے حصول کے لیے کس طرح صوفی کے محتاج ہوئے؟

مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

’’ان امراضِ روحانی کے علاج اور اُن کے مہلک اثرات سے گلو خلاصی کی خاطر یہ فقیر کسی حاذق طبیب اور پیرِ کامل کی تلاش میں در بدر کو بکو تلاش کے لیے سرگرداں تھا۔اسی تلاش و جستجو کے سلسلے میں ذی الحجہ کی سولہ کو اپنے گھر سے نکل پڑا...‘‘

(خوارق صفحہ ۱۳ مطبوعہ صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن کوٹھہ ضلع صوابی)

عبیدالرحمٰن صاحب دیکھئے! تمہارے بزرگ ’’شیخِ کامل‘‘ کی تلاش میں کیسے سرگرداں ہیں؟

مولانا غلام رسول صاحب مزید لکھتے ہیں:

’’مختصر یہ کہ میں ایک ایسے پیر دستگیر کی آستانہ مبارک پر قدم بوسی کی سعادت سے مشرف ہوا جو.....‘‘

(خوارق صفحہ ۱۴)

مولانا غلام رسول صاحب آگے لکھتے ہیں:

’’آخر کار ان کے آستانہ پر اُن کی قدم بوسی کی سعادت کے حصول کے بعد درود مستغاث کا ایک نسخہ اشراق کے نوافل سے فراغت کے بعد تحفہ کے طور پر اُن کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ ’’برگ سبز ست تحفہ درویش‘‘ ع ’’فقیر ہدیہ میں لایا ہے سبز پتے چند‘‘ (خوارق صفحہ ۱۵)

عبید الرحمٰن صاحب کسی شیخ کے پاس حاضری کو خرابی عقیدہ کہہ رہے ہیں جب کہ ان کی جماعت میں ''ولی کامل'' کہلائے جانے والے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب مُرشد کے پاس نہ صرف حاضری بلکہ اُن کی قدم بوسی کو سعادت کا نام دیا ہے۔

اعتراض: ۶۸... یومیہ آٹھ قرآن ختم کرنا قرآن سے استہزاء ہے

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے لکھا: نووی کتاب الاذکار میں نقل کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو تلاوت کے باب میں ہم کو پہنچی ہے وہ ابن الکاتب کا معمول تھا کہ دن رات میں آٹھ قرآن شریف کے ختم کرتے تھے۔ (فضائل اعمال صفحہ ۲۵۴)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہر روز آٹھ قرآن کریم ختم کر لینا بھی خلافِ حقیقت ہے اس کا بھی حساب کیا جائے اور انسانی ضروریات اور اوقاتِ نماز اور آرام کا وقت نکالا جائے تو ڈیڑھ دو منٹ میں ایک پارہ پڑھ لینا تلاوت کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ قرآن کریم سے استہزا ثابت ہوتا ہے اور اس پر دوام اور اس کا معمول بتانا کتنا بڑا جھوٹ اور بہت بڑا دھوکہ ہے'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۲۰۰)

الجواب:

(۱)......حدیث میں سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے انہوں نے ایک رات میں سو بیویوں سے ہم بستری کی۔ منکرینِ حدیث بھی یہاں گھڑی کا حساب لگاتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک رات میں سو بیویوں سے ہم بستری نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ وقت میں برکت تھی یہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کا معجزہ تھا اور بزرگوں کے وقت میں برکت ان کی کرامت ہے۔

(۲)......یومیہ آٹھ قرآن ختم کیے جانے کی بات لکھنے والے دراصل امام نووی ہیں۔ عبید الرحمٰن صاحب نے فضائلِ اعمال کی مذکورہ بالا عبارت تو نقل کی مگر امام نووی کا حوالہ چھوڑ دیا، جس کی دو وجوہ ذہن میں آرہی ہیں۔

اول: امام نووی رحمہ اللہ کا شمار محدثین کے زمرہ میں آتا ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک تمام کے تمام محدثین غیر مقلد تھے۔

(رفع العجاجۃ ۳۶/۱، اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۵۳، مقالاتِ شاغف صفحہ ۱۸۷)

اسی لیے نووی کا ذکر حذف کرنا مناسب سمجھا۔

دوم: امام نووی محدث ہونے کے ساتھ شافعی المسلک بزرگ ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک شوافع مجموعی اعتبار سے اہل حدیث ہیں۔ (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۸۲)

(۳)......امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''**قَدْ كَانَتْ لِلسَّلَفِ عَادَاتٌ مُّخْتَلِفَةٌ فِيْمَا يَقْرَأُوْنَ كُلَّ يَوْمٍ ...ثَمَانَ خَتَمَاتٍ وَّهُوَ اَكْثَرُ مَا بَلَغَنَا** ۔ترجمہ: اسلاف کی یومیہ قرآن پڑھنے کی عادتیں مختلف رہی ہیں زیادہ سے زیادہ مقدار جو ہمیں پہنچی ہے وہ یومیہ آٹھ قرآن ختم کرنا ہے'' (شرح مسلم ۱/۳۶۶)

سلف حضرات قرآن کے آٹھ ختم یومیہ کیا کرتے تھے۔ مگر غیر مقلدین اسے قرآن سے استہزا اور جھوٹ کہتے ہیں اور اپنے آپ کو سلفی بھی باور کراتے ہیں۔ غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ سلفی لقب کی لاج رکھتے ہوئے سلف کے عمل کو جھوٹ اور قرآن سے استہزا قرار نہ دیں یا پھر سلفی کہلوانا چھوڑ دیں۔

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''بعضوں نے دن رات میں آٹھ ختم قرآن کیے ہیں'' (لغات الحدیث ۳/۵۲: ق)

وحید الزمان صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''نووی نے کہا بعضے لوگوں سے منقول ہے کہ وہ رات میں قرآن کے چار ختم کیا کرتے اور دن کو چار۔ قسطلانی نے کہا: اللہ تعالیٰ بعضے بندوں کے لیے زمانہ کو سمیٹ دیتا ہے میں نے ابو طاہر کو دیکھا کہ وہ رات میں قرآن کے دس ختم کرتے تھے اور شیخ الاسلام برہان بن شریف نے کہا وہ رات دن میں پندرہ ختم کرتے تھے اور یہ امر بغیر تائیدِ روحانی اور فیض ربانی کے نہیں ہوسکتا۔ مترجم کہتا ہے کہ کرامت اور معجزے کے طور پر پڑھ جانے میں ہماری گفتگو نہیں ہے۔'' (تیسیر الباری ۴/۴۸۱)

جب تائیدِ روحانی اور فیضِ ربانی کے طور پر ہو قرآن کے پندرہ ختم دن و رات میں ہوسکتے ہیں تو دو، تین یا آٹھ ختم کیوں نہیں ہوسکتے؟

علامہ وحید الزمان صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ کرامت اور معجزہ کے طور پر وقت میں برکت ہوسکتی ہے۔ کرامت کی مثال بزرگوں کا یومیہ دس، پندرہ بار قرآن ختم کرنا ہے اور معجزہ کی مثال حضرت داود علیہ السلام کا عمل ہے کہ وہ جانور پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زین کسے جانے تک زبور کتاب کی تلاوت مکمل فرما لیتے۔ (صحیح بخاری جلد ۱/۴۸۵)

(۴)......مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام منصور بن زاذان کے بارے میں ہشام کا بیان ہے کہ رمضان میں عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھتے اور مغرب وعشاء کے مابین قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے اور قرآن مکمل کرتے بلکہ ایک بار ختم کر کے پھر قرآن کی تلاوت میں مشغول ہو جاتے...امام سعید بن جبیر رمضان میں مغرب وعشاء کے مابین قرآن کی تکمیل کرتے اور عشاء کی نماز دیر سے پڑھتے تھے۔''

(مقالاتِ اثری ۲/۲۹۸)

معلوم ہوا کہ بعضے بزرگ مغرب وعشاء کے درمیان قرآن مکمل تلاوت کر لیتے تھے۔ مغرب وعشاء کے درمیان عموماً ڈیڑھ گھنٹہ کا فاصلہ ہوتا ہے اور اگر وہ عشاء کو مؤخر کر کے پڑھتے تھے تو ڈیڑھ گھنٹہ مزید تاخیر کر لیتے ہوں گے۔ اس لحاظ سے تین گھنٹہ کی قلیل مدت میں قرآن پڑھنا ہوا یعنی چھ منٹ میں سپارہ۔

عبید الرحمٰن صاحب! مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے جھوٹ بولا؟ امام منصور اور امام سعید کو قرآن کے ساتھ استہزاء کا طعنہ دو گے؟

(۵)...... یہ پہلو بھی مدِ نظر رہے کہ سلف سے جو کثرتِ تلاوت منقول ہے دراصل اللہ نے ان کے اوقات میں برکت رکھی تھی اور خصوصاً قرآن کی جو تلاوت کرتا ہے اس کے وقت میں برکت ہوتی ہے۔ مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد ''اوقات میں برکت کا راز'' عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''اوقات میں برکت اور اللہ تعالیٰ کی اعانت کا ایک سبب قرآن کی تلاوت ہے ہمارے اسلاف مختصر وقت میں جو کام کر گزرتے تھے آج اس کا تصور بھی نہیں۔ اور یہ سبب ہے قرآن مجید اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ان کے تعلق اور اخلاص کا۔''

اثری صاحب نے اتنا لکھنے کے بعد ذیل طبقات الحنابلہ ۲/۹۸ سے عباس بن عبد الدائم المصری کا بیان نقل کیا ہے:

''میں نے اکثر تجربہ کیا ہے میں قرآن زیادہ پڑھتا تو سماعِ حدیث اور اس کا لکھنا بھی زیادہ ہوتا اور جب نہ پڑھتا تو مجھے سماعِ حدیث اور اس کا لکھنا میسر نہ ہوتا'' (مقالاتِ اثری ۲/۳۰۴)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اعانت اور برکت کے سبب سلف حضرات مختصر وقت میں وہ کام

کر لیتے جس کا آج تصوّر نہیں ہوسکتا۔ جب بات یونہی ہے تو آٹھ قرآن یومیہ پڑھنے پر بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیے وہ اللہ کی خصوصی اعانت اور برکت کے سبب سے تھا کیا عبیدالرحمٰن صاحب اللہ کی اعانت وبرکت والی بات کی طرف توجہ کرنے کے لیے تیار ہیں؟

(٦) مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد اپنے بزرگ مولانا غلام رسول قلعوی صاحب کی ایک کرامت ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

''ایک بار قلعہ میاں سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے شکایت کی، حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں کوئی پتہ نہیں کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے بس ایک ہی بیٹا تھا اس کے فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے جاؤ بے شک دیکھ لو حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا'' (کرامات اہل حدیث صفحہ ١٢)

عبیدالرحمٰن صاحب! حجام کے بیٹے نے اقل القلیل مدت / پل بھر میں سندھ سے قلعہ میاں سنگھ کا طویل سینکڑوں میل سفر کیسے طے کر لیا؟ اگر آپ کہیں یہ سفر کرامت کے ذریعہ طے ہوا تو عرض ہے یومیہ آٹھ قرآن ختم کرنا سلف کی کرامت کیوں نہیں ہوسکتا؟

اعتراض: ٦٩ ... پندرہ علوم کے بغیر قرآن کا بیان ممنوع ہے

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اہل فن نے تفسیر کے لیے پندرہ علوم پر مہارت ضروری بتلائی ہے۔'' (فضائل اعمال: ٢٢٠)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد، حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک ''پندرہ علوم کے بغیر قرآن کا بیان ممنوع ہے۔'' (تبلیغی جماعت: ٢٠١)

الجواب:

یہاں دو چیزیں سمجھنے کی ہیں۔ ١۔ قرآن کی تفسیر کرنا۔ ٢۔ مفسرین کی ارشاد فرمودہ تفسیر کو بیان کرنا۔ پندرہ علوم میں مہارت مفسرین کے لیے ضروری بتائی گئی ہے کیونکہ جو اُن علوم سے جاہل ہوگا اسے نہ تفسیر کرنے کا حق ہوگا اور نہ ہی وہ تفسیر کر سکے گا مثلاً ان پندرہ علوم میں پہلے نمبر پر علمِ لغت ہے

جو شخص عربی لغت سے ناواقف ہے وہ کسی بھی قرآنی آیت کی تفسیر کیسے کر سکے گا؟ البتہ ایسا شخص مفسرین کی بیان کردہ تفسیر سے استفادہ بھی کر سکتا ہے اور حسبِ استطاعت اسے بیان کرنے کا بھی مجاز ہے۔
حاصل یہ ہے کہ پندرہ علوم میں مہارت مفسرین کے لیے ضروری ہے نہ کہ ان لوگوں کے لیے جو مفسرین کی تفسیر پڑھنا اور بیان کرنا چاہیں۔ قرآن کی تفسیر کرنا الگ بات ہے اور کسی مفسر کی بیان کردہ تفسیر پڑھنا اور اسے آگے پہنچانا دوسری بات ہے۔

دوسرا اعتراض:

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد، پندرہ علوم میں مہارت والی بات پر اعتراض کرتے ہوئے اپنے دوسرے رسالہ میں لکھتے ہیں:
"تبلیغی بھائیوں کو اِس بات کا احساس ہی نہیں کہ اس قسم کی پابندیوں سے وہ قرآن کی تفہیم اور تدبر کے راستے سے روکنے کی ناپسندیدہ کاروائی میں مصروف ہیں" (تبلیغی جماعت پر طائرانہ نظر: ۲۹)

الجواب:

قرآن کی تفسیر کرنے کے لیے جن علوم کی ضرورت ہے ان کو مفسر کے لیے لازم ماننا قرآنی تفہیم میں رکاوٹ ہرگز نہیں، البتہ یہ بات سو فی صد درست ہے کہ جو اِن علوم سے جاہل ہونے کے باوجود تفسیر کرے گا وہ گمراہی ہی گمراہی پھیلائے گا۔ اس بات کی صداقت بتلانے کے لیے دو غیر مقلدوں کی تفسیر کو ہم سامنے لاتے ہیں۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے تفسیری شہ پارے:

غیر مقلدین کے حلقہ میں "شیخ الاسلام" کا لقب پانے والے بزرگ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے قرآن کی تفسیر لکھی جو اِس قدر غلطیوں سے پُر ہے کہ خود غیر مقلد علماء بھی واویلا کیے بغیر نہ رہ سکے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔
(۱)......مولانا عبد الحق غزنوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:
"آج کل ایک تفسیر عربی مولوی ثناء اللہ کشمیری الاصل امرتسری الوطن میری نظر سے گزری تفسیر کیا؟ ایک اغلاط کا مجموعہ، تاویلات کا ذخیرہ دیکھا۔ تعجب ہے یونیورسٹی کے فاضل کی فضیلت اور لیاقت پر کہ الفاظ غلط، معانی غلط، استدلالات غلط بلکہ تحریفات میں یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی"

(الاربعین صفحہ ۳ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول)

(۲)......مولانا عبدالجبار غزنوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولوی ثناء اللہ کی تفسیر عربی اکثر عاجز کی نظر سے گزری ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مولوی مذکور نے اپنی تفسیر میں بہت جگہ تفسیر نبوی اور تفاسیر خیر قرون اور تفاسیر اہل سنت و جماعت کو چھوڑ کر تفسیر میں بہت جگہ تفسیر جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ فرقِ ضالہ کو اختیار کیا۔ میرے فہم میں اس نے کچھ معتزلہ، کچھ جہمیہ، کچھ فلاسفہ، کچھ قدریہ سے اخذ کر کے اپنے مذہب کو ایک معجونِ مرکب بنایا۔''

(الاربعین صفحہ ۲۷)

(۳)......مولانا محمد حسین بٹالوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تفسیر امرتسری کو تفسیر مرزائی کہا جائے تو بجا ہے، تفسیر چکڑالوی کا خطاب دیا جائے تو روا ہے، اس کو تفسیر نیچری کہنا تو کمالِ زیبا ہے اور حق بحق دار رسید کا مصداق۔ اس کا مصنف اس تفسیر سراپا الحاد وتحریف میں پورا مرزائی، پورا چکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچڑی ہے'' (الاربعین صفحہ ۴۳)

(۴)......علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ایک شخص ثناء اللہ نامی ہے جس نے قرآن کی تفسیر عربی زبان میں لکھی ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ میں اہل حدیث میں سے ہوں حالانکہ اس کی ساری تفسیر کفر و الحاد سے بھری ہوئی ہے''

(تیسیر الباری: ۲۴۳/۸ تاج کمپنی)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! جو شخص اِن پندرہ علوم میں مہارت کے بغیر قرآن کی تفسیر لکھے گا تو وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری کی طرح یوں دینِ نبوی کا حلیہ بگاڑے گا، **اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْهُ۔**

مولانا عبداللہ روپڑی کے مزعومہ قرآنی معارف

غیر مقلدین میں ''امام العصر'' کا خطاب پانے والے بزرگوں میں ایک نام ''مولانا عبداللہ روپڑی صاحب'' کا ہے۔ انہوں نے قرآنی آیت کی تفسیر میں بزعمِ خود معارفِ قرآنی پیش کیے۔

(تنظیم یکم جون ۱۹۳۲ء صفحہ ۳ کالم: ۳)

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب اِن معارف کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''(۱) کیا یہ معارف قرآن ہیں یا کوک شاشتر؟ (۲) یہ معارف آیت موصوفہ سے مستنبط ہو سکتے ہیں؟ (۳) سلف صالحین میں سے کسی چھوٹے بڑے مفسر نے ان معارف کو استنباط کیا ہے

؟(۴) کیا علمائے کرام اجازت دیں گے کہ ان معارف کو ایک چھوٹے سے رسالے کی صورت میں لکھوا کر لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس میں داخل تعلیم کر دیا جائے۔ (۵) کیا حافظ عبداللہ (روپڑی) صاحب موجدِ معارف پسند کریں گے کہ خاص ان کے موضع کمیر پور کے مدرسہ بنات میں اس رسالہ (معارفِ قرآن یا کوک شاستر) کو داخلِ نصاب کیا جائے۔ اگر ناپسند کریں تو کیا یہ معارف صرف مردوں کے لیے ہیں عورتوں کا ان معارفِ قرآنیہ میں حصہ کیوں نہیں؟ شرم!''

(مظالمِ روپڑی صفحہ ۵۵ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

مولانا محمد دہلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''روپڑی نے معارف قرآنی بیان کرتے ہوئے رنڈیوں اور بھڑووں کا ارمان پورا کیا اور تماش بینوں کے تمام ہتھکنڈے ادا کیے''

(اخبار محمدی دہلی صفحہ ۱۳، پندرہ اپریل ۱۹۳۹ء بحوالہ تجلیات صفدر ۳/۶۲۵)

عبید الرحمٰن محمدی صاحب! جو شخص اِن پندرہ علوم میں مہارت کے بغیر مفسر قرآن بننے کی کوشش کرے گا وہ یونہی روپڑی صاحب کی طرح معارف قرآنی کے خوب صورت عنوان کی آڑ میں قوم کو ''کوک شاستر'' ہی پیش کرے گا اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ۔

اعتراض: ۷۰... مصنف کا دماغی توازن ٹھیک نہ تھا

عبید الرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد ''فضائلِ اعمال کا آغاز کرتے وقت مصنف کی کیفیت'' کا عنوان قائم کر کے ''حکایاتِ صحابہ'' کی ایک عبارت کے پیشِ نظر لکھتے ہیں:

''مولانا محمد زکریا نے تمہیدی کلمات میں لکھا ہے کہ ایک مرض کی وجہ سے چند روز کے لیے دماغی کام سے روک دیا گیا تو مجھے خیال ہوا کہ ان خالی ایام کو اس بابرکت مشغلہ میں گزار دوں۔''

(تبلیغی جماعت پر طائرانہ نظر صفحہ ۲۴)

الجواب:

(۱)......سب سے پہلے یہ جان لیں کہ وہ مرض کیا تھا حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے خود ہی اس کی نشاندہی فرما دی ہے۔ چنانچہ حضرت ''حکایات صحابہ'' کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صفر ۵۷ھ میں اجڑارے جاتے ہوئے میرٹھ میں نکسیر کا شدید حملہ ہوا جو مغرب کے بعد سے شروع ہو کر صبح کو آٹھ بجے تک مسلسل رہا'' (آپ بیتی ۱/۱۷۸)

معلوم ہوا دماغ کی بیماری نہ تھی مرض نکسیر کا تھا مگر معمول کے مطابق انہیں تلقین کی گئی کہ آپ اپنے دماغ کو راحت پہنچائیں۔

(۲)...... یہ بیماری ۵۷ھ میں عارض ہوئی اس سے پہلے فضائلِ قرآن ۴۸ھ میں، فضائلِ رمضان ۴۹ھ میں اور فضائلِ تبلیغ ۵۰ھ میں تصنیف کر چکے تھے لہذا یہ کہنا کہ فضائلِ اعمال کا آغاز کرتے وقت مصنف کا دماغ ٹھیک نہ تھا'' قطعاً غلط اور سو فی صد خلافِ واقعہ بات ہے۔

تنبیہ: حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے مذکورہ رسالوں کا سنِ تالیف آپ بیتی ۱/۱۷۶، ۱۷۷ پر دیکھا جا سکتا ہے اور ان رسالوں کے آخر میں بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(۳)...... فضائلِ اعمال میں کل سات رسالے ہیں ان میں سے تین تو ۵۷ھ سے پہلے کے تالیف شدہ ہیں، ایک رسالہ ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' مولانا احتشام الحسنؒ کا لکھا ہوا ہے۔ بعض ناشرین نے فضائلِ اعمال میں فضائل درود شریف کو مندرج کر دیا ہے اور یہ رسالہ تو اس بیماری کے ۲۷ سال بعد ۸۴ھ میں لکھا گیا۔ (آپ بیتی ۱/۱۸۳)

حاصل یہ ہے کہ فضائلِ اعمال میں مندرجہ رسائل حضرت شیخ کی بیماری سے پہلے لکھے گئے یا بعد میں۔ لہٰذا بیماری کو آڑ بنا کر ان رسالوں کو غیر معتبر قرار دینا درست نہیں۔

(۴)...... اگر عبید الرحمٰن محمدی صاحب کہیں کہ اتنی بات تو درست ہے کہ فضائلِ اعمال کے رسائل میں سے ''حکایاتِ صحابہ'' کے آغاز میں تو حضرت شیخ بیمار تھے تو اس کا جواب پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ وہ نکسیر کی بیماری میں مبتلا تھے دماغی توازن کے خراب ہونے کی بیماری نہ تھی لہٰذا ان پر دماغی توازن کے درست نہ ہونے کا الزام ایسے ہے جیسے حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد نے امام بخاری کو ''مرفوع القلم'' قرار دیا ہے۔ (صدیقہ کائنات صفحہ ۱۰۶)

حکیم صاحب نے امام بخاری کو ''مرفوع القلم'' کہا اور مرفوع القلم تین اشخاص ہیں۔ نابالغ بچہ، سویا ہوا شخص اور مجنون و دیوانہ۔

عبید الرحمٰن محمدی صاحب موازنہ کریں:

حکایاتِ صحابہ میں صحابہ کرام کے حالاتِ زندگی ہیں۔ عبید الرحمٰن محمدی صاحب کے بقول اس رسالہ کی تصنیف کے وقت حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کا دماغی توازن ٹھیک نہ تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ

حکایاتِ صحابہ کے مندرجات کا تقابل اور موازنہ اپنی غیر مقلدانہ کتب سے کرلیں جن کے مصنفین کو غیر مقلدین دماغی مریض نہیں کہتے۔ اس کے بعد فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیں۔

(۱) حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ صحابہ کرام کے متعلق لکھتے ہیں:

''جانثار تھے اور فرمانبردار۔'' (فضائلِ اعمال صفحہ ۱۴)

لیکن اس کے برعکس رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد، سیدنا عمرؓ اور ابنِ مسعودؓ کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان دونوں صحابہ کو نصوص (قرآن وحدیث) کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے''

(تنویر الآفاق فی مسئلۃ الطلاق صفحہ ۸۸)

(۲)......حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت ابوذرؓ نے سہولت پر عمل کی بجائے حضورؐ کے اتباع کو ترجیح دی۔''

(فضائلِ اعمال صفحہ ۱۹)

لیکن اس کے بالمقابل حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''ابنِ سبا کے کمیونسٹ نظریہ سے متاثر ہوکر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لے کر بھاگ اُٹھتے تھے'' (خلافت راشدہ صفحہ ۱۴۳)

(۳)......حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فکرِ آخرت سوار تھی وہ ایک مرتبہ قبرستان تشریف لے گئے اور موت کو یاد کرکے:

''رونے لگے اور فرمایا اے کمیل! قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت بات معلوم ہوجاتی ہے۔''

(فضائلِ اعمال صفحہ ۵۹)

لیکن اس کے بالمقابل حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک بے فکر شہزادہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''آپ ایک بے فکر شہزادے کی طرح زندگی گزار رہے تھے کبھی کبھار دینی امور میں اپنی خوشی سے حصہ لیتے تھے۔'' (صدیقہ کائنات صفحہ ۱۷)

(۴)......حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے حکایاتِ صحابہؓ میں ساتواں باب مکمل جہادی کارناموں پر تحریر فرمایا ہے۔ (فضائلِ اعمال صفحہ ۸۴ تا ۹۸)

لیکن اس کے بالمقابل غیر مقلدین نے جہاد کے خلاف کتابیں لکھی ہیں مثلاً نواب صدیق حسن خان کی ''ترجمانِ وہابیہ'' اور مولانا محمد حسین بٹالوی کی ''الاقتصاد فی مسائل الجهاد'' میں انگریز کی حمایت اور جہاد کے خلاف آواز اُٹھائی گئی ہے۔

(۵)......بخاری شریف کی حدیثوں میں واقعہ افک بیان ہوا ہے یعنی وہ واقعہ جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لوگوں نے تہمت لگائی تھی۔(صحیح بخاری ۲/۵۹۴، ۶۹۶)

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ اس واقعہ کے وقوع کو تسلیم کرتے ہیں۔(فضائلِ اعمال صفحہ ۱۳۵)

لیکن اس کے بالمقابل حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد اس واقعہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ واقعہ سرے سے ہی غلط ہے''(صدیقہ کائنات صفحہ ۱۰۶)

(۶)......حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے نزدیک حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا شمار صحابہ میں ہے بلکہ یہ دونوں ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں سُن کر روایت کی ہیں۔ (فضائلِ اعمال صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵)

لیکن اس کے بالمقابل حکیم فیض عالم صدیقی غیر مقلد اِن دونوں شہزادوں کی صحابیت کے منکر ہیں۔ (سیدنا حسن بن علی صفحہ ۲۳)

(۷)......بخاری شریف ۱/۵۵۱ کی حدیث کے مطابق حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ سال کی عمر میں ہوا اور رخصتی کے وقت ان کی عمر نو سال تھی۔ (فضائلِ اعمال صفحہ ۱۶۳)

لیکن حکیم فیض عالمِ صدیقی غیر مقلد، بخاری کی اس روایت کو من گھڑت کہتے ہیں۔

(صدیقہ کائنات صفحہ ۸۰)

(۸) حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ حدیثِ نبوی نقل کرتے ہیں:

''اگر تم میں سے کوئی شخص احد کے پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے صحابہ کے ایک مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا'' (فضائلِ اعمال:۱۹۹)

یہ حدیث بخاری شریف ۱/۵۱۸ پر مذکور ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ عام انسان پہاڑوں جتنا سونا خرچ کر کے صحابہ کرام کے چھوٹے سے عمل کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔

لیکن اس کے بالمقابل علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ ہمارے امام مہدی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما سے افضل ہیں۔ (ہدیۃ المھدی:۱/۹۰)

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب! موازنہ کریں کن کی باتیں درست ہیں حضرت شیخ الحدیث کی یا غیر مقلدین کی؟ دماغی توازن کس کا خراب ہے؟ غیر مقلدو! ہمارے شیخ کی کرامت کو تسلیم کرلو کہ انہوں نے بقول تمہارے دماغی توازن کے کھوجانے پر لکھا..مگر صحیح لکھا اور افسوس کروا پنے علماء پر جنہوں نے دماغ کی سالمیت ہوتے ہوئے بھی غلط لکھا ہے۔

اعتراض:۱۷...فضائل اعمال کا عربی میں ترجمہ کیوں نہیں ہوا؟

عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد، کسی مجہول نوجوان سے نقل کرتے ہیں:

''فضائل اعمال کا عربی میں ترجمہ نہیں ہوا''

اس کے بعد مذکورہ بات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایسا کیوں؟ بات واضح ہے کہ تبلیغی بھائیوں کے جو عقائد فضائل اعمال میں درج ہیں ان کو عرب توحید پرستوں سے چھپانا ضروری ہے'' (تبلیغی جماعت پر طائرانہ نظر صفحہ ۲۴)

الجواب:

(۱)......وہ نوجوان مجہول ہے اور مجہول کی روایت عام غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف اور حافظ زبیر علی زئی صاحب کے ہاں من گھڑت ہوتی ہے۔ (علمی مقالات ۴/۳۰۷)

فضائلِ اعمال میں ضعیف روایات کا دعویٰ کر کے اعتراض کرنے والوں کو حق نہیں کہ وہ اپنی کتاب میں ضعیف روایت درج کریں۔

(۲)......فضائل اعمال مختلف موضوع پر لکھے گئے چند رسائل کے مجموعہ کا نام ہے،ان رسالوں کا عربی زبان میں ترجمہ شروع ہو چکا ہے اور ان میں سے بعض رسائل فضائلِ تبلیغ ،فضائلِ نماز،تو عربی زبان میں مترجم ہو کر شائع بھی ہو گئے ہیں۔

(تحقیق المقال فی تخریج احادیث فضائلِ اعمال صفحہ ۲۸)

(۳)......فضائل کی کتابوں میں سے فضائلِ درود شریف سے مخالف کو سب سے زیادہ تکلیف ہے اِن کا الزام ہے کہ اس میں غلط عقائد ہیں...مگر اس کا بھی عربی میں ترجمہ ہو چکا ہے الحمدللہ۔

(تحقیق المقال صفحہ ۳۰ مصنفہ شیخ لطیف الرحمٰن قاسمی)

(۴)......اگر فضائلِ اعمال کے مشتملات کو عرب دنیا سے مخفی رکھنا مقصود تھا تو مذکورہ بالا رسائل کا عربی میں ترجمہ نہ کیا جاتا۔ معلوم ہوا بات وہ نہیں جو محمدی صاحب ہانک رہے ہیں۔

(۵......) محمدی صاحب کا الزام ہے کہ فضائلِ اعمال کا عربی ترجمہ اس لیے نہیں کیا گیا تا کہ عرب علماء کو دیوبندی عقائد معلوم نہ ہو جائیں...حالانکہ اہل السنّت دیوبند کے عقائد عرب دنیا سے نہ صرف یہ کہ مخفی نہیں بلکہ وہ تو اُن کے عقائد کی صحت پر مہرِ تصدیق ثبت کر چکے ہیں۔ یقین نہ آئے تو اہل السنّت دیوبندیوں کے عقائد پہ مشتمل کتاب ''اَلْمُهَنَّدُ عَلٰی الْمُفَنَّدِ مؤلفہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ'' پر لکھی گئی عرب علماء کی تقاریظ دیکھ سکتے ہیں۔

بلکہ غیر مقلدین خود اپنے گھر کی گواہی ملاحظہ فرمائیں۔ قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خان بریلوی بانی فرقہ بریلویہ نے ''حسام الحرمین'' میں دیوبندیوں ...کی طرف منسوب کر کے جن غلط مسائل کے بارے میں فتوی طلب کیا تھا۔ دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے محقق علماء نے دہلی میں جمع ہو کر منسوب کردہ غلط مسائل کا ایک ایک کر کے رد کیا پھر مکہ ومدینہ کے علماء کے پاس ان کو بھیجا اور انہیں تحریراً مطلع کیا کہ یہ مسائل ہماری طرف غلط منسوب کیے گئے ہیں ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ حرمین کے علمائے کرام اور شیوخ نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کو شیطان بصورت انسان قرار دیا اور دھوکے باز اور فریبی گردانا۔ جب کہ علمائے دیوبند کے عقائد کو اہلسنت والجماعت کے عقائد قرار دیا اور سوال وجواب کی صورت میں ''اَلْمُهَنَّدُ عَلٰی الْمُفَنَّدِ'' کے نام سے شائع کیا۔ اس لئے کہ ''حسام الحرمین'' کا معنی مکہ ومدینہ کی تلوار ہے اور اس [اَلْمُهَنَّدُ عَلٰی الْمُفَنَّدِ (ناقل)] کا معنی فریب کار پر ہندی تلوار ہے کیونکہ عربوں میں ہندی تلوار سب سے عمدہ تلوار سمجھی جاتی تھی۔'' (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۳۰۹)

غیر مقلدین کے مؤرخ سیف صاحب نے اعتراف کیا ہے کہ مکہ ومدینہ کے علمائے عرب نے دیوبندیوں کو ''اہل السنّت والجماعت'' کہا ہے اور یہ بھی بیان کر دیا کہ جو دیوبندیوں کے عقائد کو غلط کہتا ہے کہ وہ انسان کی شکل میں کچھ اور ہے۔ عبید الرحمٰن صاحب غور کریں!!!

(۶)......عبید الرحمٰن محمدی صاحب کہتے ہیں کہ عرب دنیا سے عقائد کو چھپانا مقصود تھا، اس

لیے فضائلِ اعمال کا عربی ترجمہ نہیں کیا...حالانکہ فضائلِ اعمال سرے سے عقائد کی کتاب ہے ہی نہیں، یہ تو فضائل کی کتاب ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مگر وہ ناواقفی یا سینہ زوری کی بناء پر اس میں ذکر کردہ کرامات اور خرق عادت افعال سے عقائد کشید کر کے اسے عقیدہ کی کتاب باور کرا رہے ہیں۔

(۷)...... غیر مقلدین کا عرب علماء سے جو اختلاف ہے، اس کے بیان کے لیے مفصل کتاب درکار ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر یہاں صرف دو اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ہم جو ہندوستان کے مسلمان ہیں، اہل حدیثوں کو لے لیں جن کو ہم بڑا معیاری کہتے ہیں کہ اہل حدیث کا عقیدہ بڑا اچھا ہوتا ہے اور اہل حدیث کو بڑی معلومات حاصل ہوتی ہیں، عرب ہمیں دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ ان کا ایمان کیسا ہے۔ اللہ کے بارے میں یہ کیا تصور رکھتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہماری نمازوں کو دیکھ کر، ہماری زندگی کے اور دھندوں کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسا اسلام ہے ان کا'' (خطبات بہاول پوری: ۱/۳۲۵)

غیر مقلدین کی ایک کتاب میں لکھا ہے:

''جماعت وہابیہ نجد اور گروہ اہل حدیث میں مذہباً اور اصولاً قدیماً اور حدیثاً فرق عظیم ہے۔''

(مآثرِ صدیقی ۳/۱۶۰)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ اہل نجد عربوں سے غیر مقلدین کا اصولی یعنی عقیدہ کا اختلاف ہے۔ مزید حوالہ جات ہماری کتاب ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

باب سوم

پروفیسر طالب الرحمٰن کے اعتراضات کا علمی جائزہ

اعتراض:۷۲...فضائلِ اعمال میں فقہ حنفی کی تعلیم ہے

پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد نے یہ دعویٰ کیا کہ ''تبلیغی جماعت دراصل حنفیت کی گونگی تبلیغ ہے'' پھر اس دعویٰ پر بزعمِ خود دو عبارتوں کو بطورِ دلیل کے پیش کیا ہے۔

پہلی عبارت یہ ہے:

''خون نکلنے سے ہمارے امام اعظم کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔''

دوسری عبارت یوں ہے:

''اگر کوئی شخص عمر بھر بھی نماز نہ پڑھے کبھی بھی روزہ نہ رکھے اسی طرح اور کوئی فرض ادا نہ کرے بشرطیکہ اس کا منکر نہ ہو وہ کافر نہیں۔'' (تبلیغی جماعت۔تاریخ وعقائد صفحہ ۱۳، ۲۱)

الجواب:

پروفیسر صاحب نے خون سے وضو ٹوٹنے کو ''فقہ حنفی'' قرار دے کر اس سے اعراض کی ترغیب دی ہے حالانکہ اس کا ثبوت خود حدیث نبوی میں موجود ہے۔آلِ غیر مقلدیت کی مشہور اور مقبول کتاب صلوۃ الرسول مؤلفہ مولانا محمد صادق سیالکوٹی میں لکھا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو قے آئے یا نکسیر پھوٹے یا کچھ کھانا پیٹ سے منہ میں آئے یا مذی نکلے تو وہ شخص پھر جائے (وضو کرنے کے لیے)'' (صلوۃ الرسول صفحہ ۹۹)

قوسین میں ''وضو کرنے کے لیے'' کے الفاظ بھی صلوۃ الرسول کے ہیں۔اس حدیث کو سیالکوٹی صاحب ''قے، نکسیر وغیرہ سے وضو'' عنوان کے تحت لا کر بتا رہے ہیں کہ نکسیر (خون نکلنے) سے از روئے حدیث وضو ٹوٹ جاتا ہے۔صلوۃ الرسول کتاب پر مولانا داود غزنوی، مولانا اسماعیل سلفی، مولانا عبداللہ امرتسری، مولانا نور حسین گرجاکھی، مولانا احمد دین گکھڑوی اور مولانا محمد گوندلوی وغیرھم آلِ غیر مقلدیت کی تقریظات ثبت ہیں۔دیکھیے صلوۃ الرسول مطبوعہ نعمانی کتب خانہ۔

شیخ عبدالرؤوف صاحب غیر مقلد ''صلوۃ الرسول'' کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس کتاب سے کوئی بھی محبِ سنت گھر خالی نہیں ہے۔''(القول المقبول طبع چہارم صفحہ ۱۰)

غیر مقلدین کے ہاں ''محبّ سنت'' کا مطلب غیر مقلد ہوا کرتا ہے۔پروفیسر صاحب! کیا وجہ ہے کہ خون نکلنے سے وضو کا ٹوٹنا صلوۃ الرسول میں ہو تو حدیث کا مسئلہ شمار ہو کر آلِ غیر مقلدیت

کے گھر گھر پہنچ جاتا ہے اور اگر وہی مسئلہ فضائل اعمال میں مل جائے تو فقہ حنفی کا نام دے کر اسے رد کر دیا جاتا ہے؟

پروفیسر طالب الرحمٰن نے جس دوسرا مسئلہ کو فقہ حنفی کہہ کر رد کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہے کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر نہ کہنا۔

عرض ہے کہ فقہ حنفی کا یہ مسئلہ قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے قرآن وحدیث سے ثابت کیا ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا کافر نہیں ہے۔ (صحیح بخاری ۹/۱ **بَابُ الْمَعَاصِيُ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا اِلَّا بِالشِّرْكِ**)

غیر مقلدین میں امام اہل حدیث کا لقب پانے والے بزرگ علامہ وحیدالزمان صاحب بخاری کے اس مقام کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس سے خوارج اور معتزلہ کا رد منظور ہے جو کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔''

(تیسیر الباری شرح بخاری ۳۱/۱)

مولانا داودراز صاحب غیر مقلد اِس مقام پر شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس بات کا مقصد خوارج اور معتزلہ کی تردید ہے جو کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر قرار دیتے ہیں'' (شرح بخاری ۲۱۴/۱)

طالب الرحمٰن صاحب نے لکھا:

''اسلام میں تارکِ نماز کافر اور چونکہ حنفی فقہ میں تارکِ نماز کافر نہیں لہٰذا زکریا صاحب کا بھی مسئلہ حنفیت والا ہوا'' (تبلیغی جماعت،تاریخ وعقائد صفحہ ۲۵)

پروفیسر صاحب! کیا امام بخاری رحمہ اللہ بھی حنفی ہیں؟ کیا انہوں نے اسلام سے اعراض کر کے مسئلہ مذکورہ لکھا؟

(۲)......بہت سے غیر مقلدین کے نزدیک بھی کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر نہیں۔

(فتاویٰ ثنائیہ ۴۶۶/۱،فتاویٰ نذیریہ ۴۶۳/۱)

مزید دیکھئے ہماری اسی کتاب کا اعتراض نمبر ۲۶ کا جواب۔

نہ معلوم پروفیسر صاحب اپنے ان آلِ غیر مقلدیت کو بھی اسلام سے اعراض کرنے والا کہیں گے؟

(۳)......بخاری شریف میں بہت سے مقامات پر غیر مقلدین کے مسلک کے خلاف فقہ حنفی

کے مسائل کو درج کیا گیا ہے مثلاً:

امامت کا زیادہ حق دار عالم ہے۔(بخاری:۹۳/۱)

حالتِ احرام میں نکاح کرنا جائز ہے۔(بخاری:۲۴۸/۱)

قلیل دودھ سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔(بخاری:۷۶۴/۲)

مزید تفصیل کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ کیجیے۔

۱۔غیر مقلدین امام بخاری کی عدالت میں۔(حضرت مولانا انوار خورشید صاحب)

۲۔بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں۔(حضرت مولانا عبدالقدوس قارن صاحب)

۳۔احادیثِ بخاری اور غیر مقلدین۔(رب نواز عفا اللہ عنہ)

۴۔غیر مقلدین کا امام بخاری سے اختلاف۔(رب نواز عفا اللہ عنہ)

پروفیسر صاحب! کیا آپ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ پر اعتراض کرنے کی طرح امام بخاری رحمہ اللہ پر بھی اعتراض کرو گے کہ انہوں نے اسلام کی بجائے فقہ حنفی کی تعلیم کا پرچار کیا بالفاظِ شما فقہ حنفی کی گونگی تبلیغ کی ہے؟

ہمارا دعویٰ ہے کہ فضائلِ اعمال کی بہ نسبت بخاری میں فقہ حنفی زیادہ درج ہے۔طالب الرحمٰن صاحب سمیت کوئی غیر مقلد ہے جو ہمارے اس دعویٰ کو چیلنج کر سکے؟روئے زمین کے تمام آلِ غیر مقلدیت کو طبع آزمائی کی دعوت ہے۔

(۴)......پروفیسر صاحب تو فقہ حنفی کو اسلام سے متصادم قرار دیتے ہیں جب کہ ان کے اپنے ہم مذہب بزرگ مولانا ابوالقاسم محمد حسین حافظ آبادی اسے قرآن وحدیث کا مجموعہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ فقہ حنفی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”پس یہ مذہب مجموعہ کتاب اللہ، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آثارِ سلفیہ وقیاساتِ اکابر مجتہدین ہوا جو یکے بعد دیگرے منقح ہوتا ہوا حنفی مذہب کے نام سے موسوم ہوا۔پس تمسک بالحدیث جیسا کہ سابقاً ظاہر ہو چکا ہے اس مذہب میں سلف صالحین کے طریقہ پر ہے۔“

(اشاعۃ السنۃ:۲۸۰/۲۲)

(۵)......پروفیسر صاحب تو فضائل اعمال پر نگاہ جمائے ہوئے ہیں کہ اس میں انہیں دو مسئلے فقہ حنفی کے مل گئے ہیں مگر ہم انہیں آگاہ کیے چلتے ہیں کہ آپ کے ہم مذہب اہلِ حدیث ہونے کے

دعوے داروں نے فقہ حنفی کے بے شمار مسائل کو قبول اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کو اختیار کیا ہے۔
آلِ غیر مقلدیت کے ''محدث جلال پوری'' یعنی مولانا سلطان محمود صاحب فرماتے ہیں:
''امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اجتہادات کا ایک بڑا حصہ برصغیر کے عاملین بالحدیث نے قبول کر رکھا ہے۔'' (مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری صفحہ ۲۸)
وکیل اہل حدیث کہلائے جانے والے مصنف مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:
''شیخنا شیخ الکل حضرت میاں صاحب سید نذیر حسین، جن کا تمام عمر یہی عمل رہا جو اس خاکسار کا عمل ہے میاں صاحب کے بہت سے شاگرد اوران کے دیکھنے والے زندہ ہیں وہ ایمانی شہادت دے سکتے ہیں کہ منصوصات میں ان کا عمل قرآن حدیث پر تھا اور غیر منصوصہ مسائل میں کتبِ فقہ: ہدایہ، عالمگیری وغیرہ پر عمل اور فتویٰ تھا۔'' (اشاعۃ السنہ ۲۳/۱۷)
بٹالوی صاحب اپنے مذہب اہلِ حدیث کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
''جہاں نصوص نہ ملے وہاں صحابہ، تابعین وائمہ مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں خصوصاً مذہبِ حنفی کی جن کے اصول وفروع کی کتب ہم لوگوں کے مطالعہ میں رہتی ہیں اگر ہم کو عام مسلمانانِ اہلسنت سے ممتاز کر کے کوئی خصوصیت کے ساتھ خطاب دینا ہے تو اہلِ حدیث کا خطاب دیا جاوے اس سے بھی زیادہ خصوصیت کرنی ہو تو اہلِ حدیث حنفی کہا جائے'' (اشاعۃ السنہ ۲۳/۲۹۰)
(۶)...... یہاں ہم یہ بھی بتاتے چلتے ہیں کہ غیر مقلدین کے مدارس میں فقہ حنفی پڑھائی جاتی ہے۔
آلِ غیر مقلدیت کے پرچہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:
''اہل حدیث یا غیر مقلدین کے ہاں فقہ حنفی کو علوم میں بہت ہی اونچا درجہ حاصل ہے۔ ان کے مدارس میں یہ باقاعدہ پڑھائی جاتی ہے ان کے نصابِ تعلیم میں داخل ہے اور قدوری سے لے کر ہدایہ تک تمام کتابیں بالالتزام طلباء کو پڑھائی جاتی ہیں ان کے ہاں اسے مسائل کا بڑا ماخذ سمجھا جاتا ہے وہ فقہ کے مسائل پر عمل کرتے ہیں اور قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے اس کی تعلیم ضروری سمجھتے ہیں۔''
(الاعتصام ۹ فروری ۱۹۵۲ء بحوالہ مقامِ ابی حنیفہ صفحہ ۲۶۷)
طالب الرحمٰن صاحب! اپنے اُن غیر مقلدین کے متعلق کیا حکم ہے جو فقہ حنفی کو اپنے مدارس میں نہ صرف پڑھاتے ہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں اور قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے اس کی تعلیم ضروری سمجھتے ہیں۔
مولانا عبد الرحمٰن بن عبد الجبار الفریوائی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''آج بھی اہلِ حدیث مدارس میں ابتدائی درجات سے انتہائی درجات میں فقہ اور اصولِ فقہ کی ساری بنیادی کتابیں حنفی مذہب ہی کی پڑھائی جاتی ہیں راقم الحروف نے قدوری، شرح وقایہ، ہدایہ اور نور الانوار اور اصول الشاشی جامعہ رحمانیہ اور جامعہ سلفیہ بنارس میں نصابِ تعلیم ہی میں پڑھی ہے۔'' (تقدیم، الاصلاح صفحہ ۹۸)

طالب الرحمٰن صاحب! آپ کو فضائلِ اعمال میں دو مسئلے فقہ حنفی کے نظر آئے تو آپ نے کہا کہ اس میں فقہ حنفی کی تعلیم ہے۔ عرض ہے کہ فقہ حنفی کی تعلیم تو آپ کے مدارس میں بھی ہے تو ان مدارس کی بابت آپ کیا حکم صادر کریں گے؟

طالب الرحمٰن صاحب! فقہ حنفی آپ کے مدارس میں چھائی ہوئی ہے۔ فتاویٰ نذیریہ وغیرہ دیکھیں یہ فقہ آپ کے فتاویٰ میں راج کر رہی ہے۔ مختلف طریقوں سے یہ فقہ غیر مقلدیت کے سینے پہ مونگ دَل رہی ہے۔ آپ پہلے اپنے مدارس اور فتاویٰ سے فقہ حنفی کو صاف کریں، بخاری شریف سے فقہ حنفی کی موافقت والے اور غیر مقلدیت کی تردید والے مسائل پر خطِ اعتراض کھینچیں پھر فضائلِ اعمال کی طرف توجہ کرنا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد نے مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی غیر مقلد کے بارے میں لکھا:

''ماشاء اللہ وہ نصف صدی سے زائد مدت سے خدمتِ تدریس انجام دے رہے ہیں۔ ہر فن کی تمام کتابیں کئی دفعہ پڑھا چکے ہیں علم صرف کی صرف بہائی سے لے کر شافیہ تک، علم نحو کی نحو میر سے لے کر شرح جامی اور شرح ابنِ عقیل تک، فقہ کی قدوری سے لے کر ہدایہ تک''

(دبستانِ حدیث: ۵۱۹)

بھٹی صاحب اپنے بزرگ حافظ عبداللہ بڈھیمالوی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

''حافظ صاحب نے اس دوران ان سے جو کتابیں پڑھیں، ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں... اصول الشاشی، مرقات، قدوری، کنزالدقائق'' (قافلہ حدیث صفحہ ۲۳۱)

طالب الرحمٰن صاحب غور فرمائیں آپ کے بزرگ بڈھیمالوی صاحب فقہ حنفی کی کتابیں پڑھیں، اور مجاہد آبادی صاحب قدوری سے ہدایہ تک فقہ حنفی کی کتابیں پڑھاتے رہے ہیں۔

مولانا عبدالعظیم انصاری صاحب غیر مقلد، مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھتے ہیں:

''پھر آپ فاضل اجل استاذ العلماء حضرت مولانا محمد گوندلوی مدّ ظلہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور ...فقہ، اصولِ فقہ اور ہیئت وغیرہ حضرت موصوف سے پڑھ کر فارغ ہوئے۔'' (تذکرہ علمائے بھوجیاں صفحہ ۲۱۷)

حنیف صاحب نے گوندلوی صاحب سے فقہ اور اصولِ فقہ کی جو کتابیں پڑھیں وہ ''مُسلّم الثبوت، حسامی، توضیح وتلویح... ہدایہ اخیرین'' ہیں جیسا کہ آگے الاعتصام اشاعتِ خاص کے حوالہ سے مذکور ہوگا ان شاء اللہ۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد نے مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھا:

''میں نے کوٹ کپورے میں ان سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا۔ علاوہ ازیں اس دَور میں مختلف علوم کی جو درسی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں ان میں سے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں...فقہ: کنز الدقائق اور قدوری اصولِ فقہ: اصول الشاشی'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص بیادِ مولانا عطاء اللہ: ۱۳۲)

بھٹی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''مرکز الاسلام میں ہم ایک سال رہے اور اس اثناء میں مولانا عطاء اللہ صاحب سے میں نے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں... شرح وقایہ... نور الانوار'' (ایضا:۱۴۴)

بھٹی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''میں نے فیروز پور میں مولانا عطاء اللہ صاحبؒ سے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں ...فقہ: ہدایہ اوّلین ...اصولِ فقہ توضیح وتلویح، مسلّم الثبوت'' (ایضا:۱۵۵)

پڑھتے جائیں بھٹی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کو ایک دن یہ واقعہ سنایا تو ہنسے اور فرمایا: اہلِ حدیث کے مدارس میں پہلے فقہ حنفی کی بعض کتابیں باقاعدہ پڑھائی جاتی تھیں، اب وہ بات نہیں رہی۔ فقہ کی جس انداز سے ہمارے ہاں مخالفت ہو رہی ہے اس سے مجھے خطرہ ہے کہ ہمارے طلباء آئندہ اس علم سے بالکل محروم ہو جائیں گے۔ نہ یہ فقہ حنفی سے واقف ہوں گے، نہ فقہ شافعی، مالکی اور حنبلی کا انہیں کوئی علم ہوگا۔ اہلِ حدیث علماء وطلباء کو کون بتائے کہ فتاویٰ عالم گیری کا اردو ترجمہ مشہور اہلِ حدیث عالم ومصنف مولانا سید امیر علی ملیح آبادی نے کیا تھا جو حضرت میاں نذیر حسین کے شاگرد تھے اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے تھے، یہ ترجمہ ان سے منشی نول کشور نے کرایا

تھا اور انہی نے پہلی مرتبہ شائع کیا تھا، اس پر فاضل مترجم نے طویل مقدمہ سپرد قلم فرمایا جو تقریبا تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔" (ایضا:۲۰۰)

بھٹی صاحب رقم طراز ہیں:

"ناقدینِ علمِ فقہ [طالب الرحمٰن وغیرہ (ناقل)] سے ہم نہایت ادب سے عرض کریں گے کہ فقہ کی مشہور کی کتاب "ہدایہ" کا ترجمہ (جو ہمارے زمانہ طالب علمی میں اہلِ حدیث مدارس میں پڑھائی جاتی تھی اور ہم نے پڑھی ہے) اردو ترجمہ بھی پہلی مرتبہ مولانا سید امیر علی ملیح آبادی نے کیا تھا اگر چہ چند سال پہلے ہدایہ کا ایک ترجمہ بھی ہو گیا مگر فتاویٰ عالم گیری کے ترجمہ کی طرح متداول ترجمہ وہی ہے جو مولانا ملیح آبادی نے کیا ہے مولانا امیر علی ملیح آبادی آج کل کے برخوردار ناقدین فقہ سے بھی کتاب وسنت اور علومِ حدیث کا کم علم رکھتے تھے؟" (ایضا:۲۰۰)

حافظ نعیم الحق نعیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اِن دنوں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ وہاں خطیب تھے۔ انہوں نے بھی حضرت گوندلویؒ سے بعض کتب، شرح عقائد نسفی اور مسلّم الثبوت وغیرہ پڑھیں۔" (ایضا:۲۳۸)

نعیم صاحب نے حافظ گوندلوی صاحب کے بارے میں لکھا:

"آپ نے ٹاہلی والی مسجد قبرستان روڈ گوجرانوالہ میں درسِ اعظم کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا۔ جس میں فارغ التحصیل طلبہ کو آپ... حجۃ اللہ البالغہ اور مسلّم الثبوت وغیرہ پڑھاتے تھے۔"

(الاعتصام: اشاعتِ خاص بیادِ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ ۲۳۸)

یعنی درسِ اعظم میں امام اعظم کی فقہ پڑھایا کرتے تھے۔ طالب الرحمٰن صاحب غور کریں!

مولانا محمد اسحاق حسینوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہمیں بھی رہنے کی اجازت دے دی گئی لیکن سبق مرضی کے مطابق نہ مل سکے۔ حصہ کے حساب سے یہ سبق ملے۔ فصول اکبری، کافیہ قدوری" (ایضا:۳۳۴)

اسحاق صاحب مزید لکھتے ہیں:

"اونچے سبق مجھے دیئے گئے ... ہدایہ اور ادب عربی میں الکامل المبرد، دیوان متنبّی اور دیوانِ حماسہ وغیرہ میرے حوالے کئے۔ یہ کتابیں میں اوڈانوالہ اور مدرسہ ڈھلیانہ ضلع منٹگمری میں کئی دفعہ پڑھا چکا تھا۔ اس لیے مجھے ان کے پڑھانے میں کوئی الجھن پیش نہیں آئی" (ایضا:۳۸۲)

مولانا عزیز شمس صاحب غیر مقلد، مولانا عطاء اللہ حنیف کے حالات میں لکھتے ہیں:

''تین سال دہلی میں رہ کر وہاں سے لکھو کے چلے گئے۔ یہاں مدرسہ محمدیہ میں دو سال مولانا عطاء اللہ لکھوی (م ۱۹۵۲ء) سے ...نور الانوار، مختصر المعانی (فن اول) شرح وقایہ اور کنز الدقائق پڑھیں...پھر گوندلوالہ جا کر مولانا حافظ محمد گوندلوی (م ۱۹۸۵ء) سے مدرسہ دار الاسلام میں دو سال تک حسب ذیل کتابیں پڑھتے رہے...مسلّم الثبوت، حسامی، توضیح وتلویح... ہدایہ اخیرین''

(الاعتصام: اشاعتِ خاص بیاد مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ ۵۳۸)

طالب الرحمٰن صاحب! سنائیے! کیا حال ہے، کیسا رہا معاملہ؟ فقہ حنفی پڑھنے اور پڑھانے والے غیر مقلدین پر غصہ تو نہیں آ رہا؟

اعتراض: ۷۳...امام ابوحنیفہ کی فقہ شورائی نہیں

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے لکھا:

''ایک علمی مجلس امام (ابوحنیفہ) صاحب کے یہاں تھی جس میں محدث، فقیہ، اہلِ لغت کا مجمع تھا جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو اس مجلس میں اس پر بحث ہوتی اور بعض مرتبہ ایک ایک مہینہ بحث جاری رہتی اس کے بعد جب کوئی بات طے ہوتی تو وہ مذہب قرار دی جاتی اور لکھ لی جاتی۔''

(فضائلِ اعمال صفحہ ۱۱۳)

طالب الرحمٰن صاحب نے اس عبارت کو نقل کیا۔ (صفحہ ۲۸) پھر اس پر یوں تبصرہ کیا:

''اندازہ کیجیے! کس قدر سفید جھوٹ بولا جاتا ہے کہ حنفی مذہب میں اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔''

(تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۸۳)

الجواب:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ کے شورائی ہونے کو جھوٹ قرار دینا غلط ہے۔ ان کی فقہ کا شورائی ہونا ایک ایسی حقیقت ہے جسے خود آلِ غیر مقلدیت کے بزرگوں نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ ان کے جماعتی پرچہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:

''امام اعظم نے بے شک اپنے زمانے کے مقتضیاتِ تمدن کو سامنے رکھ کر قرآنی طریقہ شوریٰ کے ذریعہ اسلامی قوانین اور فقہ کی تدوین فرمائی اور حقیقت میں یہ عظیم الشان کام تھا اس کی عظمت اور ضرورت کا انکار ناممکن ہے۔'' (۸ جولائی ۱۹۶۰ء بحوالہ تجلیاتِ صفدر ۱/۶۴۰)

''الاعتصام'' کی مذکورہ عبارت میں امام صاحب کی فقہ کو صراحۃً شورائی کہا گیا ہے۔

آلِ غیر مقلدیت کے مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''تدوینِ فقہ کے سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی سرِ فہرست نظر آتا ہے وہ پہلے جلیل القدر بزرگ ہیں جو اقتدارِ بنوامیہ کے خاتمے کے بعد اپنے تلامذہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس میدان میں اُترے۔'' (برصغیر میں اہلحدیث کی آمد صفحہ ۲۲۲)

مولانا ابوز کی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے قریباً چالیس (40) علماء پر مشتمل ایک علمی کونسل (Asademic council) بنائی جس کے سربراہ آپ خود تھے۔ اس علمی کونسل نے نوے ہزار (90,000) فتاویٰ اور آراء مرتب کیں جو ساتھ ساتھ تمام ملک میں پھیلتی جاتی تھیں۔''

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۴۸)

معلوم ہوا کہ تدوینِ فقہ کے مبارک عمل میں امام صاحب اکیلے نہ تھے بلکہ ان کے شاگرد حضرات بھی ساتھ تھے اس لیے ان کی فقہ کو شورائی کہنا درست ہے۔

غیر مقلدین کے حلقہ میں قبولیت پانے والی کتاب ''تاریخِ بغداد'' میں لکھا ہے:

ترجمہ ''اصحابِ ابی حنیفہ جو اُن (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) کے ساتھ مسائل میں مذاکرہ کیا کرتے تھے یہ تھے: امام ابویوسف، زفر، داود طائی، اسد بن عمرو، عافیہ، قاسم بن معن، علی بن مسہر، مندل بن علی، جبان بن علی۔ اور جب وہ (حضرات) کسی مسئلہ میں بحث وتمحیص شروع کرتے تو اگر عافیہ ان میں شریک نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ فرماتے کہ اس مسئلہ میں بحث عافیہ کے آنے تک جاری رکھو۔ جب عافیہ آجاتے اور ان کی رائے سے وہ متفق ہوجاتے تو امام ابوحنیفہ فرماتے اب اس مسئلہ کو لکھ لو اور اگر عافیہ اتفاق نہ کرتے تو امام صاحب فرماتے یہ مسئلہ مت لکھو۔''

(تاریخِ بغداد ۱۲/۱۰۸ بحوالہ مقامِ ابی حنیفہ صفحہ ۱۰۲)

اعتراض: ۷۴... فقہ حنفی کو ابنِ مسعود کے اقوال سے ماخوذ قرار دینا جھوٹ ہے

فضائلِ اعمال میں لکھا ہے:

''فقہ حنفی انہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ تر لیا گیا ہے۔'' (حکایاتِ صحابہ صفحہ ۱۰۸)

طالب الرحمٰن صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ بات تو بالکل جھوٹ ہے۔'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۸۴)

الجواب:

ہرگز جھوٹ نہیں، یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف خود دآلِ غیر مقلدیت کو بھی ہے۔

چنانچہ مولانا عبدالمتین میمن جونا گڑھی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حنفی مذہب کے اصل الاصول صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ'' (حدیثِ نماز صفحہ ۷۹)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''حنفی مذہب کی کتابوں میں عبادلہ یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایتوں کو بہ نسبت دوسروں کے زیادہ قبولیت اور ترجیح دی گئی ہے۔'' (حدیثِ نماز صفحہ ۸۱)

مولانا رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حنفی مذہب کے فقہی مورث کہے جانے والے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ'' (ضمیر کا بحران صفحہ ۳۱۲)

مولانا ابوالقاسم محمد حسین حافظ آبادی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شاہ (ولی اللہ) صاحب فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، حضرت ابراہیم نخعی اور ان کے ہم عصر فقہاء کے مذہب اور اصل کے پابند تھے جس میں انہوں نے دقتِ نظر کو خرچ کر کے استنباط و استخراج مسائل کیا اور مذہب ابراہیم کا ماخذ فتاویٰ عبداللہ بن مسعود ہیں جن کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ** کی دعا مستجاب فرمائی'' (اشاعۃ السنہ: ۲۷۸/۲۲)

حافظ آبادی صاحب، حجۃ اللہ البالغہ کی چند عبارات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ان عبارات سے کئی فوائد حاصل ہوئے ایک تو یہ ہے مذہب ابوحنیفہ اس مجموعہ کا نام ہے جو فتاویٰ عبداللہ بن مسعود اور فتاویٰ و فیصلہ جات حضرت علی اور فیصلہ جات قاضی شریح اور دیگر قضاۃ کوفہ سے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے مرتب کیا۔'' (اشاعۃ السنہ ۲۸۰/۲۲)

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہؒ اکثر مسائل میں جناب امیر اور عبداللہ بن مسعود کی تقلید کرتے ہیں۔'' (رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ ۵۷۵/۱)

ان عبارتوں اور شہادتوں سے ثابت ہوا کہ فضائل اعمال والی بات ''فقہ حنفی انہی عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ تر لیا گیا ہے'' درست ہے اسے جھوٹ قرار دینا پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب کی خانہ زاد رائے اور باطل الزام ہے۔ اگر پروفیسر صاحب اسے جھوٹ قرار دینے پہ مصر ہیں تو اپنے ان غیر مقلدین کو جھوٹا کہنے کی ہمت کریں۔

اعتراض: ۷۵...نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکی سے مقابلہ

فضائلِ درود میں لکھا ہے:

''دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لیے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسی کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنویں کے اندر تھوک دیا پانی کنارے تک اُبل آیا مؤلف نے حیران ہو کر وجہ پوچھی اس نے کہا یہ برکت ہے درود شریف کی'' (فضائل درود شریف)

طالب الرحمٰن صاحب نے ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکی سے مقابلہ'' عنوان قائم کر کے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک ڈالنے سے خشک کنویں میں پانی اُبل آیا۔ (مشکوۃ)

اس سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور لڑکی کے درمیان مقابلہ کرایا گیا ہے۔

الجواب:

(۱)...... پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب کے الفاظ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکی سے مقابلہ'' پہ غور فرمائیں۔ اس سے ثابت ہو رہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی سے مقابلہ کیا حالانکہ مقابلہ تو وہ کیا کرتا ہے جو بعد میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو وہ لڑکی عالمِ دنیا میں آئی ہی نہ تھی انہوں نے اس لڑکی سے کیسے مقابلہ کر لیا؟ پروفیسر صاحب کو العیاذ باللہ مقابلہ کرانے کا شوق چُرایا ہی تھا تو اسے یوں تعبیر کرتے ''لڑکی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ'' افسوس! پروفیسر صاحب اتنا آسان سا فرق نہیں جانتے اور اعتراض کرتے ہیں شیخ الحدیث جیسی شخصیت پر؟

(۲)...... دلائل الخیرات کتاب غیر مقلدین کے صوفیاء میں مقبول ہے وہ اسے یومیہ پڑھا کرتے ہیں مثلاً آلِ غیر مقلدیت نے اپنی ایک بزرگ عورت ظہورن بی بی کے متعلق لکھا ہے:

''آپ کی عمر تخمیناً سو برس کے قریب پہنچی ہو گی مگر اس وقت تک بھی آپ چشمہ لگا کر روزانہ دو پارہ قرآن مجید و دلائل الخیرات پڑھا کرتی تھیں۔''

(تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۳۵۸ طبع مکتبہ اہلِ ٹرسٹ کراچی)

پروفیسر صاحب! آپ اپنے ان آلِ غیر مقلدیت کے متعلق کیا حکم فرمائیں گے جو دلائل الخیرات یا بقولِ شما وہ کتاب پڑھتے ہیں جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور لڑکی کے درمیان مقابلہ کرایا گیا ہے؟

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحیدالزمان صاحب اس کتاب ''دلائل الخیرات'' کو روایت کرنے والے ہیں۔ چنانچہ ان کے سوانح نگار نے لکھا ہے:

''جب مدینہ جانا ہوا اور وہاں کچھ عرصہ قیام رہا تو آپ نے دورانِ قیام میں دلائل الخیرات کے مشہور حافظ اور صاحبِ نسبت بزرگ شیخ علی بن یوسف ملک باشلی حریری سے دلائل الخیرات کی سند لی، یہ سلسلہ سند نو واسطوں سے مؤلف دلائل الخیرات تک پہنچتا ہے جو درج ذیل ہے....''

(حیات وحیدالزمان صفحہ ۳۴)

پروفیسر صاحب! آپ کو تو دلائل الخیرات کی وجہ تالیف والی بات قابلِ اعتراض نظر آئی مگر امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحیدالزمان صاحب تو پوری کتاب روایت کرتے ہیں۔

(۳)......کسی اُمتی سے کوئی کرامت صادر ہوئی ہو تو کہا جاتا ہے کہ اسے یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے حاصل ہوئی اور یہ کہنا مبنی بر حقیقت ہے مگر پروفیسر صاحب یہ تعبیر اختیار کرنے کی بجائے امتی اور نبی میں مقابلہ کرا رہے ہیں۔ امّتی کی کرامت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے مقابلہ کرانا غلط ہے۔

پروفیسر صاحب اگر ہماری مذکورہ بات سے اتفاق نہیں کرتے تو ہم بطورِ الزام آلِ غیر مقلدیت کی چند عبارتوں کے حوالے دے کر پوچھتے ہیں کیا آپ کے بزرگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کیا ہے؟

آلِ غیر مقلدیت نے بزعمِ خود اپنے بزرگوں کی جو کرامات تحریر کی ہیں وہ کئی انواع کی ہیں مثلاً:

۱۔ مستقبل کی خبریں معلوم کر لینا۔ ۲۔ تقلیل مسافت۔ ۳۔ حمل کا علم۔ ۴۔ مُردہ کو زندہ کی خبر۔ ۵۔ مُردہ نے زندہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ۶۔ بیداری میں فوت شدہ بزرگ سے ملاقات و گفتگو۔ ۷۔ دل کی بات معلوم۔ ۸۔ موت کا علم ہو جانا۔ ۹۔ دُرّوں کی تکلیف نہ ہونا۔ ۱۰۔ میوہ جات میں سے حلال و حرام کو

پہچان کر لینا۔۱۱۔ جانور پر ہاتھ پھیرنے سے تھنوں میں دودھ کا پیدا ہو جانا۔۱۲۔ جنتی کا جنت میں نظر آجانا وغیرہ۔

ان سب کے ثبوت کے لیے مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد کی کتاب ''کراماتِ اہلِ حدیث'' دیکھیں۔

پروفیسر صاحب! آپ کے آلِ غیر مقلدیت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کر رہے ہیں؟ پروفیسر صاحب کے ذہن اور غیر مقلدانہ سوچ کے مطابق مذکورہ بالا مزعومہ کرامات میں سے بعض ایسی بھی ہیں جن میں معاذ اللہ بغیر مقابلہ جیتتا ہوا دکھایا گیا ہے یعنی ان کرامات کا صدور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔ آخر میں ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ کراماتِ اہلِ حدیث کے مذکورہ حوالے بطورِ الزام اور محض پروفیسر صاحب کی غلطی کو اجاگر کرنے کے لیے تحریر کیے ہیں ورنہ ہمارے نزدیک کرامت کا معجزہ سے تقابل ہی صحیح نہیں ہے۔ بلکہ غیر مقلدین کی مزعومہ کرامات کو کرامات کہنے میں ہمیں تامل ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اب مولانا ابراہیم سیالکوٹی جیسے لوگ کبھی پیدا نہیں ہوں گے۔ وہ زمانے لد گئے جن میں یہ لوگ ابھرے تھے، اور وہ سانچے ٹوٹ گئے جن میں ان اوصاف کے لوگ ڈھلے تھے''

(قافلہ حدیث صفحہ ۸۷)

طالب الرحمٰن صاحب اگر کوئی شخص غیر مقلدانہ ذہن لے کر کہہ دے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا کر اللہ نے سانچہ توڑ دیا مگر بھٹی صاحب نے سیالکوٹی صاحب کے سانچہ توڑنے کی بات لکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرایا ہے تو؟

(۴) امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''علمائے اہلِ سنت میں سے صاحبِ دراسات اللبیب نے ائمہ اثنا عشر کی معصومیت کو تسلیم کیا ہے مگر یہ معصومیت گناہوں سے مراد ہے نہ کہ خطائے اجتہادی سے کیونکہ وہ گناہ نہیں ہے۔''

(لغات الحدیث ۲/۱۲۵: ب)

اس کے ساتھ مولانا بدیع الدین راشدی غیر مقلد کی درج ذیل عبارت بھی پڑھ لیں:

''سندھ میں کئی اکابر علماء گزرے ہیں جو کہ تقلید سے بیزار تھے مثلاً شیخ معین الدین ٹھٹھوی مصنف

دراسات اللبیب‘‘ (تنقید سدید صفحہ ۴۰)

علی زئی صاحب کے استاد مولانا محمد گوندلوی صاحب غرباء اہلِ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

’’انہوں نے اپنے امام کو شارع سمجھ لیا ہے‘‘ (الاصلاح صفحہ ۲۱۹)

مولانا عبدالقادر حصاروی صاحب غیر مقلد نے غرباء اہلِ حدیث کے متعلق لکھا:

’’یہ اپنے امام کو مثل معصوم سمجھتے ہیں‘‘ (اصلی اہل سنت کی پہچان صفحہ ۲۱۳)

مولانا محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب غیر مقلد، اپنے نام نہاد اہلِ حدیثوں کے متعلق لکھتے ہیں:

’’محض اس بناء پر کہ ان کا اس پارٹی کے سربراہ کے ساتھ گہرا قلبی تعلق ہے اور اس کی بات کو **كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ** بلکہ مثل وحی کے تصور کر لیتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے تقلید کر لیتے ہیں۔‘‘

(مقالاتِ راشدیہ: ۸۰/۱)

طالب الرحمٰن صاحب! آپ کے غیر مقلدین کا افرادِ امت کو معصوم، شارع اور ان کی باتوں کو مثلِ وحی سمجھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہے یا نہیں؟

اعتراض:۷۶... مُردوں پر زندوں کے اعمال پیش نہیں ہوتے

فضائلِ اعمال میں ایک نوجوان کا واقعہ مذکور ہے جو کثرت سے نوافل پڑھتا تھا اس نے کثرتِ عبادت کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا:

’’میں نے محلے کے چند لڑکوں کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ دیکھیں کون شخص عبادت میں زیادہ کوشش کرے انہوں نے کوشش اور محنت کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلا لیے گئے ... میرا یہ عمل دن میں دوبار اُن پر ظاہر ہوتا ہوگا وہ کیا کہیں گے جب اس میں کوتاہی پائیں گے‘‘ (فضائلِ نماز صفحہ ۲۶)

طالب الرحمٰن صاحب مذکورہ واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’زکریا صاحب اس قسم کے واقعات وخواب اپنی کتاب میں ذکر کر کے تبلیغی جماعت کا یہ عقیدہ بنانا چاہتے ہیں کہ مُردوں پر دنیا کے حالات واضح ہیں۔‘‘ (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۰)

الجواب:

فضائلِ نماز کی مذکورہ بالا عبارت میں یہ بات ہرگز نہیں کہ مُردوں کو دنیا والوں کے (مطلقاً) حالات معلوم ہوتے ہیں وہاں تو یہ جملہ ’’میرا عمل دن میں دوبار اُن پر ظاہر ہوتا ہوگا‘‘ ہے اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہو سکے گا کہ جملہ اموات پر بعض اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور اعمال کا پیش ہونا

حدیثوں سے ثابت ہے۔اُن میں سے ایک حدیث درج ذیل ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''اِنَّ اَعۡمَالَکُمۡ تَرِدُ عَلٰی اَقَارِبِکُمۡ وَعَشَائِرِکُمۡ...''
ترجمہ: بے شک تمہارے اعمال تمہارے قریبی لوگوں اور رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں۔(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۹/۴ ح:۳۸۸۷)
سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے موقوف حدیث بھی اسی مفہوم کی مروی ہے۔
(کتاب الزھد لعبداللہ بن المبارک ح ۳۴۳)
علامہ البانی صاحب غیر مقلد اِس کے بارے میں لکھتے ہیں:
''اِسۡنَادُ الۡمَوۡقُوۡفِ صَحِیۡحٌ'' موقوف کی سند صحیح ہے۔
(سِلۡسِلَۃُ الۡاَحَادِیۡثِ الصَّحِیۡحَۃِ ۶۰۴/۶ ح ۲۷۵۸)
علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
''وَاسۡتَفَاضَتِ الۡآثَارُ بِمَعۡرِفَۃِ الۡمَیِّتِ اَھۡلَہٗ وَبِاَحۡوَالِ اَھۡلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ فِیۡ الدُّنۡیَا وَاَنَّ ذٰلِکَ یُعۡرَضُ عَلَیۡہِ وَجَآءَتِ الۡآثَارُ بِاَنَّہٗ یَرٰی اَیۡضًا وَّبِاَنَّہٗ یَدۡرِیۡ بِمَا یُفۡعَلُ عِنۡدَہٗ فَیَسُرُّہٗ بِمَا کَانَ وَیَتَاَلَّمُ بِمَا کَانَ قَبِیۡحًا.
مشہور اور مستفیض احادیث سے یہ ثابت ہے کہ مُردہ اپنے اہل وعیال اور دوستوں کے احوال جانتا ہے جو اُن کو دنیا میں پیش آتے ہیں اور یہ حالات اس پر پیش کیے جاتے ہیں اور احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ وہ دیکھتا بھی ہے اور جو کچھ اس کے پاس کیا جاتا ہے اس کو جانتا بھی ہے اگر وہ کاروائی اچھی ہو تو اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اگر وہ بری ہو تو اس کو اس سے رنج پہنچتا ہے۔'' (فتاویٰ ابنِ تیمیہ:۴۴۶/۴)
علامہ ابنِ تیمیہ آلِ غیر مقلدیت کے ہاں اہلِ حدیث بمعنی غیر مقلد ہیں اور شیخ الاسلام بھی۔
پروفیسر صاحب! علامہ ابنِ تیمیہ کے متعلق کیا خیال ہے؟ یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ ایک بات مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نقل کریں تو قابلِ اعتراض اور عقیدہ بگاڑنے والا قرار پائیں اور وہی بات علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ لکھ دیں تو شیخ الاسلام شمار کیے جائیں؟
پروفیسر صاحب! آپ تو اعمال کے پیش کیے جانے پر سیخ پا ہو گئے۔ علامہ ابنِ تیمیہ کے

نزدیک تو مُردہ اپنے اہل وعیال اور دوستوں کے احوال جانتا ہے، وہ دیکھتا بھی ہے بلکہ رنج وخوشی بھی محسوس کرتا ہے اور پھران ساری چیزوں کو وہ احادیث کا مسئلہ قرار دیتے ہیں۔ اگر آپ اہلِ حدیث ہونے کے دعویٰ میں سچے ہیں تو ان احادیث کو مان لیں۔

جو بات علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے کہی ہے قریباً بعینہ یہی بات شیخ بدرالدین بعلی نے لکھی ہے۔ (مختصر الفتاویٰ المصریہ صفحہ ۱۹۰)

(۲)......آلِ غیر مقلدیت کے ''خاتم المحدثین'' نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

''جملہ اموات از مؤمنین وکفار از حصولِ علم وشعور وادراک وسماع وعرض اعمال وردِ جواب بر زائر برابر اند تخصیص بانبیاء وصلحاء نیست۔

تمام مُردے عام اس سے کہ وہ مومن ہوں یا کافر علم، شعور، ادراک، سننے، اعمال کے پیش ہونے اور زیارت کنندہ کے سلام کا جواب دینے میں برابر اور یکساں ہیں اس میں انبیاء اور صلحاء کی کوئی تخصیص نہیں'' (دلیل الطالب صفحہ ۸۸۶)

نواب صاحب تو انبیاء اور صلحاء کے ساتھ ساتھ کافر مُردوں کے بارے میں بھی کہہ رہے ہیں کہ ان پر بھی اعمال پیش ہوتے ہیں۔

مولانا عبدالمنان راسخ صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''جب کوئی مؤمن فوت ہو جاتا ہے تو عالم برزخ میں اس کی نیک لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے اور عالم برزخ میں نیک لوگ فوت ہو کر آنے والے مومن سے طرح طرح کے اہم سوال کرتے ہیں اگر چہ اس کی کیفیت صرف اللہ ہی جانتے ہیں لیکن ہمارا قرآن وحدیث پر مکمل ایمان ہے اور اسی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

''اِنَّ اَعْمَالَكُمْ تَرِدُ عَلٰى اَقَارِبِكُمْ وَعَشَائِرِكُمْ...''

بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے قریبی اور خاندان والوں پر پیش کیے جاتے ہیں اگر اعمال اچھے ہوں تو وہ راضی اور خوش ہوتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! یہ تیرا فضل اور تیری رحمت ہے۔ ہمارے اس نیکی کرنے والے پیارے پر اپنی نعمت کو مکمل فرما اور اسی پر اس کو موت دے اور اسی طرح آخرت والوں پر بُرائی کرنے والے کا عمل بھی پیش کیا جاتا ہے۔ وہ دُعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کو ایسے نیک عمل کی توفیق عطا فرما جو تیری خوشنودی اور قرب کا باعث ہو۔''

(منہاج الخطیب: ۴۳۴)

تنبیہ: مُردوں کو دنیا کے حالات کی خبر کے حوالہ سے آلِ غیر مقلدیت کی عبارات اسی کتاب میں اعتراض نمبر ۴۰ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض: ۷۷... من صلی علی عند قبری حدیث من گھڑت ہے

حدیث میں ہے کہ جو میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اسے خود سُنتا ہوں اور جو دُور سے مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ (فضائل درود)

پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب اس حدیث کو من گھڑت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس حدیث کو الشیخ ناصر الدین البانی نے موضوع (من گھڑت) کہا ہے... صاحب الصارم المنکی فرماتے ہیں: یہ موضوع حدیث ہے اس کا اصل نہیں۔'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۴)

الجواب:

البانی صاحب نے اگر اس حدیث کو من گھڑت کہا ہے تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں کیونکہ وہ تو بخاری و مسلم کی حدیثوں کو بھی معاف نہیں کرتے اور آلِ غیر مقلدیت کو اس کا اعتراف بھی ہے۔

(صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ صفحہ ۱۲، علی زئی۔ مقالات اثری ۲۸۳/۲)

مولانا ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ البانی نے بخاری و مسلم کی بعض روایتوں کو سلسلہ ضعیفہ اور موضوعہ میں درج کر دیا۔''

(مقالات شاغف صفحہ ۳۶۳)

مزید حوالہ جات ہم نے اپنے رسالہ ''غیر مقلدین کی بخاری و مسلم پر جرح'' میں نقل کر دیئے ہیں۔

(۲)...... صاحب الصارم المنکی نے اس حدیث کی سند پر اگرچہ اعتراض کیا ہے مگر اس کے متن کو وہ صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''**فَاَمَّا ذٰلِکَ الْحَدِیْثُ وَاِنْ کَانَ مَعْنَاہُ صَحِیْحًا فَاِسْنَادُہٗ لَایُحْتَجُّ بِہٖ وَاِنَّمَا ثَبَتَ مَعْنَاہُ بِاَحَادِیْثَ آخَرَ**۔ بہر حال اگرچہ اس حدیث کا معنی صحیح ہے لیکن اس کی سند قابلِ احتجاج نہیں ہے البتہ اس کا معنی دوسری احادیث کی روشنی میں ثابت ہے'' (الصارم المنکی صفحہ ۱۳۱)

انہوں نے اس عبارت میں دومرتبہ اس حدیث کے معنی یعنی متن کو صحیح لکھا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”وَهُوَصَلّٰى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ السَّلَامَ مِنَ الْقَبْرِ وَتُبَلِّغُهُ الْمَلَائِكَةُ الصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ مِنَ الْبُعْدِ. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر پڑھا گیا سلام خود سنتے ہیں اور دُور والا درود فرشتے آپ تک پہنچا دیتے ہیں۔ (الصارم المنکی صفحہ۲۸۲)

مزید لکھتے ہیں:

”اَمَّا مَنْ يُّصَلِّيْ عَلَيْهِ عِنْدَ قَبْرِهٖ فَاِنَّهُ يَرُدُّ عَلَيْهِ. جو شخص قبر کے پاس آپ کو سلام کہتا ہے آپ اس کا جواب دیتے ہیں۔“ (الصارم المنکی صفحہ۱۶۵)

خلاصہ یہ کہ صاحب الصارم المنکی علامہ ابنِ عبدالھادی نے اس حدیث کی سند کو کمزور کہنے کے ساتھ اس کے متن کو صحیح قرار دیا بلکہ ان کا عقیدہ بھی اسی حدیث کے مطابق ہے۔

حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

” وَقَدْرَوٰى ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَالدَّارُقُطْنِىُّ عَنْهُ مَنْ صَلّٰى عَلَىَّ عِنْدَ قَبْرِىْ سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلّٰى عَلَىَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهُ وَفِىْ اِسْنَادِهٖ لِيْنٌ لٰكِنْ لَّهُ شَوَاهِدُ ثَابِتَةٌ فَاِنَّ اِبْلَاغَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ مِنَ الْبُعْدِ قَدْ رَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ مِنْ غَيْرِوَجْهٍ.

اور ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جس نے دُور سے پڑھا تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے اس کی سند کمزور ہے لیکن اس کے کئی شواہد ثابت ہیں کیونکہ دُور سے آپ کو صلوۃ وسلام پہنچانے کی روایت متعدد طُرق سے اہل السنن نے بیان کی ہے“ (فتاویٰ ابنِ تیمیہ ۳۶۱/۴ وطبع جدید ۱۱۶/۲۷)

حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ بھی علمی طور پر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سند کے لحاظ سے اگرچہ یہ روایت کمزور ہے لیکن شواہد کی تائید سے یہ روایت قابلِ اعتبار وعمل ہے۔ (تسکین الصدور:۳۳۶)

ابنِ جوزی وغیرہ حضرات نے جو اس حدیث پر جرح کی ہے وہ محمد بن مروان کی وجہ سے کی ہے جب کہ یہ حدیث ابوالشیخ کے طریق سے بھی مروی ہے اور اس طریق کو بڑے بڑے محدثین بلکہ آلِ غیر مقلدیت بھی صحیح تسلیم کرتے ہیں۔

حافظ ابنِ حجر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''بِسَنَدٍ جَیِّدٍ'' (فتح الباری ۶/۳۵۲) یعنی اس کی سند جید ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ غیر مقلدین کے نزدیک ''غیر مقلد'' تھے۔ (اوکاڑوی کا تعاقب: ۵۴)

علامہ سخاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَسَنَدُہٗ جَیِّدٌ، اس کی سند جید ہے۔ (القول البدیع: ۱۱۶)

امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے پیشوا علمائے اہل حدیث ان کے سوا اور بہت سے گزرے ہیں جیسے ...امام سخاوی''

(لغات الحدیث ۲/۱۲: ص)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، ابوالشیخ کے طریق والی اسی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ، اس کی سند جید ہے۔'' (دلیل الطالب صفحہ ۸۴۴)

(۳)......آلِ غیر مقلدیت بھی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور اسی کے مطابق اپنا عقیدہ رکھتے ہیں۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرماتے ہیں کہ جو عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دُور سے پہنچایا جاتا ہوں چنانچہ مشکوۃ وغیرہ کتب حدیث سے واضح ہوتا ہے۔'' (فتاویٰ نذیریہ ۱/۵۲)

جماعت غرباء اہلحدیث کے ''مفتی'' عبدالستار صاحب لکھتے ہیں:

''نبی علیہ السلام کی قبر پر جا کر درود وسلام پڑھا جائے تو آپ سنتے ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔'' (فتاویٰ ستاریہ ۴/۱۱۷)

امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''پیغمبر اسی دنیاوی جسم کے ساتھ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور جب زندہ ہوئے تو ہر ایک بات کو سمجھ سکتے ہیں اور سُن سکتے ہیں دوسری روایت میں ہے کہ جب کوئی میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے گا تو میں خود سُن لوں گا اور جو دُور سے بھیجے گا تو فرشتے مجھ تک پہنچا دیں گے۔ ان حدیثوں سے صاف یہ نکلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور قبر کے پاس درود اور سلام پڑھنا بہ نفس نفیس سنتے ہیں اور اس پر تمام ائمہ اہلِ حدیث کا اتفاق ہے۔''

(رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ ۱/۱۴۸)

مولانا کرم **الجلیلی** صاحب غیر مقلد کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں انہوں نے منجملہ دلائل کے ایک دلیل درج ذیل حدیث پیش کی ہے:

''دوسری روایت میں ہے **مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ**(بیہقی ،مشکوۃ) جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اسے سنتا ہوں اور جو شخص مجھ پر دُور سے درود بھیجتا ہے تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث یکم محرم ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۸)

مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''**اِنَّھُمْ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ وَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیاً اُبْلِغْتُہٗ**'' حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو دُور سے پڑھتا ہے تو وہ مجھے (فرشتوں کے ذریعہ) پہنچایا جاتا ہے۔ (التعلیقات السّلفیہ علی سنن النسائی ۱/۲۳۷)

اعتراض:۷۸..."اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ" منکر روایت ہے

حدیث نبوی ہے: ''**اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ**، انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں'' (فضائلِ درود)

طالب الرحمٰن صاحب اس حدیث پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام ذہبی اس حدیث کو پیش کر کے فرماتے ہیں: یہ حدیث **مُنکر** ہے۔'' (تبلیغی جماعت: ۱۷۵)

الجواب:

(۱)......امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے کی احادیث متواتر ہیں۔(انباء الاذکیاء صفحہ ۲، فتاویٰ امام سیوطی ۲/۱۴۷)

امام سیوطی رحمہ اللہ آلِ غیر مقلدیت کے نزدیک ''غیر مقلد'' ہیں۔ (ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر ۹۰ صفحہ ۱۴، ۲۵، ۳۰)

علامہ داود بن سلیمان بغدادی رحمہ اللہ **اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ** کو متواتر کہتے

ہیں۔ (**المنحة الوھبیة صفحہ ۱۱**)

اتنی بات معلوم کر لینے کے بعد اگلی بات پڑھئے! غیر مقلدین نے اعتراف کیا ہے کہ متواتر چیز سند کی محتاج نہیں ہوتی۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مشہور و متواتر نسخہ سند کا محتاج نہیں ہوتا۔'' (علمی مقالات ۲/۳۱۹)

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''متواتر حدیث کے ہر راوی کی صحتِ اسناد کا تقاضا نہایت درجہ یتیمی علم کا ثبوت ہے''

(مقالاتِ اثری ۲/۴۷)

حاصل یہ ہے کہ حیاتِ انبیاء کی حدیثیں متواتر ہیں اور متواتر کی سند اور رجال کی توثیق کا مطالبہ کرنا اثری صاحب کے بقول علمی یتیمی کا ثبوت دینا ہے۔ پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب اپنا علمی مرتبہ ملاحظہ فرمالیں۔

(۲)......امام ذہبی رحمہ اللہ نے جو اِس حدیث کو منکر قرار دیا ہے اس کا مدلل جواب حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے تسکین الصدور صفحہ ۲۲۵ رتا ۲۲۷ رمیں دے دیا ہے۔ یہ جواب تو وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ ہم یہاں چند حوالے محدثین اور آلِ غیر مقلدیت کے پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے اس سے استدلال کیا ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اِنَّ حَیَاتَهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْقَبْرِ لَا یَعْقِبُهَا مَوْتٌ بَلْ یَسْتَمِرُّ حَیًّا وَّالْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ.

سیدنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں ایسی زندگی ہے جس پر پھر موت وارد نہ ہوگی بلکہ آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔'' (فتح الباری ۷/۲۲)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ آلِ غیر مقلدیت کے نزدیک ''غیر مقلد'' ہیں۔

(اوکاڑوی کا تعاقب صفحہ ۵۴)

قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اِنَّهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِهٖ وَرُوْحُهٗ لَا تُفَارِقُهٗ لِمَا صَحَّ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ اَحْیَاءٌ

فِیْ قُبُوْرِھِم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی روح مبارک آپ کے جسم سے جُدا نہیں ہوتی کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔''

(تحفۃ الذاکرین شرح حصنِ حصین صفحہ ۲۸)

قاضی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"اِنَّہٗ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ کَمَا فِیْ حَدِیْثٍ: اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِم وَقَدْ صَحَّحَہُ الْبَیْھَقِیُّ وَاَلَّفَ فِیْ ذٰلِکَ جُزْأً. بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موت کے بعد اپنی قبر میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیہقی نے اس حدیث کو صحیح کہا اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ (نیل الاوطار ۱۰۱/۵)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ فِیْ قُبُوْرِھِم اَحْیَاءٌ۔ بے شک انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(عون المعبود ۴۰۶/۱)

مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"اِنَّھُمْ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ، بلاشبہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔''

(التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی ۲۳۷/۱)

امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''انبیاء تو اپنی قبروں میں احیاء (زندہ) ہیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے۔''

(تیسیر الباری شرح بخاری ۵/۸)

وحید الزمان صاحب نے تیسیر الباری ۲۷۳/۸، رفع العجاجۃ عن سنن ابنِ ماجہ ۳۸۶/۱، ۴۵۲، ۶۸۵ وغیرہ میں بھی حیاتِ انبیاء کو تسلیم کیا ہے۔

اعتراض: ۷۹...سلام کا جواب دیئے جانے والی حدیث ضعیف ہے

حدیث ہے: جو کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ جل شانہ مجھ پر میری روح کو لوٹا دیتے ہیں یہاں تک میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (فضائل درود)

طالب الرحمٰن صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابوداود اِس حدیث کو یزید بن عبداللہ بن قسیط حضرت ابوھریرہ سے روایت کرتا ہے حالانکہ

اس نے حضرت ابوھریرہ کو دیکھا ہی نہیں (القول البدیع: ۱۵۶) پھر اس کے بارے میں ابو حاتم ''لیس بالقوی'' کہتے ہیں'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۵)

الجواب:

(۱)...... پروفیسر صاحب کے پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یزید بن عبداللہ بن قسیط کی ولادت ۳۲ھ میں ہوئی اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات ۵۸ھ کو ہوئی ہے درمیان میں ۲۶/ سال کا طویل زمانہ ہے اور جمہور محدثین کرام کے اصول کے مطابق امکانِ لقاء کا کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ (تسکین الصدور صفحہ ۲۹۸)

یعنی راوی اور مروی عنہ کا زمانہ ایک ہی ہونا کافی ہے ملاقات کا ثبوت تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔ دیکھئے مقدمہ مسلم

باقی رہا امام ابوحاتم کا اس راوی کو **لیس بالقوی** کہنا تو اس کے متعلق حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ابوحاتم کا رد کیا پھر فرمایا **وَهُوَ ثِقَةٌ مِّنَ الثِّقَاتِ** کہ یہ ثقہ راویوں میں سے ایک ثقہ راوی ہے۔ (تہذیب التہذیب ۱۱/۳۴۳)

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ یزید بخاری ومسلم کا راوی ہے۔ (تسکین الصدور صفحہ ۲۹۷)

آلِ غیر مقلدیت کو اعتراف ہے کہ بخاری ومسلم کے راوی ثقہ ہیں بلکہ ان کا کہنا ہے کہ جو بخاری ومسلم کے راوی پہ جرح کرے وہ بدعتی ہے۔ (نور العینین صفحہ ۳۲،۳۳)

(۲)...... اس حدیث کو بہت سے حضرات نے صحیح قرار دیا ہے حتی کہ متعدد آلِ غیر مقلدیت بھی اس کی صحت کو تسلیم کرتے ہیں مثلاً

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''**قَالَ النَّوَوِيُ فِيُ الْاَذْكَارِ اِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَّقَالَ ابْنُ حَجَرٍ رُوَاتُهُ ثِقَاتٌ**''

(دلیل الطالب صفحہ ۸۴۳)

ترجمہ: امام نوری کتاب الاذکار میں لکھتے ہیں کہ اس کی اسناد صحیح ہے اور حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''محدثین کے نزدیک ردِّ روح والی روایت حسن درجہ کی یعنی قابلِ قبول ہے۔''

(شرح ریاض الصالحین ۳۱۵/۲)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد اِس حدیث کی تخریج میں لکھتے ہیں:

''حسن، سنن ابی داود، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور ح:۲۰۴۱۔ اسے عراقی نے جید کہا ہے۔''

(تخریج ریاض الصالحین حدیث:۱۴۰۲)

(۳)......بہت سے آلِ غیر مقلدیت ایسے ہیں جو اِس حدیث کے مضمون کو قبول کر چکے ہیں مثلاً

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد، زیرِ بحث حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ہر سلام بھیجنے والے کو جواب دیتے ہیں لیکن یہ زندگی برزخ کی زندگی ہے جس کی حقیقت کا ہمیں علم نہیں۔''

(شرح ریاض الصالحین ۳۱۶/۲)

یوسف صاحب ہی لکھتے ہیں:

''آپ پر آپ کی روح بھی لوٹائی جاتی ہے اور آپ اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں۔''

(ایضاً صفحہ ۳۱۵)

مولانا کرم الجلیلی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **مَامِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ.** (ابوداود، بیہقی، مشکوۃ) اور جو کوئی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث یکم محرم ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۸)

کرم الجلیلی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی درود و سلام پڑھتا ہے اس وقت آپ کی روح آپ کے جسد اطہر میں لوٹائی جاتی ہے اور آپ اس کا جواب دیتے ہیں اور پھر اِس میں آپ ہی کے لیے تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر مؤمن کے ساتھ یہی ہوتا ہے...'' (صحیفہ اہلِ حدیث ۱۶ صفر ۱۳۸۴ھ صفحہ ۲۲)

مزید دیکھئے فتاویٰ ستاریہ ۱۳۰/۴، جلیل المناسک صفحہ ۸۲

مولانا عبد السلام بستوی صاحب غیر مقلد کے خطبات میں خطبہ: ۲۴ ''فضائلِ درود شریف'' ہے۔ وہ اپنے اس خطبہ میں کہتے ہیں:

''حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے تم میں سے کوئی شخص جو میرے اوپر درود اور سلام بھیجے، لیکن اللہ تعالیٰ میری روح کو میری طرف لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔'' (اسلامی خطبات:۱/۲۳۰)

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں یہ اشکال ہوتا ہے کہ دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں پھر روح پھیر دینے سے کیا مراد ہے؟ اس اشکال کو اس طرح رفع کیا گیا ہے کہ گو انبیاءؑ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں مگر ان کی ارواحِ مقدسہ اپنے پروردگار کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہیں دنیا کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے جب کوئی ان کو سلام کرتا ہے اُس وقت اُن کی روح اِدھر متوجہ ہوتی ہے، ردِ روح سے اس کا متوجہ ہونا مراد ہے'' (لغات الحدیث:۲/۶۳:ر)

غیر مقلدین کے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب کی تیار کردہ نعت کا ایک شعر ہے:

رسول اللہ سنے پھر بے وسیلہ ملے اس پر کیا نعمت جلیلہ

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ۱۶۸)

(۴)......غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں کو چاہیے کہ وہ فضائل اعمال کی بجائے ریاض الصالحین کو پڑھا اور سنا کریں۔

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۴۱، تبلیغی جماعت کا نصاب حاشیہ صفحہ ۱۴)

اور ریاض الصالحین میں یہ حدیث موجود ہے مصنف نے اسے ''**رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِـاِسْنَـادٍ صَحِيْحٍ**'' کہا ہے کہ اسے امام ابوداود نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(ریاض الصالحین حدیث ۱۴۰۲)

اگر غیر مقلدین اس حدیث کو ضعیف کہیں یا عقیدہ کے بگاڑ کا سبب قرار دیں تو الزام خود انہی پر آتا ہے کہ وہ ایسی کتاب کو شاملِ نصاب کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں جس میں ضعیف اور عقیدہ کے بگاڑ کا سبب بننے والی حدیث وروایت موجود ہے، **اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ**۔

(۵)......حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''**اِتَّفَقَ الْاَئِمَّةُ عَلٰى اَنَّهٗ يُسَلِّمُ عِنْدَ زِيَارَتِهٖ وَعَلٰى صَاحِبِهٖ لِمَافِى السُّنَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰـه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَامِنْ رَجُلٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ**

تَعَالٰی عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ. وَھُوَ حَدِیْثٌ جَیِّدٌ

اماموں کا اس بات پر اتفاق ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے دونوں ساتھیوں (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما) پر زیارت کے وقت سلام کرنا چاہیے کیونکہ سنن (ابوداود) میں ابو ھریرۃ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک میں اس سلام کا جواب دیتا ہوں اور یہ حدیث جید ہے۔''

(فتاویٰ ۴/۳۶۱)

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اِذَا سَلَّمَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُ رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ رُوْحَہٗ حَتّٰی یَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ، جب کوئی سلام کرنے والا اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو سلام کرتا ہے تو اللہ اِن کی روح کو لوٹا دیتے ہیں یہاں تک آپ اس سلام کا جواب دیتے ہیں۔'' (زاد المعاد ۲/۴۹ ھکذا فی کتاب الروح صفحہ ۵۴)

معلوم ہوا کہ فضائلِ درود کی روایت (جسے پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب نے ضعیف کہا) حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک جیّد ہے اور حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ اس حدیث کے مضمون کو قبول کیے ہوئے ہیں **والحمد للہ۔**

پروفیسر صاحب مزید لکھتے ہیں:

''بریلویوں اور تبلیغیوں میں یہ قدرِ مشترک ہے کہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ سمجھتے ہیں اور بریلویوں کی طرح ان کا سہارا بھی موضوع (من گھڑت) احادیث ہیں۔''

(تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۳)

عرض ہے کہ عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح اور حسن قسم کی حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے اسے خود آلِ غیر مقلدیت کی شہادتوں سے ثابت کر دیا ہے اور ماقبل میں غیر مقلدین اور حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابنِ قیم کا حیات النبی کا قائل ہونا نقل ہو چکا ہے تو کیا پروفیسر صاحب انہیں بھی بریلویوں کی ہمنوائی کا طعنہ دیں گے؟

ہم یہاں یہ بھی عرض کر دیتے ہیں کہ بریلویوں کے ساتھ ہمنوائی آلِ غیر مقلدیت کی ہے کہ دونوں غیر مقلد ہیں۔ بریلویوں کے غیر مقلد ہونے کی گواہی ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''رضاخانی بریلوی مذہب کے بنیادی عقائد مثلاً علمِ غیب، حاضر ناظر اور الاستعانۃ والاستغاثہ بالانبیاء والاولیاء وغیرہ عقائد امام ابوحنیفہ بلکہ قاضی ابویوسف اور ابنِ فرقد وغیرھما سے بھی ثابت نہیں لہذا یہ لوگ حنفی مذہب سے بغاوت کر کے عقائد میں غیر مقلد بن جاتے ہیں۔''

(علمی مقالات:۴/۴۰۶)

اعتراض:۸۰... قبر سے وعلیکم السلام کی آواز سُنی

ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ میں حج سے فراغت پر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف کے اندر سے **وعلیکم السلام** کی آواز سُنی'' (فضائل درود)

طالب الرحمٰن صاحب نے مذکورہ بالا عبارت نقل کی اور اس پر'' قبر سے **وعلیکم السلام** کی آواز'' عنوان قائم کر کے اسے موردِ اعتراض ٹھہرایا ہے۔(تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۵)

الجواب:

(۱)......اس سے پچھلے اعتراض کے جواب میں ہم نے احادیثِ نبوی اور آلِ غیر مقلدیت کی عبارات سے ثابت کر دیا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر پر سلام کیا جائے تو آپ جواب دیتے ہیں۔اس لیے آپ کے جواب دینے کے ثبوت کو پیش کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔باقی رہا بزرگ کا سلام کی آواز کو سُن لینا یہ اس بزرگ کی کرامت ہے اور قرآن وحدیث سے کرامت کا برحق ہونا ثابت ہے۔

غیر مقلدین کے'' امام العصر'' مولانا عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معراج کی رات انبیاء کرام علیہم السلام کی گفتگو ہوئی ہے حالانکہ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باقی انبیاء بالاتفاق فوت ہو چکے تھے۔سوایسے ہی اگر فوت شدہ کی آواز زندہ نے سنی ہو تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ یہ چیز کرامت کی قسم میں سے ہو سکتی ہے۔''

(فتاویٰ اہلِ حدیث ۱/۱۷۴،ادارہ احیاء السنہ سرگودھا)

(۲)......ہم نے اعتراض کا جواب تو دے دیا ہے۔اب پروفیسر صاحب سے چند سوالات کرتے ہیں۔

(الف)......مشکوۃ میں ہے:

جب حرّہ کا واقعہ ہوا تو تین دن تک مسجدِ نبوی میں اذان نہیں ہوئی اور نہ اقامت کہی گئی اور نہ ہی سعید بن مسیّب مسجد سے باہر نکلے۔ سعید بن مسیّب نماز کے اوقات کو ایک دھیمی آواز سے پہچانتے جو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے سنائی دیتی تھی۔

(مشکوۃ، باب الکرامات: ترجمہ صادق خلیل: ۱۲۸/۵)

پروفیسر صاحب! کیا صاحبِ مشکوۃ پر بھی اعتراض کرو گے؟ اچھا یہ بتائیں کہ آپ کے مدارس میں یہ کتاب ''مشکوۃ'' داخل نصاب ہے؟ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ قبر کا ذکر ہے۔

غیر مقلدین کہا کرتے ہیں کہ محدثین دیانت داری کے ساتھ احادیث کو سند کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں تا کہ بعد والے سند کو سامنے رکھ کر تحقیق کر سکیں۔ ہر حدیث و روایت کے مضمون کے ساتھ ان کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

عرض ہے کہ علی سبیل التنزل یہ مان بھی لیں تو یہ تاویل مشکوۃ کتاب کے بارے میں نہیں چل سکتی۔ کیونکہ انہوں نے تو سندوں کے ساتھ حدیثوں کو ذکر کرنے کا اہتمام نہیں کیا۔ انہوں نے ''باب الکرامات'' کے تحت اس واقعہ سے استدلال کیا ہے۔

(ب)......مولانا صادق خلیل صاحب غیر مقلد نے مشکوۃ کی شرح میں یہ طرز اختیار کیا ہے کہ ان کے نزدیک جو حدیث ضعیف ہوتی ہے اس کا اظہار کر دیتے ہیں لیکن مشکوۃ کی مذکورہ بالا روایت پر کوئی جرح نہیں کی، خاموشی سے آگے نکل گئے۔

پروفیسر صاحب! کیا صادق خلیل صاحب کو بھی موردالزام ٹھہراؤ گے؟

(ج)......قاضی محمد سلیمان منصور پوری غیر مقلد، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی قبر کے پاس بیٹھے تھے جب اُٹھنے لگے تو:

''حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو''

(کراماتِ اہلِ حدیث صفحہ ۱۹)

پروفیسر صاحب! آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب دینے پر تو اعتراض ہے مگر ادھر غور نہیں کرتے ایک فوت شدہ قبر میں مدفون امّتی زندہ سے گفتگو کرتا ہے اور اس کا ہاتھ بھی پکڑتا ہے؟

یوں بھی غور کریں کہ اگر قاضی صاحب بقول غیر مقلدین بطورِ کرامت فوت شدہ مدفون امتی کی بات سُن

سکتے ہیں تو کوئی روضہ نبوی سے **وعلیکم السلام** کی آواز بطورِ کرامت سُن لے تو کیوں محال ہے؟

اعتراض:۸۱... ترحم یانبی اللہ کا جملہ توحید کے خلاف ہے

فضائلِ درود میں جامی بزرگ کے اشعار منقول ہیں۔

طالب الرحمٰن صاحب ان اشعار پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس قصیدے کی ابتدا ہی عقیدہ توحید سے تصادُم پر رکھی گئی۔ انجام خدا جانے۔ قصیدے کا شعر پڑھیے اور خود فیصلہ کیجیے۔

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

ہجر کی وجہ سے جان لبوں پر ہے اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رحم کیجیے، رحم کیجیے''

(تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۹)

الجواب:

(۱)......علامہ سمہودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کے بعد توسل کبھی اس معنی میں ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا طلب کرے جیسا کہ آپ کی حیات میں تھا اور یہ جیسا کہ امام بیہقی نے بطریقِ اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار روایت نقل کی ہے اور ابنِ شیبہ نے اس کو صحیح سند کے ساتھ مالک الدار سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس گیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لیے بخشش طلب فرمائیں۔ کیونکہ وہ ہلاک ہو چلے ہیں تو خواب میں اس شخص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کی اور فرمایا کہ تو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور اسے سلام کہہ اور اس کو خبر دے کہ ان پر بارش نازل کی جائے گی اور عمر سے کہہ دے کہ دانائی پر قائم رہے، دانائی پر قائم رہے تو وہ شخص سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا: اے میرے رب میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی مگر جس امر سے میں عاجز ہو گیا۔ علامہ سیف رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فتوح میں ذکر کیا ہے کہ جس شخص نے خواب دیکھا تھا وہ حضرت بلال بن الحارث المزنی صحابی تھے اور اس سے استدلال یوں ہے کہ آپ برزخ (اور قبر) میں تھے کہ آپ سے بارش طلب کرنے کی التجاء ہوئی اور اس حالت میں آپ ؐ کا رب سے دعا

کرنا کوئی ممتنع نہیں ہے اور سوال کرنے والے کے سوال کے علم کے بارے میں دلیل وارد ہوئی ہے لہٰذا آپ سے بارش وغیرہ طلب کرنے کے سوال میں کوئی مانع نہیں ہے جیسا کہ آپ سے دنیا میں ایسا سوال کیا جاتا تھا۔'' (وفاء الوفاء ۲/۴۲۱)

یہ واقعہ علامہ علی بن عبد الکافی السبکی نے امام بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ سے پوری سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (شفاء السقام صفحہ ۱۳۰)

اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی یہ واقعہ امام بیہقی کی پوری سند کے ساتھ نقل فرمایا ہے اور آخر میں لکھتے ہیں **وَهٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ۔** (البدایۃ والنھایہ ۷/۹۲)

اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''**رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ مِنْ رِّوَايَةِ اَبِى الصَّالِحِ السَّمَانِ۔**
(فتح الباری ۲/۱۴۸)

اس کو ابن ابی شیبہ سے صحیح سند کے ساتھ ابو صالح السمان سے روایت کیا ہے۔

(تسکین الصدور صفحہ ۳۴۹)

غیر مقلدین کے نزدیک حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ تارکِ تقلید تھے۔ (مقدمہ نور العینین)

حافظ ابن حجر کو زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے ''غیر مقلد'' کہا ہے۔ (اوکاڑوی کا تعاقب: ۵۴)

(۲)......اب پروفیسر صاحب ذرا اپنے گھر میں جھانکیں۔

(الف) آلِ غیر مقلدیت کے مشہور بزرگ مولانا غلام رسول صاحب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے درج ذیل اشعار پڑھے ہیں:

''کر مہر یا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
منگاں تیرے دیدار میں
جو ہے محبوب ربانی نگاہ کر
وچھوڑے سے جان آئی لباں پر
میرا دل چور کیتا درد تے غم
تَرَحَّمْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تَرَحَّمْ''

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۶۱)

ان اشعار میں ''**تَرَحَّمْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ تَرَحَّمْ**'' کا جملہ بعینہ وہی جملہ ہے جس کو پروفیسر صاحب نے عقیدہ توحید سے متصادم قرار دیا اور یہ بھی کہا:

''یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے؟'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۹)

اب اگر پروفیسر صاحب کے پاس انصاف نام کی کوئی چیز ہے تو وہ بتائیں کہ فضائل درود میں ''**تَرَحَّمْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ تَرَحَّمْ**'' کا جملہ تو بقول آپ کے شرک ہو جائے اور اگر یہی جملہ مولانا غلام رسول غیر مقلد کہے تو وہ مشرک کی بجائے ''ولی اللہ اور صاحبِ کرامت بزرگ'' شمار ہوں جب کہ یہ فرق بھی ہے کہ فضائل درود میں مذکورہ جملہ اس نعت کا حصہ ہے جسے جامی بزرگ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھنے کی خواہش رکھتے تھے اور مولانا غلام رسول صاحب نے دُور سے اپنے مقام سے ''**تَرَحَّمْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ تَرَحَّمْ**'' کا جملہ کہا ہے۔

(ب)......امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''جو باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیاوی حیات کی حالت میں عرض کر سکتے تھے وہ اب بھی عرض کر سکتے ہیں اور جو فیوض اور برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوتے تھے وہ اب بھی ہوتے ہیں کمالِ نحوست اور شامت ہے اس شخص کو جو حج کو جاوے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہ ہو ؎

اِنْ نِلْتَ یَارِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی دَارِ الْحَرَمْ

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ''

(رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ ۱/۵۳۸)

عربی عبارت کا ترجمہ: اے بادِ صبا کسی دن تجھے دارِ حرم جانا نصیب ہو تو روضہ میں موجود نبی محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میرا سلام کہنا۔

اس عبارت کے پیشِ نظر ہم طالب الرحمٰن صاحب سے پوچھتے ہیں کیا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی میں ان کے پاس جا کر ''**تَرَحَّمْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ تَرَحَّمْ**'' کا جملہ کہنا شرک تھا؟ اگر تھا تو دلیل دیں۔ اگر شرک نہیں تھا تو وحید الزمان صاحب کے نظریہ کے مطابق یہ جملہ اب بھی کہنا شرک نہیں ہوگا۔

آلِ غیر مقلدیت کے ''خاتم المحدثین'' نواب صدیق حسن خان اپنے قصیدہ میں کہتے ہیں:

"یَا سَیِّدِیْ یَا عُرْوَتِیْ وَوَسِیْلَتِیْ
وَ یَا عِدَتِیْ فِیْ شِدَّۃٍ وَّ رَخَائِیْ
قَدْجِئْتُ بَابَکَ ضَارِعًا مُّتَضَرِّعًا
مُّتَأَوِّھًا بِنَفْسِ الصُّعَدَاءِ
مَالِیْ وَرَاءَکَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمْنِیْ
یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بُکَائِیْ"

(ھدیۃ المھدی:۱/۲۰)

ترجمہ: اے میرے آقا! اے میرے سہارے اور وسیلہ اور اے خوشحالی وبدحالی میں میری متاع۔ میں روتا اور گڑگڑاتا اور ٹھنڈی آہیں بھرتا آپ کے در پہ آیا ہوں۔ آپ کے علاوہ میرا کوئی فریاد رس نہیں پس اے رحمۃ اللعالمین میری گریہ زاری پہ رحم فرما۔"

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ ۲۳۶)

پروفیسر صاحب! غور کیجیے اس عبارت میں منجملہ باتوں کے یہ بھی ہے کہ "میری گریہ زاری پہ رحم فرما" بتایئے اس جملہ میں اور "تَرَحَّمْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ" میں کوئی فرق ہے؟ اگر ہے تو بیان کیجیے اور اگر فرق نہیں تو اپنے مذہب کے خاتم المحدثین نواب صاحب کو مشرک کہنے کا حوصلہ رکھتے ہیں؟

(۳)...... پروفیسر صاحب جامی بزرگ کی تیار کردہ نعت کے جملہ "تَرَحَّمْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ تَرَحَّمْ" کو شرکیہ ثابت نہیں کر سکے بلکہ یہی جملہ اور اس کے ہم معنی الفاظ ہم نے آلِ غیر مقلدیت کی کتابوں سے اوپر نقل کر دیئے۔ اب ہم جامی صاحب کے بالمقابل غیر مقلدین کے "محدث العصر" مولانا عبداللہ روپڑی صاحب کی تیار کردہ نعت کا ایک شعر نقل کر کے اس پر غیر مقلدین کے چند تبصرے درج کرتے ہیں۔

روپڑی صاحب کا نعتیہ شعر ہے:

"اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُّوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَ الشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَھَاکَا

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ نور ہیں کہ بدر (چاند) نے آپ کا نور اوڑھا ہے اور سورج بھی

آپ کے نور سے روشن ہے'' (تنظیم اہل حدیث ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء)

روپڑی صاحب کے اس شعر کو اُن کے اپنے آلِ غیر مقلدیت شرکیہ قرار دیتے ہیں اور اسی وجہ سے انہیں ''مشرک'' لکھا ہے۔ چند نقول ملاحظہ فرمائیں۔

اخبار محمدی کے ایڈیٹر مولانا محمد صاحب نے لکھا:

''یہ عقیدہ مشرکانہ عقیدہ ہے'' (مظالم روپڑی صفحہ ۴۸)

مولانا احمد اللہ صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شخص مذکور مشرک ہے'' (مظالمِ روپڑی صفحہ ۴۹)

مولانا عبید الرحمٰن صاحب رقمطراز ہیں:

''یہ عقیدہ شرکیہ رکھتا ہے'' (مظالمِ روپڑی صفحہ ۴۹)

مولانا عبید اللہ صاحب فرماتے ہیں:

''ایسے عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے'' (مظالمِ روپڑی صفحہ ۵۰)

مولانا نور محمد صاحب نے فرمایا:

''الغرض جس شخص کا یہ عقیدہ ہو وہ شخص کھلم کھلا مشرک ہے'' (مظالمِ روپڑی صفحہ ۵۱)

مولانا محمد یوسف نجاوری صاحب نے فتویٰ دیا:

''بلاشک وشبہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مرتد وملحد خارج عن الاسلام ہے اور پکا مشرک ہے۔''

(مظالمِ روپڑی صفحہ ۵۱)

مولانا عبد الرحمٰن صاحب کی بھی سنیے:

''واقعی شخص مذکور شریعت محمدیہ کی رُو سے مشرک، کافر (اور) خارج عن الاسلام ہے''

(مظالمِ روپڑی صفحہ ۵۲ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

عبد اللہ روپڑی پر مشرک ہونے کے مذکورہ فتاویٰ صحیفہ اہلِ حدیث دہلی محرم ۱۳۵۵ھ میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

پروفیسر صاحب! ان غیر مقلدانہ فتاویٰ کو سامنے رکھئے پھر فیصلہ کیجیے شرکیہ نعت جامی صاحب کی ہے یا روپڑی صاحب کی؟

اعتراض: ۸۲...سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش ہونا

طالب الرحمٰن صاحب ''اعمالِ اُمّت نبی پر پیش ہونا'' کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درود پڑھنے والے کا نام بھی پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ زکریا صاحب لکھتے ہیں: پس تو بھی او مخاطب اپنے پاک نبی کا ذکر خوبیوں کے ساتھ کرتا رہا کر تیرا درود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضور کی قبرِ اطہر میں پہنچتا ہے اور تیرا نام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۷۶)

الجواب:

(۱)......سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا پیش ہونا کئی احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ ہم اعتراض: ۷۷، ۷۹ میں احادیثِ نبویہ مع عباراتِ آلِ غیر مقلدیت نقل کر چکے ہیں، یہاں بھی ایک دو احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: **''فَاَكْثِرُوْا عَلَىَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَىَّ**

تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔
(ابوداود: ۱/۱۵۰ واللفظ لہ، نسائی ۱/۱۵۴)

حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث کو امام ابنِ خزیمہ، ابنِ حبان، دارقطنی اور نووی نے صحیح کہا ہے۔
(تفسیر ابنِ کثیر ۳/۵۱۴)

علامہ نووی کہتے ہیں کہ ابوداود، نسائی اور ابنِ ماجہ نے بالاسانید الصحیحۃ حضرت اوس بن اوس سے یہ روایت کی ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۶۰)

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔ (فتح الباری پارہ ۲۶ صفحہ ۵۸)

حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَمَنْ تَاَمَّلَ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ لَمْ يَشُكَّ فِیْ صِحَّتِهٖ لِثِقَةِ رُوَاتِهٖ وَشُهْرَتِهِمْ وَقُبُوْلِ الْاَئِمَّةِ حَدِيْثَهُمْ ، جو شخص بھی اس کی اسناد میں تامل کرے گا تو اس کو اس کی صحت میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ اور مشہور ہیں اور ائمہ کرام نے ان کی حدیثیں قبول کی ہیں''

(جلاء الافہام:۳۶)

غیر مقلدین تبلیغی جماعت والوں کو مشورہ دیا کرتے ہیں کہ آپ فضائل اعمال کی بجائے ریاض الصالحین کی تعلیم دیا کریں۔

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۴۱، تبلیغی جماعت کا نصاب صفحہ ۱۴ حاشیہ)

مگر اللہ کی شان درود پیش کیے جانے کی مذکورہ بالا حدیث اس میں بھی موجود ہے اور مصنف اسے درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ، اسے ابوداود نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔"

(ریاض الصالحین مترجم ۲/۳۱۴ حدیث:۱۳۹۹)

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"درود پیش کئے جانے کا مطلب ہے کہ فرشتے آپ تک درود پہنچاتے ہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں صراحت ہے" (شرح ریاض الصالحین ۲/۳۱۵)

ابن ماجہ میں حدیث ہے:

"**اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ صَلٰوتُهُ حَتّٰى يَفْرُغَ** ، جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ وہ حاضری کا دن ہے اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھتا اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے" (سنن ابنِ ماجہ/۱۱۹)

قاضی شوکانی غیر مقلد لکھتے ہیں:

"**قَدْ اَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ**، امام ابن ماجہ نے جید سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے۔"

(نیل الاوطار ۳/۲۶۴)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"**بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ** یعنی اس کی سند جید ہے۔" (عون المعبود ۱/۴۰۵)

(۳)......علامہ البانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ بے شک اللہ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب میری امت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھے گا تو یہ فرشتہ مجھے کہے گا: اے محمد فلاں شخص کے فلاں بیٹے نے اس وقت آپ پر درود بھیجا ہے۔

(السلسلة الاحادیث الصحیحة ۴/۴۳ حدیث:۱۵۳۰ بحوالہ فضائل درود وسلام صفحہ ۲۰)

پروفیسر صاحب! اپنے بزرگ البانی پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟

درود پہنچائے جانے کی حدیث میاں نذیر حسین دہلوی صاحب نے بھی مشکوۃ کے حوالے سے درج کی ہے اوراس سے استدلال بھی کیا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ:۱/۶۰)

درود پیش ہونے کی بحث یہاں کردی ہے۔اگر کوئی اعمال کے پیش ہونے کی بحث دیکھنا چاہتا ہے تو وہ تسکین الصدور صفحہ ۲۳۴ کا مطالعہ کرے۔

اعتراض:۸۳...سید احمد رفاعی کا قصہ شرکیہ ہے

طالب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا زکریا صاحب کی زبانی ہی ایک اور واقعہ سُن لیجیے جوشرک سے لبریز ہے: سید احمد رفاعی مشہور بزرگ اکابر صوفیاء میں سے ہیں ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں وہ زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبرِ اطہر کے قریب کھڑے ہوکر دوشعر پڑھے تو دست مبارک باہر نکلا اورانہوں نے اس کو چُوما۔'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۸۰)

الجواب:

(۱)......طالب الرحمٰن صاحب اس قصہ کے شرکیہ ہونے کی وضاحت کرتے تو ہم کچھ غور وخوض کا موقع ملتا۔نہ معلوم ان کے نزدیک شرک کسے کہتے ہیں؟ ہمارے نزدیک تو اِس کا شرک سے لبریز ہونا تو کجا اس میں کوئی ایک شرکیہ بات بھی نہیں ہے۔

(۲)......ہم اعتراض نمبر ۳۰ کے ذیل میں مفصل جواب لکھ چکے ہیں وہاں اسے ملاحظہ فرمالیا جائے۔اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، بہ اعترافِ آلِ غیر مقلدیت کئی بزرگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ بیداری میں دیکھا، غیر مقلدین کے بزرگ نے حضرت مجدد الف ثانی کی قبر پر ان کے ہاتھ کو دیکھا اوران کی گفتگو کو سُنا وغیرہ۔کیا یہ سب باتیں شرک ہیں؟ اگر یہ شرک نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک نظر آجانا شرک کیوں ہے؟

(۳)......آلِ غیر مقلدیت علمائے نجد کو ''خالص توحیدی'' تسلیم کرتے ہیں۔نجدی عالم شیخ

محمد بن سید درویش صاحب لکھتے ہیں:

"ثُمَّ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الصَّالِحِیْنَ یَقُوْلُ اِنَّہٗ یَریٰ النَّبِیَّ صَلّٰی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْظَۃً وَّلَا یُنْکِرُ ھٰذَا مِنْھُمْ وَاِنَّمَا ھِیَ رُؤْیَۃٌ رُوْحَانِیَۃٌ لَا جِسْمَانِیَّۃٌ وَلِذٰلِکَ یَرَاہُ الْبَعْضُ دُوْنَ الْبَعْضِ فِیْ الْمَکَانِ الْوَاحِدِ وَلَوْکَانَ بِجِسْمِہٖ لَرَاٰہُ کُلُّ اَحَدٍ لِاَنَّ رُؤْیَۃَ الْجِسْمِ لَاتَتَوَقَّفُ عَلٰی صَلَاحٍ وَّ تَقْوٰی بَلْ رَّاٰہُ الْکُفَّارُ فِیْ حَیَاتِہٖ صَلّٰی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشِرَارُ الْخَلْقِ وَ خِیَارُھُمْ.

پھر بہت سے نیک لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا اوران سے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ روحانی رؤیت ہے جسمانی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک جگہ میں بعض آپ کو دیکھتے ہیں اور بعض نہیں دیکھتے اگر یہ رؤیت جسمانی ہوتی تو ہر ایک آپ کو دیکھتا کیونکہ جسم کو دیکھنا صلاح وتقویٰ پر موقوف نہیں جب آپ زندہ تھے تو آپ کو کافر، بد اور نیک سبھی دیکھتے تھے" (اسنی المطالب صفحہ ۲۹۹ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۶۸)

طالب الرحمٰن صاحب! غور فرمائیں کہ وہ بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لینا مان رہے ہیں۔ آگے پڑھیے وہ مزید لکھتے ہیں:

"وَمِنْ ذٰلِکَ مَا وَقَعَ لِسَیِّدِنَا الرِّفَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ حِیْنَ زَارَ النَّبِیُّ صَلّٰی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْشَدَ عِنْدَ الْحُجْرَۃِ الشَّرِیْفَۃِ الْبَیْتَیْنِ الْمَشْھُوْرَیْنِ وَھُمَا فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا تَقْبَلُ الْاَرْضُ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ وَھٰذِہٖ دَوْلَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْحَضَرَتْ فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظّٰی بِھَا شَفَتِیْ فَمُثِّلَتْ لَہُ الْیَدُ الشَّرِیْفَۃُ وَقَبَّلَھَا وَالْخَبْرُ الْمَذْکُوْرُ مَشْھُوْرٌ مِنْ قِبَلِ الْاِمَامِ الْمَذْکُوْرِ.

اسی سلسلہ کی ایک کڑی وہ ہے جو ہمارے سردار سید (احمد) رفاعی کے لیے واقع ہوئی جب کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اور حجرہ شریف کے پاس یہ دو شعر پڑھے:
دوری کی حالت میں مَیں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا زمین مجھ سے قبول کرتی اور وہ میری نائب تھی اور یہ (امثال و) اشباح کی دولت ہے جو بلاشبہ حاضر ہے پس اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ لطف اندوز ہوں اس پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک مثالی طور پر ان کے سامنے ظاہر ہوا اور انہوں نے اس کو بوسہ دیا اور یہ خبر امام سید احمد رفاعی کی طرف سے مشہور ہے"

(اسنی المطالب صفحہ ۲۹۹ بحوالہ تسکین الصدور صفحہ ۲۶۹)

یہ بعینہ وہی بات ہے جو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے لکھی ہے، جسے طالب الرحمٰن صاحب نے ''شرک سے لبریز قصہ'' قرار دیا ہے۔ اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وہ محمد بن سید درویش نجدی کی بات کو ''شرک'' قرار دے کر ان پر مشرک ہونے کا فتویٰ لگائیں۔

(۴)......اب ہم طالب الرحمٰن صاحب کو آگاہ کرتے ہیں کہ شرک تو آپ کے غیر مقلدین میں پایا جاتا ہے۔

آلِ غیر مقلدیت اور شرک:

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بے شک ان کتب کو شائع کرنے والے علماء اہلحدیث کی یہ زبردست غلطی ہے کہ اس طرح وہ شعوری یا لاشعوری طور پر تحفظ شرک کر رہے ہیں کیونکہ ان کے اس فعل سے شرک کے بُوٹے (پودے) کو پانی مل رہا ہے'' (اہلِ توحید کے لیے لمحہ فکریہ صفحہ ۱۴ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد دوم)

طالب الرحمٰن صاحب! سُنا ہے کہ ڈاکٹر صاحب آپ کے مذہبی رشتہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ نسبی رشتہ دار بھی ہیں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد اپنے ایک مضمون ''قائدین اہلحدیث ذرا سوچیئے'' میں اپنی جماعت غیر مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں:

''جماعت میں بے دینی بھی بہت آگئی ہے تصویریں کھنچانا، مسجدوں میں فلمیں تیار کرنا اور فلمیں دکھانا اب کوئی بُرائی نہیں سمجھی جاتی۔ شرکیہ نعرے لگانا...اب معمول بن گیا ہے۔''

(رسائل بہاول پوری صفحہ ۶۰۴)

طالب الرحمٰن صاحب! شنید ہے کہ بہاول پوری صاحب کے ساتھ آپ کا رشتہ تلمذ رہا ہے کیا یہ بات درست ہے؟

مولانا محمد جونا گڑھی صاحب غیر مقلد، غرباء اہل حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام غرباء اور ان کے مریدوں نے شرک کا دروازہ کھول رکھا ہے۔''

(ظلِ محمدی صفحہ ۲۰ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

جونا گڑھی صاحب، غرباء اہلِ حدیث کے متعلق مزید لکھتے ہیں:

''خطرناک مسئلہ ان کا شرکیہ منتروں جنتروں سے دم جھاڑہ کرنے کا ہے یہ فرقہ اس میں مولوی

عبدالوہاب صاحب صدری اوران کے لڑکے مولوی عبدالستار کا پیرو ہے۔‘‘

(ظلِ محمدی صفحہ۲۰ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلداول)

غیر مقلدین کے پرچہ ’’صحیفہ اہل حدیث‘‘ کا ایک سوال اوراس کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

’’س: ۱۹۰: شرکیہ الفاظ سے سانپ وکتے وغیرہ کے کاٹے ہوئے پردم کرنا جائز ہے یانہیں؟

ج: بہتر تو نہیں، ہاں اگر کسی مسلمان کی خیر خواہی کے لیے بوقت مجبوری وضرورت کر بھی دے تو کوئی مضائقہ نہیں‘‘ (صحیفہ اہل حدیث رمضان ۱۹۲۵ء)

مولانا محمد جوناگڑھی صاحب غیر مقلد اِس فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس صحیفہ کے ٹائیٹل پر مولوی عبدالوہاب کے دستخط بحثییت مالک رسالہ ومولوی عبدالجلیل کے دستخط بحثییت ایڈیٹر کے ثبت ہیں اور مولوی عبدالستار کے دستخط بحثییت مفتی کے اس طرح ہیں ’’مفتی ابومحمد عبدالستار غفرلہ الغفار المہاجری‘‘ اس صورت سے یہ تینوں اس شرکیہ دم جھاڑے پر متفق اورشریک ہیں۔‘‘ (ظلِ محمدی صفحہ۲۱ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلداول)

جوناگڑھی صاحب ہی لکھتے ہیں:

’’مولوی عبدالوہاب صاحب تو فوت ہو چکے ہیں مگر مولوی عبدالستاراوران کے مُریدوں کے لیے ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اگران میں خوفِ خدا ہے تو ان کواوران کے مُریدوں کو چاہیے کہ فوراً توبہ کرکے، اپنا توبہ نامہ صحیفہ میں شائع کرکے اعلان کردیں کیونکہ اسی صحیفہ ہی سے شرک کی یہ آواز اُٹھی ہے لہذا اسی میں اعلانِ توبہ بھی ہو ورنہ جو وعیدیں بت پرستوں اور گور پرستوں وغیرہ پر قرآن مجید میں ہیں ان سے یہ کب بچ سکتے ہیں‘‘

(ظلِ محمدی صفحہ۲۸ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلداول)

غرباء اہل حدیث کے امام مولانا عبدالوہاب صاحب کہتے ہیں:

’’سانپ بچھو، کتے وغیرہ زہریلے جانوروں کے کاٹے ہوئے پر شرکیہ الفاظ سے غیر مسلم یا مسلم (جس کو زمانہ جاہلیت سے کوئی رقیہ یاد ہو) دم جھاڑہ کردے تو کوئی مضائقہ نہیں۔‘‘

(صحیفہ اہلحدیث جمادی الثانی ۱۹۴۶ء، ظلِ محمدی صفحہ۲۳)

غیر مقلدین کے مشہور مصنف امام خان نوشہروی صاحب لکھتے ہیں:

’’مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی اپنے وفورِ علم اور کثرتِ شذوذ (درشذوذ) کی وجہ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں، ان کا آخری اجتہاد ’’مسئلہ دم جھاڑہ‘‘ ہے شرکیہ منتروں سے یعنی یہ کہ مسموم ہو یا

مریض مار گزیدہ یا مصروع اَیّ مَنْ کَانَ شرکیہ الفاظ سے اس کو تعویذ یا دم کیا جا سکتا ہے۔''
(تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ ۱۸۳)

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میرے عزیز تلمیذ پروفیسر حافظ محمد سعید حفظہ اللہ کو غلطی لگ گئی کہ وہ مسلمان جن کی نسبت قرآن و اسلام کی طرف ہے وہ بھی مشرک نہیں ہو سکتے، جتنے مرضی اعمال شرکیہ کے مرتکب ہوں۔''
(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۱۳۷)

یہ حافظ محمد سعید جماعۃ الدعوۃ والے ہیں جو معروف غیر مقلد ہیں۔

اعتراض:۸۴...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں زندہ ہونا قرآن کے خلاف ہے

پچھلے اعتراض کے ذیل میں سید احمد رفاعی کا قصہ مذکور ہے پروفیسر طالب الرحمٰن صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کیا اس واقعہ سے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ قبر والے زندہ ہیں مُردہ نہیں ہیں اور رب کے اس حکم کو ٹھکرایا گیا **اَمْـوَاتٌ غَیْـرُ اَحْیَـاءٍ وَّمَـا یَشْـعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ** (الآیۃ) یہ مُردہ ہیں زندہ نہیں اور ان کو تو اپنے اٹھائے جانے کا شعور بھی نہیں'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۸۱)

الجواب:

(۱)...... قبر کی حیات کو تسلیم کرنا نہ صرف یہ کہ قرآن کے خلاف نہیں بلکہ یہ قرآن کی متعدد آیات سے ثابت ہے مثلاً! **اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا** (سورہ مؤمن)... **اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا** (سورہ نوح) وغیرہ آیات اور ان کی تفسیر دیکھ لی جائے۔

(۲)...... حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ، طالب الرحمٰن صاحب کی پیش کردہ آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ آیت بھی مماتیوں کی ہرگز ہرگز دلیل نہیں ہے اس آیت میں تو قبر کا لفظ نہیں ہے حیات قبر کی نفی کیسے ہوگی؟ اس آیت کا خلاصہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب موت کے لیے محل وقوع ہیں یعنی سب کو مرنا ہے اور اللہ کی ذات ایسی ہے کہ اس کے لیے موت نہیں۔ اگر مماتی لوگ اس آیت سے قبر کی

زندگی کی نفی کرتے ہیں تو اس آیت سے برزخ، جنت، علیین، سجین (میں) کی حیات کی بھی نفی ہو جائے گی... جب **مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ** سب اموات ہیں خواہ اجسام ہوں یا ارواح تو عالم قبر و عالم برزخ کی زندگی کہاں باقی رہے گی؟ مماتی مناظر نے ایسی آیت پڑھی ہے جس سے اجسام کی موت کے ساتھ ساتھ ارواح کی موت بھی لازم آتی ہے۔" (مقدمہ مناظرہ حیات الانبیاء)

(۳)......مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بعض عمومات قرآنی کی تخصیص احادیث کی بنیاد پر تسلیم کی جاتی ہے مثلاً آیت **اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا** الآیۃ (النور:۲) کے عمومی حکم سے شادی شدہ زانی کا اخراج اور (**اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ**) کے عموم سے ایسے چور کا اخراج یا تخصیص جس نے ربع دینار سے کم مالیت کی چیز چوری کی ہو یا چوری شدہ چیز حرز میں نہ رکھی ہو وغیرہ" (تفسیری حواشی صفحہ ۷۷)

حدیثوں سے حیاتِ انبیاء ثابت ہے ان میں سے ایک حدیث وہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ (صحیح مسلم ۲/۲۶۸)

آلِ غیر مقلدیت اگر اسی آیت کو عام قرار دیتے ہیں تو اپنے اصول بالا کے پیش نظر احادیث کی وجہ سے آیت میں تخصیص کر لیں۔

آلِ غیر مقلدیت کے مشہور مصنف زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

"صحیح حدیث میں آیا ہے کہ **فَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ** پھر اس (میت) کے جسم میں روح لوٹائی جاتی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۸۱" (علمی مقالات ۲/۳۸)

اسی طرح سماعِ موتیٰ اور جوتیوں کی آہٹ والی حدیثِ نبوی بخاری ۱/۱۷۸، مسلم ۲/۳۸۶ سے بھی قبر کی زندگی ثابت ہوتی ہے اس لیے قرآن کا وہی مفہوم معتبر ہے جو احادیث کے موافق ہو۔

(۴)......قاضی شوکانی صاحب غیر مقلد اور نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے لکھا:

"**اِنَّ الْخَاصَ مُقَدَّمٌ عَلَی الْعَامِ**، خاص عام پر مقدم ہوا کرتا ہے"

(نیل الاوطار ۱/صفحہ ۴۸۵، الروضۃ الندیۃ ۲/۱۹۶)

ان کے علاوہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ، علامہ ابنِ تیمیہ، فخر الدین رازی وغیرھم نے بھی ایسے ہی فرمایا ہے کہ خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔

(فتح الباری ۱/صفحہ ۸۹، مجموع فتاویٰ ۳۱/۱۴۱، تفسیر رازی ۵/۵۰)

شوکانی اور نواب صاحبان تو غیر مقلد ہیں، ابنِ حجر، ابن تیمیہ اور رازی بھی آلِ غیر مقلدیت کے نزدیک ''غیر مقلد'' ہیں۔

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل پیش کرنا باطل ومردود ہے۔'' (علمی مقالات:۲/۴۰)

علی زئی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے ہدیۃ المسلمین (۱۶) دیکھیں۔'' (ایضا:۴/۱۱۷)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''خاص دلیل کے مقابلے میں عام دلیل سے استدلال کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو سخت گمراہ، ضال مضل اور اہلِ بدعت ہیں۔'' (علمی مقالات ۴/۲۱۵)

اگر ہم طالب الرحمٰن صاحب کی بات **علی سبیل التنزّل** مان بھی لیں کہ آیت ''**اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ**...'' عام ہے تو حدیثوں سے قبر کی زندگی خاص کر انبیاء کے لیے ثابت ہے تو آلِ غیر مقلدیت کے مذکورہ بالا قاعدہ کی رُو سے خاص (حدیث) کو عام (آیت) پر ترجیح حاصل ہونی چاہیے اور علی زئی عبارت کے پیشِ نظر تو طالب الرحمٰن کا استدلال نہ صرف باطل اور مردود ہے بلکہ اس طرح کا استدلال کرنا اُن لوگوں کا کردار ہے ''جو سخت گمراہ، ضال مضل اور اہلِ بدعت ہیں۔''

(۵)......آلِ غیر مقلدیت ''سلفی'' ہونے کے دعوے دار ہیں اس لیے ان سے گزارش ہے کہ اسلاف میں سے کسی ایک مستند مفسر کا حوالہ پیش کر دیں جس نے آیت ''**اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ**'' کی تفسیر یہ کی ہو کہ قبر میں اعادہ روح نہیں ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں حیات حاصل نہیں ہے اور آپ روضہ پر پڑھا جانے والا درود وسلام نہیں سنتے وغیرہ۔

(۶)......طالب الرحمٰن صاحب قبر میں حیات کو قرآن کے خلاف قرار دے رہے ہیں جب کہ آلِ غیر مقلدیت میں سے بہت سے نامور مصنفین حیات فی القبر کو مانتے ہیں اور نواب صدیق حسن خان غیر مقلد تو یہاں تک لکھ گئے کہ:

''تمام مُردے مؤمن اور کافر علم، شعور، ادراک، سننے، اعمال کے پیش ہونے اور زیارت کنندہ کے سلام کا جواب دینے میں برابر ہیں اس میں انبیاء اور صالحین کی کوئی تخصیص نہیں۔''

(دلیل الطالب صفحہ ۸۸۶)

دیگر آلِ غیر مقلدیت کے اقتباسات کے لیے اعتراض نمبر ۲۷ کا ذیل ملاحظہ فرمائیں۔ کیا طالب الرحمٰن صاحب اپنے ان غیر مقلدین کو بھی قرآن کا منکر یا مخالف قرار دیں گے؟

(۷)......اب ہم طالب الرحمٰن صاحب کی آنکھیں کھولنے کے لیے انہیں آگاہ کرتے ہیں کہ قرآن کی مخالفت کرنے والوں کو پہچانیے کہ یہ کون لوگ ہیں؟

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قرآن کہتا ہے **یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً** [2:البقرہ:85] اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ لیکن ہم آدھے اسلام میں ہیں اور آدھے کفر میں''

(رسائل بہاولپوری صفحہ ۵۶۸)

بہاول پوری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''اہل حدیثو! آخر تم قرآن وحدیث پر جمع کیوں نہیں ہوتے۔ قرآن وحدیث کو اپنا حاکم کیوں نہیں مانتے؟'' (ایضاً صفحہ ۶۰۰)

مولانا حنیف ندوی صاحب غیر مقلد نے ''مسئلہ اجتہاد'' کتاب لکھی اس پر غیر مقلدین کے پرچہ ''الرحیق'' نے درج ذیل تبصرہ کیا ہے:

''ادارہ ثقافت نے ''مسئلہ اجتہاد'' پر مستقل کتاب بھی شائع کی ہے جس میں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ تبدیلی احوال کی بناء پر ''اجتہادِ جدید'' کی درانتی سے قرآن وحدیث کے ہر صریح حکم (نص) کو کاٹا جا سکتا ہے'' (الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی صفحہ ۹۳۶)

حنیف ندوی صاحب اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

''مسئلہ وراثت اور عورتوں سے متعلقہ قرآن وحدیث کے صریح احکام تک کو آج تبدیل کر دینے کی ضرورت ہے'' (ایضاً)

اعتراض:۸۵...فضائل اعمال میں نبی کے حاضر وناظر ہونے کا عقیدہ ہے

طالب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

''بریلویوں کی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر ماننے کا عقیدہ تبلیغی جماعت کا بھی ہے مولانا زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ...تہامہ (حجاز) سے ایک ابر آیا اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا...انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۱۹۶)

الجواب:

فضائل درود میں درج حکایت پر وارد ہونے والے دیگر اشکالات کو ہم اعتراض نمبر ۳۱ تا ۳۵ کے تحت نقل کر کے جواب دے چکے ہیں۔ یہاں طالب الرحمٰن صاحب کے کشید کردہ عقیدہ کے بارے کچھ عرض کرتے ہیں۔

(۱)......اس میں سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیہ کا تذکرہ ہے اگر بالفرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حقیقی جسم سے بھی تشریف لاتے تو بھی اس سے آپ کا حاضر وناظر ہونا نہ ثابت ہوتا کیونکہ جو حاضر ہوتا ہے اسے حاضر ہونے رتشریف لانے کی حاجت نہیں ہوتی، اس کا حاضر ہونا ہی دلیل ہے کہ وہ پہلے یہاں موجود نہ تھا۔

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ خود پروفیسر صاحب بریلوی سوچ لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بریلوی کہتے ہیں کہ معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام بیت المقدس میں تھے، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر آسمان پر اُن سے ملاقات کی۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا متعدد مقامات پر ہونا ان کے حاضر وناظر ہونے کی دلیل ہے۔

اسی طرح کا طرز پروفیسر صاحب اختیار کیے ہوئے ہیں فرق اتنا ہے کہ بریلوی اسے اپنا عقیدہ قرار دیتے ہیں اور طالب الرحمٰن صاحب اسے اہل السنّت دیوبند کے گلے مڑھ رہے ہیں ورنہ عقیدہ کشید کرنے میں دونوں ایک ہی سوچ رکھتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں جس طرح بریلویوں کا استدلال غلط ہے اسی طرح طالب الرحمٰن کا اہل سنت دیوبند پہ الزام بے جا ہے۔

(۲)......ہم اپنی اسی کتاب میں اعتراض نمبر ۳۳ کے تحت آلِ غیر مقلدیت کا دعویٰ نقل کر چکے ہیں کہ ان کے بزرگوں کو حالتِ بیداری میں مختلف مقامات پر انبیاء واولیاء کی زیارتیں ہوئیں...کیا پروفیسر صاحب اپنے غیر مقلدین کو بھی حاضر وناظر عقیدہ کا حامل ٹھہرائیں گے؟

(۳)...... پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں۔ اگلی بات ہم عرض کر دیتے ہیں کہ بریلوی اپنے مخصوص عقائد میں غیر مقلد ہیں۔

چنانچہ علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

”رضا خانی بریلوی مذہب کے بنیادی عقائد مثلاً علمِ غیب، حاضر ناظر اور الاستعانۃ ولا استغاثۃ بالانبیاء والاولیاء وغیرہ عقائد امام ابوحنیفہ بلکہ قاضی ابو یوسف اور ابنِ فرقد وغیرھما سے بھی ثابت نہیں

لہذا یہ لوگ حنفی مذہب سے بغاوت کر کے عقائد میں غیر مقلد بن جاتے ہیں''

(علمی مقالات:۴۰۶/۴)

(۴) آلِ غیر مقلدیت کے خاتم المحدثین نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام احوال وواقعات میں خصوصاً حالتِ عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے اور بعض عرفاء نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والتحیۃ تمام موجودات کے ذرّات، افراد، ممکنات میں جاری وساری ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں لہذا نمازی کو چاہیے کہ وہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو، تاکہ انوارِ قرب اور اسرارِ معرفت سے روشن اور فیض یاب ہو''

(مسک الختام صفحہ ۲۴۴ بحوالہ اہلِ توحید کے لیے لمحہ فکریہ صفحہ ۱۲)

نواب صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ ان کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں میں حاضر ہوتے ہیں۔

اعتراض:۸۶...حضرت خضر کو زندہ ماننا بدعتی عقیدہ ہے

طالب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

''زکریا صاحب کا بھی بدعتیوں کی طرح خضر کو اب تک زندہ ماننے کا عقیدہ ہے ورنہ زکریا صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سُن کر اپنا عقیدہ سنوار لیتے کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق وہ تو وفات پا گئے'' (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۲۰۵)

الجواب:

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ''حیاتِ خضر'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت خضر علیہ السلام کی موت وحیات سے ہمارا کوئی اعتقادی یا عملی مسئلہ متعلق نہیں، اسی لیے قرآن وسنت میں اس کے متعلق کوئی صراحت ووضاحت نہیں کی گئی'' (معارف القرآن ۶۲۶/۵)

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت خضر علیہ السلام کی وفات اور حیات کے بارے میں دونوں قول ہیں اور یہ کوئی ایسا

مسئلہ بھی نہیں جس پر کوئی حکمِ شرعی موقوف ہو اور ان کی حیات و ممات کا عقیدہ رکھنا مومن ہونے کے لیے ضروری ہو'' (تفسیر انوار البیان ۵/۵۲۱)

چونکہ حضرت خضر علیہ السلام کی موت یا حیات کے ساتھ کوئی اعتقادی یا فروعی مسئلہ متعلق نہیں اس لیے مَیں فریقین کے دلائل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

(۲)......طالب الرحمٰن صاحب نے حضرت خضر علیہ السلام کی وفات پر جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں ''**عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ**'' کا جملہ بھی ہے یعنی سطح زمین پر جو لوگ موجود ہیں وہ سو سال بعد باقی نہ رہیں گے۔

(بخاری: کتاب مواقیت الصلوۃ، باب السمر فی الفقه والخیر بعد العشاء)

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''بعضے علماء نے کہا کہ زمین والوں سے آپ کی مراد وہ لوگ ہیں جن کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں تو خضر علیہ السلام ان میں داخل نہ ہوں گے نہ جن، نہ فرشتے۔ اور کئی بزرگوں نے جنوں سے حدیثیں سُنی ہیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سننا بیان کیا اور بہت سے لوگ اولیاء اللہ اور عارفین باللہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے'' (تیسیر الباری ۱/۴۰۳)

علامہ صاحب دوسری جگہ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''یہ حدیث شامل ہے تمام صحابہ ؓ کو اور شاید تمام دنیا کے لوگوں کو شامل ہو یا خاص آپ کی امت والوں کو'' (لغات الحدیث ۴/۱۱۶:ن)

وحید الزمان صاحب نے حدیث کا مصداق صحابہ کرام کو قرار دیا ہے کہ جو صحابہ اس حدیث کے ارشاد فرمانے کے وقت موجود تھے وہ سب سو سال بعد فوت ہوں گے، باقیوں کے لیے ''شاید'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ نیز انہوں نے سطح زمین کے الفاظ کے پیشِ نظر جنوں، فرشتوں اور حضرت خضر کا استثناء کیا ہے۔

طالب الرحمٰن صاحب نے دلیل دیتے ہوئے ''سطح زمین'' کے الفاظ نقل نہیں کیے تاکہ استدلال بے وزن ثابت نہ ہو جیسا کہ وحید الزمان صاحب نے اس کا بے وزن ہونا ثابت کر دیا ہے۔

یہ ہے وہ دلیل جس کی بنیاد پر طالب الرحمٰن صاحب، حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کو کُوستے ہوئے ان پر بدعت کی پھبتی کَس رہے ہیں!!

(۳)......غیر مقلدین جن بزرگوں سے عقیدت کا دعویٰ کرتے ہیں اُن میں سے ایک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ہیں۔ جیلانی صاحب نے اپنی کتاب میں درج ذیل حدیث لکھی ہے:

''ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر سال خشکی اور تری والے (اشخاص) مکہ میں آ کر جمع ہوتے ہیں۔ تری اور خشکی والوں سے مراد الیاس علیہ السلام اور خضر علیہ السلام ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کا سر مونڈتے ہیں۔''

(غنیۃ الطالبین صفحہ ۴۰۶ دوسرا نسخہ صفحہ ۲/۴۴۶، غنیۃ عربی ۲/۳۹)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو غیر مقلدین نے کئی کتابوں میں ''تارک تقلید یا اہلِ حدیث'' لکھ رکھا ہے مثلاً مولانا رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی سمیت سارے کے سارے اولیاء ترکِ تقلید والے مسلک پر قائم تھے۔''

(ضمیر کا بحران صفحہ ۲۳۱)

(۴)......غیر مقلدین کو اعتراف ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو اکثر اہلِ علم زندہ مانتے ہیں۔ چنانچہ امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''اکثر علماء اور حضرات صوفیہ اس طرف گئے ہیں کہ خضر زندہ ہیں'' (لغات الحدیث ۱/۶۴: خض)

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں صوفیائے کرام، بلکہ اکثر و بیشتر اہلِ علم کا خیال ہے کہ وہ زندہ ہیں۔'' (مقالاتِ اثری ۲/۱۳۸)

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ صوفیاء کرام ''تارکِ تقلید'' ہیں اور ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ مقلد جاہل ہوتا ہے۔ اس لیے الزاماً یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو صوفیاء اور علماء حیاتِ خضر کے قائل ہیں وہ ''غیر مقلد'' ہی تھے۔

(۵)......خود غیر مقلدین کی کئی کتابوں میں حیات خضر کا تذکرہ موجود ہے۔ پروفیسر صاحب حیاتِ خضر کے اثبات میں اپنے ہم مذہب علماء کی چند عبارات پڑھ لیں۔

حیاتِ خضر اور آلِ غیر مقلدیت

امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''جمہور علماء اور صالحین یہ کہتے ہیں کہ خضر اب تک زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے''

(تیسیر الباری ۱/۶۸)

وحید الزمان صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''اکثر علماء اور حضرات صوفیہ اس طرف گئے ہیں کہ خضر زندہ ہیں نووی نے کہا حضرات صوفیہ اور صالحین کا ان کی حیات پر اتفاق ہے اور بہت سے بزرگوں نے ان سے ملاقات کی ہے ان کی حکایتیں مشہور ہیں...منقول ہے کہ انہوں نے آبِ حیات پی لیا اس وجہ سے وہ دجال کے نکلنے تک زندہ رہیں گے۔'' (لغات الحدیث ۱/۶۴: خض)

علامہ صاحب ہی لکھتے ہیں:

''چار پیغمبر بڑی عمر والے ہیں جو مرے نہیں اب تک زندہ ہیں: حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ زمین میں اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ادریسؑ آسمان میں۔'' (لغات الحدیث ۳/۱۹۸: ع)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد کے نزدیک بھی حضرت خضر علیہ السلام اب تک زندہ ہیں۔ چنانچہ حافظ عبد الستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت خضر علیہ السلام اب زندہ نہیں ہیں...لیکن نواب صدیق حسن رحمۃ اللہ علیہ کو اس سے اتفاق نہیں۔عون الباری: ۱/۲۶۱'' (مختصر صحیح بخاری ۱/۱۲۸)

طالب الرحمٰن صاحب نے حیاتِ خضر کو بدعتی عقیدہ کہا ہے۔

اول: انہیں چاہیے کہ وہ سلف صالحین سے اسے بدعتی عقیدہ ثابت کریں۔

دوم: پچھلے بزرگوں میں سے بہت سے لوگ جو حیاتِ خضر کے قائل ہیں ان کے بارے کیا فرمائیں گے؟

سوم: یہ بھی فرمائیں جو آلِ غیر مقلدیت اس عقیدہ کے حامل ہیں انہیں بدعتی کہنے کا حوصلہ رکھتے ہیں؟

چہارم: حضرت شیخ نے حضرت خضر کی حکایت نقل کی تو آپ نے مخالف حدیث اور بدعتی عقیدہ کا حامل کہا ہے، صاحبِ مشکوۃ نے حضرت خضر علیہ السلام کی حیات پر حدیث درج کی ہے۔ (مشکوۃ ۲/۵۵۰) ان کے لیے کیا حکم ہے؟

یہاں یہ تاویل نہیں چلے گی کہ محدثین کو جیسی کیسی حدیث ملتی ہے وہ از راہِ دیانت سند کے

ساتھ اسے نقل کردیتے ہیں تا کہ بعد والے تحقیق کر سکیں....کیونکہ صاحبِ مشکوۃ نے تو سندوں کے ساتھ حدیثوں کو جمع کرنے کا اہتمام نہیں کیا۔

شیخ جیلانی رحمہ اللہ نے بھی غنیۃ الطالبین میں حیاتِ خضر پر حدیث ذکر کی ہے ان کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟

اس کتاب کے چوتھے باب میں غیر مقلدین کی کتابوں سے متعدد عبارتیں منقول ہیں جن میں حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کرنا مذکور ہے۔دیکھئے اعتراض:۱۰۲ کا جواب۔

(۲)......طالب الرحمٰن صاحب آیئے! ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ بدعتی کون ہیں؟

مولانا عبدالقادر حصاروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث کہلانے والے آج اہلِ بدعت کے ساتھ ہر دینی کام نماز، سلام، جنازہ، نکاح، مجالست وغیرہ میں اشتراک کر کے ان میں ایسے جذب ہوئے ہیں کہ ان کا عین بن گئے ہیں۔''

(سیاحۃ الجنان صفحہ ۱۳ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد دوم)

قاضی عبدالاحد خان پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس زمانہ کے جھوٹے اہلِ حدیث، مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ما جاء بہ الرسول سے جاہل ہیں۔'' (کتاب التوحید والسنۃ ۱/۲۶۲)

غیر مقلدین کی کتاب ''فیصلہ مکہ'' میں سفرِ مکہ کو بیان کرتے ہوئے مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ:

''نہیں معلوم بیچارے کیا نقشہ باندھ کر گئے تھے اور کیا کیا تجویزیں ذہن میں لے کر گئے تھے مگر واپس آئے تو الٹا بدعتی ہونے کا فتویٰ لے کر آئے جو ہمیشہ ان کی پیشانی پر چپکا ہوا نظر آئے گا **اِلَّا اَنْ یَّتُوْبَ** '' (فیصلہ مکہ صفحہ ۱۰ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول)

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''بریلوی تو بدعتوں میں ہی ڈوبے ہوئے ہیں اور حقیقت میں اگر انصاف کیا جائے تو یہ اہلِ بدعت ہیں اہلِ سنت نہیں ...اب تو آدھے اہلِ حدیث بھی اس میں شامل ہوگئے ہیں'' (خطباتِ بہاول پوری ۲/۳۲۵)

پروفیسر صاحب مزید کہتے ہیں:

''پرانے مولویوں کو دیکھ لو... بریلی کے اور اہلحدیثوں کے یہ سو سال کے قریب سب کے سب بدعت کا شکار ہیں'' (خطباتِ بہاولپوری ۴/۴۱۶)

مولانا عبیداللہ رحمانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ جن خرافات سے اہلِ حدیث (محدثین) پرہیز کرتے تھے اور جو بدعتیوں کے شعار بھی سمجھے جاتے ہیں اب اہلِ حدیث (غیر مقلدین) عوام ہی نہیں بلکہ ہمارے علماء نے بھی بغیر کسی جھجک کے ان کو اختیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ذریعہ معاش بنالیا ہے۔''

(فتاوٰی علمائے حدیث ۲/۹)

اعتراض: ۸۷...فضائل اعمال میں ضعیف روایات ہیں

عموماً غیر مقلدین یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ فضائل اعمال میں ضعیف روایات ہیں۔ معترضین میں ایک نام ''طالب الرحمٰن صاحب'' کا بھی ہے۔

طالب صاحب لکھتے ہیں:

''آیئے ان روایات کی طرف جو سخت ضعیف ہیں اور زکریا صاحب انہیں نقل کرتے چلے جاتے ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کا اسلام صفحہ ۲۴۳)

الجواب:

یہ اعتراض بھی دیگر اعتراضات کی طرح فضول ہے جس کی کئی وجوہ ہیں۔

(۱)......بہت سے غیر مقلدین ایسے ہیں کہ وہ اپنے ہم مذہب علماء کے اعتراف کے مطابق حدیث کی تصحیح وتضعیف میں ''من مانی'' کرتے ہیں۔

مولانا عبدالجبار غزنوی صاحب غیر مقلد اعتراف کرتے ہیں:

''ہمارے زمانہ میں ایک نیا فرقہ کھڑا ہوا ہے جو اتباعِ حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباعِ حدیث سے کنارے ہیں جو حدیثیں کہ سلف وخلف کے ہاں معمول بہ ہیں ان کو ادنی سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں...سنتِ مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں احادیثِ مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسناد آثار کو پھینک دیا ہے اور ان کے دفع کرنے کے لیے وہ حیلے بناتے ہیں کہ جن کے لیے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مؤمن کا سر اُٹھتا ہے۔''

(فتاویٰ علمائے حدیث ۷/۸۰)

حیلے بہانے سے رد کرنے والے آلِ غیر مقلدیت میں ایک نمایاں نام ''محمد ناصر الدین البانی'' کا ہے۔

مولانا ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد، ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''تصحیح وتضعیف کا اصول بھی ان کے نزدیک مَن مانا تھا کوئی مسلّمہ اصول نہیں تھا اور یہی وجہ ہے کہ کسی حدیث کو ایک جگہ ضعیف قرار دیا تو دوسری جگہ اس کی تصحیح کر دی کسی جگہ کسی راوی کو ثقہ قرار دیا تو دوسری جگہ ضعیف اور اس کی بے شمار مثالیں ان کی تحریروں میں مِل سکتی ہیں''

(مقالاتِ شاغف صفحہ ۳۶۷)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''البانی صاحب کسی طبقاتی تقسیم مدلّسین کے قائل نہیں تھے بلکہ وہ اپنی مرضی کے بعض مدلّسین کی معنعن روایات کو صحیح اور مرضی کے خلاف بعض مدلسین (یا ابریاء من التدلیس) کی معنعن روایات کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا کوئی اصول یا قاعدہ نہیں تھا''

(علمی مقالات: ۳/ ۳۱۷)

علی زئی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:

''شیخ البانی نے ابو قلابہ کی معنعن حدیث پر ہاتھ صاف کر لیا۔'' (علمی مقالات: ۳/ ۳۱۷)

حدیث پر ہاتھ صاف کرنے والے کا مقام ملاحظہ ہو، علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''محدث العصر، امام المحدثین شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ''

(حاشیہ: عبادات میں بدعات صفحہ ۱۲۹)

حدیثوں کی تصحیح و تضعیف میں مَن مانی کرنے والے غیر مقلدین میں حافظ زبیر علی زئی صاحب بھی شامل ہیں۔ علی زئی صاحب حسن لغیرہ حدیث کو ضعیف اور نا قابلِ عمل قرار دیتے ہیں، مولانا خبیب اثری صاحب غیر مقلد اِن کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حسن لغیرہ کا مطلق طور پر انکار کرنے والے جس انداز سے متأخرین محدثین کی کاوشوں کو رائیگاں کرنے کی سعی نامشکور کر رہے ہیں، اسی طرح متقدمین میں جہابذۂ فن کے راویان کی طبقہ بندی کی بھی ناقدری کرتے ہیں اور وہ حسبِ خیال فرامینِ نبویہ کی خدمت میں مصروف ہیں **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ**'' (مقالاتِ اثریہ صفحہ ۵۸)

اثری صاحب دوسری جگہ علی زئی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''احادیث کی تصحیح اور تعلیل میں جمہور محدثین کی بالخصوص اور جمہور متاخرین کی بالعموم مخالفت کررہے ہیں'' (مقالاتِ اثریہ صفحہ ۳۶۶)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے صحیح مسلم کی **بِسْمِ اللّٰہِ بِالسِّرِ** والی حدیث پر بحث کرتے ہوئے عبدالرزاق دل صاحب وغیرہ غیر مقلدین کے متعلق لکھا:

''دل صاحب کا طرزِ عمل اور منہج ایسا ہی ہے جیسا کہ البانی نے اپنے آخری دَور میں بھی (سلسلہ ضعیفہ کی چودھویں جلد میں) صحیح بخاری کی کئی احادیث کو ضعیف ومنکر قرار دیا اور ارشاد الحق اثری صاحب کے ''فاضل بھائی'' محمد خبیب احمد فیصل آبادی نے صحیح مسلم کی ایک حدیث پر حملہ کرنے کے بعد لکھا: ''عرض ہے کہ یہ زیادت حسن لغیرہ کے درجے تک بھی نہیں پہنچتی، کیونکہ ایسی حدیث حسن لغیرہ قرار پاتی، جس میں ضُعف شدید نہ ہو اور قرائن بھی اس کی صحت پر دلالت کریں۔'' (مقالاتِ اثریہ ص ۴۱۱) ظاہر ہے کہ ضُعفِ شدید اور قرائن کا ترازو خبیب صاحب نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے، لہٰذا صحیح مسلم کا دفاع کرنے والوں کو کنارے لگانے کی کوششیں جاری ہیں۔ سبحان اللہ! صحیح مسلم کی صحیح و ثابت حدیث ان لوگوں کے نزدیک حسن لغیرہ کے درجے تک بھی نہیں پہنچتی (!!!) لیکن دوسری طرف یہی لوگ ضعیف و مردود روایات کو حسن لغیرہ کی چھتری تلے حجت تسلیم کرانے پر تلے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ!'' (علمی مقالات: ۱۵۰/۶)

مولانا حافظ محمد امین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کچھ عرصہ سے اہلِ حدیث یا محدثین کے نام پر ایک نیا اندازِ فکر متعارف کروایا جارہا ہے جسے اہلِ ظاہر یا خوارج کا اندازِ فکر کہا جاسکتا ہے جس میں اعتدال نام کی کوئی چیز نہیں بلکہ انتہاء پسندانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ تشدد کو پسندیدہ خیال کیا جاتا ہے۔ بعض متشدد محدثین کے اصول جنہیں جمہور محدثین نے ترک کر دیا تھا دوبارہ نافذ کئے جارہے ہیں۔ معتبر احادیث کو سند میں معمولی ضعف کی وجہ سے غیر معتبر قرار دے کر ان پر عمل کرنے کو ناجائز قرار دیا جارہا ہے جب کہ جمہور محدثین نے ان احادیث کو شواہد اور قبولیت کی وجہ سے حسن قرار دے کر قابلِ عمل قرار دیا تھا۔ صحاح ستہ میں (سے) اس قسم کی احادیث کی عظیم مقدار کو باقاعدہ ''ضِعاف'' کے عنوان سے الگ جمع کر دیا گیا ہے اور عوام الناس کو ان پر عمل نہ کرنے کی تلقین کی جارہی ہے۔ حالانکہ اصولِ حدیث کے لحاظ سے متاخر محدثین کی تصحیح وتضعیف معتبر نہیں''

(نماز کے بعد دعائے اجتماعی اور طائفہ منصورہ کا مسلکِ اعتدال صفحہ ۱۱۹)

مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین من مانی کرتے ہوئے احادیث کوضعیف قرار دے کر رد کر دیتے ہیں حتی کہ ان لوگوں نے بخاری و مسلم کی بھی کئی احادیث کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔ جب بات یونہی ہے تو ان کی طرف سے کسی حدیث کوضعیف قرار دینے کی کیا حیثیت ہوگی؟ سوچیں!!! اور خوب سوچیں۔ ع ہے سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ

نیز اوپر مذکور ہوا کہ البانی صاحب ''من مانی'' کر کے احادیث کو ٹھکرا دیتے ہیں...طالب الرحمٰن صاحب نے بھی متعدد مقامات پر اُن کا سہارا لے کر احادیث کو رد کیا ہے۔ دیکھئے

(تبلیغی جماعت کا اسلام صفحہ ۲۳۱ وغیرہ)

(۲)......بعض دفعہ کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے میں محدثین کا اختلاف ہوتا ہے مگر ترجیح کسی ایک جانب کو ہوتی ہے مثلاً مسلم شریف کی حدیث: **اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا** ، جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو۔ (صحیح مسلم ۱/۱۷۴)

اس حدیث کی صحت میں اختلاف کیا گیا ہے مگر ترجیح اس کے صحیح ہونے کو ہے۔ حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے جمہور محدثین سے اس کی صحت ثابت کی ہے اور اس کی صحت پر ۳۶ صفحات پر مشتمل مضمون لکھا ہے جو اُن کی کتاب ''علمی مقالات ۲/۲۲۹، ۲۶۵ میں درج ہے۔

لہٰذا جب کسی حدیث کا صحیح ہونا مختلف فیہ ہو مگر ترجیح اس کے صحیح یا حسن ہونے کو ہو تو بعض محدثین کے سہارے اسے ضعیف قرار دینا درست نہیں۔ پس فضائل کی کتابوں میں مذکور احادیث جنہیں بعض محدثین کی جرح کے بل بوتے ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے لازمی نہیں کہ وہ فی الواقع بھی ضعیف ہوں۔

(۳)......متعدد غیر مقلدین نے اعتراف کیا ہے کہ ایسے ہوا کرتا ہے کہ کوئی حدیث سنداً ضعیف ہوتی ہے مگر متن یعنی اس میں بیان کردہ مسئلہ صحیح ہوتا ہے۔

چنانچہ مولانا علی محمد سعیدی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ سنداً ضعیف ہے اور معنًی صحیح ہے۔'' (فتاویٰ علمائے حدیث ۱/۴۴)

سعیدی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اور معنًی صحیح ہے'' (حوالہ مذکورہ صفحہ ۵۲)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس روایت کے ضعیف ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ روایتِ مذکورہ میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے وہ غلط ہے صحیح روایت سے یہ (مسئلہ) ثابت ہے۔'' (اضواء المصابیح ۱/۶۸ تحت حدیث:۲)

علی زئی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''بعض اوقات حدیث ضعیف ہوتی ہے لیکن مسئلہ صحیح ہوتا ہے۔ مسئلہ اس وجہ سے صحیح ہوتا ہے کہ اس کی تائید اجماع یا آثار سے ہوتی ہے۔ فی الحال اس کی تین مثالیں پیش خدمت ہیں''

(علمی مقالات:۲/۲۷۸)

علی زئی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''یہ روایت ضعیف ہے لیکن یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے'' (علمی مقالات:۲/۲۷۹)

علی زئی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''اس کی سند عبداللہ بن ابی نجیح کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس کا مفہوم دوسرے دلائل کی رُو سے صحیح ہے'' (اشاعۃ الحدیث شمارہ:۱۲۰ صفحہ ۱۷)

آگے پڑھیں:

''یہ روایت سعید بن ابی عروبہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن اس کا مفہوم دوسری احادیث سے ثابت ہے۔'' (اشاعۃ الحدیث شمارہ:۱۲۰ صفحہ ۱۷)

پڑھتے جائیں:

''واقدی متروک اور متہم بالکذب ہے۔ اس کی توثیق مردود ہے۔ اور باقی سند سلمہ بن عمر اور عمر بن شیبہ کی وجہ سے ضعیف ہے، لیکن یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔''

(اشاعۃ الحدیث شمارہ:۱۲۰ صفحہ ۱۸)

''یہ سند **ابن ابی نجیح** کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے، البتہ اس کے صحیح معنوی شواہد موجود ہیں۔'' (اشاعۃ الحدیث شمارہ:۱۲۰ صفحہ ۲۸)

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کچھ ضعیف (احادیث) ایسی بھی ہیں جن کے مدلول (مفہوم) پر عمل کرنے میں اہلِ علم کا اتفاق ہے اور انہیں قبول کر کے ان پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۱/۲۹۷)

مولانا داود ارشد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''گویا یہ دونوں روایات ضعیف ہیں...لیکن اس کی تائید صحیح احادیث سے ہوتی ہے۔''

(دین الحق:۱/۴۹۴)

داود صاحب آگے لکھتے ہیں:

''ہر سند کے ضُعف سے متن کا ضُعف لازم نہیں آتا کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ضعیف راوی کا کوئی ثقہ متابع موجود ہوتا ہے جس کی وجہ سے سند کا ضُعف دُور ہو کر متن کی صحت ثابت ہو جاتی ہے یا پھر وہی روایت متعدد اسناد سے مروی ہوتی ہے جس میں (بعض) اسناد ضعیف اور بعض صحیح ہوتی ہیں۔''

(دین الحق:۱/۵۹)

حافظ عبدالستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سند کے لحاظ سے ضعیف قرار دیا ہے...قرآنی آیات اور دیگر مؤیدات سے معلوم ہوتا ہے کہ معنیٰ کے لحاظ سے یہ حدیث صحیح اور قابلِ حجت ہے۔''

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۲/۴۳۴)

مذکورہ بالا عبارت کے پیشِ نظر ہم کہتے ہیں کہ فضائل اعمال کی وہ روایات جن کی سند پر غیر مقلدین نے اعتراض کیا ہے لازمی نہیں کہ ان کا متن بھی ضعیف ہو کیونکہ خود انہیں اعتراف ہے کہ بسا اوقات سند کے ضُعف کے باوجود حدیث کا متن صحیح ہوتا ہے۔

(۴)......غیر مقلد علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ کثرتِ طرق سے ضعیف حدیث قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کی بہت سی ضعیف سندیں ہوں تو سندوں کی کثرت کی وجہ سے وہ حدیث ضعیف الاسناد ہونے کے باوجود قابلِ عمل ہوا کرتی ہے۔

چنانچہ مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بعض ضعیف روایات ایسی ہیں جو کثرتِ طرق کی بناء پر کسی نہ کسی انداز میں قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۱/۲۹۷)

مزید دیکھئے فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۱/۲۹۹، ۱/۴۳۱ حاشیہ۔

مولانا محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر کثرتِ طرق سے اس کا ضعف جاتا رہا'' (خیر الکلام صفحہ ۴۵۲)

مولانا حافظ محمد امین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جب کمزور حفظ والے راوی کو دیگر رواۃ کی تائید حاصل ہو جائے تو غلطی کا شبہ سرے سے مفقود ہو جاتا ہے اور وہ روایت معتبر قرار پاتی ہے''

(نماز کے بعد دعائے اجتماعی اور طائفہ منصورہ کا مسلکِ اعتدال صفحہ ۱۲۲)

مولانا عبدالرؤف سندھو صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ان سب احادیث کی انفرادی طور پر تو سندیں ضعیف ہیں مگر سب اسانید کو ملا لینے سے یہ حسن یا صحیح حدیث ہے۔'' (القول المقبول صفحہ ۱۶۴)

سندھو صاحب ہی لکھتے ہیں:

''اس کی کوئی سند بھی اگر چہ صحیح نہیں مگر سب حدیثوں کو ملانے سے یہ درجۂ صحت کو پہنچ جاتی ہے۔''

(القول المقبول :۳۲۳)

مزید دیکھئے القول المقبول صفحہ ۱۶۶

سندھو اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''یہ اثر اپنی مختلف سندوں کی بناء پر حسن درجے کا ہے۔'' (احناف کی چند کتب پر ایک نظر صفحہ ۱۷۴)

حافظ عبدالستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہر حدیث کی سند کے متعلق محدثین نے کلام کیا ہے، تاہم ان کے مجموعہ سے قوت پیدا ہو جاتی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل لامحالہ موجود ہے''

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۸۲/۲)

حماد صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''اگر چہ تمام مرویات میں کچھ نہ کچھ ضُعف پایا جاتا ہے، تاہم کثرتِ طرق کی وجہ سے اس کی تلافی ممکن ہے، جیسا کہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے متعلق وضاحت کرتے ہوئے اسے صحیح قرار دیا ہے۔'' (فتاویٰ اصحاب الحدیث:۸۶/۲)

حماد صاحب ہی لکھتے ہیں:

''حافظِ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث کثرتِ طرق کی بنا پر حسن درجہ کی ہے۔''

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۱۷۸/۲)

غیر مقلدین کے نزدیک جب کثرتِ طرق سے حدیث کا ضُعف ختم ہو جاتا ہے تو ان کی طرف سے فضائلِ اعمال کی مزعومہ ضعیف احادیث کی تعداد میں مزید کمی آ جاتی ہے کیونکہ فضائل اعمال

میں ایک ہی مضمون کی متعدد مختلف سندوں والی احادیث درج ہوتی ہیں۔

(۵)......کئی غیر مقلدین نے یہ بھی کہا ہے کہ ضعیف حدیث قابلِ عمل ہے بشرطیکہ وہ صحیح حدیث کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً مولانا حافظ محمد امین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ضُعف کے سلسلہ میں یہ بات مستحضر رہنی چاہیے کہ ضُعف احتمالی چیز ہے یقینی نہیں۔ احتیاطاً اس احتمال کو معتبر سمجھا جاتا ہے وہ بھی اس وقت جب کے اس کے مقابل کوئی اصح روایت ہو، ورنہ یہ احتمال صرف احتمال ہی رہتا ہے کیونکہ جن بزرگوں کو کمزور حافظہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا گیا ہے وہ اہلِ علم تھے۔ محدث تھے، فقیہ تھے، قاضی تھے، مفتی تھے، صرف ضبط کی کمی تھی جس سے شبہ پڑ سکتا تھا کہ شاید انہیں غلطی لگی ہو۔ نہ یہ کہ غلطی کا یقین ہوتا ہے، یقین اس وقت ہوتا ہے جب اس کے مقابل کوئی اقویٰ روایت طرقِ کثیرہ میں آ جائے۔ ورنہ یہ شبہ غیر معتبر ہے کیونکہ ضروری نہیں کمزور حفظ والے راوی کو ہر بات میں غلطی لگے۔ لہذا غلطی کا ثبوت ضروری ہے ورنہ وہ روایت قابل عمل ہوگی جب تک اس کے خلاف کوئی اقویٰ دلیل نہ مل جائے۔ اسی طرح جب کمزور حفظ والے راوی کو دیگر رواۃ کی تائید حاصل ہو جائے تو غلطی کا شبہ سرے سے مفقود ہو جاتا ہے اور وہ روایت معتبر قرار پاتی ہے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے مرسل روایت کے بارہ میں تفصیلاً بحث فرمائی ہے کہ ہر مرسل مردود نہیں ہوتی اگر چہ یہ بھی ضعیف کی ایک قسم ہے بلکہ چند شرائط کے ساتھ یہ معتبر بھی ہوتی ہے۔ گویا کہ ضروری نہیں ہر ضعیف غیر معتبر ہو۔ معمولی ضعف کی بنا پر معتبر روایت کو ساقط الاعتبار قرار دینا اہلِ ظاہر کی عادت ہے جیسے علامہ ابنِ حزم رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی تحریم معازف والی روایت کو معمولی شبہ انقطاع کی بنا پر نا قابلِ اعتبار ٹھہرادیا ہے اور موسیقی کے جواز کا فتویٰ دیا ہے حالانکہ وہ [موسیقی کے جواز والی (ناقل)] روایت صحیح نہیں ہے۔''

(نماز کے بعد دعائے اجتماعی اور طائفہ منصورہ کا مسلکِ اعتدال صفحہ ۱۲۲)

(۶)......متعدد آلِ غیر مقلدیت نے لکھا ہے کہ ضعیف حدیث قابلِ عمل ہے بشرطیکہ موضوع (من گھڑت) نہ ہو۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

''حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو استحباب وجواز ثابت ہوتا ہے'' (فتاویٰ نذیریہ ۱/۵۶۴)

حسین بن محسن صاحب لکھتے (اور میاں نذیر حسین دہلوی، مولانا سید محمد ابوالحسن اور مولانا سید محمد عبد السلام تصدیق کرتے) ہیں:

’’پہلی حدیث کی سند میں جابر جُعفی ضعیف ہے اور شیعہ ہے اور دوسری حدیث کی سند بھی ضعیف ہے لیکن بہر حال یہ دونوں حدیثیں موضوع نہیں ہیں اور ان سے یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ دلھن یا دلہن کے لواحقین کی طرف سے کھانا کھلایا جاسکتا ہے‘‘ (فتاویٰ نذیریہ ۵/۳)

مزید دیکھئے مقدمہ شرح ابوداود مترجم ترجمہ مولانا عمر فاروق سعیدی صاحب غیر مقلد صفحہ ۱۷۔

جب غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف روایات قابلِ قبول ہیں تو ان کی طرف سے ضعیف روایات والا اعتراض فضول ہے۔

(۷)......غیر مقلد علماء نے اعتراف کیا ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث کفایت کر جاتی ہے۔

چنانچہ غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

’’فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث کے حجت ہونے پر علماء کا اتفاق ہے۔‘‘

(دلیل الطالب: ۸۸۹)

مولانا ابوشفیق محمد رفیق پسروری غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’فضائلِ اعمال میں ضعیف، غیر موضوع اور متروک پر عمل درست ہے ابنِ ہمام نے فتح القدیر کتاب الجنائز میں اس کی تصریح کی ہے، حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابنِ ماجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ابوالحسن قطان جو اہلِ عرب کے حفاظ محدثین میں سے ہیں بیان وھم وایھام میں فرماتے ہیں کہ ضعیف حدیث کے ساتھ فضائلِ اعمال میں عمل کیا جاتا ہے۔ (نکت علی ابنِ صلاح) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فضائلِ اعمال اور ترغیب وترھیب ضعیف میں حدیث کے ساتھ عمل جائز بلکہ مستحب ہے۔ (اذکار) نیز اربعین میں فرماتے ہیں کہ سب کا اس پر اتفاق ہے اِلّا مَنْ شَذَّ مِثْل ابن العربی‘‘ (فتاویٰ رفیقیہ ۳۲/۴)

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد، شبِ براءت کی روایات کے متعلق کہتے ہیں:

’’یہ سب روایتیں ضعیف ہیں لیکن... ضعیف روایتیں فضائلِ اعمال میں کام دے جاتی ہیں‘‘

(خطبات بہاول پوری ۳/۳۷۰)

مولانا ارشادالحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’یہ دونوں روایتیں سنداً کمزور اور ضعیف ہیں مگر ایسی روایات کا ترغیب وترھیب میں بیان درست ہے‘‘ (آفاتِ نظر اور ان کا علاج صفحہ ۳۸)

غیر مقلدین کی کتاب سنن ابوداود مترجم کے مبادیات میں لکھا ہے:

''اگر ضُعف کا سبب جھوٹ کی تہمت، شذوذ و یا فحش الغلط ہو تو کثرتِ اسانید سے یہ عیب دُور نہیں ہوتا اور ایسی روایت ضعیف ہی رہتی ہے لیکن فضائلِ اعمال میں قبول کر لی جاتی ہے'' (صفحہ ۱۷)

مولانا اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''گو یہ حدیثیں ضعیف ہیں لیکن فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث قبول کر لی جاتی ہے''

(شرح مشکوۃ مترجم ۱/۴۲۷ مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ)

مولانا عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں اگر چہ ضُعف ہے مگر امام شافعی نے اس سے استدلال کیا ہے کہ سامع بھی جواب دے، امام شافعی کے استدلال سے معلوم ہوتا کہ حدیث قابلِ عمل ہے خاص کر فضائلِ اعمال میں'' (فتاویٰ اہلِ حدیث ۱/۴۹۵)

مزید فتاویٰ اہل حدیث ۱/۵۳۲ بھی دیکھ لیں۔

روپڑی صاحب دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

''ضعیف حدیث کے متعلق محدثین امام احمد وغیرہ کا فیصلہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث معتبر ہے'' (فتاویٰ اہل حدیث ۲/۵۶)

روپڑی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''اگر چہ یہ روایت ضعیف ہے لیکن علماء کا یہ مسلّمہ اصول ہے کہ ہلکے درجہ کی ضعیف روایت پر فضائلِ اعمال میں عمل درست ہے جب کہ اس کے خلاف کوئی صحیح روایت نہ ہو''

(فتاویٰ اہل حدیث ۲/۶۷)

روپڑی صاحب اپنی مزعومہ ضعیف روایت پر عمل کی ترغیب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بہر صورت عمل میں کوئی حرج نہیں کیونکہ فضائلِ اعمال میں ضعیف معتبر ہے''

(فتاویٰ اہل حدیث ۲/۱۳۷)

مولانا بدیع الدین شاہ راشدی صاحب غیر مقلد نے ایک مستقل مقالہ ''**اَلْقَوْلُ اللَّطِيْفُ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ**'' لکھا۔ جناب افتخار احمد ازہری صاحب غیر مقلد اِس کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اس مقالہ میں ثابت کیا ہے کہ اگر چند شرائط کا خیال کیا جائے تو فضائل

اعمال میں ضعیف حدیث سے استدلال لینا صحیح ہے، اس بات کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے محدثین کرام کی سترہ گواہیاں بطورِ استشہاد پیش کی ہیں‘‘ (مقالاتِ راشدیہ:۲/۲۳)

خود راشدی صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

’’فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث سے دلیل لینا بالکل صحیح ہے‘‘ (**اَلْقَوْلُ اللَّطِيْفُ فِي الْاِحْتِجَاجِ بِالْحَدِيْثِ الضَّعِيْفِ** صفحہ۲ مشمولہ مقالاتِ راشدیہ:۲/۳۴۷)

راشدی صاحب دوسرے مقام پر ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

’’اس میں فضیلت وثواب کا بیان ہے اور بموجب اصول خفیف ضُعف والی روایت فضائل وترغیب میں معتبر ہوتی ہے‘‘ (مقالاتِ راشدیہ:۲/۲۰۵)

غیر مقلدین کی ان ساری عبارات کا حاصل یہ ہے کہ اعمال کے فضائل ثابت کرنے کے لیے ضعیف احادیث بھی قابلِ قبول ہوتی ہیں۔ اگر صرف اسی جواب کو ہی مدِ نظر رکھ لیا جائے تو ’’فضائلِ اعمال‘‘ کتاب میں مذکور روایات کو ضعیف قرار دے کر اعتراض کرنے والے غیر مقلدین کا اعتراض فضول ومردود ثابت ہوتا ہے۔

(۸)......متعدد غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ضعیف حدیث بطورِ تائید یعنی کسی صحیح حدیث کی تائید میں ذکر کی جاسکتی ہے۔

مولانا بدیع الدین راشدی صاحب غیر مقلد اپنے رسالہ میں درج شدہ حدیثوں کی بابت لکھتے ہیں:

’’بعض میں کچھ کلام ہے وہ شہادت اور تائید کے لیے کافی ہیں‘‘ (مقالاتِ راشدیہ:۲/۴۳)

مزید لکھتے ہیں:

’’مرسل روایت بھی تائید اور شہادت کے لیے کافی ہوتی ہے‘‘ (مقالاتِ راشدیہ:۲/۱۵۴)

آگے لکھتے ہیں:

’’یہ روایت بھی مرسل ہے مگر... یہ روایت بطورِ تائید کے کافی ہے‘‘ (مقالاتِ راشدیہ:۲/۱۵۵)

حافظ عبد الستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’یہ روایت اگرچہ مرسل ہے تاہم عمومات کی تائید کے لیے اسے پیش کیا جاسکتا ہے‘‘

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۱/۱۴۱)

حماد صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''یہ روایت اگرچہ سنداً ضعیف ہے، تاہم تائید کے لیے اسے پیش کیا جا سکتا ہے''

(فتاویٰ اصحاب الحدیث:۷۹/۲)

حماد صاحب ہی لکھتے ہیں:

''حدیث کی سند میں حارث نامی راوی ضعیف ہے، تاہم اسے بطورِ استدلال نہیں بلکہ تائید کے لیے پیش کیا ہے۔'' (فتاویٰ اصحاب الحدیث:۸۳/۲)

حماد صاحب کی ایک اور عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

''سند کے اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہے، جیسا کہ امام ترمذی نے وضاحت کی ہے لیکن بطورِ تائید پیس کی جا سکتی ہے'' (فتاویٰ اصحاب الحدیث:۲۴۵/۲)

مولانا عبدالرؤوف سندھو صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر ان سے حدیثِ ابی بن کعب کو تقویت ملتی ہے''

(القول المقبول صفحہ ۵۹۰)

''فضائلِ اعمال'' کتاب میں صحیح حدیث کی تائید میں جو روایات پیش کی گئی ہیں اُن میں اگر ضعیف روایات بھی ہوں تو مذکورہ بالا غیر مقلدین کی تصریحات کے مطابق یہ بات قابلِ اعتراض نہیں۔

(۹)......بعض غیر مقلدین نے ضعیف حدیث پر عمل پیرا ہونے کا اعتراف بھی کیا ہے مثلاً صحیفہ اہلِ حدیث میں لکھا ہے:

''جماعت غرباء (اہلِ حدیث) کو مطعون نہیں کرنا چاہیے کہ یہ لوگ ضعیف حدیثوں پر عمل کرتے ہیں بلکہ ہمارے دوسرے [اہلِ حدیث (ناقل)] بھائی بھی کتنی ہی ضعیف احادیث بیان بھی کرتے ہیں اوران پر عمل پیرا بھی ہیں۔''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی ۱۶ رمضان ۱۴۲۴ھ صفحہ ۳۸)

(۱۰)......غیر مقلد علماء نے اپنے غیر مقلدین کی کتابوں میں ضعیف روایات ہونے کا اقرار بھی کیا ہے۔ مثلاً

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا عطاء اللہ ساجد کے ترجمہ وفوائد کے ساتھ دارالسلام کی ''سنن ابن ماجہ (مترجم)'' اس

کتاب میں بعض مقامات پر صحیح احادیث کو ضعیف اور ضعیف روایات کو صحیح قرار دینے کی بلا دلیل کوشش کی گئی ہے نیز کئی مقامات پر یہ کتاب چُوں چُوں کا مُربّہ ہے'' (علمی مقالات ۲۴۹/۵)

علی زئی صاحب نے مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی غیر مقلد کی کتاب ''صلوٰۃ الرسول'' کے متعلق لکھا:

''صلوٰۃ الرسول میں فضائل [بلکہ احکام (ناقل)] کے سلسلے میں بعض ضعیف روایات آ گئی تھیں جن کی نشاندہی راقم الحروف نے حتی الوسع کر دی تھی: ''فضائل میں ضعیف احادیث کا لے آنا صرف حکیم محمد صادق رحمہ اللہ پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ...'' (علمی مقالات: ۵۲۸/۵)

حافظ عبدالستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''پہلے ہم صحیفہ اہلِ حدیث کے متعلق گزارش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ پندرہ روزہ مؤقر جریدہ جماعت غرباء اہلِ حدیث کا ترجمان ہے۔ یہ جماعت عرصہ دراز سے مسلک اہلِ حدیث کی نشر (و) اشاعت میں مصروفِ عمل ہے۔ لیکن اس جماعت کا یہ ترجمان نقلِ روایت کے سلسلہ میں انتہائی تساہل واقع ہوا ہے۔'' (فتاویٰ اصحاب الحدیث ۱۸۶/۲)

غیر مقلدین نے اپنی دیگر کتب میں ضعیف حدیثوں کے ہونے کا اعتراف کیا ہے جیسا کہ اگلے اعتراض (اعتراض: ۸۸) کے جواب میں باحوالہ مذکور ہوگا، ان شاء اللہ۔

(۱۱)......غیر مقلد علماء نے نہ صرف یہ کہ ضعیف حدیثوں کو قابلِ عمل کہا ہے بلکہ اُن لوگوں کا رد بھی کیا ہے جو ضعیف روایات سے اجتناب کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

مولانا حافظ محمد امین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مشہور متداول اور مسلّمہ کتب مثلاً: مؤطا، صحیحین اور سننِ ثلاثہ جنہیں لکھا ہی عمل کے لیے گیا ہے۔ ان میں اگر کوئی ضعیف روایت ہو بھی تب بھی شواہد اور اہلِ علم کی قبولیت کی وجہ سے قابلِ عمل ہے۔ البتہ اگر ان کتب میں کوئی غیر معتبر روایت ہے تو خود مؤلفین نے ہی صراحۃً تردید کر دی ہے اور انہیں ناقابل عمل ٹھہرا دیا ہے مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ تراجم میں کسی حدیث کو غیر معتبر سمجھتے ہیں تو صراحت فرما دیتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں یعنی قابلِ عمل نہیں اور جن کی تردید نہیں فرمائی وہ قابل عمل ہیں خواہ ان میں معمولی ضُعف موجود ہو۔ اسی بناء پر ایسی روایات صحیح بخاری کے تراجم میں ذکر فرمائی گئی ہیں کہ اگرچہ ان کا درجہ مسند احادیث کے برابر نہیں مگر وہ دیگر وجوہ کی بنا پر قابلِ عمل ہیں۔ اسی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ نے خود فرمایا میری اس جامع میں صرف دو روایات غیر معمول بہ ہیں باقی معمول یعنی ان پر عمل ہو سکتا ہے۔'' (نماز کے بعد دعائے اجتماعی اور طائفہ منصورہ کا مسلکِ اعتدال صفحہ ۱۲۰)

غیر مقلدین کے رسالہ میں لکھا ہے:

''بعض ہمارے ساتھی ضعیف حدیث کو نا قابلِ عمل قرار دے کر انہیں متروک العمل کہہ دیتے ہیں جب کہ ان کا ایسا کہنا درست نہیں۔ جو حدیث واقعی موضوع (من گھڑت) ہو اس کا انکار صحیح ہے لیکن صرف ضعیف ہونے سے نا قابلِ عمل نہیں ہو جاتی۔ جامع ترمذی میں کتنی احادیث ہیں جن کے بارے میں امام ترمذی نے ان کا ضُعف ثابت کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ **وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ** (اہلِ علم کے نزدیک عمل اسی ضعیف حدیث پر ہے) اب صاحبِ کتاب کا یہ کہنا کہ یہ قابلِ عمل ہے اسے مانا جائے گا نہ کہ دوسرے لوگوں کے قول اقوال کو... والد رحمۃ اللہ علیہ مولانا عبد الستار نے تفسیر سورۃ فاتحہ کے چند صفحات میں ضعیف حدیث سے متعلق خوب لکھا ہے۔ اسنادی نکات بھی بتائے ہیں جو چاہے اسے پڑھ لے اور ضعیف حدیث کے بارے میں مطمئن ہو جائے۔'' (پندرہ روزہ صحیفہ اہلِ حدیث کراچی ۱۶ رمضان ۱۴۲۴ھ صفحہ ۳۸)

غیر مقلد تبصرہ نگار نے ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب کی کتاب ''نمازِ نبوی'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''احادیث ضعیفہ سے مؤلف نے مکمل طور پر کنارہ کشی کی ہے اور ان کا حوالہ تک نہیں دیا۔ جب کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ احادیثِ ضعیفہ جن کے متن میں اضطراب نہ ہو اور پھر دیگر قرائن و روایات تقویتِ متن کا باعث ہوں تو ایسی صورت میں ان کا رد کرنا مناسب نہیں۔ پھر مؤلف اپنا دعویٰ برقرار نہیں رکھ سکے ہیں انہوں نے ابوداود سے طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایت منقول کی ہے یہ لکھتے ہوئے کہ اس کی سند حسن ہے اور وائل رضی اللہ عنہ کی جید شاہد ہے۔ حالانکہ مراسیل کے ضعیف ہونے پر کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ احادیثِ ضعیفہ سے احتراز واجتناب کے سبب مؤلف قنوتِ وتر میں دعا کے مسئلے کو، نماز کے بعد دعا کو، قرآنی آیات کے جواب کے مباحث کو، پانی کے احکام کو وضاحت و صراحت سے بیان نہیں کر سکے۔''

(صحیفہ اہلِ حدیث کراچی یکم ربیع الاول ۱۴۱۷ھ صفحہ ۲۶)

(۱۲)...... یہ بات مبنی بر حقیقت ہے کہ غیر مقلد علماء ''فضائلِ اعمال'' میں مذکور جن روایات کو ضعیف کہہ کر اعتراض کرتے ہیں ان میں سے اکثر روایتیں خود ان کی اپنی کتابوں میں پائی جاتی ہیں مثلاً

ا۔ سورہ واقعہ پڑھنے والے کو فاقہ نہیں ہوگا۔ (فضائلِ اعمال)

اسے طالب الرحمٰن نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ ۲۴۴)

حالانکہ یہی روایت نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کی کتاب: کتاب التعویذات صفحہ۴۰ پر موجود ہے اور یہی روایت مولانا عبدالسلام بستوی غیر مقلد کی کتاب ''اسلامی خطبات صفحہ۳۰۲'' میں مذکور ہے۔

۲۔سورۃ یسین اپنے مُردوں پر پڑھا کرو۔(فضائل اعمال)

طالب الرحمٰن نے اسے ضعیف بتایا ہے۔(تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ۲۴۴)

مگر یہ روایت بہت سے غیر مقلدین کی کتابوں میں موجود ہے خاص کر جنازہ کے موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں، مثلاً جنازے کے مسائل مولانا فضل الرحمٰن بن محمد صفحہ۶۱ وغیرہ۔

۳۔ جو شخص دو نمازوں کو بلا عذر ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہنچ گیا۔(فضائل اعمال)

اسے طالب الرحمٰن نے سخت ضعیف کہا ہے۔(تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ۲۴۴)

جب کہ یہی روایت فتاویٰ اہلحدیث ۱/۴۳۱، پر موجود ہے۔

۴۔جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اسے اللہ قیامت کے دن حوض کا پانی پلائے گا۔

(فضائل اعمال)

طالب الرحمٰن نے اسے بھی ضعیف قرار دیا ہے۔(تبلیغی جماعت، تاریخ وعقائد صفحہ۲۴۵)

مگر روزہ کے موضوع پر لکھی گئی غیر مقلدین کی کتابوں میں یہی روایت موجود ہے مثلاً دیکھئے مولانا محمد امین اثری غیر مقلد کی کتاب: روزہ، احکام ومسائل صفحہ۱۷۔

یہ روایت پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم رمضان ۱۴۱۵ھ صفحہ۱۳ پر بھی ہے۔

اب ہم طالب الرحمٰن وغیرہ آلِ غیر مقلدیت سے سوال کر سکتے ہیں کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ مذکورہ بالا روایات فضائل اعمال میں واقع ہوں تو اعتراض کا نشانہ بنیں اور اگر غیر مقلدین کی کتابوں میں ہوں تو اشاعتِ حدیث کی کاوش کہلائے؟

(۱۳)...... یہ بات بھی اپنی جگہ باعثِ حیرت ہے کہ فضائل اعمال کے خلاف کتابیں لکھنے والے غیر مقلدین اپنی اپنی کتابوں میں ضعیف روایات درج کئے ہوئے ہیں مثلاً عبیدالرحمٰن محمدی اور طالب الرحمٰن نے بطورِ استدلال روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر موسیٰ علیہ السلام میرے دَورِ نبوت میں زندہ ہوتے وہ ضرور میری تابعداری کرتے''

(تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۷اوااللفظ لہ،تبلیغی جماعت کا اسلام صفحہ ۱۰۸)

حالانکہ بہ اعترافِ آلِ غیر مقلدیت یہ روایت ضعیف ہے۔

چنانچہ زبیر علی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس روایت کی سند کا دارومدار مجالد بن سعید عمیر الہمد انی الکوفی پر ہے۔مجالد کے بارے میں حافظ ہیثمی نے کہا: جمہور محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے''

(اضواء المصابیح ۱/۲۳۸ حدیث:۱۷۷)

اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ کہ یہ روایت اپنے تمام شواہد کے ساتھ ضعیف ہی ہے''(حوالہ مذکورہ صفحہ ۲۳۹)

مزید دیکھئے مقالات علی زئی ۵/۴۴

غیر مقلدین کے مناظر صدیق رضا صاحب نے اگر چہ اس سے استدلال کیا ہے مگر یوں بھی لکھا:

"سَنَدُهٗ ضَعِيْفٌ فِيْهِ مُجَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَالْجُمْهُوْرِ . (مقالات الحدیث: ۱۰۵)اس کی سند ضعیف ہے اس میں مجالد بن سعید ہے اور وہ جمہور کے نزدیک ضعیف ہے''

اعتذار:

ہم اس جگہ مزید درج ذیل باتیں لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

۱۔غیر مقلدین کا فضائل کے ساتھ احکام میں ضعیف روایت سے استدلال کرنا۔

۲۔ بلکہ اس سے بڑھ کر عقائد میں ضعیف روایات کا سہارا لینا۔

۳۔غیر مقلدین کے حلقہ میں قبولیت پانے والی کتب مثلاً مشکوٰۃ ، ریاض الصالحین وغیرہ میں بیسیوں احادیث کا ضعیف ہونا بلکہ غیر مقلدین کی زبانی صحاح ستہ کی کئی حدیثوں کا ضعف نقل کرتے۔ لیکن چونکہ ہمارے جوابات کا سلسلہ کافی طویل ہو چکا ہے، اس لیے جو کچھ لکھا گیا اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اعتراض:۸۸...فضائلِ اعمال میں موضوع روایات درج ہیں

طالب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:

''زکریا صاحب تبلیغی نصاب وفضائل صدقات کے من گھڑت واقعات کو موضوع اور ضعیف احادیث سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔'' (تبلیغی جماعت کا اسلام صفحہ ۲۲۹)

الجواب:

(۱)......بہت سے غیر مقلدین ایسے ہیں جو حدیث پر حکم لگانے میں من مانی کرتے ہیں جیسا کہ پچھلے اعتراض کے ذیل میں باحوالہ مذکور ہوا۔من مانی کرنے والوں میں ایک صاحب ''شیخ البانی'' ہیں۔انہوں نے تو بخاری و مسلم کی حدیثوں کو بھی ''ضعیفہ وموضوعہ'' میں شامل کر دیا ہے۔مولانا ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ البانی...صحیحین کی بہت سی حدیثوں کو ضعیفہ وموضوعہ کے اندر داخل فرما کر جہلائے عصر کے لیے راہ ہموار کر دی'' (مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۶)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یاد رہے کہ ابوالزبیر کی معنعن روایات کی وجہ سے شیخ البانی نے صحیح مسلم کی صحیح روایات پر حملہ کیا'' (علمی مقالات ۶/۲۱۰)

جب بخاری ومسلم کی حدیثیں مہربانوں کی مہربانی سے ''موضوعہ'' میں داخل کر دی گئیں تو فضائل اعمال کی حدیثوں کو اگر وہ من گھڑت قرار دیں تو یہ کوئی زیادہ اچنبے کی بات نہیں ہے۔

(۲)......کبھی حدیث کی صحت میں اختلاف بھی ہوجاتا ہے بعض کے نزدیک من گھڑت اور بعض کے نزدیک حسن یا صحیح ہوتی ہے لہذا جن کی تحقیق میں وہ حسن یا صحیح ہو وہ اپنی تحقیق پر عمل کرنے کے پابند ہوں گے مثلاً فضائل درود میں مذکور حدیث: جو میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں اسے خود سنتا ہوں۔ اسے طالب الرحمٰن اور البانی صاحب نے موضوع کہا مگر بہت سے اہل سنت اور آلِ غیر مقلدیت کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ ہم پیچھے اعتراض:۷۷ کے ذیل میں لکھ آئے ہیں۔

(۳) مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ایک ہی باب میں مختلف صحابہؓ سے روایت منقول ہوئی ہے جن میں بعض کی (سند) صحیح اور بعض کی ضعیف بلکہ موضوع بھی ہوتی ہے دُور نہ جائیے **مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ** جیسی متواتر حدیث کو ہی دیکھ لیجیے جو متعدد صحیح اسانید سے مروی ہے اور ضعیف بلکہ متروک

اور کذاب راویوں سے بھی'' (احادیثِ ہدایہ، فنی و تحقیقی حیثیت صفحہ ۱۰۳)

اثری صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کبھی ایک ہی متن والی روایت صحیح اور من گھڑت دونوں سندوں سے مروی ہوتی ہے مگر من گھڑت سند پر جرح کر کے متن کو یا دوسری صحیح سند پر اعتراض کا حق نہیں۔

فضائلِ اعمال میں بھی ایک ہی متن کی متعدد اسانید ہوتی ہیں لہذا اگر ان میں سے کوئی سند مخدوش ہو تو لازمی نہیں کہ اس متن والی دوسری احادیث بھی من گھڑت ہیں۔

(۴)......اگر غیر مقلدین فضائلِ اعمال میں مذکور احادیث میں سے کوئی ایسی حدیث تلاش کر لیں جو صرف ایک ہی سند سے مروی ہو اور جمہور محدثین نے صراحۃً اسے سند اور متن کے لحاظ سے من گھڑت قرار دیا ہو۔ تو درج ذیل جواب پیشگی پڑھ لیں۔

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حافظ ابن جوزی نے خود انہی روایات کو ''ذم الھوی'' اور ''تلبیس ابلیس'' میں بلانکیر نقل کر دیا ہے غالباً وہ انہیں موضوع نہیں، ضعیف سمجھتے ہیں اس لیے ترغیب و ترہیب کے باب میں تساہل سے کام لیا ہے واللہ اعلم'' (حاشیہ آفاتِ نظر اور ان کا علاج صفحہ ۵۸)

کیا ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ جس طرح حافظ ابنِ جوزی کے بارے میں حُسنِ ظن یا تاویل سے کام چلایا ہے اسی طرح کا طرزِ عمل فضائلِ اعمال کی مزعومہ روایات کے بارے میں اختیار کر لیں گے؟

لطیفہ: طالب الرحمٰن صاحب نے ابنِ جوزی کے سہارے فضائل اعمال کی روایت پر ''من گھڑت'' ہونے کا حکم لگایا ہے مگر یہ نہیں سوچا کہ آلِ غیر مقلدیت کے اعتراف کے مطابق ابنِ جوزی کا شمار متشددین میں ہوتا ہے وہ تو بخاری کے راوی پر بھی جرح کر کے روایت کو ''موضوعات'' میں شامل کر دیتے ہیں۔ (تنقیح الکلام صفحہ ۴۵ مولانا ارشاد الحق اثری)

اور یہ بھی دلچسپ بات ہے کہ خود ابنِ جوزی اپنی کتابوں میں ''من گھڑت روایات'' درج کیے ہوئے ہیں جیسا کہ اثری صاحب نے ''حاشیہ آفاتِ نظر اور ان کا علاج صفحہ ۵۸'' ذکر کیا ہے۔

(۵)......غیر مقلدین کی کتابوں میں بیسیوں روایات ''من گھڑت'' موجود ہیں اس کا تفصیلی تذکرہ تو ہم اس موضوع سے متعلق کسی مستقل مضمون میں کریں گے۔ مختصراً اتنا عرض ہے کہ خود غیر

مقلدین کو بھی اعتراف ہے کہ ان کی کتابوں میں موضوع روایات پائی جاتی ہیں۔ ذیل میں چند کتابوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

غیر مقلدین کی کتابوں میں ''من گھڑت'' روایات

حافظ ندیم ظہیر صاحب غیر مقلد اپنی جماعت کے معروف مصنف مولانا عبدالسلام بستوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ نے اپنی کتابوں میں صحت وسقم کا کوئی خاص خیال نہیں رکھا لہٰذا آپ کی کتابوں میں ضعیف وبے اصل روایات بھی موجود ہیں'' (مقالات الحدیث صفحہ ۴۰۷)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عبدالسلام بستوی (متوفی ۱۳۹۴ھ) کی کتاب ''اسلامی خطبات'' میں بہت سی ضعیف، مردود، منکر اور موضوع روایات موجود ہیں مثلاً... (توضیح الاحکام ۲/۴۴۷)

جناب ارشاد اللہ مان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یاد رہے کہ محترم محمد صادق صاحب سیالکوٹی [غیر مقلد (ناقل)] کی نماز کے موضوع پر ایک کتاب ہے جس کا نام ''صلوہ الرسول'' ہے اس کتاب میں موضوع اور انتہائی ضعیف روایات بھی درج ہیں'' (تلاشِ حق صفحہ ۲۰۹ پانچواں ایڈیشن)

(۶)......غیر مقلدین فضائل کی روایات پر اعتراض کرتے ہیں مگر خود احکام میں موضوع روایات سے استدلال کیا کرتے ہیں مثلاً ان کا دعویٰ ہے کہ رکوع کا رفع یدین رسول اللہ صلی اللہ وسلم موت تک کرتے رہے۔ اس کے ثبوت میں درج ذیل روایت پیش کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب اٹھاتے سر اپنا رکوع سے اور سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے، اللہ تعالیٰ سے ملتے دم تک آپ کی نماز اسی طرح رہی'' (صلوۃ الرسول صفحہ ۲۰۱)

مذکورہ بالا روایت غیر مقلدین کی دسیوں کتابوں میں موجود ہے جن میں سے ایک کا حوالہ ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ غیر مقلدین اس روایت سے استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ روایت موضوع رمن گھڑت ہے اور غیر مقلدین کے ایک سے زائد مصنفین نے اس روایت کا باطل و من گھڑت ہونا تسلیم

بھی کرلیا ہے۔

چنانچہ حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''انوار خورشید صاحب نے **فَمَازَالَتْ** الخ والی موضوع روایت پیش کر کے اہلِ حدیث کا مذاق اڑایا ہے کہ ان کے دعویٰ رفع الیدین کی بنیاد غالباً یہی روایت ہے جس میں عصمہ بن محمد الانصاری اور عبدالرحمٰن بن قریش دونوں وضاع وکذاب راوی ہیں'' (نور العینین صفحہ ۳۲۷ طبع ۲۰۰۶ء)

شیخ عبدالرؤف سندھو صاحب غیر مقلد اِس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں **"فَمَازَالَتْ تِلْکَ صَلٰوتُهٗ ..."** کا اضافہ سخت ضعیف ہے بلکہ باطل ہے کیونکہ اس کی سند میں دو راوی متہم ہیں'' (القول المقبول صفحہ ۴۱۴ طبع چہارم)

(۷)......غیر مقلدین کے حلقہ میں پسندیدہ کتب یا جنہیں وہ اپنی کتابیں شمار کرتے ہیں ان میں بھی ''من گھڑت'' روایات موجود ہیں۔

غیر مقلدین کی پسندیدہ کتب میں من گھڑت روایات:

مشکوۃ میں روایت ہے:

''فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں تو وفات پانے والا ہوں، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے'' (مشکوۃ، کتاب العلم)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد، اس روایت کے تحت لکھتے ہیں:

''سنن ترمذی والی سخت ضعیف بلکہ موضوع ہے'' (اضواء المصابیح ۱/۲۰۵)

علی زئی صاحب نے مشکوۃ کی اور بھی بہت سی روایات کو ''من گھڑت'' قرار دیا ہے مثلاً دیکھیے، اضواء المصابیح حدیث: ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۱۵، ۲۱۷، ۲۲۱، ۲۵۱، ۲۵۵، ۲۵۸، ۲۶۳ وغیرہ۔

تنبیہ: مذکورہ بالا مشکوۃ کی احادیث کو ''من گھڑت'' قرار دینے میں راقم کا علی زئی صاحب سے اتفاق ضروری نہیں۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''سیوطی نے خصائص کبریٰ میں موضوع روایتیں بغیر کسی جرح وتنقید کے نقل کر رکھی ہیں''

(توضیح الاحکام ۲/۴۶۱)

علی زئی صاحب کے نزدیک علامہ سیوطی رحمہ اللہ ''غیر مقلد'' ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''دسویں صدی کے غیر مقلد سیوطی'' (ماہنامہ الحدیث: شمارہ: ۹۰ صفحہ ۳۰)

شعار اصحاب الحدیث میں ہے:

''جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ اگر میں کوئی نماز ایسی پڑھوں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھوں تو میں یہ نماز دوبارہ پڑھوں گا۔''

علی زئی صاحب غیر مقلد، اس کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ سند موضوع ہے۔'' (علمی مقالات ۲/۷۶)

ایک اور مرفوع روایت ہے:

''اللہ مجھ پر درود کے بغیر والی نماز قبول نہیں کرتا۔ (شعار اصحاب الحدیث)

علی زئی صاحب غیر مقلد، اس کے تحت لکھتے ہیں:

''اس کی سند موضوع ہے'' (علمی مقالات ۲/۸۴)

غیر مقلدین کے نزدیک شیخ عبدالقادر جیلانی حنبلی رحمہ اللہ ''غیر مقلد'' ہیں اور انہیں یہ دعویٰ بھی ہے کہ ان کی کتاب ''غنیۃ'' میں موضوع رمن گھڑت روایات ہیں۔

چنانچہ علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''غنیۃ الطالبین کی ایک موضوع (من گھڑت) روایت میں ''حدیث'' کا لفظ آیا ہے''

(اضواء المصابیح صفحہ ۱/۱۱۳)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے غزالی کی کتاب میں ''من گھڑت'' روایات کے ثبوت کے لیے درج ذیل عبارت نقل کی:

''اس غزالی نے اپنی کتاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ سے بھر دیا، پس روئے زمین میں مجھے ایسی کوئی کتاب معلوم نہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کتاب سے زیادہ جھوٹ بولا گیا ہو'' (علمی مقالات ۵/۳۰۵)

مولانا ارشاد الحق اثری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''علامہ تاج الدین السبکی نے ''احیاء العلوم'' کی ان احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے جو بے اصل ہیں اور ان کی تعداد تقریباً ۹۴۳ ہے... علامہ الطرطوشی فرماتے ہیں کہ سطح زمین پر جس قدر کتابیں ہیں ان

میں سے سب سے زیادہ موضوع روایات ’’احیاء العلوم‘‘ میں پائی جاتی ہیں‘‘

(احادیثِ ہدایہ، حاشیہ صفحہ ۳۱)

مذکور بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کی پسندیدہ کتابوں میں ’’من گھڑت‘‘ روایات بکثرت موجود ہیں۔ آخر میں ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ حدیث کی صحت وضعف کے حوالہ سے غیر مقلدین کے ساتھ ہمارا اتفاق ضروری نہیں کیونکہ وہ اس سلسلہ میں من مانی کرتے ہیں جیسا کہ اعتراض: ۸۷ کے ذیل میں گزرا۔

☆......☆......☆......☆

باب چہارم

مولانا محمد قاسم خواجہ کے اعتراضات کا علمی جائزہ

اعتراض:۸۹فضائلِ اعمال میں تاویلوں کی بوچھاڑ ہے

حکایاتِ صحابہ میں ہے کہ صحابی کو حالتِ نماز میں تیر لگنے سے خون بہا مگر انہوں نے نماز مکمل کر کے ہی سلام پھیرا۔ (محصلہ)

محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اب چونکہ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ خون بہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ بات مسلکِ حنفیہ کے خلاف ہے لہذا اس ثبوت کو زائل کرنے کے لیے آخر میں تاویلوں کی بوچھاڑ کر دی۔ فرماتے ہیں: خون نکلنے سے ہمارے امام یعنی امامِ اعظم کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔ ممکن ہے ان صحابی کا مذہب بھی یہی [خون سے وضو کا نہ ٹوٹنا (رب نواز)] ہو یا اس وقت اس مسئلہ کی تحقیق نہ ہوئی ہو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس میں تشریف فرما نہ تھے یا اس وقت تک یہ حکم ہی نہ ہو۔ (حکایات صحابہ صفحہ ۶۶) یہ تاویلیں کارتوس کی طرح لگتی ہیں مقصد یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی چھرا تو لگ ہی جائے گا۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں:۱۰)

الجواب:

(۱)......مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے حدیث نقل کی ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس کو قے آئے، نکسیر پھوٹے وہ پھر جائے'' (صلوۃ الرسول صفحہ ۷۸)

حکیم صاحب نے یہ حدیث بلوغ المرام سے نقل کی ہے۔ مولانا عبد التواب ملتانی صاحب غیر مقلد اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قے وغیرہ ناقضِ وضو ہیں اور یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ کا''
(حاشیہ بلوغ المرام صفحہ ۶۴)

''وغیرہ'' میں نکسیر بھی شامل ہے کیونکہ جس حدیث کی تشریح میں یہ لفظ لکھا ہے اس میں نکسیر کا تذکرہ بھی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث موصول ہے اور یہ مُرسلاً بھی مروی ہے۔ مولانا عبد الرؤف سندھو صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مُرسلاً صحیح ہے کیونکہ ثقہ راویوں نے اس کو مرسل ہی روایت کیا ہے اسی لیے امام شافعی، احمد بن

حنبل، محمد بن یحیٰ الذہلی، ابوحاتم، ابوزرعہ، ابن عدی، دارقطنی اور بیہقی نے مرسل ہی کو صحیح کہا ہے‘‘
(القول المقبول صفحہ ۱۹۶)

اگلی بات مولانا ابوالقاسم محمد حسین حافظ آبادی صاحب غیر مقلد کی زبانی سنیے، وہ لکھتے ہیں:

’’حنفیہ کے نزدیک خبرِ واحد وحدیث مرسل وغیرہ بھی حجت ہیں۔‘‘ (اشاعۃ السنۃ ۲۲/۶/۲۷)

بہر حال حدیث مذکور کی رُو سے خون ناقضِ وضو ہے۔ جب صحابی کا عمل حدیثِ نبوی کے معارض نظر آئے تو کوئی معقول توجیہ کر لی جاتی ہے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے بھی چند توجیہات نقل کی ہیں۔

صحابی کے عمل کی معقول وجہ بیان کر کے ان کے متعلق حُسنِ ظن رکھنا محتاط عمل ہے برخلاف اس کے کہ صحابی کو موردِ الزام ٹھہرایا جائے۔

(۲)......صحابی کے عمل (خون نکلنے کے باوجود نماز پڑھتے رہنا) کی توجیہ سے قطع نظر غیر مقلدین کی خدمت میں عرض ہے آپ کے مذہب میں تو صحابہ کا فہم، فعل اور اجتہاد حجت نہیں جیسا کہ آگے اعتراض: ۹۱ کے ذیل میں باحوالہ یہ بات مذکور ہوگی ان شاء اللہ۔ لہٰذا عملِ صحابی آپ کے لیے حجت نہیں ہے۔

(۳)......غیر مقلدین کا طرزِ عمل بھی معلوم ہونا چاہیے جب صحابہ کرام کا فتویٰ یا عمل ان کے مذہب کے خلاف ہوا سے تاویل کی نذر کر دیتے ہیں خواجہ صاحب کے الفاظ کے پیشِ نظر یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ تاویلی کارتوس لے کر چھرے مارنا شروع کر دیتے ہیں مگر افسوس کوئی چھرا بھی نشانہ پہ نہیں لگتا۔

(الف)......سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’**لَاقِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ شَیْءٌ**۔ امام کے ساتھ کسی قسم کی کوئی قراءۃ نہیں‘‘ (مسلم ۱/۲۱۵)

غیر مقلدین امام کے ساتھ قراءت کیا کرتے ہیں چونکہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کا یہ فتویٰ ان کے مذہب کے خلاف تھا اس لیے تاویل کر دی کہ قراءت سے مراد فاتحہ کے بعد والی ہے حتّٰی کہ یہی تاویل مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے بھی کر دی ہے۔ (توضیح الکلام صفحہ ۹۹۳)

حالانکہ وہ خود لکھ چکے ہیں کہ:

’’جب قراءت مطلق ہے تو فاتحہ اولاً شامل ہے‘‘ (توضیح الکلام صفحہ ۱۵۰)

علی سبیل التنزل اگر مان بھی لیں کہ سیدنا زید رضی اللہ عنہ کی منشاء یہ ہے کہ فاتحہ کے بعد والی قراءت نہ کی جائے تو بھی سری نمازوں میں یہ فتویٰ غیر مقلدین کے خلاف ہے کیونکہ ان کے نزدیک سری نمازوں میں مقتدی کے لیے فاتحہ کے بعد والی قراءت کرنا درست ہے۔

(ب)......سیدنا عبد اللہ ابنِ مسعود رضی للہ سے ترک رفع یدین مروی ہے۔ غیر مقلدین نے اسے اپنے مذہب کے خلاف پا کر تاویل کی نذر کر دیا کہ وہ رفع یدین کا مسئلہ بھول گئے۔ چنانچہ غرباء اہل حدیث عبد الغفار دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

”پس ان مسائل میں جس طرح آپ نے غلطی کی اور سہو ونسیان ہو گیا اسی طرح رفع یدین کے مسئلہ میں بھی“ (رفع الیدین صفحہ ۵۱)

کیا ایسے ہوسکتا ہے کہ عرصہ دراز تک ہر دن پانچ نمازوں میں رفع یدین کیا جانا سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہو پھر اسے بھول گئے ہوں؟

(ج)......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کے تین ہونے کا ہے۔ (مسلم ۱/۴۷۷)

جب کہ غیر مقلدین ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیتے ہیں چونکہ فیصلہ فاروقی ان کے مذہب کے خلاف تھا اس لیے تاویل کر دی کہ ان کا یہ فیصلہ شرعی نہیں، سیاسی تھا... گویا ان کے بقول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سیاست، شریعت سے الگ اور متصادم تھی۔

خواجہ صاحب بھی عملِ صحابی کو اپنے خلاف پا کر تاویلی کارتوس لیے تاویل کے چھرے مارنا شروع کر دیتے ہیں جیسا کہ آگے اعتراض:۹۶ کے جواب میں آئے گا، ان شاء اللہ۔

اعتراض:۹۰...فضائل اعمال میں فرقہ واریت کی بُو ہے

حکایات صحابہ میں لکھا ہے:

”خون نکلنے سے ہمارے امام یعنی امام اعظم کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے“ (صفحہ ۶۶)

محمد قاسم خواجہ صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان کا یہ فرمانا کہ ہمارے امام اعظمؒ کے نزدیک الخ اپنے اندر سخت فرقہ واریت کی بُو لیے ہوئے ہے“ (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۱۰)

الجواب:

(۱)......اس جملہ میں ہمیں کوئی فرقہ واریت نظر نہیں آ رہی۔کسی فقہی مسئلہ کے متعلق یوں کہنا کہ ''فلاں امام کے نزدیک اس طرح ہے'' اس میں کون سی فرقہ واریت ہے؟

(۲)......مولانا عبدالتواب ملتانی صاحب غیر مقلد نکسیر وغیرہ سے وضو ٹوٹنے والی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قے وغیرہ ناقض وضو ہیں اور یہی مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ کا'' (حاشیہ بلوغ المرام مترجم صفحہ ۶۴)

اس عبارت میں اور مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی عبارت میں کوئی جوہری فرق نہیں۔کیا ملتانی صاحب نے بھی فرقہ واریت والی بات کی ہے؟

(۳)......اگر ''ہمارے امام'' کہنا فرقہ واریت ہے تو عرض ہے کہ اس طرح کی فرقہ واریت غیر مقلدیت میں بھی پائی جاتی ہے۔کیونکہ وہ بھی ''ہمارے امام'' کہا کرتے ہیں۔مثلاً حکیم فیض عالم صدیقی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں جو کچھ درج فرما دیا...''

(صدیقہ کائنات صفحہ ۱۰۶)

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارے امام احمد بن حنبلؒ اور اہلِ حدیث کا یہی قول ہے۔'' (تیسیر الباری ۱/۳۰۴)

وحید الزمان صاحب دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''ہمارے اماموں نے کہ جن کے کمالِ علم و فضل میں کوئی شبہ نہیں جیسے امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور دوسرے ائمہ ہیں....'' (لغات الحدیث ۲/۱۱۷:ص)

(۴)......غیر مقلدین نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی اپنا امام کہا ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب نے کہا:

''**اِمَامُنَا وَسَیِّدُنَا اَبُوْ حَنِیْفَةَ**'' (معیار الحق صفحہ ۲، تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۹۲)

ترجمہ: ہمارے امام اور ہمارے سردار ابوحنیفہ۔

مولانا فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد، میاں صاحب کی سوانح حیات میں لکھتے ہیں:

''یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ جو شخص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو **اِمَامُنَا وَسَیِّدُنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَلنُّعْمَانُ** لکھے وہ کبھی ان کی اساءتِ ادب [بے ادبی (ناقل)] کرسکتا ہے، ہرگز نہیں۔'' (الحیات بعد الممات صفحہ ۵۹۱)

مولانا عبدالمتین میمن صاحب غیر مقلد، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''ہمارے جلیل القدر امام علیہ الرحمۃ'' (حدیثِ نماز صفحہ ۸۹)

علامہ وحیدالزمان صاحب غیر مقلد نے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو ''ہمارے امام'' کہا ہے جیسا کہ لغات الحدیث کا حوالہ اوپر مذکور ہوا۔

(۵)......خواجہ صاحب نے ''ہمارے امام'' کہنے کو فرقہ واریت قرار دیا مگر اپنے غیر مقلدین کی طرف توجہ نہیں کی کہ ان کے ہاں ''امامت'' کی اتنی اہمیت ہے کہ ان میں ایک مستقل فرقہ ''امامیہ'' موجود ہے جسے لوگ ''غرباء اہل حدیث'' کے نام سے جانتے ہیں، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

(۶)......اتنا کچھ عرض کرنے کے بعد ہم اب خواجہ صاحب وغیرہ معترضین کو آگاہ کرتے ہیں کہ فرقہ پرستی آپ کے آلِ غیر مقلدیت میں پائی جاتی ہے۔

مولانا مسعود عالم ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولوی محمد حسین بٹالوی اوران ہی جیسے بعض علماء اہلِ حدیث کا عام رجحان فروعی مسئلوں تک محدود ہو کر رہ گیا ہے، موجودہ جماعت اہلِ حدیث آمین و رفع یدین اور اس قسم کے دو چار فروعی مسئلوں پر قانع ہو کر رہ گئی ہے بلکہ اس کی حیثیت جماعت سے زیادہ ''فرقہ'' کی ہوگئی ہے اہلحدیث سے تحزب اور گروہ بندی کی بُو آتی ہے۔''

(ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۳۱ بحوالہ تجلیاتِ صفدر ۵/۳۲ ۵)

''اہلحدیث سے تحزب اور گروہ بندی کی بُو آتی ہے'' جملہ پر نگاہ رہے۔

غیر مقلدین کی کتاب ''خطبہ امارت'' میں لکھا ہے:

''اہل حدیث تو خانہ جنگیوں میں مصروف برسرپیکار جنگ رہے...اہل حدیثوں میں مزید افتراق کا شوق ناجائز ۱۹۲۰ء کو موجزن ہوا تو بمقام لاہور مسجد مبارک میں ''فرقہ ثنائیہ'' نے جلسہ کرکے مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب کو سردار اہلِ حدیث بنا کر ثنائیہ فرقہ کی بنیاد ڈالی''

(خطبہ امارت صفحہ ۲۲ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد دوم)

غیر مقلدین میں ایک فرقہ ''امامیہ'' ہے عرفِ عام میں وہ ''غرباء اہل حدیث'' کے نام سے مشہور ہے۔ مولانا عبدالقادر حصاروی صاحب غیر مقلد، اس کی ''فرقہ پرستی'' کو ظاہر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس سے جماعت اہلحدیث میں افتراق وشقاق پیدا ہوگیا یہ گروہ غرباء کے نام سے علیحدہ ہوگیا''
(اصلی اہل سنت کی پہچان صفحہ ۲۱۰)

غیر مقلدین کے ''حجۃ الاسلام، شیخ الاسلام'' مولانا محمد گوندلوی صاحب اس فرقہ کی منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اہل حدیث میں امامتِ دہلویہ ہے...انہوں نے اپنے امام کو شارع سمجھ لیا ہے اس امامت کے خیال کو اتنا درجہ دیا ہے کہ اس وجہ سے دوسروں سے اتنا تعصب کرتے ہیں جتنا افتراق کی وجہ سے ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ سے پیدا ہوتا ہے'' (الاصلاح صفحہ ۲۱۹)

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''سلفی یا اہلِ حدیث حضرات بُری طرح افتراق وانتشار کا شکار ہیں۔ جس سے واپسی کی راہ بظاہر کوئی نظر نہیں آتی...دراصل بات یہ ہے کہ قریباً ہر جماعت اور ہر تنظیم کے ذمہ داران اور قائدین حضرات کے ذاتی نوعیت کے کچھ مفادات اور اغراض ومقاصد ہیں جن سے وابستگی ان کے نزدیک جزوِ ایمان ہے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۵۰۴)

مزید حوالہ جات بندہ نے اپنی کتاب ''زبیر علی زئی کا تعاقب: حاشیہ نمبر ۴۸'' میں بہ عنوان ''آلِ غیر مقلدیت کی فرقہ پرستی'' میں ذکر کر دیئے ہیں۔

اعتراض:۹۱...فضائلِ اعمال میں فہمِ صحابہ کی مخالفت کی گئی ہے

سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میرے باپ اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ ساری قوم کی طرف سے قاصد بن کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو...ارشاد فرمایا کہ جس کو تم میں سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کے لیے افضل ہے...سب سے زیادہ حافظ قرآن کوئی بھی نہ نکلا تو مجھ ہی کو انہوں نے امام بنایا۔ میری عمر اس وقت چھ، سات برس کی تھی'' (فضائل اعمال)

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''رہا بچہ کی امامت کا قصہ، یہ مسئلہ کی بحث ہے جن کے نزدیک جائز ہے، ان کے نزدیک تو کوئی اشکال نہیں اور جن کے نزدیک جائز نہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی لوگوں [جو بڑی عمر والے وفد میں شریک ہوکر آئے ہوئے تھے (ناقل)] کو ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں سے جس کو قرآن زیادہ یاد ہو، بچے اس سے مراد نہیں تھے۔'' (صفحہ ۱۷۵)

محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد اِس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یعنی جنہیں حضورؐ نے فرمایا تھا وہ صحیح مراد کو نہ سمجھ سکے۔ بعد میں آنے والے سمجھ گئے اور وہ بھی غالبًا صرف احناف۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۱۰)

الجواب:

(۱)...... پہلے تو ہم خواجہ صاحب کی غلطی کو واضح کرتے ہیں کہ بچے کی امامت کو ناجائز کہنے والے ''صرف احناف'' ہی نہیں بلکہ اور حضرات بھی اس کے قائل ہیں مثلاً

سیدنا مجاہد تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لڑکا امامت نہ کرے یہاں تک بالغ ہو جائے۔(مصنف ابنِ ابی شیبہ ۱/۲۴۹)

طائف کے لوگوں نے بچہ کو امام بنا دیا اور اس کی اطلاع سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو دی تو وہ ناراض ہوئے اور انہیں لکھا کہ تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم لوگوں کی امامت کے لیے اس لڑکے کو آگے کرو جس پر ابھی حدود واجب نہیں ہوئیں۔ (مصنف عبدالرزاق ۲/۳۹۸)

مزید تفصیل کے لیے تجلیاتِ صفدر ۵/۶۱ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۲)...... رہی فہمِ صحابہ والی بات! عرض ہے کہ ایک مرتبہ ازواج مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ہم میں سے کون سی بیوی سب سے پہلے آپ سے (وفات کے بعد) ملاقات کرے گی؟ آپ نے فرمایا: **اَطْوَلُکُنَّ یَدًا**۔ جس کا ہاتھ زیادہ لمبا ہوگا۔(بخاری ۱/۱۹۱، مسلم ۲/۲۹۱)

ازواجِ مطہرات نے چھڑی لی اور بازو ناپنا شروع کر دیئے۔ مولانا داود راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ناپ کے لحاظ سے حضرت سودہ کے ہاتھ دراز تھے، ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع میں یہی سمجھا کہ دراز ہاتھ والی بیوی کا انتقال پہلے ہونا چاہیے مگر جب حضرت زینب کا انتقال ہوا تو ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہاتھوں کا دراز ہونا نہ تھی بلکہ صدقہ خیرات کرنے والے ہاتھ مراد

تھے اور یہ سبقت حضرت زینب کو حاصل تھی پہلے انہی کا انتقال ہوا''

(شرح بخاری:۲/۴۶۰)

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس امر پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب بیبیوں میں سے پہلے حضرت زینبؓ ہی کا انتقال ہوا'' (تیسیر الباری ۲/۳۶۲)

سب سے پہلے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کا ثبوت مسلم ۲/۲۹۱ میں بھی ہے۔

ہم خواجہ صاحب اور ان کے ہم نواؤں سے پوچھتے ہیں کہ ازواجِ مطہرات نے فرمانِ نبوی سُن کر اپنے فہم سے حدیث کا مصداق جو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو قرار دیا تھا اس پر اعتراض کرو گے؟ درج ذیل عبارت بھی ملاحظہ فرمالیں۔

پروفیسر صاحب عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد نے جنگِ اُحد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا:

''ایک دَرہ تھا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کی کمان میں کچھ صحابہ کو دیا اور کہا یہ دَرہ نہیں چھوڑنا فتح ہو یا شکست ...وہ تاویل کرنے لگے کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ جب تک جنگ ہو، اب تو بھاگتے ہیں ...دَرہ انہوں نے چھوڑ دیا وہ (خالد بن ولید) پیچھے سے پڑ گئے ...ستر بہتر کے قریب...شہید ہو گئے'' (خطبات بہاول پوری ۳/۱۴۳)

خواجہ صاحب کے ہم نوا بتائیں پروفیسر صاحب کے بیان کردہ واقعہ میں دَرّہ چھوڑنے والے صحابہ سے مرادِ نبوی کو سمجھنے میں خطاء ہوئی یا نہیں؟

(۳)......غیر مقلدین کا یہ نعرہ ''فہمِ صحابہ حجت نہیں'' کافی مشہور ہے۔ ہم اس پر کچھ حوالے عرض کر دیتے ہیں۔

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب وغیرہ آلِ غیر مقلدیت کا فتویٰ ہے جس میں درج ذیل جملہ بھی ہے:

''حضرت عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور فہمِ صحابہ حجت نہیں ہے۔'' (فتاویٰ نذیریہ ۱/۶۲۲)

حافظ عبدالستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''داڑھی کے متعلق مندرجہ ذیل تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امرِ نبوی منقول ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما۔[صحیح بخاری: اللباس، ۵۸۹۲] حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ۔[صحیح مسلم: طھارۃ،

۶۰۳] حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنھا۔[مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۶۹] جب کہ ان تینوں اکابر کے متعلق روایات میں ہے کہ بالعموم یا خاص مواقع پر ایک مشت سے زائد داڑھی اور رخساروں کے بال کٹوا دیتے تھے۔[حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما، صحیح بخاری: ۵۹۲۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ، طبقات ابنِ سعد: ج ۴ ص ۳۳۴۔حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، مصنف ابنِ ابی شیبہ ج ۴ ص ۸۵] ہمارے نزدیک قابلِ عمل راوی کی درایت نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت ہے‘‘

(فتاویٰ اصحاب الحدیث ۱/۴۹۶)

حماد صاحب کی مذکورہ عبارت میں راوی سے مراد صحابہ کرام ہیں جیسا کہ واضح ہے۔ وہ ان صحابہ کرام کی ’’درایت یعنی سمجھ‘‘ کو نا قابلِ عمل قرار دے رہے ہیں۔

صحابہ کرام سے مروی حدیثِ نبوی میں داڑھی بڑھانے کا حکم ہے غیر مقلدین اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ داڑھی کو بالکل نہ کاٹا جائے حتیٰ کہ مُٹھی سے زائد حصہ بھی کاٹنا ممنوع ہے جب کہ داڑھی بڑھانے کا حکمِ نبوی روایت کرنے والے صحابہ نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ مُٹھی تک بڑھانا تو ضروری ہے اس سے زائد کاٹ دینا جائز ہے۔

ہم خواجہ صاحب کے انداز میں ان کے ہم خیال غیر مقلدین سے پوچھ سکتے ہیں کہ ’’جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ صحیح مراد کو نہ سمجھ سکے بعد میں آنے والے غیر مقلدین سمجھ گئے؟؟

غیر مقلدین کہا کرتے ہیں:

مسلم شریف میں سیدنا عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ دَورِ نبوی اور زمانہ صدیقی میں تین طلاق کو ایک سمجھا جاتا تھا۔ (مسلم)

پھر اس روایت کو ایک مجلس کی تین طلاقوں پر محمول کرتے ہیں جب کہ انہیں یہ بھی اعتراف ہے کہ اس روایت کے راوی سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنھما کا فتویٰ مجلسِ واحد کی تین طلاقوں کے تین ہونے کا ہے۔(تنویر الآفاق صفحہ ۱۷۱) وغیرہ۔

خواجہ صاحب کے الفاظ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ حدیث کے روایت کرنے والے صحابی سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو اس کا صحیح مطلب سمجھ نہ آیا اور صدیوں بعد غیر مقلدین نے اسے سمجھ لیا؟؟

(۵)......غیر مقلدین نہ صرف فہم صحابہ کو نہیں مانتے بلکہ وہ تو صحابہ کرام کو شریعت کا مخالف کہا

کرتے ہیں مثلاً علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''بعض صحابہ نے ایسے کام بھی کیے جو شرعاً اور عقلاً ہر طرح مذموم ہیں'' (لغات الحدیث ۲/۱۹:ص)

مزید حوالہ جات کے لیے مولانا رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد کی کتاب ''تنویر الآفاق'' کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اعتراض:۹۲...امام ابوحنیفہ سے مروی روایات کم ہونے کی وجہ احتیاط نہیں

فضائلِ اعمال میں لکھا ہے:

''اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا حدیث کے بارے میں احتیاط کا یہی حال تھا اسی وجہ سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنھم سے بہت کم روایتیں نقل کی جاتی ہیں...یہی راز ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ سے بھی حدیث کی روایتیں بہت کم نقل کی گئی ہیں'' (صفحہ۱۰۰)

محمد قاسم خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت امام ابوحنیفہؒ سے کم روایتیں بیان ہونے کی وجہ احتیاط نہیں بلکہ یہ بات ہے کہ یہ ان کا فن نہیں تھا۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۱۴)

الجواب:

(۱)......امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ مستند محدث تھے،ان کا شمار ائمہ حدیث میں ہوتا ہے اور اس کا اعتراف خود غیر مقلدین نے کیا ہے۔

مولانا عبدالرشید عراقی صاحب غیر مقلد، ایک کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''بابِ سوم میں مصنف نے دس اکابر محدثین کے مختصر سوانح حیات اور حدیثِ نبوی سے متعلق ان کی خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ کیا ہے اور یہ دس اکابر محدثین ائمہ اربعہ اور اصحابِ صحاح ستہ ہیں''

(چالیس علمائے حدیث صفحہ۳۹۱)

ائمہ اربعہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی ہیں۔عراقی صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بخاری و مسلم جیسے اکابر محدثین کی فہرست میں شمار کیا ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ، وکیع بن الجراح، یحیٰ بن سعید القطان۔ان سے آگے امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام ابوداود وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ کی ایک طویل قطار نظر آتی ہے یہ وہ حضرات ائمہ ہدیٰ ہیں جو اپنے

اپنے انداز میں مختلف علاقوں میں جمع حدیث اور ترویجِ سنت میں اور مسائلِ فقہ کے استنباط میں مشغول ہیں اور بے شمار حضرات ان سے مصروف استفادہ ہیں''

(برِ صغیر میں اہلِ حدیث کی آمد صفحہ ۲۰۱)

بھٹی صاحب نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ ''جامعین حدیث'' میں کیا ہے۔

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد اور ان کے مثل دیگر ائمہ حدیث'' (اخبار اہلِ حدیث ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ عمدۃ الاثاث صفحہ ۹۸)

مولانا محمد جوناگڑھی صاحب غیر مقلد، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام صاحب پختہ اہلِ حدیث (محدث) تھے'' (مشکوۃ محمدی صفحہ ۲۱۷)

مولانا عبدالقادر سندھی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ ثقہ، عادل، عظیم امام اور حجت ہیں'' (مسئلہ رفع الیدین صفحہ ۹۲)

مولانا شمس الحق عظیم آبادی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ایک خلقِ کثیر نے امام صاحب کے فضائل و کمال اور محامد و محاسن کا اعتراف کیا ہے حتیٰ کہ مادحین کی تعداد مذمت کرنے والوں سے، تحسین کرنے والوں کی تعداد تنقیص کرنے والوں سے، تزکیہ کرنے والوں کا شمار متہم کرنے والوں سے، تعدیل کرنے والوں کا عدد جرح کرنے والوں سے زیادہ ہے۔''

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور: ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ء صفحہ ۲۹)

وکیل اہلحدیث کہلانے والے مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب نے بھی امام صاحب کو ''مستند محدث'' تسلیم کیا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

جناب محمد ادریس فاروقی صاحب غیر مقلد، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہم آپ کو اہلِ سنت کے جلیل القدر ائمہ میں سے ایک مانتے ہیں اور ان کو اہلحدیث (محدث) گردانتے ہیں... بلکہ بعض افراد کو آپ نے اہلِ حدیث (محدث) بنایا گویا آپ اہلحدیث (محدث) ہی نہیں تھے اہلحدیث (محدث) گر بھی تھے'' (مسئلہ تقلید صفحہ ۵۳)

امام صاحب نہ صرف یہ کہ محدث تھے بلکہ محدث گر یعنی دوسروں کو بھی محدث بنانے والے تھے **والحمد للہ**۔

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''آپ بھی اہلِ حدیث (محدث) تھے'' (تاریخ اہلِ حدیث صفحہ۲۲۲)

ہم نے اوپر قوسین میں اہلِ حدیث کے بعد ''محدث'' لکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ اصلی اہلِ حدیث تو محدثین ہیں۔خود میر صاحب لکھتے ہیں:

''بعض جگہ تو اُن کا ذکر لفظ اہل حدیث سے ہوا اور بعض جگہ اصحابِ حدیث، بعض جگہ اہلِ اثر کے نام سے اور بعض جگہ محدثین کے نام سے، مرجع ہر لقب کا یہی ہے'' (تاریخ اہلِ حدیث صفحہ۱۵۵)

غیر مقلدین کے رسالہ میں لکھا ہے:

''امام ابوحنیفہ جلیل القدر امام اور فقیہ تھے ۸۱ھ میں پیدا ہوئے، تقویٰ، ذکاوت وفطانت میں بلند مرتبہ پر فائز تھے ۱۵۰ھ میں آپ نے بغداد میں انتقال کیا۔ پروفیسر ابو زہرہ نے امام ابوحنیفہؒ کے حالات، عمیق اجتہادات اور تفقہ پر ایک علمی کتاب لکھی ہے''

(الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی صفحہ۸۴۴)

غیر مقلدین کی مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہو رہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قوتِ حافظہ والے محدث بلکہ آپ کا شمار اکابر محدثین اور جامعین حدیث میں ہوتا ہے اور آپ پختہ اور ثقہ محدث اور دوسروں کو بھی محدث بنانے والے ہیں وغیرہ۔

جب بات یونہی ہی ہے تو خواجہ صاحب کا آپ کو ''محدث'' نہ ماننا غلط اور خلافِ حقیقت ہے۔

(۲)......خود آلِ غیر مقلدیت نے امام صاحب پر ''قلیل الحدیث'' والے اعتراض کی سختی سے تردید کر دی ہے۔

اپنی قوم کو انگریز حکومت سے اہلحدیث نام الاٹ کرا کے دینے والے بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''چاروں اماموں میں سے پہلے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی توجہ اجتہاد وافتاء کی طرف زیادہ تھی اور نقل وروایت حدیث کی طرف کم جیسا کہ ان میں سے آخری امام احمد بن حنبل کی توجہ روایت حدیث کی طرف زیادہ رہی اور تفقہ واجتہاد وافتاء کی طرف کم...مگر یہ کمی حقیقی نہ تھی بلکہ اضافی تھی جو ایک امام میں دوسرے کی نسبت پائی جاتی تھی اور کمی حدیث کی اس حد تک نہ پہنچی تھی کہ جس قدر حدیث دانی اجتہاد کے واسطے ضروری ہے وہ بھی ان میں نہ پائی جاتی تھی اور ان پر لفظ محدث کو صادق آنے سے مانع تھی

اور کمی تفقہ واجتہاد اس حد تک نہ پہنچی ہوئی تھی جو اُن [امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ناقل)] پر لفظ مجتہد کے اطلاق سے مانع ہوتی۔ان کی اس کمی حدیث یا اجتہاد و تفقہ کو اِس حد تک سمجھ لینا محض حماقت اور پرلے درجہ کی جہالت وسفاہت ہے اور ائمہ فقہ وحدیث مسلّمہ مسلمانان روئے زمین کے حق میں ایسی بدگمانی کسی اہلِ علم ودین وفہم انصاف کا کام نہیں اور اگر اس درجہ کی کمی حدیث امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ میں ابنِ خلدون کے اس قول سے ''کہ امام ابوحنیفہ سے سترہ (۱۷) روایات حدیث صحت کو پہنچی ہیں ''سے نکالی گئی ہے اور اس کے معنی یہ سمجھے گئے ہیں کہ ان کو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں پہنچی تھیں تو یہ اور بھی حماقت اور جہالت ہے اس قول کے معنیٰ تو یہ ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے جو روایات حدیث لوگوں کو بسند صحیح پہنچی اور ان سے مروی ہوئی ہیں ان کی تعداد سترہ (۱۷) تک پہنچی ہے اور یہ مراد نہیں کہ ان کو صرف سترہ حدیثیں پہنچی ہیں اگر اس قول سے ان کی مراد یہ ہوتی تو بجائے لفظ صَحَّ عَنۡہُ کے صَحَّ عِنۡدَہٗ کا لفظ بولا جاتا۔جو شخص امام اعظم کی مسند جس کو خوارزمی نے جمع کیا ہے دیکھے گا وہ اس کو یقیناً غلط سمجھے گا کیا مسانید امام اعظم میں صرف سترہ حدیثیں ہیں؟ جھوٹ کہنے میں کچھ تو شرم چاہیے''

(اشاعۃ السنۃ ۲۲/۳۱۳)

بٹالوی صاحب نے امام ابوحنیفہ کو قلیل الحدیث قرار دینے کو ''محض حماقت اور پرلے درجہ کی جہالت وسفاہت'' کہا ہے۔خواجہ صاحب اور ان کے ہم نواؤں کا مقام یہیں سے معلوم ہو جاتا ہے۔

غیر مقلدین کے قابلِ قدر بزرگ مولانا داود غزنوی صاحب فرماتے ہیں:

''جماعت اہلِ حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے پھر اِن کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ،اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطۂ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یکجہتی کیونکر پیدا ہوسکتی ہے'' (مولانا داود غزنوی صفحہ ۱۳۶)

مولانا ابوزکی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہؒ کے مخالفین جن میں خطیب بغدادی پیش پیش ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ حدیث کا علم بہت کم جانتے تھے۔لیکن امام صاحب کے بارے میں یہ سراسر زیادتی اور بہتان ہے۔ بھلا جو شخص مجتہد ہو، بلکہ مجتہد مطلق کے درجے پر فائز ہو وہ علمِ حدیث سے بے بہرہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کسی شخص کے لیے اجتہاد ممکن ہی نہیں جب تک وہ حدیث وسنت پر وسیع اور گہری نظر نہ رکھتا ہو۔''

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۵۰)

ابوزکی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''جہاں تک ان احکامی احادیث کا تعلق ہے جن کا جاننا ایک مجتہد کے لیے ضروری ہے، ان کو جاننے میں امام ابوحنیفہؒ دوسرے ائمہ مجتہدین کے ہمسر اور ہم پلہ ہیں۔''

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۵۱)

اوپر غیر مقلدین کی زبانی تحریر ہو چکا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ''مستند محدث'' تھے، انہیں محدث نہ سمجھنا محض حماقت، پرلے درجہ کی جہالت ہے، انہیں قلیل الحدیث گردانناجھوٹ اور بے شرمی کی بات ہے جیسا کہ بٹالوی صاحب نے تصریح کی ہے اور احکامی احادیث جاننے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دوسرے ائمہ مجتہدین کے ہم پلہ ہیں۔ **وَ الْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ ۔**

(۳)......رہا یہ سوال جب ان کے پاس بہت زیادہ حدیثیں تھیں تو انہوں نے لوگوں کو وہ ساری حدیثیں پڑھائی کیوں نہیں اور وہ ان کی سند سے آگے کیوں نہیں پھیلیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس احادیث کا ذخیرہ بہت زیادہ تھا مگر جو حصہ آگے امت میں منتقل ہوا وہ اس سے کم ہے جو اُن کے پاس باقی رہا، اس کی چند وجوہات ہیں۔

حافظ سخاوی رحمہ اللہ اپنے استاذ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''بِاَنَّهٗ كَانَ يَرٰى اَنَّهٗ لَايُحَدِّثُ اِلَّا بِمَا حَفِظَهٗ مُنْذُ سَمِعَهٗ اِلٰى اَدَاهُ، فَلِهٰذَا قَلَّتِ الرِّوَايَةُ عَنْهُ وَصَارَتْ رِوَايَتُهٗ قَلِيْلَةً بِالنِّسْبَةِ لِذٰلِكَ وَاِلَّا فَهُوَ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ كَثِيْرُ الرِّوَايَةِ .

امام ابوحنیفہ نے یہ شرط لگائی تھی کہ آدمی صرف اسی حدیث کو بیان کرنے کا مجاز ہے کہ جو حدیث اس کو سننے کے وقت سے لے کر بیان کرنے کے وقت تک برابر یاد ہو، اس شرط کی وجہ سے آپ کی روایات کا دائرہ کم ہو گیا ورنہ حقیقت میں آپ کثیر الروایات تھے''

(الجواھر والدرر فی ترجمہ شیخ الاسلام ابن حجر ۲ بحوالہ امام اعظم ابوحنیفہ کا محدثانہ مقام صفحہ ۳۰۵)

مولانا ابوزکی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دراصل امام صاحب حدیث کی روایت میں حد درجہ احتیاط کرتے تھے۔''

(فقہی مسلک کی حقیقت صفحہ ۵۰)

اوپر بٹالوی صاحب کی عبارت مذکور ہو چکی جس میں درج ذیل جملہ بھی ہے:

''امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی توجہ اجتہاد وافتاء کی طرف زیادہ تھی اور نقل وروایت حدیث کی طرف کم''
(اشاعۃ السنہ ۲۲/۳۱۴)

اس کی نظیر یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سب سے بڑے عالم تھے۔(بخاری ۱/۶۶)

لیکن سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ دیگر کئی صحابہ کرام کے واسطے سے احادیث امت میں زیادہ پھیلی ہیں اور اُن کے واسطہ سے کم۔ وجہ یہی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے کاموں میں مشغول ہو گئے اور سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ نے زیادہ سے زیادہ وقت حدیثوں کے پڑھانے میں خرچ کیا۔

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی حدیث پڑھانے کی بہ نسبت فقہ واجتہاد کی طرف زیادہ متوجہ رہے۔ کسی شخص کے پاس حدیث کا ذخیرہ ہونا اس کے محدث ہونے کے لیے کافی ہے چاہے وہ دوسروں کو حدیثیں کم پڑھائے یا زیادہ۔ احادیث کی روایت کم کرنا یعنی کثیر الحدیث ہونے کے باوجود لوگوں کو کم حدیثیں پڑھانا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''ہم اگر حضرت امام ہمامؒ کو قلیل النحو اور قلیل الروایہ فرض بھی کر لیں تو اس سے اُن کے علوم وفضائل میں کوئی خلل نہیں واقع ہوسکتا، اس لیے کہ صحابہ کرام افضل امت ہیں ان کی نسبت یہ بات اجماعِ امت سے ثابت ہے کہ ان میں ایسے اصحاب بھی موجود تھے جو حدیث کا علم قلیل رکھتے تھے پس اگر امام اعظمؒ نے بعض صحابہ کے مطابق روایت حدیث کم کی تو اس میں کون سی قباحت لازم آئی'' (مآثرِ صدیقی ۴/۹)

اعتراض:۹۳...فضائل اعمال میں علمائے دیوبند کی مدح سرائی ہے

محمد قاسم خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

''برصغیر پاک وہند میں حنفیہ کی ایک مشہور قسم اہلِ دیوبند ہیں تبلیغی جماعت والے اسی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں ان کے سر پر ہر وقت دیوبندی مدارس اور دیوبندی اکابر کا بھوت سوار رہتا ہے اور وہی ان کے دل ودماغ میں سمائے رہتے ہیں بلکہ انہیں سوتے میں خواب بھی انہی کے آتے ہیں مثلاً مولانا محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں وہ زمانہ اگرچہ کچھ دُور ہوگیا ہے جب کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی تشریف آوری

حاضرینِ جلسہ کے قلوب کو منور فرمایا کرتی تھی مگر وہ منظر ابھی آنکھوں سے زیادہ دور نہیں ہوا جب کہ ان مجدد دین اسلام اور شموس ہدایت کے جانشین حضرت شیخ الہند، حضرت شاہ عبدالرحیم، حضرت مولانا خلیل احمد، حضرت مولانا محمد اشرف علی مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں مجتمع ہو کر مُردہ قلوب کے لیے زندگی ونورانیت کے لیے چشمے جاری فرمایا کرتے تھے۔فضائلِ قرآن''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۷)

الجواب:

(۱)......انسان کو جن اہلِ علم اور صلحاء سے عقیدت ہوتی ہے ان کا ذکرِ خیر کیا کرتا ہے اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ بلکہ مشہور مقولہ ہے **عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ** کہ صالحین کے ذکرِ خیر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔

(۲)......آلِ غیر مقلدیت کو اعتراف ہے کہ دیوبندی اہل السنّت ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اور اہلِ سنت کا ذکرِ خیر کتبِ حدیث اور تصنیفاتِ اسلاف میں ملتا ہے مثلاً مقدمہ مسلم میں ہے: اہل سنت کی حدیث کو لے لیا جائے گا اور اہلِ بدعت کی حدیث کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

(صحیح مسلم ۱/۱۱)

یہ تو اجمال کے طور پر تذکرہ ہے۔ کتبِ حدیث میں نام بہ نام افراد کا ذکرِ خیر بھی بکثرت ملتا ہے۔ مثلاً بخاری میں سیدنا ابراہیم نخعی رحمہ اللہ اور سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ کا نام بار بار آتا ہے حتی کہ مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد کو کہنا پڑا:

''صحیح بخاری جس طرح **قَالَ الْحَسَنُ** سے بھری پڑی ہے اسی طرح **وَقَالَ اِبْرَاھِیْمُ وَقَالَ النَّخْعِی** سے بھی بھری پڑی ہے۔'' (تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۱۲۹)

رہا علمائے دیوبند کے ''اہل السنّت'' ہونے کا ثبوت، تو اس پر غیر مقلد علماء کی چند عبارات ملاحظہ ہوں

۔

آلِ غیر مقلدیت کے ''مجتہد العصر'' مولانا عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''احناف دیوبندی اہل السنّت میں شامل ہیں'' (فتاویٰ اہلِ حدیث ۱/۶)

غیر مقلدین کے ''شیخ الاسلام'' مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''علماء اہل سنت کے دو گروہ ہمارے سامنے ہیں ایک علماء حدیث دوم علماءِ فقہ یعنی حنفیہ کرام، گروہ

حنفیہ دو بڑے حصوں میں تقسیم ہے ایک گروہ جن کو اصطلاحاً دیوبندی کہا جاتا ہے دوسرے کو بریلوی''
(تحریک وہابیت پر ایک نظر صفحہ ۳ مشمولہ فتاویٰ علمائے حدیث ۹/۱۲)

قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حرمین کے علماء اور شیوخ نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کو شیطان بصورت انسان قرار دیا اور دھوکے باز اور فریبی گردانا جب کہ علمائے دیوبند کے عقائد کو اہل السنّت والجماعت کے عقائد قرار دیا'' (تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۳۰۹)

(۳)......کتبِ حدیث میں تو بدعتی لوگوں کی روایات موجود ہیں بلکہ غلط عقائد والے رواۃ کا تذکرہ بھی ہے۔ بعض اوقات انہیں مقامِ مدح میں بھی پیش کیا جاتا ہے۔

چنانچہ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جس راوی کو جمہور محدثین کرام ثقہ قرار دیں، اسے اگر کسی نے قدری، رافضی یا مرجیہ عقائد کا حامل قرار دیا ہے تو ایسا راوی ضعیف نہیں ہوتا بلکہ ثقہ وصدوق یعنی صحیح الحدیث اور حسن الحدیث ہوتا ہے۔ ایسے راوی پر بدعتی وغیرہ کی جرح غیر مؤثر اور مردود ہوتی ہے۔'' (توضیح الاحکام ۲۳۸/۳)

علی زئی صاحب نے غلط عقائد کے حامل افراد کا اپنی کتاب میں ذکرِ خیر کیا ہے۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴)......علمائے دیوبند کی مدح سرائی خود غیر مقلدین کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ یہ مدح سرائی بہت طویل اور کئی عنوانوں پر مشتمل ہے۔ اس حوالہ سے بندہ کی ایک مستقل کتاب ''غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین'' ہے جس کی پینتالیس (۴۵) قسطیں مجلّہ ''الفتحیہ'' احمد پور شرقیہ میں شائع ہو چکی ہیں۔ تفصیل تو اسی کتاب میں درج ہے تاہم مختصراً اُن حضرات کی مدح سرائی کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں جن حضرات کے ذکرِ خیر پہ خواجہ صاحب چیں بہ چیں ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ

غیر مقلدین کے ''بزرگ'' مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا نانوتوی کی ''آبِ حیات'' دیکھنے کا موقع ملا، مولانا نانوتوی کے علم اور جلالتِ قدر کا پہلے بھی یقین تھا آبِ حیات دیکھنے سے ان کا احترام اور بھی زیادہ ہوا''

(حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۸۰)

غیر مقلدین کے مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''تیرھویں صدی ہجری کے ہندوستان کے اعاظمِ رجال میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کو خاص اہمیت حاصل ہے اوران کا شمار اپنے دَور کے فحول علماء میں ہوتا ہے مروّجہ علوم کے تمام گوشوں پر ان کو عبور حاصل تھا اور معقول ومنقول میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، ادبیات، بیان ومعانی، منطق وفلسفہ اور حساب وریاضی وغیرہ ہر فن پر ان کی گہری اور عمیق نظر تھی''

(فقہائے پاک وہند ۳/ ۲۳۷)

بھٹی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''ان کے مکاتیب ورسائل اور تصانیف سے پتا چلتا ہے کہ بلاشبہ وہ بہت بڑی قوتِ علمیہ اور قوتِ بیانیہ کے مالک تھے اور اللہ نے ان کو ذہانت وفطانت کی دولت سے مالا مال کیا تھا''

(حوالہ مذکورہ صفحہ ۲۶۵)

بھٹی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''مولانا محمد قاسم نانوتوی بلاشبہ دیارِ ہند کے جلیل القدر عالم اور متعدد اوصاف کے حامل تھے''

(صفحہ ۲۶۹)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ

قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا رشید احمد گنگوہی ایسے یگانہ روزگار فاضل''

(تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں: ۳۰۷)

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب، مولانا محمود حسن اور حضرت گنگوہی وغیرہ علمائے دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ حضرات جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں علی وجہ البصیرت کہتے اور لکھتے ہیں''

(فتاویٰ ثنائیہ ۱/ ۲۶۴)

مولانا ابو محمد عبد الجبار سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''احناف دیوبند کے سرکردہ مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں، آپ باوجود صوفی منش ہونے کے عالم محدث بھی تھے'' (فتاویٰ ثنائیہ ۱/ ۳۵۶)

حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری رحمہ اللہ

قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میرٹھ کے مولوی عبدالسمیع نے قبر پرستی اور ہندوانہ رسموں کو جائز ثابت کرنے کے لیے ''انوارِ ساطعہ'' لکھی۔ اس کے جواب میں مولانا خلیل احمد سہارن پوری نے ''براہینِ قاطعہ'' لکھی۔''

(تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۲۹۳)

ایک غیر مقلد نے ابوداود کی شروحات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

''**بَذْلُ الْمَجْهُوْدِ فِيْ حَلِّ اَبِيْ دَاوُدَ**: اس میں مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمہ اللہ نے سنن ابوداود کو بڑی خوبی کے ساتھ حل کیا ہے اور مختلف فیہ مسائل میں علمائے احناف کا موقف تفصیل سے بیان کیا ہے'' (مقدمہ ابوداود مترجم صفحہ ۴۷)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

مولانا عبدالرحمٰن رحمانی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''تھانوی طبقہ: جس میں زیادہ تر اہلِ علم لوگ ہیں اور ان کے زیرِ اثر زیادہ تر مدارس ہیں جیسے دار العلوم کراچی، خیر المدارس اور جامعہ اشرفیہ وغیرہ۔ یہ مولانا اشرف علی تھانوی کے سلسلہ سے چلے ہیں''

(ہم اہلِ حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ ۳۷)

خواجہ صاحب تبلیغی جماعت کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان کے سر پر ہر وقت دیوبندی مدارس اور دیوبندی اکابر کا بھوت سوار رہتا ہے'' (صفحہ ۱۷)

مگر یہ بتایئے! ان آلِ غیر مقلدیت پر کیا سوار تھا؟ جو علمائے دیوبند اور ان کے مدارس کی تعریف کر رہے ہیں بلکہ ان کی اس حد تک مدح سرائی کی ہے کہ اس مدح سرائی کا کچھ حصہ جمع کیا تو ایک کتاب تیار ہوگئی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

حضرت تھانوی صاحب وہ شخصیت ہیں کہ اہلِ حدیث کہلوانے والے متعدد حضرات ان کے روحانی سلسلے سے جُڑے ہوئے تھے مثلاً ان کے عالم مولانا جمال امرتسری صاحب۔

(دیکھئے بزمِ ارجمنداں صفحہ ۳۰۲ مؤلفہ مولانا محمد اسحاق بھٹی)

خواجہ صاحب تھانوی صاحب وغیرہ کے ذکرِ خیر سے نالاں ہیں مگر دوسری طرف ان کے ہم مسلک روحانی فیض حاصل کرنے کے لیے تھانہ بھوّن میں قیام پذیر ہیں۔

(۵)......خواجہ صاحب اکابرِ دیوبند کے تذکرہ پہ نالاں ہیں مگر کئی غیر مقلد علماء نے اکابر کے کارناموں کو جمع کرنے پر علمائے دیوبند کی تعریف کی ہے۔

مثلاً مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''سیاست میں دیوبندی حضرات بھی حصہ لیتے ہیں اور ان [غیر مقلدین (ناقل)] سے کہیں زیادہ حصہ لیتے ہیں، لیکن وہ اپنے بزرگوں کے علمی اور عملی کارناموں کو بھی تحریری اور تقریری طور سے اجاگر کرتے رہتے ہیں، بلکہ بعض اہلِ قلم کو انہوں نے اس تحریری خدمت پر مقرر کر رکھا ہے اور ان کی تحریریں وہ دلچسپی سے پڑھتے ہیں، ان کے پاس جاتے ہیں، انہیں مشورے دیتے ہیں اور ان کے لیے معلومات فراہم کرتے ہیں۔ جماعت اہلِ حدیث کے ''سیاست دانوں'' کی طرح اپنے بزرگوں کو انہوں نے بھلایا نہیں۔'' (قافلہ حدیث صفحہ۴۹۳)

اعتراض:۹۴..فضائلِ اعمال میں مُردوں کے بولنے کا تذکرہ ہے

محمد قاسم خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

''تبلیغی جماعت والوں کے نزدیک مُردے بُولتے ہیں۔ مولانا زکریا صاحب کے بقول ابراہیم بن شیبان کہتے ہیں کہ میں حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوا اور میں نے قبر شریف کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو میں نے حجرہ شریف سے ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ'' کی آواز سُنی''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۲۹)

مذکورہ عبارت فضائلِ حج اور فضائلِ درود میں مذکور ہے۔ خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سماعِ موتی کا تو ہمیں ادراک نہیں ہوتا جب کہ نطقِ موتی (مُردوں کے بولنے) کو ہم محسوس کر سکتے ہیں گزارش ہے مُردوں کا بولنا ہم کو سُنا دو سماع کے ہم خود بخود قائل ہو جائیں گے''(۳۰)

خواجہ صاحب نے اس واقعہ پر دوسرا اعتراض یہ بھی کیا ہے:

''ہر سال لاکھوں کی تعداد میں دنیا زیارت کے لیے حاضر ہوتی ہے کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے سلام کا جواب سننے سے محروم رہتے ہیں کیا ان میں ایک بھی ولی اللہ نہیں ہوتا'' (صفحہ۲۹)

الجواب:

(۱)......سماعِ مَوتیٰ کا ثبوت احادیثِ نبویہ میں بیان ہوا ہے مثلاً صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: مُردہ دفنانے والوں کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے۔

اگر خواجہ صاحب وغیرہ منکرین کو سماعِ موتی کا ادراک نہیں ہوتا تو وہ اپنے ادراک کو مدار بنانے کی بجائے احادیثِ نبویہ کو تسلیم کرلیں۔

آپ کہتے ہیں کہ مُردوں کا بولنا ہمیں سُنا دو تب ہم مانیں گے۔عرض ہے کہ سماعِ موتی احادیث سے ثابت ہے مگر آپ نہیں مانتے یہاں تک کہ امامِ آلِ غیرمقلدیت علامہ وحیدالزمان صاحب کو بطورِ شکوہ لکھنا پڑا:

''مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف ادعا اہلِ حدیث ہونے کے سماعِ موتی کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں'' (تیسیر الباری شرح بخاری ۳۲۵/۲)

جب آپ لوگ اہلِ حدیث کہلوا کر حدیث میں مذکور بات کو گول کر جاتے ہو تو مُنکرِ سماع ہو کر کسی کے سنا دینے کو کیا مانو گے؟

بخاری وغیرہ کی حدیثوں میں مُردوں کا بولنا ثابت ہے ان دلیلوں سے نظریں ہٹا کر محض اپنے سننے کو مدار بنانا کن لوگوں کی یاد تازہ کرتا ہے؟ دَورِ موسوی میں یہ کن لوگوں کا شیوہ تھا؟ سورۃ نساء آیت:۱۵۳ دیکھئے۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون لوگ تھے جو آپ کی بات پر اعتماد کی بجائے اپنے عقل کو مدار بناتے تھے۔

(۲)......مُردوں کا بولنا حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ آگے نمبر ۳ میں آرہا ہے۔اور ان کے کلام کو کسی زندہ کا سُن لینا از راہِ کرامت ہے۔اور کرامت غیر اختیاری ہوتی ہے۔خواجہ صاحب کے ہم ذہن اور ہم مسلک عبیدالرحمٰن محمدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے بطورِ معجزہ یا کرامت حیوانات وجمادات کی تسبیح بتادے یا سُنادے مگر یہ چیز اُن کے اختیار میں ہرگز نہیں ہوتی'' (تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ:۹۴)

جب کرامت غیر اختیاری شیٔ ہے یعنی یہ ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی کہ جب چاہے از خود اسے ظاہر کردے تو خواجہ صاحب کا یہ کہنا کہ ''فوت ہوجانے والوں کا کلام ہمیں سنادو'' بے جا مطالبہ ہے۔

اسی طرح یہ اعتراض بھی بے جا ہے کہ زیارت کرنے والے اب روضہ نبوی سے ''**وَعَلَیْکَ السَّلَامُ**'' کی آوز کیوں نہیں سُن پاتے...کیونکہ جو کرامت کسی وقت ظاہر ہو لازمی نہیں کہ وہ ہر وقت یا بار

بار ظاہر ہو اور جو کرامت کسی ولی سے صادر ہو ضروری نہیں کہ دوسرے ولی سے اس کا صدور ہو۔ یہ تو اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ جب چاہے، جس ولی سے چاہے اور جس طرح کی کرامت چاہے اسے ظاہر کر دے۔ اگر یہ بات تسلیم نہیں ہے تو ''کرامات اہلِ حدیث...اور...سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول'' وغیرہ کتابوں میں غیر مقلدین نے جو مزعومہ کرامات بیان کر رکھی ہیں اُن کرامتوں کا صدور بعد کے بزرگوں سے ظاہر کرا دیں۔

(۳)......غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ مُردوں کے منجملہ افعال میں بولنا بھی ہے۔

چنانچہ مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مُردے کا یہ بولنا صحیح حدیث سے ثابت ہے اس لیے اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے''

(شرح ریاض الصالحین ۲/۶۶)

مگر منکرین کو کون سمجھائے؟

مولانا محمد اقبال کیلانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مُردے بولتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''مرنے کے بعد نیک آدمی کی میت اپنے اہلِ خانہ سے مخاطب ہو کر کہتی ہے: **قَدِّمُوْنِیْ، قَدِّمُوْنِیْ**، مجھے جلدی لے چلو، مجھے جلدی لے چلو...بخاری، ابوداود وغیرہ'' (ماہنامہ البرہان کراچی، جولائی ۲۰۰۲ء صفحہ ۲۸)

مولانا کیلانی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''کتاب وسنت کے مذکورہ دلائل سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ برزخ کی زندگی ایک مکمل زندگی ہے جس میں مُردہ کھاتا پیتا بھی ہے، سنتا بولتا بھی ہے، دیکھتا اور پہچانتا بھی ہے، سوچتا اور سمجھتا بھی، راحت اور سرُور بھی محسوس کرتا ہے'' (حوالہ مذکورہ صفحہ ۲۹)

امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''امام جعفر صادق سے مروی ہے کہ مُردے عالمِ برزخ میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں باتیں کرتے ہیں کھاتے اور پیتے ہیں خوشی کرتے ہیں غرض موت کیا ہے اس قالب کو چھوڑ دینا اور دوسرا قالب لینا اور وہ قالب اس سے زیادہ لطیف اور عمدہ ہے''

(رفع العجاجة عن سنن ابن ماجه ۱/۲۱۷)

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کہتے ہیں کہ مُردے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(دلیل الطالب: ۸۴۰)

باقی رہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب دینے کا ثبوت، اس کے تو بہت سے غیر مقلدین قائل ہیں مثلاً:

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ہر سلام بھیجنے والے کو جواب دیتے ہیں'' (شرح ریاض الصالحین ۳۱۶/۲)

مزید دیکھیے اعتراض نمبر: ۹۷ کا جواب۔

(۴)...... یہ تو فوت شدہ لوگوں کے بولنے کی بات تھی۔ اب اگلا جزء بھی ملاحظہ ہو جس پر خواجہ صاحب کو خاص کر اعتراض ہے اور وہ ہے زندہ کا فوت شدہ کے کلام کو سُن لینا۔

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''بزرگوں کی قبور سے فیوض اور برکات ہوتے ہیں اور بعضی قبروں سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز سنائی دی ہے جیسے ابنِ مندہ نے طلحہ بن عبید اللہ سے نکالا'' (رفع العجاجہ ۲۲۳/۱)

ہمیں بتایا جائے کہ خواجہ صاحب نے وحید الزمان صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں مُردوں کا بولنا سنا دو تب مان لیں گے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ وحید الزمان صاحب نے مُردوں کا بولنا سُن کے مانا تھا یا ایمان بالغیب لائے تھے؟

وحید الزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر آسمانوں کے اوپر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی'' (حوالہ مذکورہ)

اس ملاقات میں سیدنا موسی علیہ السلام بولے تھے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گفتگو کو سُنا بھی تھا؟

وحید الزمان صاحب یہ بھی لکھتے ہیں:

''حضرت نظام الدین اولیاء اللہ نے اپنی والدہ کی قبر پر جا کر کہا اماں اسی وقت پروردگار کی بارگاہ میں جاؤ اور اس خلجی سلطان کا علاج کراؤ جس نے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ یہ واقعہ عصر کے وقت ہوا اور اسی روز مغرب کے بعد سلطان مارا گیا'' (لغات الحدیث ۵۴/۱:ج)

وحید الزمان صاحب مُردوں کے بولنے سے بڑھ کر حاجت روائی کی بات کر رہے ہیں کہ وہ

دنیا والوں کی حاجت روائی بھی کر سکتے ہیں۔

غیر مقلدین کی کتاب میں کسی بزرگ کے حالات میں لکھا ہے:

''جب کبھی آپ چادر اوڑھ کے بیٹھ جاتے فی الفور آپ کو مراقبہ کھل جاتا انبیاء، اولیاء کی زیارت ہوتی، ان سے گفتگو ہوتی، ان سے حل مطالب فرماتے''

(تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۶۳ مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ کراچی)

اسی کتاب میں درج ذیل واقعہ بھی ہے۔

''مولانا محمد فصیح صاحب کے والد ماجد کی قبر پر مراقبہ کیا آپ کو ان کی زیارت ہوئی بہت خوش پایا۔ انہوں نے فرمایا کہ محمد فصیح سے کہہ دو کہ فلاں کتاب جس کی تلاش میں وہ بہت روزوں سے پریشان ہیں وہ کتاب مکان میں فلاں جگہ رکھی ہوئی ہے'' (حوالہ مذکورہ)

اس عبارت میں یہ تاثر موجود ہے کہ مُردہ نے کلام بھی سنا اور گم شدہ کتاب کی نشاندہی بھی کردی۔ یہ عقدہ غیر مقلدین حل کریں کہ مُردہ نے گونگوں کی طرح اشارہ سے گم شدہ کتاب کی نشاندہی کی تھی، دل میں القاء کیا تھا، یا بول کر بتایا تھا؟ اگر بول کر بتایا ہے تو مُردہ کا بولنا اور غیر مقلدین کا اس کلام کو سننا ثابت ہوا۔

غیر مقلدین کی کتاب میں ہے کہ ایک بزرگ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی قبر پر گئے ان سے گفتگو کی۔ باقاعدہ انہوں نے صاحب قبر کی آواز سُنی۔ (کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹)

غیر مقلدین کی کتاب میں یہ بھی تحریر ہے کہ ان کے ''ولی کامل' حضرت العلام، مولانا'' غلام رسول صاحب کو بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور ان سے ہم کلام ہوئے۔ جیسا کہ ہماری اسی کتاب میں (اعتراض نمبر: ۳۳ کے تحت) بحوالہ سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۴۱ درج ہے۔

غیر مقلدین کی کتابوں میں یہ بھی درج ہے کہ بہت سے لوگوں کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جیسا کہ ہم نے اپنی اسی کتاب (اعتراض: ۸۶ کے جواب) میں نقل کر دیا ہے۔

خواجہ صاحب کے ہم نواؤں کو مذکورہ باتوں کے تسلیم کرنے پر ہم مجبور نہیں کرتے، البتہ ان آلِ غیر مقلدیت پر فتویٰ لگواتے ہیں کہ وہ ایسا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے بدعتی، مشرک اور قرآن وحدیث کے مخالف ہیں یا نہیں؟

اعتراض: ۹۵..زندوں کا وسیلہ غیر ثابت ہے

فضائلِ نماز صفحہ ۷۱ میں لکھا ہے:

''ہمارے قریب ہی ایک اپاہج عورت رہا کرتی تھی ہم نے دیکھا کہ وہ بالکل اچھی تندرست آ رہی ہے ۔ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کس طرح اچھی ہوگئی۔کہا میں نے اس مہمان کے طفیل سے دُعا کی تھی کہ یا اللہ اس کی برکت سے مجھے اچھا کردے میں فوراً اچھی ہوگئی'' (فضائلِ اعمال:۳۵۹)

محمد قاسم خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فرضی کہانیوں پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھنا ان [مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (ناقل)] کے نزدیک جائز ہوگا'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۵۰)

الجواب:

(۱)......کسی بزرگ خاص کر زندہ شخصیت کا وسیلہ فرضی کہانیوں سے کشید نہیں، اس کا ثبوت احادیث میں موجود ہے۔خود خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری میں مروی ہے کہ بارش کی ضرورت پڑتی تو حضرت عباسؓ بن مطلب کو ساتھ لے کر دعائے استسقاء کی جاتی۔حضرت عمرؓ فرماتے: **اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِعَمِّ نَبِیِّنَافَاسْقِنَافَیُسْقَوْنَ** ۔(عن انس بخاری صفحہ ۱۳۷) یا اللہ ہم تیرے نبی کو وسیلہ بنایا کرتے تھے تو تُو ہم پر بارش برسا دیا کرتا تھا۔اب ہم اپنے نبیؐ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں پس ہم پر بارش برسا۔چنانچہ بارش ہوجاتی'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۴۷)

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب بخاری کی مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے نیک بندوں کا وسیلہ لینا ثابت ہوا۔بنی اسرائیل بھی قحط میں اپنے پیغمبر کے اہلِ بیت کا توسل کیا کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ پانی برساتا۔اس سے یہ نہیں نکلتا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک آنحضرت کا توسل آپؐ کی وفات کے بعد منع تھا کیونکہ آپ تو اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دعا سکھائی، اس میں یوں ہے **یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَسَّلُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ** ۔اوران صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ دعا دوسروں کو سکھائی''

(تیسیر الباری شرح بخاری ۸۵/۲)

فتاویٰ علمائے حدیث میں وسیلہ کی جائز صورتوں کو بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

''اسی قبیل سے وہ روایت ہے جس کو اہلِ سنن نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے کہ: ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے لیے دعا کیجئے کہ مجھے آنکھیں بخش دے۔ آپ نے اُس کو حکم دیا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد یہ کہے کہ ''بار خدایا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی الرحمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ یا محمدؐ! یارسول اللہ! میں آپ کو وسیلہ بنا کر اپنے رب تعالیٰ کی طرف اپنی حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ اس کو پورا کرے۔ بار خدایا! آپؐ کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔''

(فتاویٰ علمائے حدیث ۵/۳۲۳ مکتبہ اصحاب الحدیث)

جب خواجہ صاحب سمیت آلِ غیر مقلدیت کو اعتراف ہے کہ زندوں کا وسیلہ حدیثِ بخاری سے ثابت ہے تو وہ اسے ''فرضی کہانیوں پر اپنے عقائد کی بنیاد رکھنا'' کیسے کہتے ہیں؟

اور یہ بھی یاد رہے کہ فضائل نماز میں مذکور ''مہمان کے طفیل دعا'' والا واقعہ نماز کی مناسبت سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مہمان نماز کے پابند تھے جیسا کہ پورا واقعہ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے وسیلہ کو ثابت نہیں کیا گیا لہٰذا خواجہ صاحب کا یہ کہنا غلط ہے کہ فرضی کہانی سے وسیلہ کا عقیدہ کشید کیا گیا ہے۔

فضائل اعمال میں ''مہمان کے طفیل دعا'' والا مذکور واقعہ زندہ کا وسیلہ ہے مگر آلِ غیر مقلدیت کے بہت سے علماء کے نزدیک تو فوت شُدہ کا وسیلہ لینا بھی جائز اور ثابت ہے۔ جیسا کہ اعتراض: ۱۳ کے جواب میں مذکور ہے۔ مزید دیکھئے!

(رفع العجاجۃ ۱/۳۹۹، ۴۰۹، ۶۸۵، ۶۲۸۔ تیسیر الباری ۵/۸، لغات الحدیث ۲/۱۲: س)

علامہ شوکانی غیر مقلد نے وسیلہ کے جواز پر مستقل کتاب ''اَلدُّرُ النَّضِيدُ'' تحریر کی ہے۔ خواجہ صاحب کے بقول اُن غیر مقلدین نے بھی فرضی کہانیوں سے یہ عقیدہ کشید کیا ہے مگر کہلواتے تو وہ اہلِ حدیث ہی تھے۔ اگر خواجہ صاحب کی بات کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ سوال اُٹھتا ہے کہ فرضی کہانیوں سے عقیدے ثابت کرنے والے اہلِ حدیث کہلوانے کے حق دار ہو سکتے ہیں؟

اعتراض:۹۶...سیدنا بلال کا قبر نبوی کے لیے سفر کرنا درست نہیں

حکایاتِ صحابہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ مذکور ہے جس میں یہ بات ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ملک شام چلے گئے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا بلال یہ کیا ظلم ہے کہ آپ ہمارے پاس نہیں آتے۔آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کا سفر کیا اور روضہ نبوی پر حاضر ہوئے۔ (فضائل اعمال)

محمد قاسم خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ اثر اگر صحیح ثابت ہو جائے تو گزارش ہے کہ حضرت بلالؓ نے تو خواب کی وجہ سے ہی سفر کیا نہ کہ کسی حدیث کی وجہ سے...نیز عرض ہے بالفرض اگر حضرت بلالؓ نے سفرِ زیارت کیا بھی ہے تو ان کا یہ عمل حدیث کے مقابلے میں حجت نہیں۔یا ہوسکتا ہے انہوں نے تعبیر ہی صحیح نہ سمجھی ہو، خواب کی تعبیر ان کی وفات ہو مگر انہوں نے زیارتِ (قبر) سمجھ لی ہو''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۵۴)

الجواب:

(۱)......سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ انہوں نے روضہ نبوی کی زیارت کے لیے سفر کیا ہے چونکہ یہ سفر خواجہ صاحب کے نزدیک ناجائز ہے اس لیے اس کی تاویل کرنے لگے ہیں۔ہم یہاں خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی درج ذیل عبارت انہی کی نذر کرتے ہیں:

''یہ تاویلیں کارتوس کی طرح لگتی ہیں مقصد یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی چھرا تو لگ ہی جائے گا لیکن یہ نشانہ پھر بھی خطا ہے'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۱۰)

خواجہ صاحب اپنی اس عبارت کا مصداق ہو کر تاویلوں کی کارتوس لیے چھرے مارنے لگ گئے ہیں مگر افسوس! کہ کوئی چھرا بھی نشانہ پر نہیں لگا۔

☆...خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ سفر خواب کی وجہ سے کیا ہے نہ کہ کسی حدیث کی وجہ سے۔

عرض ہے کہ خواب کی وجہ سے کیا ہے مگر خواب میں نہیں کیا۔ان کا یہ سفر بیداری میں ہوا اور آپ نے خود ہی فضائلِ حج صفحہ۱۰۲ سے نقل کیا ہے کہ:

''استدلال اس خواب سے نہیں بلکہ حضرت بلالؓ کے سفر سے ہے'' (آئینہ صفحہ۵۴)

اگر انہوں نے یہ سفر حدیث کی وجہ سے نہ بھی کیا ہو تو اُن کا یہ سفر کسی حدیث کے خلاف بھی تو نہیں بلکہ یہ اس حدیث کی رُو سے جائز ہے جس میں آیا ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (شفاء السقام للسبکی)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

''صحیح بات یہ ہے کہ محدثین نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے'' (درسِ بخاری ۴/۳۴۷)

☆...خواجہ صاحب یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ان جیسی حدیثوں کا سیدنا بلال کو علم کیوں نہیں ہوسکا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

''حیرت کا مقام ہے سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ اتنے بڑے عاشقِ رسول تھے انہیں پتہ ہی نہیں تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر کی زیارت کے بارے میں اتنی حدیثیں بیان فرمائی ہیں''

(آئینہ صفحہ ۵۴)

پہلی بات تو یہ ہے متعدد غیر مقلدین کے نزدیک ''عاشق'' کا لفظ غلط محبت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے قطعاً دعویٰ نہیں کیا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو وہ حدیثیں نہیں پہنچی تھیں۔ یہ دعویٰ تو آپ نے کیا ہے۔ اگر آپ کے اس دعویٰ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی ان کا اپنا عمل ہی دلیل بن سکتا ہے خصوصاً جب کہ وہ کسی حدیث کے خلاف نہیں۔

☆...خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا یہ سفر حدیث کے مقابلہ میں حجت نہیں ہے۔

عرض ہے کہ وہ کون سی حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ روضہ نبوی کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز نہیں؟ باقی رہا کسی کا **لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ** ..... سے استدلال، اول تو وہ کسی امتی کا استدلال ہے الفاظِ نبوت میں یہ مضمون بالکل نہیں کہ روضۂ نبوی کی طرف سفر نا جائز ہے اس کے برعکس روضۂ نبوی کی طرف سفر کے جواز والی بات الفاظِ نبوت سے ثابت ہے **کَمَامَرَّ**۔

اور پھر غیر مقلدین کا ایک طبقہ اس استدلال کو ماننے سے باغی ہے جیسا کہ آگے (اعتراض ۹۷: کے جواب میں) آ رہا ہے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا یہ سفر کسی بھی حدیث کے خلاف نہیں البتہ خواجہ صاحب وغیرہ کے فہم کے خلاف ضرور ہے مگر وہ اپنے فہم کو ''حدیث'' باور کرا رہے ہیں۔

☆...خواجہ صاحب کے تاویلی کارتوس کا ایک اور چھرّ املاحظہ ہو، لکھتے ہیں:

''ہوسکتا ہے انہوں نے مسجدِ نبوی کی نیت کر لی ہو۔''

عرض ہے کہ متعدد آلِ غیر مقلدیت نے لکھا ہے کہ ''ہوسکتا ہے'' کہہ دینا کافی نہیں ہوتا، جواب کے لیے صریح دلیل ہونی چاہیے۔ مثلاً مولانا داود ارشد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہاں ''ہوسکتی'' سے بات نہیں بنے گی، صریحاً دلیل پیش کیجئے'' (تحفہ حنفیہ صفحہ ۸۵)

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''اگر ''ہوسکتا ہے'' سے بات بننے لگے تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ...'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۳۷۳)

مدنی صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ''ہوسکتا ہے'' کہہ دینا کافی نہیں۔

نیز کارتوس کا یہ چھرا / یہ تاویل خواب کے مضمون کے خلاف ہے۔ کیونکہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ہمارے پاس نہیں آتے!! یوں نہیں فرمایا کہ مسجد نبوی نہیں آتے۔ لہذا خواجہ صاحب کے تاویلی کارتوس کا یہ چھرا بھی نشانہ پر نہیں لگا۔

☆...خواجہ صاحب کے تاویلی کارتوس کا ایک اور چھرّ املاحظہ فرمائیں۔

لکھتے ہیں کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے خواب کی تعبیر صحیح نہیں سمجھی۔

اس کے جواب میں ہم خواجہ صاحب کا اِقتباس پیش کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب حنفیہ کی طرف سے دیئے گئے ایک جواب کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یعنی جنہیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تھا وہ صحیح مراد کو نہ سمجھ سکے بعد میں آنے والے سمجھ گئے اور وہ بھی غالباً صرف احناف'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۱۰)

خواجہ صاحب کو اُن کا اپنا لکھا ہوا جواب ہم نذر کرتے ہیں مگر تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ۔ عرض ہے کہ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں) میں فرمایا تھا وہ (سیدنا بلال رضی اللہ عنہ) صحیح مراد کو نہ سمجھ سکے، بعد میں آنے والے سمجھ گئے اور وہ بھی غالباً غیر مقلدین جیسے زیارتِ روضہ کے لیے سفر کو ناجائز قرار دینے والے لوگ؟

قارئین کرام فیصلہ فرمائیں، خواجہ صاحب کے تاویلی کارتوس کا کوئی چھرا نشانہ پہ لگا؟

(۲)......سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ قدرے اختلاف کے ساتھ غیر مقلدین کی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔

چنانچہ مولانا داود راز صاحب غیر مقلد، امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب کی شرح بخاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، فرماتے ہیں بلال! کیا ظلم ہے تو نے ہم کو چھوڑ دیا۔ بلال نے (مدینہ آکر) حضرت فاطمہ کا پوچھا، معلوم ہوا کہ انتقال پاگئیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ،حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر گلے لگایا، خوب روئے۔ لوگوں نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کہو تو بلال اذان دیں گے۔ انہوں نے فرمائش کی، بلال اذان کے لیے کھڑے ہوئے جب **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پر پہنچے تو روتے روتے بے ہوش ہو کر گرے لوگ بھی رونے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے ایک کہرام مچ گیا'' (شرح بخاری اردو: ۵/۱۸۷)

یاد رہے کہ داود راز صاحب نے اسے نقل کر کے کسی قسم کی کوئی تردید نہیں کی۔ اس واقعہ کو ''من گھڑت'' قرار دینے والے اپنے شارحین بخاری: وحید الزمان اور داود راز کے متعلق کیا حکم سنائیں گے؟ انہیں کذاب کہیں گے؟ جب کہ وہ ''من گھڑت'' روایت بیان کرنے کو کذب بیانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ (توضیح الاحکام ۲/۳۷۹)

(۳)......روضہ نبوی کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو متعدد آلِ غیر مقلدیت جائز کہتے ہیں اور بہت سے وہ علمائے حدیث بھی جنہیں غیر مقلدین اپنا ''اہلحدیث'' کہتے ہیں۔ حوالہ جات اگلے اعتراض کے جواب میں آرہے ہیں ان شاء اللہ۔ ان لوگوں کی بابت کیا حکم ہے؟

اعتراض: ۹۷...روضہ نبوی کے لیے سفر کرنا حدیثِ نبوی کے خلاف ہے

پچھلے اعتراض میں مذکور ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے روضہ نبوی کی زیارت کے لیے سفر کیا۔

خواجہ قاسم صاحب ان کے اس عمل کو حدیثِ نبوی کے خلاف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صحیح حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ، مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَ**

مَسْجِدِیْ هٰذَا (عن ابی ھریرہ۔ بخاری مسلم) سوائے ان مسجدوں کے کہیں سفر نہ کیا جائے، مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی۔"

پھر اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے یوں لکھا:

"مقصد یہ ہے ان تین مقامات کے علاوہ کسی جگہ کو مقدس اور متبرک جان کر سفر نہیں کرنا چاہیے"

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۵۳)

الجواب:

(۱)......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مذکورہ بالا حدیث کی تشریح میں جمہور کی وکالت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جمہور کہتے ہیں کہ جب استثناء مفرغ ہو تو مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ کی جنس سے ہوتا ہے کیونکہ استثناء میں اصل اتصال ہوتا ہے نہ کہ انقطاع۔ لہٰذا جب آگے مساجد کا ذکر ہے تو مستثنیٰ منہ بھی مساجد ہوگا، مساجد کی طرف حصول فضیلت کے لیے شدِ رحال (سفر کرنا) درست نہیں مگر ان تین مساجد کی طرف۔ اب مساجد کے علاوہ دوسری چیزوں کی طرف جو شدِ رحال کیا جاتا ہے حدیث میں اس بارے میں سکوت ہے۔ لہٰذا مسکوت عنہ اشیاء کو ان کی اپنی ذات میں دیکھا جائے گا کہ مسکوت عنہ اشیاء کی طرف سفر کرنا جائز ہے یا نا جائز؟" (انعام الباری ۴/۳۴۴)

امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اور مسجدیں برابر ہیں فضیلت میں، پس سفر کرنا اور کسی مسجد کے لیے بے فائدہ تعب ہوگا اور اس کی مؤید ہے وہ روایت جو امام احمد کی مسند میں ہے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نمازی کو نہیں چاہیے کہ کسی مسجد کی طرف کجاوے باندھے (سفر کرے، ناقل) سوائے مسجد حرام اور مسجد اقصی اور میری مسجد"

(رفع العجاجة عن سنن ابنِ ماجة ۱/۷۰۱)

وحید الزمان صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ اس حدیث میں مستثنیٰ منہ مسجد کا لفظ ہے تو اِن مساجد کے علاوہ اور کسی مسجد کے لیے سفر کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور امام احمد کی ایک روایت میں مستثنیٰ منہ بہ صراحت

مذکور ہے گو اس کی اسناد متکلم فیہ ہیں۔" (لغات الحدیث ۲/۵۳:ر)

جواب کا حاصل یہ ہے کہ حدیث میں تین مساجد کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنے سے روکا گیا ہے روضہ نبوی کی زیارت سے نہیں روکا گیا۔ جن لوگوں نے اس حدیث کا مطلب یوں بیان کیا کہ اس حدیث میں روضہ نبوی کی زیارت کے لیے سفر کو ممنوع قرار دیا گیا، غیر مقلدین کا اعتراف ہے کہ ان سے غلطی ہوئی۔

چنانچہ علامہ وحید الزمان صاحب شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

"کیونکہ اور مسجدیں سب فضیلت میں برابر ہیں پھر ان میں نماز پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اور کسی مقام کا سفر نہ کیا جائے ورنہ طلبِ علم یا جہاد وغیرہ کے لیے بھی سفر کرنا منع ہوگا"

(تیسیر الباری ۲/۱۹۶)

خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

"مولانا زکریا صاحب ٹھیٹھ بریلویانہ انداز میں فرماتے ہیں: ورنہ تو پھر جہاد، طلبِ علم، ہجرت اور تجارت وغیرہ کے لیے بھی سفر نہیں کرنا چاہیے۔ فضائلِ حج صفحہ ۱۰۱"

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۵۳)

پہلی بات یہ ہے کہ بریلوی اپنے مخصوص عقائد میں غیر مقلد ہیں جیسا کہ حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے اعتراف کیا ہے۔ (علمی مقالات ۴/۴۰۶)

دوسری بات: جہاد اور طلبِ علم وغیرہ کی بات تو امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب بھی لکھ رہے ہیں کیا وہ بھی ٹھیٹھ بریلویانہ انداز اپنائے ہوئے ہیں؟

تیسری بات: یاد رہے بریلوی حضرات زیارتِ قبور کے سفر میں جو شرعی امور کی مخالفت کرتے ہیں ہمیں ان سے اس بارے میں اختلاف ہے۔ ہمارا نظریہ ہے کہ روضہ نبوی یا زیارتِ قبور کے لیے سفر شرعی طریقہ سے کرنا چاہیے۔

اب ہم **لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ** حدیث سے زیارتِ روضہ نبوی کے سفر کی ممانعت کشید کرنے والوں کی خطاء پر چند عبارات پیش کرتے ہیں۔

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"نووی نے کہا ابو محمد جوینی نے جو سوائے ان تین مسجدوں کے اور کہیں کا سفر حرام کہا تو یہ ان کی غلطی

ہے'' (رفع العجاجۃ عن سنن ابنِ ماجۃ ۱/۱۰۷)

امام نووی رحمہ اللہ وہ مایہ ناز شخصیت ہیں جنہیں غیر مقلدین کے حلقہ میں ''شیخ الاسلام'' کہا جاتا ہے۔ (کاروانِ حدیث صفحہ ۲۵۶ علامہ عبدالرشید عراقی)

علامہ وحید الزمان صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''حافظ نے کہا یہ مسئلہ ابنِ تیمیہ کے بدمزہ مسائل میں سے ہے'' (تیسیر الباری ۲/۱۹۷)

وحید الزمان صاحب ''حافظ'' کا لفظ ابنِ حجر عسقلانی کے لیے استعمال کرتے ہیں اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرار دیا ہے۔ (تیسیر الباری ۷/۱۸۱)

غیر مقلدین کے ''حجۃ الاسلام، شیخ الاسلام'' مولانا محمد گوندلوی صاحب کہتے ہیں:

''علومِ نقلیہ یعنی اسماء الرجال، تاریخ اور اصولِ حدیث کے اعتبار سے ابنِ حجر العسقلانی ؒ، امام ابنِ تیمیہ ؒ پر فوقیت رکھتے تھے''

(تذکرہ حافظ محمد گوندلوی صفحہ ۱۲۳ واللفظ لہ، چالیس علمائے حدیث صفحہ ۳۴۹، مولانا عبدالرشید عراقی)

امام غزالی رحمہ اللہ نے بھی مخالف موقف کو غلط قرار دیا ہے ان کی عبارت آگے ہم نقل کریں گے، ان شاء اللہ۔

خود علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''غایت مافی الباب یہ ہے کہ ان [حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ (ناقل)] سے اجتہاد میں غلطی ہوئی تب بھی ان کے لیے ایک اجر ہے ...کیا ان کے فضائل ایک مسئلہ اختلافی کی وجہ سے مفقود ہو جائیں گے؟ نہیں، ہرگز نہیں'' (تیسیر الباری ۲/۱۹۷)

(۲)......آلِ غیر مقلدیت کے ہاں معتمد شمار ہونے والے علماء زیارتِ قبور کے لیے سفر کو جائز قرار دیتے ہیں۔

☆...**امام غزالی رحمہ اللہ:** علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام غزالی نے احیاء میں کہا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث کی رُو سے منع کیا ہے علماء اور صالحین کی قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو، اور ہم کہتے ہیں کہ یہ سفر جائز ہے اس حدیث کے اطلاق سے کہ **كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا:** [میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا، اب زیارت کرلیا کرو، (ترجمہ از ناقل)] اور یہ لوگ منع کرتے ہیں انبیاء کی قبروں کی زیارت کے لیے

سفر کرنے سے بھی جیسے حضرت ابراہیم یا حضرت موسیٰ یا حضرت یحییٰ علیہم السلام کی قبر کی زیارت کرنے کے لیے۔ اگر اس کو منع کرتے ہیں تو یہ محال ہے اور جو جائز رکھتے ہیں تو پھر انبیاء پر دوسرے صلحاء اور علماء کا بھی قیاس ممکن ہے حدیث سے اور کسی مسجد کی طرف سوائے ان تین مسجدوں کے سفر کرنے کی ممانعت مقصود ہے کیونکہ اور سب مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں پھر سفر کرنے سے غرض ہی کیا ہے۔ برخلاف اولیاء اور انبیاء اور صلحاء کی مزارات کے کہ ہر ایک مزار میں جُدا جُدا فیوض اور برکات ہیں اور ہر ایک دوسرے سے فائق اور افضل ہے''

(رفع العجاجۃ ۱/۱۰۷)

غزالی کو غیر مقلدین ''حجۃ الاسلام'' کہتے ہیں۔ (تاریخ اہلِ حدیث سیالکوٹی صفحہ ۱۳۹)

☆...**امام نووی رحمہ اللہ:** اوپر علامہ وحید الزمان صاحب کے حوالہ سے مذکور ہوا کہ انہوں نے مخالف موقف کو غلط کہا ہے۔

☆...**حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ:** علامہ وحید الزمان کی زبانی اوپر مذکور ہوا کہ وہ مخالف موقف کو ''بدمزہ'' مسئلہ قرار دیتے ہیں۔ حافظ صاحب کی کتاب ''فتح الباری'' کا حوالہ آگے آرہا ہے، ان شاء اللہ۔

حافظ ابنِ حجر کو غیر مقلدین کی طرف سے ''غیر مقلد'' کہا گیا ہے۔ (اوکاڑوی تعاقب ۵۴)

☆...**علامہ سیوطی رحمہ اللہ:** علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''امام الحرمین اور نووی اور سبکی اور حافظ ابنِ حجر اور سیوطی اور غزالی اور بہت سے علمائے دین کا قدیماً او رحدیثاً یہ مذہب ہے کہ اولیاء اللہ اور صلحاء اور انبیاء کی قبور کی زیارت کے لیے سفر کرنا درست ہے''

(رفع العجاجۃ ۱/۱۰۷)

غیر مقلدین کے نزدیک سیوطی صاحب ''غیر مقلد'' ہیں۔ (توضیح الاحکام ۲۵۰/۳، زبیر علی زئی)

☆...**علامہ کرمانی رحمہ اللہ:** علامہ وحید الزمان صاحب **لَا تَشُدُّوا الرِّحَالَ** کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''کرمانی نے کہا: مُراد یہ ہے کہ اور کسی مسجد کے لیے سفر نہ کیا جائے کیونکہ اِن تین مسجدوں کے علاوہ اور مسجدیں سب فضیلت میں برابر ہیں، تو ان میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرنا ایک بے فائدہ زحمت اور تضیعِ مال اور وقت ہے۔ اس صورت میں کسی نیک وصالح شخص کی زیارت کے لیے خواہ زندہ ہو یا

مُردہ سفر کرنا منع نہ ہوگا جیسے طلبِ علم یا تجارت یا سیر و سیاحت اور تفریح کے لیے سفر کرنا جائز ہے"
(لغات الحدیث ۲/۵۳: ر)

☆...**علمائے اسلاف رحمہم اللہ:** علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"وَكَثِيْرٌمِّنْ عُلَمَاءِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ جَوَّزُوْاالسَّفَرَ لِزِيَارِةِ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ .

علمائے اسلاف اور بعد میں آنے والے علماء کی ایک کثیر تعداد نے انبیاء اور صلحاء کی قبور کی زیارت کو جائز قرار دیا ہے۔(ھدیۃ المھدی ۱/۳۱)

یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ سلف صالحین اہلِ حدیث تھے اور انہی کی طرف منسوب ہو کر ہم سلفی کہلواتے ہیں۔

☆...**جمہور علماء کرام:** علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"جمہور علماء یہ کہتے ہیں کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرنا درست نہیں کیونکہ اور سب مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں۔امام غزالیؒ اور سیوطیؒ اور قسطلانیؒ اور سبکیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اسی کو ترجیح دی ہے"

(لغات الحدیث ۳/۹۲: ع)

☆...**جمہور اہل حدیث:** علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"انبیاءِ کرامؑ کا اور اسی طرح اولیاء اور شہداءؒ کا بھی حکم مثل زندوں کے ہے پس ان کی قبر کی زیارت کے لیے بھی سفر کرنا جائز ہوگا۔اور یہی قول امام تقی الدین سبکی اور غزالی اور حافظ ابنِ حجر اور امام الحرمین اور سیوطی اور سخاوی اور اکثر اہلِ حدیث کا ہے۔" (لغات الحدیث ۲/۵۴: ر)

☆...**حفاظِ حدیث:** علامہ وحید الزمان صاحب مذکورہ عبارت کے متصل بعد لکھتے ہیں:

"بالجملہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے۔بڑا جاہل ہے وہ شخص جو اِن مقاصد کے لیے سفر کرنے والے کو بر بنائے تشدّد و عدمِ رواداری فاسق یا فاجر سمجھے اور اجہل ہے وہ شخص جس نے اِس لیے سفر کرنے والے کو مشرک قرار دیا ہے۔معاذ اللہ! گویا اُس نے اکثر علمائے امتِ محمدیہ اور حفاظ حدیث کو مشرک اور کافر بتایا۔**لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ**" (لغات الحدیث ۲/۵۴: ر)

☆...**علمائے اہلِ سنت:** علامہ وحید الزمان صاحب زیاتِ قبور کے لیے سفر کرنے کی بابت لکھتے ہیں:

''مجمع البحرین میں ہے **لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ** ،اس میں مستثنیٰ منہ مسجد ہے یعنی ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر نہ کیا جائے کیونکہ وہ سب فضیلت میں برابر ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی زندہ ولی یا صالح شخص یا مُردہ ولی کی قبر کی زیارت کے لیے یا طلبِ علم یا تجارت کے لیے بھی سفر کرنا منع ہے۔میں [وحید الزمان (ناقل)] کہتا ہوں علمائے اہلِ سنت میں سے ایک جماعتِ کثیر اس کے جواز کی طرف گئی ہے اور حدیث کو مساجد سے خاص کیا ہے۔''

(لغات الحدیث۲/۳۶:ش)

(۳)......بہت سے غیر مقلدین تین مساجد کے علاوہ کے لیے شدرحال یعنی سفر کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

☆...وحید الزمان صاحب ''**لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ**'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کسی مقام کا سفر نہ کیا جائے ورنہ طلب علم یا جہاد وغیرہ کے لیے بھی سفر کرنا منع ہوگا اکثر اہل حدیث اور اہلِ علم کا یہی قول ہے لیکن ہمارے اصحاب میں سے ابنِ تیمیہ کا یہ قول ہے کہ اور کسی مقام کا سفر کرنا بقصدِ تحصیلِ ثواب ممنوع ہے'' (تیسیر الباری۲/۱۹۶)

علامہ وحید الزمان صاحب کے بقول اکثر اہل حدیث کے نزدیک زیارتِ قبور وغیرہ کے لیے سفر کرنا درست وجائز ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''**فَاِنَّ مَسْئَلَةَ شَدِّ الرِّحَالِ اِلٰی غَیْرِ الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ مُخْتَلَفٌ فِیْهِ مِنْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ حَتّٰی سَافَرَ اَبُوْهُرَیْرَةَ لِزِیَارَةِ الطُّوْرِ۔**

تین مساجد کے علاوہ کی طرف سفر کرنے کا مسئلہ صحابہ وتابعین کے زمانہ سے اختلافی چلا آرہا ہے حتی کہ ابوھریرہ (رضی اللہ عنہ) نے طور پہاڑ کی زیارت کے لیے سفر کیا''(ھدیۃ المھدی ۱/۳۱)

وحید الزمان صاحب بزعمِ خود فقہ نبوی کا مسئلہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''**وَفِیْهَا مَوَاضِعُ اُخْرٰی یَزُوْرُهَا النَّاسُ كَغَارِ ثَوْرٍ وَّغَارِ جَبَلِ نُوْرٍ وَّمَسْجِدِ الرَّايَةِ وَمَسْجِدِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّمَسْجِدِ الْجِنِّ وَمَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَمَسْجِدِ الْكَبْشِ وَمَسْجِدِ التَّنْعِیْمِ...فَاِنْ زَارَهَا النَّاسُ فَلَا بَأْسَ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ زِیَارَتُهَا سُنَّةً وَّ لَا فَرْضًا وَمَنَعَ عَنْهَا شَیْخُ الْاِسْلَامِ وَقَالَ اِنَّهَا بِدْعَةٌ .**

اس (مکہ) میں کئی مقامات ہیں جن کی لوگ زیارت کرتے ہیں جیسے غارِ ثور، جبلِ نور، مسجد رایہ، مسجد ابوبکر، مسجد جن، مسجد شجرہ، مسجد کبش اور مسجد تنعیم ...پس کوئی شخص ان کی زیارت کرے تو کوئی حرج نہیں اگر چہ ان کی زیارت نہ سنت ہے اور نہ ہی فرض اور شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے اس سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بدعت ہے۔'' (نزل الابرار من فقہ النبی المختار ۱/۲۸۶)

وحید الزمان صاحب زیاتِ قبور کے لیے سفر کرنے کی بابت لکھتے ہیں:

''اکثر علمائے اہلِ حدیث اس کو جائز بتاتے ہیں۔'' (لغات الحدیث ۲/۴۰: ز)

مولانا عبدالجبار عمرپوری صاحب غیر مقلد ''فتح الباری'' سے نقل کرتے ہیں:

''بعض علماء کو اس سے شبہ پیدا ہوا، انہوں نے زیارت کے لیے کسی مقام کی طرف سوا ان تین مسجدوں کے سفر کرنا درست نہیں قرار دیا، یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ استثنا مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہونا چاہیے۔ پس حدیث کے یہ معنیٰ ہوئے کہ کسی مسجد یا مکان کی طرف خاص اس کی ذات کے لیے سفر کرنا سوا ان تین مسجدوں کے جائز نہیں۔ زیارت یا طلبِ علم کے لیے کسی مقام کی طرف سفر کرنا خاص اس مکان کی ذات کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اس مکان میں جو موجود ہوتا ہے (علم والا یا قابلِ زیارت) اس کے لیے ہوتا ہے۔'' (ارشاد السائلین الی المسائل الثلاثین صفحہ ۳۳)

عمرپوری صاحب مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد اپنا نظریہ لکھتے ہیں:

''پس معلوم ہوا کہ کسی رشتہ دار یا دوست وغیرہ کی تعزیت وعبادت کے لیے سفر کرنا ممنوع نہیں بلکہ فعل محمود اور موجبِ ثواب ہے اگر یہ شبہ گزرے کہ اس سفر کے مشروع قرار دینے سے یہ خرابی لازم ہوگی کہ لوگ کثرت سے زیارتِ قبور کے لیے سفر کریں گے اور افعال شرکیہ بجالائیں گے تو جواب اس کا یہ ہے کہ اس قسم کے اشخاص ہر زمانہ میں بکثرت پائے گئے ...بغیر سفر کے زیارتِ قبور میں لوگ افعالِ شرکیہ کرتے ہیں یہی کیفیت سفر کی ہے۔'' (ارشاد السائلین الی المسائل الثلاثین: ۳۴)

غیر مقلدین کی کتابوں میں بہت سے ایسے افراد کا ذکر ہے جن کی میت کو سفر کرایا گیا مثلاً

مولانا عبدالرشید عراقی غیر مقلد، مولانا عبدالسلام مبارک پوری کے حالات میں لکھتے ہیں:

''نعش (دہلی سے) مبارک پور لے جائی گئی اپنے آبائی قبرستان میں سپردخاک کیے گئے''

(چالیس علمائے اہل حدیث صفحہ ۱۱۴)

مولانا ابوبکر غزنوی صاحب غیر مقلد کی وفات لندن میں ہوئی اور میت کو پاکستان لایا گیا۔

(قافلہ حدیث صفحہ ۱۵۲، مولانا محمد اسحاق بھٹی)

مولانا عبدالجلیل بلگرامی کی میت کو دہلی سے بلگرام لے جایا گیا۔ مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد اُن کے حالات میں لکھتے ہیں:

''تابوت کو دہلی سے بلگرام لے جانے میں چودہ دن لگے'' (تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۴۵۲)

غیر مقلدین نے جو میت کو دوسرے شہروں میں لے جانے کے لیے سفر کیے ہیں یہ **لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ** حدیث کے خلاف ہے یا نہیں؟

مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ جب حضرت ضیاء معصوم صاحب، مرشد امیر حبیب اللہ شاہ کامل، پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں سرہند جانے کے لیے قاضی جی کو اپنے ساتھ لے لیا۔ حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانیؒ مراقبہ کے لیے بیٹھے...''

(کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹)

غیر مقلدین نے پیر کی بیعت اور اس سے روحانی فیض پانے کے لیے سفر کیے مثلاً رفیع الدین شکرانوی کے متعلق لکھا ہے:

''مولانا شکرانوی نے امرتسر کی طرف شدرحال کیا جہاں حضرت عارف باللہ سید عبداللہ غزنوی کی صحبت مبارکہ روحانی فیوض و برکات کے حوالے سے اصحاب خلوص کے لیے بڑی کشش رکھتی تھی''

(اصحاب علم و فضل صفحہ ۴۷ تنزیل صدیقی)

مولانا عبدالرحمٰن لکھوی صاحب کے متعلق لکھا ہے:

''کسی پیرِ طریقت کی تلاش تھی ۲۲ سال کے تھے کہ غزنی پہنچے اور حضرت عبداللہ صاحب کی بیعت کی''

(حاشیہ کرامات اہل حدیث صفحہ ۸)

مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

''ان امراضِ روحانی کے علاج اور اُن کے مہلک اثرات سے گلوخلاصی کی خاطر یہ فقیر کسی حاذق طبیب اور پیرِ کامل کی تلاش میں دربدر کو بکو تلاش کے لیے سرگرداں تھا۔ اسی تلاش و جستجو کے سلسلے میں ذی الحجہ کی سولہ کو اپنے گھر سے نکل پڑا۔ اور دُور دراز کے سفر طے کرنے کے بعد قسمت نے یاوری کی اور اللہ کریم کی عطا کردہ توفیق کی رہنمائی میں نہایت مبارک وقت اور خوش نصیب گھڑی ماہِ صفر کے تین تاریخ ۱۲۶۴ ہجری ایک کامل معالج اور طبیبِ حاذق کے دربار میں حاضری کی سعادت نصیب

ہوئی جس کی ذاتِ گرامی مسیحا صفت تھی‘‘

(خوارق صفحہ ۱۳مطبوعہ صاحبزادہ بک فاؤنڈیشن کوٹھہ ضلع صوابی)

مساجدِ ثلاثہ کے علاوہ دیگر اسفار کو ناجائز قرار دینے والے غیر مقلدین پیر کی بیعت یا روحانی فیض کے حصول کی غرض سے کیے گئے ان سفروں کو جائز سفروں میں شامل کرتے ہیں یا ناجائز؟

(۴)......اوپر مذکور ہوا کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا روضہ نبوی کی زیارت کے لیے سفر کرنا بخاری و مسلم کی حدیث کی خلاف نہیں ہاں یہ بات ایک حقیقت ہے کہ غیر مقلدین بخاری و مسلم میں مذکور کئی حدیثوں کی مخالفت کرتے ہیں مثلاً نکاح محرم کے جواز والی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالتِ احرام میں نکاح کیا تھا۔ (بخاری ۱/۲۴۸، ۲/۷۶۶)

مگر غیر مقلدین کہتے ہیں کہ حالتِ احرام میں نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

نیز غیر مقلدین کا طرزِ عمل ہے کہ وہ بخاری و مسلم کی حدیثوں کو ضعیف قرار دے کر جان چھڑا لیتے ہیں جیسا کہ ناصر الدین البانی کیا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ صفحہ ۱۱۹، مقالات شاغف صفحہ ۲۶۶،)

مزید تفصیل بندہ کے رسالہ ’’غیر مقلدین کی بخاری و مسلم پر جرح‘‘ میں درج ہے، والحمدللہ۔

اعتراض: ۹۸...کیا مجذوب عالم الغیب تھے؟

محمد قاسم خواجہ صاحب ’’علمِ غیب‘‘ کا مرکزی عنوان قائم کر کے فضائل درود کی عبارت نقل کرتے ہیں:

’’ایک خوشنویس روزانہ کتابت شروع کرنے سے پہلے ایک بیاض پر درود شریف لکھ لیا کرتے تھے۔ انتقال کے وقت خوف زدہ تھے کہ ایک مجذوب آنکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں۔ (فضائل درود صفحہ ۹۵)

خواجہ صاحب نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا:

’’معلوم ہوا یہ پاگل بھی خاصہ کے چیز ہوتے ہیں ان کی نگاہ بہت دُور تک ہوتی ہے یہ بتلا دیتے ہیں کہ کسی کا (اللہ کے ہاں نہیں) سرکار کے ہاں کیا نتیجہ تیار ہو رہا ہے‘‘

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۶۷)

اس مقام پر خواجہ صاحب اپنے قارئین کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ تبلیغی جماعت والے

مجذوبوں کو معاذ اللہ ''عالم الغیب'' مانتے ہیں یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قرآن کی آیت بھی نقل کی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''عالم الغیب'' نہ تھے۔

الجواب:

(۱)......آلِ غیر مقلدیت کو اعتراف ہے کہ علمائے دیوبند ''عالم الغیب'' صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ چنانچہ مولانا داود راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی غیب دان کہنا کفر ہے جیسا کہ علمائے احناف نے صراحت کے ساتھ لکھا ہے'' (شرح بخاری مترجم ۱۰۶/۵)

راز صاحب اسی کتاب میں مزید لکھتے ہیں:

''کتبِ فقہ میں صاف لکھا ہوا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان جان کر کسی امر پر گواہ بنائے تو اس کی یہ حرکت اسے کفر تک پہنچا دیتی ہے'' (صفحہ ۱۰۸)

اس کے ساتھ یہ بھی جانیے کہ علمائے دیوبند حنفی ہیں۔ فتاویٰ علمائے حدیث میں لکھا ہے:

''دیوبندی دراصل امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں یہ کوئی الگ اور نیا مسلک نہیں ہے'' (۲۴۴/۲)

غیر مقلدین کے ہاں ''وکیل اہلِ حدیث'' کا لقب پانے والے مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''بے تعصب حنفیوں علمائے دیوبند'' (اشاعۃ السنۃ ۳۵۸/۲۳)

حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے تقریر بخاری باب ''**لَا تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّ لَا لِحَيَاتِهٖ**'' میں خود ہی فرمایا:

''اس حدیث سے ایک دوسرا عقیدہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے۔'' (تقریر البخاری ۱۸/۴ مکتبہ بیت العلم لاہور)

(۲)......فضائل درود میں مذکور مجذوب کا واقعہ کشف و کرامت سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ولی پر کسی جزوی شئ کو ''منکشف'' کر دے اسے کرامت کہتے ہیں علمِ غیب نہیں قرار دیتے۔

مولانا داود راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اللہ جب چاہے کسی بندے کو کچھ آگے کی باتیں بتلا دیتا ہے مگر یہ غیب دانی نہیں ہے'' (شرح بخاری ۱۰۶/۵)

لہٰذا خواجہ صاحب جیسے لوگوں کا کسی کرامت یا کشف کو ''علمِ غیب'' کا نام دے کر اعتراض کرنا غلط ہے۔

یہاں امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب کی بھی سُن لیں، لکھتے ہیں:

''اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو غیب کی کوئی بات کسی نبی یا ولی کو بتلا دیتا ہے مگر بن اللہ کے بتلائے اُن کو ذاتی طور سے غیب کا علم نہیں ہے'' (لغات الحدیث ۱۳۳/۳:ف)

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا اقتباس بھی پڑھ لیں:

''اللہ رب العزت جب چاہتا ہے اپنے کسی بندے پر کوئی حقیقت منکشف کر دیتا ہے۔''

(قافلہ حدیث صفحہ ۴۸)

(۳)......غیر مقلدین نے بھی اپنی کتابوں میں مجذوبوں کے ''مکاشفات'' لکھے ہوئے ہیں مثلاً مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب، مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھتے ہیں:

''مولانا کے ایک شاگرد اور مرید مولوی علاء الدین کا بیان ہے کہ ایک دن وہ مولانا کے ساتھ موضع ہیراں والا جا رہے تھے مولانا گھوڑی پر سوار تھے راستہ میں سطح زمین سے قدرے اونچا ایک مقام آیا تو آپ گھوڑی سے اتر پڑے اور فرمایا ''علاء الدین یہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی خوشبو آ رہی ہے، تم گھوڑی پکڑ لو' انہوں نے حسبِ ارشاد گھوڑی کی لگام پکڑی۔ آپؒ نے وضو کیا اور جوتے اتار کر اِدھر اُدھر گھومنے لگے جیسے کوئی خاص جگہ تلاش کر رہے ہوں، بالآخر ایک جگہ پر بیٹھ گئے، دو پہر تک وہاں بیٹھے رہے دستار مبارک سر سے گر گئی تھی اور انہیں اپنے آپ کا کچھ پتہ نہ تھا مولوی علاء الدین تعجب و تحیر کے عالم میں کھڑے ان کی حرکات و سکنات دیکھ رہے تھے مولانا ظہر کے اول وقت وہاں سے اُٹھے اور نماز ادا کی۔ پھر فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ میری قبر یہاں ہو' (فقہاء پاک و ہند ۸۹/۳)

یہی واقعہ لفظی اختلاف کے ساتھ سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۰۵، دوسرا نسخہ ۱۰۹ پر بھی موجود ہے۔

بھٹی صاحب مذکورہ واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''مولانا غلام رسول کو جس مقام سے صحابہ کی خوشبو آئی، وہاں کوئی صحابی مدفون ہو، ہمارے لیے اگرچہ اس معاملے میں کوئی قطعی رائے قائم کرنا مشکل ہے تاہم اس سے انکار نہیں کہ اولیاء و اتقیاء کا معاملہ

عام لوگوں سے بہت مختلف ہوتا ہے اوران کے قلب وروح کی قوتِ حاسہ اس درجے تیز ہوتی ہے کہ اس کی مدد سے وہ ایسے آثار تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں جہاں ہم ظاہر بینوں کی رسائی نہیں ہوسکتی'' (فقہائے پاک وہند ۳/ ۹۰)

اس واقعہ میں یہ صراحت ہے کہ مولانا غلام رسول صاحب جذب کے عالم میں تھے انہیں اپنے آپ کا بھی ہوش نہ تھا پھر بھی انہیں بغیر کسی ظاہری ذریعہ کے قبر اور صاحبِ قبر کی شناخت ہوگئی۔اور بھٹی صاحب انہیں ولی قرار دے کر تیز درجہ کی قوتِ حاسہ ان کے لیے مان رہے ہیں۔یعنی ان کے نزدیک ''مجذوب'' تیز قوتِ حاسہ والی شخصیت ہے جسے خواجہ صاحب نے ''مجذوب کی نگاہ دُور تک ہوتی ہے'' الفاظ سے تعبیر یا طعن کیا ہے۔

مجذوبوں کے مزید واقعات اگلے اعتراض: ۹۹ کے جواب میں مذکور ہوں گے ان شاء اللہ۔

(۴) زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کشف: مکاشفہ کو کہتے ہیں جس میں جنت، دوزخ، ملائکہ اور عالم غیر متناہی کی باتیں مکشوف ہوجاتی ہیں دیکھئے کشاف اصطلاحات الفنون (ج ۲ ص ۱۲۵۴) عرفِ عام میں کشف اور الہام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔صحیح بخاری (۳۴۶۹) میں ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلی امتوں میں ایسے لوگ گزرے ہیں جنہیں کشف والہام ہوتا تھا اور بے شک اگر اس امت (مسلمہ) میں اُن میں سے کوئی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے''

(توضیح الاحکام ۱/ ۸۷)

علی زئی صاحب اس سے اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ کہ کشف بھی غیب دانی کا ایک نام ہے'' (حوالہ مذکورہ)

علی زئی صاحب کے نزدیک کشف ''غیب دانی'' کا دوسرا نام ہے اور یہ بھی مانتے ہیں کہ پچھلی امتوں کے لوگ کشف والے تھے نتیجہ یہی نکلے گا کہ ان کے نزدیک پچھلی امتوں کے صاحبِ کشف لوگ ''غیب دان'' تھے۔

خواجہ صاحب کے ہم ذہن بلکہ سارے آلِ غیر مقلدیت کو علی زئی صاحب کے بارے میں کوئی حکم صادر کرنا چاہیے جو پچھلی امت کے افراد کو 'غیب دان' مان رہے ہیں۔

تنبیہ: علی زئی صاحب کی ذکر کردہ حدیث کا صحیح ترجمہ اس طرح ہے:

''بے شک اگر اس امت (مسلمہ) میں اُن میں سے کوئی ہے تو عمر بن خطاب ہے''

(۵)......غیر مقلدین نے جو اپنے بزرگوں کی بزعمِ خود ''کرامات'' درج کی ہوئی ہیں ان میں درج ذیل باتیں پڑھنے میں آئی ہیں۔

☆...بزرگوں کو آئندہ ہونے والے واقعات کا پہلے سے علم ہو گیا۔

(تذکرہ صادق پور صفحہ ۵۹، ۳۵۸ مکتبہ اہل ٹرسٹ کراچی، کرامات اہلِ حدیث صفحہ ۱۲ وغیرہ)

☆...بزرگوں کو موت کے قریب یا دُور ہونے کا علم ہو گیا۔

(تاریخ اہلِ حدیث سیالکوٹی صفحہ ۴۴۹، کرامات اہلِ حدیث صفحہ ۲۲، سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۴۲، صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۳۹۶)

☆...بزرگوں کو بغیر کسی ظاہری اطلاع کے کسی کے مرنے کی اطلاع ہوگئی۔ (تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۳۵۸، کرامات اہلحدیث صفحہ ۲۸، سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۷۰)

☆...بزرگوں کو جنتی جنت میں نظر آیا۔ (کرامات اہل حدیث صفحہ ۲۸)

☆...بزرگوں کو حمل کا علم ہو گیا لڑکی پیدا ہوگی یا لڑکا؟

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول: ۸۷، فقہائے پاک و ہند: ۴۷، کرامات اہل حدیث: ۱۳)

بندہ کے پیشِ نظر یہاں اگرچہ اختصار ہے مگر ایک واقعہ لفظ بہ لفظ نقل کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔ ''سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول'' میں میاں محمد یوسف نامی شخص کی درج ذیل کرامت لکھی ہوئی ہے:

''میاں محمد یوسف صاحب نے ایک روز مولوی رحیم بخش صاحب کی پشت پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: بھائی رحیم بخش! میں نے آپ کو اپنا تمام فیض عطاء کیا اور میرے فیض کا نمونہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام غلام رسول رکھنا سرچشمۂ ہدایت ہوگا، اس سے لوگوں کو بہت فیض ہوگا عالم باعمل، صوفی باکمال ہوگا، متبع سید الانام ہوگا، مقتدائے خلقت ہوگا اور خلق خدا تا قیامت ثنا گو رہے گی''

(سوانح صفحہ ۲۶)

حمل کے مذکر یا مؤنث کی بات جہاں رہی، اِدھر تو آئندہ ہونے والے بچے کے مستقبل کے حیرت انگیز کارنامے اور فضائل بیان کر دیئے گئے ہیں۔

☆...بزرگوں کو دلوں کا راز معلوم ہو گیا۔

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۶۰، ۱۱۳، کرامات اہلحدیث صفحہ ۲۲، ۲۸) وغیرہ۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی طرح کی ''مُغیبات یعنی غیبی باتیں'' غیر مقلدین نے بیان کر رکھی ہیں۔

خواجہ صاحب جیسا ذہن رکھنے والے غیر مقلدین سے سوال ہے جو فضائل درود وغیرہ میں مذکور کسی کرامت یا کشف کو ''علمِ غیب'' کہتے ہیں وہ اپنے بزرگوں کی مذکورہ بالا مزعومہ کرامات کے متعلق کیا فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔

(۶)......امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہارون رشید نے چیتوں کو ایک جانور پر چھوڑا وہ اس کے پیچھے لگے یہاں تک وہ جانور اس جگہ پہنچ گیا جہاں حضرت علیؓ کی قبر شریف تھی تو چیتے تھم گئے اور اس جانور کو پکڑ نہ سکے۔ رشید نے اس پر تعجب کیا تب ایک شخص حیرہ والوں میں سے آیا اور رشید کو بتلایا کہ یہاں اُس کے چچازاد بھائی حضرت علیؓ کی قبر ہے'' (لغات الحدیث ۱۲۶/۳: ف)

یہاں بھی خواجہ صاحب جیسا ذہن رکھنے والا تبصرہ کرے گا کہ چیتے ''عالم الغیب'' تھے تب ہی تو انہیں حضرت علیؓ کی قبر کا علم ہوا اور اس قبر کے احترام کا بھی پتہ چل گیا اور اسی احترام میں تھم گئے۔

اعتراض:۹۹...فضائلِ درود میں پاگل کی حکایت ہے

پچھلے اعتراض: ۹۸ کے تحت فضائل درود سے نقل شدہ ایک مجذوب کی حکایت مذکور ہے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے محمد قاسم خواجہ صاحب نے لکھا:

''معلوم ہوا یہ پاگل بھی خاصے کی چیز ہوتے ہیں ان کی نگاہ بہت دُور تک ہوتی ہے''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۶۷)

الجواب:

(۱)......فضائلِ درود میں مذکور حکایت پاگل کی نہیں، مجذوب کا واقعہ ہے اور مجذوب آلِ غیر مقلدیت کے اعتراف کے مطابق ولی اللہ ہوتا ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مجذوب: وہ درویش جو حق تعالیٰ کی محبت میں غرق ہو کر تن بدن اور دنیا کی بھلائی برائی سے غافل ہو جائے۔ ایسے درویش سے فیض کم ہوتا ہے... مجذوب کی شناخت یوں ہوتی ہے کہ اُس کے پاس بیٹھتے

ہی دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، کبھی قلب ذاکر ہو جاتا ہے، نماز کھڑی ہو تو سچے مجذوب ضرور جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں۔ گانجہ، بھنگ، شراب وغیرہ مسکرات (نشہ آور چیزوں) سے پرہیز رکھتے ہیں۔ جب سو جائیں تو اُن کے قلب سے ایک حرکت محسوس ہوتی ہے کبھی اللہ اللہ کی آواز سُنائی دیتی ہے'' (لغات الحدیث ۱/۲۸: ج)

غیر مقلدین کے ہاں صاحبِ کرامت اور ولی کامل سمجھے جانے والے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب کہتے ہیں:

''صوفی اور سالک دربارِ خداوندی میں اسی لیے مقبول ہیں کہ وہ طہارت اور پاکیزگی کا التزام کرتے ہیں۔ مجذوب بھی بارِگاہ الٰہی میں مقبول ہوتا ہے مگر وہ سالک اور صوفی کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ سالک شرع کا مکلّف ہے اور ہر وقت اللہ سے طالبِ رضا رہتا ہے۔ اس کے برعکس مجذوب پر استغراق اور جذب کی کیفیت طاری رہتی ہے سالک تمام درجات سلوک طے کر کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے لیکن مجذوب جزئیاتِ شرع اور مراتبِ تصوّف سے واقف نہیں ہوتا''

(فقہائے پاک و ہند ۳/۹۳ مولانا محمد اسحاق بھٹی)

تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ مذکورہ بات ''سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۵۵'' پر بھی مذکور ہے۔

اس سے پچھلے اعتراض: ۸۰ کے تحت مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد کا ایک مجذوبانہ واقعہ اور ان کا ولی اللہ ہونا مولانا محمد اسحاق بھٹی کی کتاب ''فقہائے پاک و ہند ۳/۸۹، ۹۰'' سے نقل کر چکے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بھٹی صاحب کے ہاں مجذوب ولی اللہ ہوتا ہے۔

اگر خواجہ صاحب مجذوب کو ''پاگل'' کہنے پہ مُصر ہیں تو مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد کو پاگل کہیں گے؟

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''اکثر اولیاء اللہ اسی طرح اپنے تئیں مخفی اور پوشیدہ رکھتے ہیں ظاہر میں دیوانوں کی طرح بنے رہتے ہیں تا کہ کوئی ان سے اعتقاد نہ کرے'' (لغات الحدیث ۲/۶۳: سخ)

خواجہ صاحب نے بھی شاید کسی مجذوب کی ظاہری حالت دیکھ کر انہیں ''پاگل'' قرار دیا ہے۔

(۲)......غیر مقلدین کی کتابوں میں بہت سی حکایات مجذوبوں (خواجہ صاحب کے الفاظ

میں پاگلوں) کی مذکور ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

☆...مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد، قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی کرامات میں لکھتے ہیں:

''قاضی عبدالرحمٰن صاحب پٹیالوی کا بیان ہے کہ نابھہ میں ایک مستانہ فقیر تھا جو بالکل ننگ دھڑنگ رہتا تھا اور مجذوب تھا کسی نے قاضی سے اس کا ذکر کیا، آپ نے اسے ملنے کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ کل چلیں گے اور اس کے لیے کچھ کھانا بھی لے جائیں گے چنانچہ جب آپ گئے اور ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے کہنا شروع کیا کپڑے لاؤ، کپڑے لاؤ ایک بزرگ آرہا ہے اور مجھے اس سے حیا آتی ہے چنانچہ قاضی جی کے پہنچنے سے پہلے ہی اس نے کپڑا اوڑھ لیا جب آپ پہنچے تو نہایت تکریم سے پیش آیا اور دیر تک آپ سے سلوک اور علم کی باتیں کرتا رہا، کھانا بھی کھایا اور کہا جو آج کھانے کا مزہ آیا ہے عمر بھر میں کبھی نہیں آیا پھر جب آپ تشریف لے گئے تو اس نے کپڑے اتار پھینکے اور اسی طرح دیوانہ ہو گیا'' (کرامات اہلِ حدیث صفحہ ۲۰)

فضائلِ درود میں ننگ دھڑنگ والی بات نہیں مگر خواجہ صاحب نے انہیں پاگل قرار دیا اس کے برعکس غیر مقلدین کی مزعومہ کرامت میں لکھا ہے کہ مجذوب ننگ دھڑنگ تھا۔اس کے متعلق کیا تبصرہ ہے؟

ایک اور نمایاں فرق بھی ہے فضائل درود میں مجذوب کا لفظ ہے مگر اسے ''دیوانہ'' نہیں کہا گیا جب کہ غیر مقلدین کی کتاب میں مذکور مجذوب کو صراحۃً ''دیوانہ'' کہا گیا۔اس حکایت میں یہ بات بھی ہے کہ اس ''دیوانہ'' کو قاضی صاحب کی آمد کا پہلے سے علم بھی ہو گیا لہذا خواجہ صاحب کا جملہ ''معلوم ہوا یہ پاگل بھی خاصے کی چیز ہوتے ہیں ان کی نگاہ بہت دُور تک ہوتی ہے'' یہاں صحیح چسپاں ہوتا ہے۔

وہ اگرچہ دیوانہ تھا مگر ''دیر تک آپ سے سلوک اور علم کی باتیں کرتا رہا'' دیوانہ ہونے کے باوجود دیر تک سلوک وعلم کی باتیں کرنے کی وجہ سے دوبارہ خواجہ صاحب کا جملہ ''یہ پاگل بھی خاصے کی چیز ہوتے ہیں'' لکھنا پڑ رہا ہے۔

☆...غیر مقلدین کے مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب، اپنے ہم مذہب مولانا غلام رسول نامی بزرگ کے حالات میں ''ایک مجذوب سے ملاقات'' عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''تونسہ سے مولانا غلام رسول قلعہ میاں سنگھ آئے اور وہاں سے فتح گڑھ چوڑیاں (ضلع گورداس پور مشرقی پنجاب) گئے۔ان کی شادی فتح گڑھ میں ہوئی تھی یہاں کے لوگوں نے انہیں بتایا کہ علاقہ

تخت ہزارہ میں ایک گاؤں کا نام ''بچّے'' ہے وہاں ایک بزرگ رہتے ہیں جو حافظِ قرآن اور باکمال ولی ہیں۔ فتح گڑھ چوڑیاں کے سب لوگ ان حافظ کے مُرید تھے مولانا غلام رسول وہاں سے موضع ''بچّے'' پہنچے۔ یہ سفر انہوں نے پیدل طے کیا اور حافظ صاحب سے ملاقات کی۔ کئی دن حافظ صاحب کے ہاں مقیم رہے حافظ صاحب نے ان سے فرمایا ''میرے پاس براہِ راست آپ کو کوئی حصہ نہیں مگر ایک مجذوب کے طفیل میرے فیض کا کچھ حصہ آپ کو ملے گا'' حافظ صاحب نے اس مجذوب کے نام ایک خط لکھ کر مولانا کو دیا اور فرمایا ''اس کا نام نامدار قوم کا مارتھ ہے اور موضع گڑھی اعواناں میں ملک رحمت خان کے گھر میں رہتا ہے بُرا بھلا کہے گا آپ بُرا نہ مانیں۔ میرا یہ خط ان کو دے دیں اور میری طرف سے السلام علیکم کہہ دینا'' مولانا غلام رسول صاحب اجازت لے کر موضع اعواناں گئے، ان کے ساتھ ایک کشمیری طالب علم تھا جو اُن سے علم معانی و بیان کی کتاب ''مطول'' پڑھتا تھا اس گاؤں میں جا کر مجذوب کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ گاؤں سے باہر گئے ہیں اور جنگل میں بیمار گدھوں کو چرا رہے ہیں۔ مولانا اپنے کشمیری شاگرد کے ساتھ جنگل میں پہنچے اور مجذوب کے قریب گئے تو وہ مولانا سے مخاطب ہوا ''یہ تیرا ساتھی شخصی نسب کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے اس کو میرے پاس نہ لاؤ، دُور چھوڑ کر میرے پاس آجاؤ'' اس طالب علم کے بارے میں مجذوب نے کئی قسم کی باتیں کیں۔ مولانا طالب علم کو چھوڑ کر مجذوب کے پاس پہنچے تو حافظ صاحب کا خط پیش کیا اور ان کا سلام پہنچایا۔ اس نے اپنی گودڑی بچھائی، مولانا کو احترام کے ساتھ اس پر بٹھایا اور بہت عزت سے پیش آیا۔ مولانا کہتے ہیں اُس دن سے میرا شوقِ ریاضت و مجاہدہ روز بروز ترقی کرتا گیا، میری شہرت دُور دُور تک پہنچ گئی اور کثرت سے لوگ میرے پاس آنے لگے'' (فقہائے پاک و ہند ۳/۵۸)

خواجہ صاحب کے ہم ذہن یہاں پہلے تو یہ بتلائیں کہ مولانا غلام رسول صاحب کا مجذوب سے فیض یاب ہونے کے لیے سفر کرنا حدیثِ نبوی **لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ** کے مطابق ہے یا مخالف؟

آپ کے نزدیک مجذوب پاگل ہوتا ہے تو کیا مولانا غلام رسول صاحب کو پاگل سے فیض یاب ہونے کا شوق تھا۔ یہ پاگل کا فیض تھا کہ وہ روز بروز ترقی کرتے گئے؟ فیصلہ خود فرمادیں۔

ع ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

مجذوب (خواجہ صاحب کے الفاظ میں ''پاگل'') نے کئی قسم کی باتیں کیں ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے کشمیری طالب علم کے نسب کو مشکوک قرار دیا جب اسے نسب کے مشکوک ہونے تک کا علم

ہو گیا تو یہاں کوئی خواجہ صاحب کا ہم ذہن غیر مقلد، خواجہ صاحب کا جملہ ''معلوم ہوا یہ پاگل بھی خاصے کی چیز ہوتے ہیں ان کی نگاہ بہت دُور تک ہوتی ہے'' چسپاں کر دے تو کیسا لگے گا؟ بڑا اچھے لگے گا؟

☆...مؤرخِ آلِ غیر مقلدیت مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب، مولانا غلام رسول صاحب کے حالات میں ''کوٹھا سے روانگی اور ایک مجذوب سے ملاقات'' عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''مولانا غلام رسول اور مولانا عبداللہ غزنوی چند روز کوٹھا میں مقیم رہے۔اس اثناء میں دونوں کے درمیان گہرے قلبی اور روحانی روابط پیدا ہو چکے تھے۔ دونوں کوٹھا سے قلعہ میاں سنگھ کو روانہ ہوئے جب گجرات کے قریب پہنچے تو مولانا عبداللہ غزنوی ایک مقام پر رُکے اور فرمایا مجھے یہاں ایک ایسے مجذوب کی خوشبو آ رہی ہے جو ملاقات کے قابل ہے۔ یہاں یہ واقعہ لائقِ تذکرہ ہے کہ کوٹھا سے روانگی کے بعد دورانِ سفر دونوں بزرگوں نے کتبِ حدیث پڑھنے کا ارادہ کر لیا تھا اور یہ بات دونوں میں طے پا چکی تھی کہ دہلی جا کر حدیث کی تعلیم حاصل کی جائے گی۔اسی خیال کو دل میں لیے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے۔اس مجذوب کا نام جنگو شاہ تھا اس سے یہ حضرات پوچھنا چاہتے تھے کہ حدیث کہاں جا کر پڑھی جائے۔ جب یہ مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تو اس نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا دیکھو'' دو ایسے شخص آ رہے ہیں جو عمل و اخلاق کے اعتبار سے محمدی نمونہ ہیں ان کے آنے سے پہلے جلدی مجھے کپڑے پہنا دو اور ان کے لیے فرش بچھا دو'' جب یہ اس مجذوب کے قریب آئے تو اس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ان کا استقبال کیا اور احترام سے اپنے پاس بٹھایا پھر دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا'' جنت اس طرف ہے'' اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگ حیران تھے کہ یہ مجذوب کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا مگر آج ان بزرگوں سے باتیں کر رہا ہے مولانا عبداللہ غزنوی اور غلام رسول مجذوب کی مجلس سے اُٹھ کر واپس آنے لگے تو اُس نے کہا'' لباس دیکھ کر نہ بھول جانا، وہ شخص مسکین صورت ہے اور اس کا نام سید نذیر حسین ہے اُس سے پڑھنا'' (فقہائے پاک و ہند ۶۱/۳)

مجذوب بالفاظِ خواجہ ''پاگل'' کو آنے والے دو شخصوں کی آمد پہلے سے معلوم ہو گئی اور ان کے دل کا خیال بھی جان لیا کہ وہ سید نذیر حسین کے پاس حدیث پڑھنا چاہتے ہیں۔اس واقعہ پر کئی طرح کی باتیں بطورِ تبصرہ کہی جا سکتی ہیں مگر ہم یہاں غیر مقلدین کو صرف خواجہ صاحب کا جملہ ''معلوم ہوا یہ پاگل بھی خاصے کی چیز ہوتے ہیں ان کی نگاہ بہت دُور تک ہوتی ہے'' واپس لوٹاتے ہیں۔

☆...جناب عبدالقادر صاحب غیر مقلد اپنے والد مولانا غلام رسول صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''باشارہ جنگو شاہ مجذوب، دہلی سید نذیر حسین کی خدمت میں معہ عبد اللہ غزنوی حدیث پڑھنے کے لیے گئے'' (سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۳۹)

سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول میں مجذوب کے متعلق ایک تفصیلی واقعہ ہے جس میں درج ذیل بات بھی ہے۔

''اس بزرگ (مجذوب) کی عادت تھی کہ جب لوگ گدھوں سے خوب محنت کا کام لے کر بے کار دبلے کر کے چھوڑ دیتے تھے تو آپ از راہِ عنایت سب کو اکٹھا کر کے جنگل میں محض بوجہ اللہ چرایا کرتے تھے جب گدھے پھر کام کے لائق اور تندرست ہو جاتے تھے تو مالک ان کو لے جایا کرتے تھے اور دوسرے بیکار شدہ چھوڑ جاتے، یہی سارا دن آپ کا کام ہوتا تھا'' (سوانح حاشیہ صفحہ ۴۹)

یہی وہ مجذوب ہیں جن سے ملاقات کے لیے مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد نے سفر کی تکلیف برداشت کی۔ اس وقت جدید سواریوں کا کوئی انتظام نہ تھا نہ ریل نہ موٹر۔ صرف شوق کی سواری پر سوار ہو کر آپ نے اتنا مشقت امیز سفر کر کے اس سے فیض حاصل کیا۔

(فقہائے پاک و ہند ۵۸/۳)

☆...سوانح میں لکھا ہے:

''مولوی (غلام رسول) صاحب نے ایک مجذوب کا قصہ شروع کیا ہوا تھا کہ ایک مجذوب لوگوں کے لاغر گدھے جمع کر کے لوگوں کے کھیتوں میں چراتا پھرتا تھا۔ جتنے پاؤں ان گدھوں کے کسی زمیندار کے کھیتوں میں لگتے اتنے ہی مانی غلہ اس زمیندار کا ہوتا۔ اگر کوئی منع کرتا تو اس کی زراعت اچھی نہ ہوتی ...لوگوں پر اس مجذوب کا افشائے راز ہو گیا پھر کوئی منع نہ کرتا بلکہ لوگ خود کہہ کر گدھے اپنے کھیتوں میں چرواتے۔ بوٹا (راوی) نے کہا کہ حضرت آپ [مولانا غلام رسول صاحب (ناقل)] کی گھوڑی سیدھی میری کنک میں خوشہ جات کھاتی چلی آئی ہے میں بھی اس کے کھوج گن لیتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا تیری مرضی۔ اگر خدا کو میری عزت رکھنی منظور ہوگی تو رکھ لے گا۔ میں نے کھوج گنے تو ۸۴ کھوج تھے میری کاشت کل دس گھماؤں تھی جب گندم کاٹی اور دانے نکالے پوری ۸۴ مانی گندم ہوئی'' (سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۲۴ طبع دوم)

اس واقعہ میں مجذوب کو ''صاحبِ کرامت'' ظاہر کیا گیا ہے خواجہ صاحب کے الفاظ میں ''معلوم ہوا یہ پاگل بھی خاصے کی چیز ہوتے ہیں'' کہہ سکتے ہیں۔

خواجہ صاحب کے ہم ذہن و ہم مسلک لوگوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ مجذوب اگر پاگل ہوتے

ہیں تو غیر مقلدین ان کی حکایات کو فخریہ انداز میں کیوں بیان کیا کرتے ہیں؟

تنبیہ: محمد طارق خان غیر مقلد، مجذوبوں کا وجود ماننے کو وحدۃ الوجود قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''مجذوب کے معنیٰ ہوتے ہیں جذب شدہ یعنی صوفیوں کی اصطلاح میں مجذوب اسے کہتے ہیں جو نعوذ باللہ، اللہ کی ذات میں جذب ہو گیا ہو'' (تبلیغی جماعت: عقائد وافکار صفحہ ۱۳۳)

طارق صاحب کی اس تحریر کے مطابق مجذوبوں کا وجود ماننے والے، ان سے استفادہ کرنے والے اور ان کی حکایات بطورِ مدح بیان کرنے والے آلِ غیر مقلدیت وحدۃ الوجودی شمار ہوتے ہیں۔ اور وحدۃ الوجود کو موجودہ غیر مقلدین کفریہ عقیدہ کہتے ہیں تو نتیجہ ظاہر ہے۔

(۳)......اب دوسروں کو ''پاگل'' کہنے والے غیر مقلدین کا عقلی پیمانہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆... پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد، اپنے اہلِ حدیثوں کے متعلق کہتے ہیں:

''ان پاگلوں کو پتہ نہیں کہ توحید کیا ہے؟ توحید کسے کہتے ہیں؟'' (خطبات بہاول پوری ۵/۳۴۴)

☆...غیر مقلدین کے سردار اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں ایک غیر مقلد نے لکھا:

''جب کسی شخص کی قوتِ دلائل کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور عقل وفہم کا کام تمام ہو جاتا ہے تب وہ ذاتی حملوں اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب! اب مجبور ہیں سوائے اس کے اور کیا کریں''

(فتنہ ثنائیہ صفحہ ۴ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد اول)

☆...غیر مقلدین میں ''وکیل اہل حدیث'' کے لقب سے مشہور بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب، امرتسری صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''جھوٹ بول بول کر یہ احمقوں کا مقتدا بنا ہوا ہے'' (اشاعۃ السنۃ ۲۳/۱۹۵)

☆...بٹالوی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''جو شخص امام ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ مجتہدین کو بُرا کہے اور ان کے علم و دیانت واجتہاد وتقویٰ پر طعن کرے وہ علومِ دین سے جاہل اور چاند پر تھوکنے کے سبب احمق اور ان اولیاء اللہ سے معاداۃ (دشمنی) کی وجہ سے حدیث **مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰہَ بِالْمُحَارَبَۃِ** کا مصداق ہے''

(اشاعۃ السنۃ ۲۲/۲۸۸)

حدیث مذکور کا مفہوم یہ ہے: جس نے کسی ولی سے دشمنی رکھی اس نے اللہ کو جنگ کا چیلنج کیا۔
مذکورہ بالا عبارت پڑھنے کے بعد خواجہ صاحب کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔ ان کے نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ محدث نہ تھے۔ (آئینہ صفحہ ۱۴)

جب کہ مجتہد کے لیے محدث ہونا ضروری ہے۔ جب خواجہ صاحب کے نزدیک امام ابوحنیفہ مجتہد نہ ہوئے تو گویا انہوں نے ان کے علم و اجتہاد پر طعن کیا اور جو اُن کے اجتہاد پر طعن کرے وہ بٹالوی صاحب کی تصریح کے مطابق ''احمق'' ہے۔

بندہ نے ''آلِ غیر مقلدیت عقل کی کسوٹی پر'' عنوان قائم کر کے مزید حوالہ جات اپنی کتاب ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' حاشیہ: ۳۲ میں ذکر کر دیئے ہیں۔

اعتراض: ۱۰۰... حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پیش نہیں ہوتا

فضائل درود میں ہے کہ ایک شخص بیاض پر درود لکھتے رہے تھے۔ انتقال کے وقت ایک مجذوب نے آ کر انہیں کہا:

''بابا کیوں گھبراتا ہے وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اس پر صاد بن رہے ہیں'' (صفحہ ۸۵)

محمد قاسم خواجہ صاحب نے اس پر جو اعتراضات کیے ہیں ان میں سے دو اعتراض پیچھے گزر چکے ہیں اس پر تیسرا اعتراض یوں کیا ہے:

''یہ (مجذوب) بتلا دیتے ہیں کہ کسی کا (اللہ کے ہاں نہیں) سرکار کے ہاں کیا نتیجہ ہو رہا ہے''
(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۶۷)

اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ درود اللہ کے پاس پہنچتا ہے جب کہ فضائل درود کی عبارت کے مطابق درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتا ہے۔

الجواب:

(۱)...... بیاض پر درود لکھتے رہنے کا مطلب آپ پر درود پڑھنا ہے اور درود کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ.

تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے پس تم اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا‘‘

(سنن ابی داود: کتاب الصلوۃ، باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ)

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کو درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

’’**رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ**۔ اسے ابوداود نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے‘‘

(ریاض الصالحین)

شیخ ناصر الدین البانی غیر مقلد مذکورہ بالا مفہوم کی ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

’’ **فَالْحَدِيْثُ بِهٰذَا الشَّاهِدِ وَغَيْرِهٖ مِمَّا فِيْ مَعْنَاهُ حَسَنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى** ‘‘(السلسلة الصحيحة: ۴/۴۵) ترجمہ:۔ پس حدیث اس شاہد وغیرہ کی وجہ سے حسن ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

’’اس دور میں شیخ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس میدان میں ایک بڑا وقیع کام یہ کیا ہے کہ سنن اربعہ (سنن ابی داود، ترمذی، نسائی اور ابنِ ماجہ) میں جو ضعیف روایات تھیں ان کو صحیح روایات سے الگ کردیا ہے اور صحیح اور ضعیف کے الگ الگ مجموعے بنادیئے ہیں جس سے عام علماء کے لیے ضعیف روایات کا جاننا آسان ہوگیا ہے **فَجَزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ** ‘‘

(شرح ریاض الصالحین ۲/ ۳۰۴)

عرض ہے کہ درود پیش کیے جانے کی مذکورہ بالا حدیث کو بھی البانی نے ’’**اَلسِّلْسِلَةُ الصَّحِيْحَةُ** ‘‘میں درج کیا ہے **والحمدلله**۔

دوسری حدیث میں ہے۔

’’اللہ کے فرشتے زمین میں پھرتے ہیں اور وہ مجھے اپنی امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

(نسائی، فضل الصلوۃ علی النبی)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد اِس کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس کی سند صحیح ہے'' (فضائل درود و سلام صفحہ ۶۴: حدیث نمبر ۲۱)

ایک اور حدیث میں ہے:

''صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تُبَلِّغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ، مجھ پر درود پڑھو، کیونکہ تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔'' (رواہ ابوداود باسناد صحیح، ریاض الصالحین)

غیر مقلدین کے ''محدث العصر'' حافظ زبیر علی زئی صاحب نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(تخریج ریاض الصالحین ۲/۳۱۶ حدیث: ۱۴۰۱)

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہے جو آپ کو امتیوں کے درود پہنچاتا ہے۔ (اَلصَّحِیْحَۃُ لِلْاَلْبَانِیّ: ۱۵۳۰)

حدیث میں ہے کہ اللہ کے فرشتے زمین پہ پھرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔'' (سنن النسائی ۳/۴۳ ح ۱۲۸۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبر میں درود پہنچنے کی حدیث اعتراض: ۱۸ کے جواب میں بھی مذکور ہے۔

(۲)...... مطلق اعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہونے کا تذکرہ بھی حدیث میں موجود ہے بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' فَاِذَا اَنَا مِتُّ کَانَتْ وَفَاتِیْ خَیْرًا لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَاِنْ رَأَیْتُ خَیْرًا حَمِدْتُّ اللّٰہَ وَاِنْ رَأَیْتُ غَیْرَ ذٰلِکَ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ .

پس جب میں فوت ہو جاؤں گا تو میری وفات (بھی) تمہارے لیے بہتر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے پس اگر میں خیر دیکھوں گا تو اللہ کی تعریف کروں گا اور اس کے علاوہ کچھ دیکھا تو تمہارے لیے اللہ سے بخشش طلب کروں گا''

(فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث: ۲۵)

اعتراض: اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

جواب: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَمَذْهَبُ مَالِکٍ وَّاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَحْمَدَ وَاَکْثَرِ الْفُقَهَاءِ اَنَّهٗ یُحْتَجُّ بِهٖ وَمَذْهَبُ الشَّافِعِیِّ اَنَّهٗ اِذَا انْضَمَّ اِلَی الْمُرْسَلِ مَا یَعْتَضِدُهٗ اُحْتُجَّ بِهٖ وَذٰلِکَ بِاَنْ یُرْوٰی اَیْضًا

مُسْنَدًا اَوْ مُرْسَلاً مِنْ جِهَةٍ اُخْرٰی اَوْ يَعْمَلُ بِهٖ بَعْضُ الصَّحَابَةِ اَوْ اَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ .

مالک، ابوحنیفہ، احمد اور اکثر فقہاء کا مذہب ہے کہ مرسل سے حجت پکڑی جائے گی اور شافعی کا مذہب ہے کہ جب مرسل معتضد (کسی طریقے سے اسے تقویت حاصل ہو جائے) ہو تو قابلِ حجت ہوگی۔ اس طرح (تقویت ہوگی) کہ اسے مسند یا مرسل دوسرے طریق سے روایت کیا جائے یا بعض صحابہ یا اکثر علماء اس پر عمل کر لیں" (مقدمہ شرح مسلم صفحہ ۱۷)

حاصل یہ ہے کہ مرسل معتضد تو امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے ہاں بھی مقبول ہے۔ اور اس کے اعتضاد (تقویت) کے لیے درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد مذکور مرسل حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"مسند البزار میں ... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سند سے ایک روایت کے آخر میں اسی قسم کا متن لکھا ہوا ہے" (فضائل درود وسلام صفحہ ۶۹)

حاصل یہ کہ مسند بزار کی روایت سے اس مرسل کی تائید ہوتی ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد تسلیم کرتے ہیں کہ اجمالی طور پر اعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہوتے ہیں۔ روایت میں ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو میری امت کے اعمال میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

وحید الزمان صاحب اس کے تحت لکھتے ہیں:

"یعنی اجمالا نہ کہ تفصیلاً نام بنام" (لغات الحدیث ۳/۷۵: ع)

جواب کا حاصل یہ ہے کہ اعمال خاص کر درود کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش ہونا حدیث سے ثابت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود کا پیش ہونا کسی امتی کو نظر آ جائے تو یہ اس کی کرامت ہے۔

اعتراض: ۱۰۱... کیا بزرگ جن تھے کہ غائب ہو گئے؟

فضائل اعمال صفحہ ۳۵۹ پر ایک شخص کا واقعہ مذکور ہے جس کے آخر میں ہے:

"جب ہم اس کے تخلیہ کی جگہ اس کو دیکھنے گئے تو دیکھا دروازے بند ہیں اور اس مزدور کا کہیں پتہ نہیں"

(فضائلِ نماز صفحہ ۱۷)

محمد قاسم خواجہ صاحب نے ''غائب ہو گئے'' عنوان قائم کر کے مذکورہ عبارت کو محلِ اعتراض ٹھہرا کر لکھا:

''عجب چھلاوے تھے یہ لوگ۔ آخر وہ کون سی سلیمانی ٹوپی تھی جو اُن کے پاس (تھی) اور اِن کے پاس نہیں ہوتی تھی۔ کہیں وہ جن تو نہیں ہوتے تھے؟'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب: صفحہ ۱۷)

خواجہ صاحب ''غائب ہو گئے'' عنوان کے تحت فضائلِ حج سے بھی حکایات نقل کی ہیں لیکن چونکہ فی الحال ہم فضائل اعمال پر کیے گئے اعتراض کا جواب لکھ رہے ہیں اس لیے صرف اسی کی عبارت نقل کی ہے۔ البتہ درج ذیل جواب سب عبارات کا ہو سکتا ہے۔

الجواب:

(۱)......پہلی بات تو یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے جو ''سلیمانی ٹوپی'' کا ذکر کیا ہے اس کا خاصہ اپنے اصول کے مطابق قرآن وحدیث سے بیان فرماتے کہ اس کے ذریعہ انسان غیب ہو جایا کرتے ہیں۔

(۲)......فضائل اعمال کی عبارت میں غور کیا جائے، اس میں کون سی بات اعتراض کی ہے؟ اگر کوئی شخص کسی مقام پر ہو اور پھر وہاں سے چلا جائے تو کیا وہ اس مقام سے غائب نہیں ہوگا؟ بلکہ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ پر ہو کہ اسے چند لوگ دیکھ رہے ہوں اور وہ اچانک غائب ہو جائے، وہاں سے کوچ کرتا ہوا نظر نہ آئے تو بھی ضروری نہیں کہ وہ جن ہی ہو، اس کی کرامت ہو سکتی ہے۔

اس سے بڑھ کر ایسے بھی ہو سکتا ہے کوئی میت از راہ کرامت غائب ہو جائے جیسا کہ اس کے شواہد غیر مقلد کی زبانی آگے آ رہے ہیں، ان شاء اللہ۔

خواجہ صاحب نے نقل کیا:

''ایک فقیر نے سمندر سے میٹھے پانی کا پیالہ بھر دیا''

پھر اس پر اپنا تبصرہ درج کیا کہ:

''بحیثیت کرامت یہ ناممکن نہیں'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ صفحہ ۱۱۸)

جب بحیثیت کرامت سمندر کا کھارا پانی میٹھا ہو سکتا ہے تو کسی انسان کا کسی جگہ سے بہ حیثیت

کرامت غائب ہو جانا کیوں ممکن نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات جب آسمانوں پر گئے تو زمین سے غائب ہوئے تھے یا نہیں؟ اگر یوں کہا جائے یہ غائب ہونا اُن کا معجزہ ہے تو عرض ہے کہ کسی ولی کا غائب ہو جانا اس کی کرامت مان لیں۔

(۳)......غیر مقلدین کی کتابوں میں بزرگوں کے ''غائب'' ہونے کے بہت سے واقعات درج ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

☆...جناب عبدالقادر صاحب اپنے والد مولانا غلام رسول صاحب کے متعلق ایک صاحب کی زبانی واقعہ نقل کرتے ہیں:

''ایک دفعہ آپ کے طالب علمی کے زمانہ میں ہم اکٹھے دریا پر (جو قریب ہی تھا) نہانے کے لئے گئے۔ہم سب نے معہ مولوی (غلام رسول) صاحب کے غوطہ لگایا جب ہم نے نکل کر دیکھا تو مولوی صاحب نہ نکلے تھے۔ہمیں بڑی تشویش ہوئی، بہت تلاش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔آخر جب ۳ گھنٹہ کی تلاش کے بعد ہم مایوس ہو چکے تھے تو اچانک مولوی صاحب نے پانی سے سر نکالا اور ہمیں بہت خوشی ہوئی اور حیرت بھی ہوئی کہ اتنی مدت آپ کہاں رہے۔جب آپ سے اس دیر کا سبب پوچھا گیا تو خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا اور گاؤں کو چلے آئے۔اس معاملہ کے بعد آپ نے ہمارے ساتھ جانا چھوڑ دیا لیکن ہم یہ حیرت انگیز معاملہ دیکھنے کے لیے نظر بچا کر پیچھے پیچھے جایا کرتے اور ویسے [پہلی بار پانی میں غائب ہونے کی طرح (ناقل)] ہی کئی دفعہ دیکھ کر حیران ہوتے''

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۳۷)

بتایا جائے کسی کا زمین پہ رہتے ہوئے ''غائب'' ہونا اچنبے کی بات ہے یا پانی میں تین گھنٹے ''غائب'' رہنا؟...

اگر اس واقعہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو خواجہ صاحب کے نزدیک مولانا غلام رسول صاحب شاید جن ہوں گے جیسا کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے تابع رہنے والے جِنّات پانی میں غوطے لگایا کرتے تھے....وہ جنات غوطے لگا کر موتی اور جواہر نکال لاتے تھے۔(تفسیر احسن البیان صفحہ ۹۰۲)

مولانا غلام رسول صاحب کے بارے میں بتایا جائے وہ کیا نکال کے لائے تھے یا صرف جان کی سلامتی کے ساتھ نمودار ہوئے؟

☆...مولانا عبدالمجید صاحب سوہدری غیر مقلد، اپنی جماعت کے ''استادِ پنجاب'' حافظ عبد المنان وزیر آبادی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''دریا میں غوطے کھاتے ہوئے نہ جانے آپ کہاں تک پانی میں بہتے چلے گئے اور زبان سے ''حَسْبِیَ اللّٰہُ'' پکارتے رہے۔ایک غیبی ہاتھ نے آپ کو تھام کر صحیح سلامت کنارے تک پہنچا دیا ...اب حیران تھے اور سوچتے تھے کہ اللہ جانے کس سرزمین میں ڈالا گیا ہوں اور وہ مسجد [جس سے نکل کر دریا میں گرا (ناقل)] مجھ سے کتنی دور رہ گئی...اچانک ایک دیوار پہ ہاتھ پڑا اور دیکھنے بھالنے سے معلوم ہوا کہ وہی مسجد ہے جس کی سیڑھیوں سے گرے تھے''

(استادِ پنجاب صفحہ ۴۵)

خواجہ صاحب کے ہم ذہن بتائیں کہ غیر مقلدین کے ''استادِ پنجاب وزیر آبادی صاحب'' جب دریا سے غیبی ہاتھ کے ذریعہ خشکی پر پھینکے گئے تو وہ پانی سے اچانک ''غائب'' ہوئے یا نہیں؟ نیز یہ بھی فرمائیں وہ غیبی ہاتھ جن کا تھا یا کسی اور کا؟

☆...مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد اپنے ''استادِ پنجاب'' کا ایک اور واقعہ تحریر کرتے ہیں:

''ایک دن آپ بمبئی کے بازار میں پھر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ عبدالمنان آپ ہی کا نام ہے؟ جواب دیا کہ ہاں میرا ہی نام ہے کہنے لگا کئی دنوں سے آپ کی تلاش میں ہوں۔[پھر اس نے نصیحت آموز باتیں کیں (ناقل)] بس جونہی اس بزرگ نے تقریر ختم کی، ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور غائب ہو گیا اور ایسا غائب ہوا کہ پھر باوجود تلاش کے نہ ملا''

(استادِ پنجاب صفحہ ۷۵، ۷۶)

خواجہ صاحب کے ہم ذہن بتائیں کہ اس بزرگ کے پاس سلیمانی ٹوپی تھی یا وہ جن تھا؟

☆...مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب ہی اپنی جماعت کے بزرگ مولانا غلام رسول صاحب قلعوی کے متعلق لکھتے ہیں:

''ایک بار قلعہ میہاں سنگھ میں ایک حجام آپ (مولانا غلام رسول صاحب) کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے شکایت کی، حضور! میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے بس ایک ہی بیٹا تھا اس کے فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں۔آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور روٹی کھا رہا ہے جاؤ بے شک جا کر دیکھ لو: حجام گھر گیا تو سچ

مچ بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا۔ معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفۃ العین میں یہاں پہنچ گیا''
(کرامات اہلحدیث صفحہ ۱۲)

اس حکایت میں درج ذیل باتیں قابلِ توجہ ہیں۔

۱۔ سکھر / سندھ سے لڑکے کا یکایک غائب ہو جانا، اسی مقصد کی خاطر ہم نے حکایت کو نقل کیا ہے غیر مقلدین کو اس ''غائب'' ہونے پر بھی اعتراض ہے یا اسے وہ جن سمجھتے ہیں یا سلیمانی ٹوپی کا حامل قرار دیتے ہیں؟

۲۔ سندھ سے غائب ہو کر اپنے مقام پر چند لمحوں میں پہنچ جانا یعنی سینکڑوں میل کی مسافت طے کر لینا، یہاں مجھے خواجہ صاحب کا تبصرہ یاد آ رہا ہے۔ وہ ''سروس'' کا عنوان لگا کر لکھتے ہیں:

''میری تو رائے ہے طی الارض والوں کو اپنی الگ سروس چلا لینی چاہیے تا کہ دنیا گاڑیوں اور جہازوں کے سفر کی تکلیفوں سے نجات پا سکے۔ آئے دِن حادثات بھی ہوتے رہتے ہیں پاسپورٹ اور ویزے کی پابندیاں بھی کم پریشانی کا باعث نہیں، نہ جانے اتنے قابل ہونے کے باوجود اِن [مولانا غلام رسول جیسے غیر مقلد (ناقل)] بزرگوں کے دل میں خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ کے کاموں کا جذبہ کیوں نہیں پیدا ہوتا'' (آئینہ صفحہ ۷۰)

۳۔ مولانا غلام رسول صاحب کو کسی ظاہری علم کے بغیر ایک مخفی بات معلوم ہوگئی کہ لڑکا گھر آیا ہوا ہے، کھانا کھا رہا ہے جب کہ اسی طرح کی پوشیدہ بات کی اطلاع دینا غیر مقلدین کے نزدیک ''علمِ غیب'' کہلاتا ہے۔

۴۔ اسی طرح کی کوئی کرامت مخالف کی کتابوں میں مل جائے تو غیر مقلدین اعتراض کیا کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک ولی مختارِ کل ہے تب ہی تو سینکڑوں میل کی مسافت سے چند لمحوں میں لڑکا گھر پہنچا دیا ہے۔

☆ ... جناب عبد القادر بن مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد ایک جوگی کے متعلق لکھتے ہیں:

''اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر اُڑ گیا۔ جب نظر سے غائب ہونے کے قریب ہوا تو آپ (علی ہجویری رحمہ اللہ) نے ایک ٹوٹی ہوئی جوتی پکڑی اور **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَنَا عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ** پڑھا اور کہا جا اور اس شیطان رجیم کو میرے پاس لے آ۔ جوتی اللہ کے حکم سے

اوپر کی طرف اُڑی اور جوگی مرجوم کے سر پر پڑنی شروع ہوگئی۔ جوگی کو واپس زمین پر لے آئی، ہزار ہا لوگ دیکھ رہے تھے جوگی بمع اپنے چیلوں کے اور ہزار ہا لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہوئے''

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۴)

غیر مقلدین کی اس حکایت سے تو معلوم ہو رہا ہے کہ ''غائب'' ہونے کا عمل جوگی سے بھی ہوسکتا ہے اور جوتی بھی غائب ہو کر فضا میں اڑ سکتی ہے۔ یعنی غائب ہونے کے لیے جن یا سلیمانی ٹوپی کا حامل ہونا ضروری نہیں لہٰذا خواجہ صاحب کا زعم غلط ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بعض وہ لوگ بھی اسی قبیل سے ہیں جو اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہیں، ان کا اعتقاد یہ ہے کہ سیّد احمد صاحب بریلوی قدس سرہ مرے نہیں بلکہ غائب ہوگئے ہیں اور پھر ظاہر ہوں گے۔''

(لغات الحدیث ۲/۴۰: ر)

(۳) غیر مقلدین کی کتابوں میں ''میت کے غائب ہونے'' کا اعتراف بھی موجود ہے۔

مولانا عبد السلام بستوی صاحب غیر مقلد، **رحمۃٌ لِّلعالمین** کتاب کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فاجعہ عظمیٰ (سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت) کی خبر وحی کے ذریعہ ہوئی تو فرمایا اے خبیب تجھ پر سلام اور عمرو بن ربیعہ ضمری کو اس شہید وفا کی لاش کا پتہ لگانے کے لیے مکہ بھیجا۔ عمرو رات کے وقت سولی کے پاس ڈرتے ڈرتے گئے، درخت پر چڑھ کر رسی کاٹی، جسدِ اطہر زمین پر گرا، چاہا کہ اُتر کر اسے اُٹھالیں لیکن یہ جسم زمین کے قابل نہ تھا، فرشتوں نے اُٹھا کر اس مقام پر پہنچایا جہاں شہیدانِ راہ وفا کی روحیں رہتی ہیں۔ عمرو بن ربیعہ کو سخت حیرت ہوئی بولے زمین تو نہیں نگل گئی'' (اسلامی خطبات ۱/۱۶۸)

غیر مقلدین حضرات مذکورہ بالا حکایات پڑھ کر غور کریں کہ آپ کا ''دیگراں را نصیحت خود را فضیحت'' والا معاملہ ہے یا نہیں؟ ایک طرف میت کے غائب ہونے پر خاموشی اور دوسری طرف زندہ انسان کے غائب ہونے پر جن ہونے کی پھبتی؟

اعتراض: ۱۰۲... حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقاتیں شیطانی شعبدہ ہیں

فضائلِ درود وغیرہ میں بعض بزرگوں کا حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرنا مذکور ہے۔

محمد قاسم خواجہ صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میرا تو خیال ہے کہ خواجہ خضر کی ملاقاتیں، یہ طی الارض، یہ غائب ہو جانا، یہ خدا سے ہمکلام ہونا، یہ مُردوں کا بولنا...سب جناتی بلکہ شیطانی شعبدے ہیں اور عوام کالانعام کو گمراہ کرنے لگے ہیں۔''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۴۷)

الجواب:

شکر ہے کہ خواجہ صاحب نے انہیں ''شیطانی شعبدے'' قرار دینے کو اپنا خیال بتایا ہے، یوں نہیں کہا کہ قرآن وحدیث میں ان کا ''شیطانی شعبدے'' ہونا مذکور ہے۔

(۲)......آپ ''اہلِ خیال'' ہیں یا ''اہلِ حدیث''؟ آپ جب اہلِ حدیث ہونے کے مدعی ہیں تو خیال کی بجائے دعویٰ کو حدیث سے مدلل کرتے مگر آپ ایسا نہیں کر سکے۔

آپ کا مذکورہ دعویٰ قرآن وحدیث سے مدلل نہیں صرف آپ کا خیال ہے اگر کوئی آپ کے اس خیال کو درست تسلیم کرلے تو یہ آپ کی تقلید کہلائے گی یا نہیں؟

(۳)......آپ نے اگرچہ اپنے خیال سے انہیں شیطانی شعبدے کہا مگر آپ کا خیال غلط ہے ان میں سے بعض کا تو حدیث سے ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً طی الارض اور غائب ہونا واقعہ معراج کی حدیثیں دیکھیں۔

مُردوں کا بولنا بھی مثلاً ''قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ، مجھے آگے لے چلو، مجھے آگے لے چلو'' کہنا حدیث سے ثابت ہے (صحیح بخاری: ۱/۱۷۵) اور ان کے کلام کو سُن لینا کرامت ہے۔

خدا سے ہم کلام ہونے سے مراد ''الہام'' ہے اور الہام کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ''مُلْهَمٌ مِنَ اللّٰهِ'' فرمایا ہے، بلکہ یہ بھی فرمایا کہ پچھلی امتوں میں الہام والے لوگ ہوا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۳۴۶۹)

(۴)......پھر یہ بات بھی حیرت والی ہے کہ جن کاموں کو خواجہ صاحب نے ''شیطانی شعبدے'' کہا ہے وہ سب غیر مقلدین کے ہاں پائے جاتے ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق حوالہ جات آگے آرہے ہیں۔ طَیُّ الْاَرض، تقلیلِ مسافت کا واقعہ کراماتِ اہل حدیث کے حوالہ سے اعتراض: ۱۰۱ کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

غائب ہونے کے متعدد واقعات اعتراض: ۱۰۱ کے جواب میں مذکور ہیں۔خدا سے ہم کلام ہونا دیکھئے کتاب: اہل حدیث کے چار مراکز صفحہ ۷۷۔۹۷۔مُردوں کا بولنا اعتراض: ۹۴ کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۵)......اب ہم عنوان والی بات کے متعلق تین باتیں عرض کرتے ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ ہونے کے حوالے سے اسلاف میں اختلاف ہے ہر فریق اپنے نظریہ کو مدلل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرے کے موقف کا علمی جواب دیتا ہے۔حضرت خضر علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دینے والے بھی محض علمی حد تک اسے بیان کرتے ہیں۔خواجہ صاحب کی طرح ''شیطانی شعبدے'' کی پھبتی نہیں کستے۔

دوسری بات یہ ہے کہ متعدد غیر مقلدین کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں جیسا کہ اعتراض: ۸۶ کے جواب میں ہم بحوالہ نقل کر آئے ہیں۔جب وہ زندہ ہیں تو کسی سے ملاقات ہو جانے کو ''شیطانی شعبدے'' قرار دینا غلط ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ خود کئی غیر مقلدین کو اعتراف ہے کہ متعدد بزرگوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقاتیں کی ہیں۔

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''بہت سے بزرگوں نے اُن (حضرت خضر علیہ السلام) سے ملاقات کی ہے،ان کی حکایتیں مشہور ہیں'' (لغات الحدیث ۱/۶۴: خ)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''بہت سے اولیاء اللہ اور عارفین باللہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔''

(تیسیر الباری ۱/۲۰۳)

کیا علامہ وحید الزمان صاحب نے ''شیطانی شعبدے'' دکھلائے ہیں؟ کیا انہوں نے قرآن وحدیث کے مقدس عنوان سے امت کو ''شیطانی شعبدوں'' میں الجھائے رکھا ہے؟

ایک صاحب نے لکھا:

''علامہ نواب صدیق الحسن نے اپنی کتاب ''الداء والدواء'' میں چند وظائف میں ان (حضرت خضر

علیہ السلام) کا ذکر کیا ہے کہ یہ عمل فلاں بزرگ کو خضر علیہ السلام نے بتایا''

(پندرہ روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی یکم شوال ۱۴۱۵ھ)

کیا انہوں نے نواب صاحب کی طرف مذکورہ بات درست منسوب کی ہے؟ اگر درست ہے تو ان کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد ''دعائے عطش'' عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''بعض صالحین نے کہا بعض مفاوز (جنگلات) میں مجھ کو عطش (پیاس) شدید ہوا یہاں تک کہ میں تلف (ہلاکت) سے ڈرا اور مرنے کے لیے مستعد (تیار) ہو بیٹھا۔ اتنے میں آنکھ لگ گئی، ایک کہنے والے نے کہا کہ تین بار **یَالَطِیْفًا بِخَلْقِهٖ یَاعَلِیْمًا بِخَلْقِهٖ یَاخَبِیْرًا بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِیْ یَالَطِیْفُ یَاعَلِیْمُ یَاخَبِیْرُ**: جب تجھ کو کچھ تنگی پیش آوے یا کوئی نازلہ (مصیبت) نازل ہو تو اس کو کہا کر، یہ کہنا کافی شافی ہوگا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ (کہا) میں خضر ہوں''

(کتاب التعویذ ا صفحہ ۱۰۵)

اگر کوئی غیر مقلد نواب صاحب کی بیان کردہ حکایت کو ''شیطانی شعبدے'' قرار دے تو کیا صحیح ہوگا؟ کسی عمل کو شیطانی شعبدہ قرار دینے کی کون سی شرائط ہیں؟

نیز نواب صاحب کی بیان کردہ حکایت کا ثبوت پیش کیا جائے یعنی بعض صالحین کا تعین، ثقاہت، حکایت کا ماخذ اور سند وغیرہ ورنہ دوسروں سے اسی طرح کا مطالبہ کرنا چھوڑ دیں۔ اور یہ بھی فرمائیں کہ غیر مقلدین کی کتابوں میں حضرت خضر علیہ السلام کی طرف منسوب جو وظائف مذکور ہیں وہ امت کے لیے ذریعہ ہدایت ہیں یا سبب گمراہی؟

مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ پیر کی رات کو میں نے دیکھا کہ میں گویا کوٹھ میں ہوں اور وضو بنا رہا ہوں یا کوئی دوسرا عبادت سے متعلق کام کر رہا ہوں کہ ایک نورانی چہرے والا بوڑھا آدمی چھت پر سے اُتر آیا اور آ کر میرے ساتھ معانقہ کیا۔ اُس کے مبارک منہ سے دل اور رُوح کو فرحت اور سرور سے خوشبو آ رہی تھی اُس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور یہ خوشبو عالم قدس کی خوشبودار ہوائیں ہیں'' (خوارق صفحہ ۲۵)

مولانا غلام رسول صاحب اسی بات کو جاری رکھتے ہوئے آگے لکھتے ہیں:

''جب منگتانہ کو پہنچے تو فرمایا کہ باج کٹہ کے گاؤں میں اپنے گھر آتے ہوئے رنگریزوں یعنی دھوبیوں کے گھر کے پاس کھڑا رہا۔ اور دیوانہ بابا کی قبر کو مشاہدہ کیا۔ دیوانہ بابا صاحب علیہ الرحمۃ کو مسنون طریقہ پر سلام کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی نورانی چہرے والے معمر شخص تشریف لا رہے ہیں اس وقت مجھے یقین ہوا کہ وہ مذکور نورانی چہرے والا شخص یہی دیوانہ بابا صاحب ہیں اور وہی مکان یہیں باج کٹہ ہے۔ اس وقت حضرت خضر علیہ السلام کی موجودگی کی آرزو بھی دل میں پیدا ہوئی تو میں نے ایسا محسوس کیا کہ دونوں کے روحانی فیوضات اکٹھے ہوکر بارش کے قطروں کی طرح برس رہے ہیں۔ لیکن حضرت خضر علیہ السلام کے فیوضات پہلے کی طرح جو مجھے مل گئے تھے نہ تھے۔ کیونکہ اُس وقت وہ مجھ پر احاطہ کیے ہوئے تھا۔ اور میں اپنے آپ کو خضر سے امتیاز نہیں کر سکتا۔ اسی اثناء میں کہ پے در پے اور متواتر فیوضات کی بھرمارتھی۔'' (خوارق صفحہ ۲۶)

خواجہ صاحب جیسے غیر مقلدین غور فرمائیں آپ کے غیر مقلدین میں ولی کامل کا لقب پانے والے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات اوران کے فیوضات کا تذکرہ مقامِ مدح میں کر رہے ہیں۔

(۷) مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی غیر مقلد، وکیل اہل حدیث مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب کے ''رہبر'' کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بٹالوی کا رہبر شیطانِ لعین ہے ...اسی رہبر نے بٹالوی کو مرزا قادیانی کا مداح بنایا اور یہی حضرت (بٹالوی) قادیانی کے فروغ کا ذریعہ ہوئے۔ اسی لیڈر نے ان سے اہلِ حق کے خلاف لکھوایا''

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۳۰، اپریل ۱۹۱۵ء ضمیمہ صفحہ ۴)

اس کا عکس حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی کتاب ''تاریخ ختمِ نبوت صفحہ ۴۱۰'' پر دیکھا جاسکتا ہے۔

اس عبارت سے اندازہ لگا لیا جائے کہ کون شیطان کے نرغے میں ہے، کون ''شیطانی شعبدے'' دکھا کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے؟

اعتراض:۱۰۳... بزرگوں کے اعمال غیر مسنون اور عادۃً ناممکن ہیں

فضائلِ اعمال میں ہے:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن، صالح بن کیسان دورانِ سفر حج ہر شب میں دو قرآن، منصور بن زاذان صلوۃ الضحی میں ایک قرآن ظہر سے عصر تک ایک قرآن اور تمام

رات نوافل پڑھتے تھے۔ (فضائلِ قرآن)

محمد قاسم خواجہ صاحب غیر مقلد مذکورہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''یہ باتیں علاوہ غیر مسنون ہونے کے عادۃً ناممکن بھی ہیں''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۸۰)

الجواب:

(۱)......تلاوت اور نوافل دونوں نفلی عبادت ہیں اور نفلی عبادت کثرت سے کرنے کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے مثلاً قرآن میں ہے: اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔(القرآن)

اسی طرح حدیث میں ہے: ''**كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ**'' (صحیح بخاری: باب تقضى الحائض المناسك كلها الا الطواف ،باب يتتبع المؤذن فاه هاهنا وها هنا ـ صحیح مسلم: کتاب الحائض، باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابۃ وغیرھا ۱/۱۹۸ ح ۸۲۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ذکر کیا کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں فرمانِ نبوی ''**عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ**'' ہے جس میں کثرت سے نوافل پڑھنے کی ترغیب ہے۔اسی طرح کثرتِ درود پڑھنے کا حکم حدیثِ نبوی میں موجود ہے۔دیکھئے اعتراض:۷۷ کا جواب۔

جب نفلی عبادت کثرت سے کرنے کا حکم اور ثبوت نصوص میں موجود ہے تو اسے ''غیر مسنون'' کہنا درست نہیں۔

باقی رہی بات ناممکن ہونے کی ؟ عرض ہے کہ مذکورہ بالا اشغال میں سے بعضے تو عادۃً ممکن ہیں مثلاً یومیہ قرآن کا ختم کرنا، ساری رات نوافل پڑھنا وغیرہ۔ اور جو عادۃً ناممکن ہوں وہ از راہِ کرامت ہیں کہ وقت میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتا ہے جس کی وجہ سے تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہوجاتا ہے۔وقت میں برکت کی وجہ سے بزرگانِ دین یومیہ متعدد قرآن کے ختم کیا کرتے تھے جیسا کہ اعتراض:۶۸ کے جواب میں غیر مقلدین کے حوالہ جات موجود ہیں۔

(۲)......ہم اب غیر مقلدین کی زبانی چند واقعات نقل کرتے ہیں تا کہ خواجہ صاحب جیسی ذہنیت رکھنے والے آلِ غیر مقلدیت سے سوال کرسکیں کہ یہ عادۃً ممکن ہیں؟

☆...مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کشمیر میں جہادی سرگرمیوں کے دوران ان کے امیر نے ہنگامی طور پر کہا ''لیٹ جاؤ'' تمام ساتھی اطاعتِ امیر کرتے ہوئے ساری رات برف پر لیٹے رہے'' (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۲۵۹)

☆....بھٹی صاحب ہی لکھتے ہیں۔

''یہاں یہ بھی سنتے جایئے کہ سخت مار پیٹ کے بعد ایک موقعے پر صوفی [محمد عبد اللہ غیر مقلد (ناقل)] صاحب سے اِن کے تعلق داروں نے جب یہ پوچھا کہ آپ کو اس سزا سے بہت تکلیف ہوئی ہوگی تو فرمایا مجھے معلوم ہی نہیں کیا ہو رہا تھا۔ میں تو بار بار سورۃ فاتحہ پڑھ رہا تھا''

(صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۱۰۸)

☆...اسی طرح کا ایک واقعہ مولانا عبد المجید سوہدری صاحب نے مولانا عبداللہ غزنوی صاحب کے متعلق نقل کیا ہے۔ (کرامات اہلِ حدیث صفحہ ۲۵)

ناممکن کی رٹ لگانے والے بتائیں کہ ساری رات برف لیٹنا اور سخت مار پیٹ کی تکلیف کا محسوس نہ ہونا کیسے ممکن ہو گیا؟

☆...مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''سوہندا (نام ہے) نے چادر سہاگے کے درمیان ڈالی اور دانتوں سے پکڑ کر سہاگے کو چھاتی کے برابر اُٹھایا اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس کو سر کے اوپر سے نیچے پھینک دیا'' (قافلہ حدیث صفحہ ۵۶)

بتایئے! سہاگے کو دانتوں سے اُٹھانا اور پھر دانتوں سے پکڑ کر اسے سر کے اوپر سے گزار کر گرا دینا کیسے ممکن ہو گیا؟

☆...مولانا خالد حسین صاحب غیر مقلد نے میاں نذیر حسین دہلوی صاحب کے متعلق لکھا:

''آخری ایّام میں اکثر بدحواسی رہتی تھی دو دو، تین تین روز تک ہوش نہ آتا تھا۔ اس حالت میں پوری رات نہایت اونچی آواز سے اس طرح وعظ فرماتے کہ صحت کی حالت میں بھی اس طرح نہیں کہتے تھے'' (حیات شیخ مشمولہ فتاویٰ نذیریہ ۱/۴۸)

میاں صاحب بے ہوشی کے عالم میں ساری رات وعظ کر سکتے ہیں تو کوئی ہوش وحواس کی سلامتی کے ساتھ ساری رات عبادت کیوں نہیں کر سکتا؟ یہ بھی بتایا جائے کہ وعظ کرنا بھی تو عبادت ہے میاں صاحب کا ساری رات عبادت کرنا آپ کے ہاں حدیث کی خلاف ورزی شمار ہوگا؟

(۴)......منکرینِ حدیث بھی متعدد احادیث کے مضمون کو ''ناممکن'' قرار دے کر رد کر دیتے ہیں مولانا محمد حسین میمن غیر مقلد، ایک منکرِ حدیث کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر مصنف کو اعتراض ہے کہ ۱۰۰ بیویاں یا ان کی طاقت (جنتی کو) کیسے ہوسکتی ہے؟ تو وہ اٹکل کی جگہ پر قرآن سے دلیل پیش کرے کہ یہ ناممکن ہے'' (اسلام کے مجرم کون؟ صفحہ ۱۱۴)

اس عبارت کے پیشِ نظر ہمیں حق ہے کہ بزرگوں کی کثرتِ عبادت کو ''ناممکن'' قرار دینے والے غیر مقلدین سے مطالبہ کریں کہ وہ اٹکل پچو سے کام لینے کی بجائے اس کا ''ناممکن'' ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

(۵) مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد اپنے بزرگوں کے متعلق لکھتے ہیں:

''گوناگوں مصروفیتوں کی بناء پر ان بیچاروں کے لیے نماز پڑھنا مشکل ہے یہ تو ان کی بہت بڑی قربانی ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنی بے پناہ مصروفیت سے تھوڑا سا وقت نکال کر دو چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں اور نماز میں ہی ان کو کھرکنے اور جسم کے مختلف حصوں پر ہاتھ پھیرنے کو وقت ملتا ہے اور یاد آتا ہے کہ ''کھرک فی الصلوۃ'' بھی نماز کا ایک مسئلہ ہے جس پر عمل ہونا چاہیے''

(نقوشِ عظمتِ رفتہ صفحہ ۲۴)

خواجہ صاحب جیسے لوگ اپنے غیر مقلدوں کی عبادت کا حال دیکھتے ہیں اور پھر ان پر بزرگوں کی عبادت کو قیاس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اتنی عبادت ''ناممکن'' ہے۔

(۶) اب تاریخ کا دوسرا رُخ بھی دیکھیں، خواجہ صاحب تو کثرتِ عبادت کو ''ناممکن'' قرار دیتے ہیں جب کہ سردار اہلِ حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب ممتنع کو بھی ''ممکن'' مان گئے۔

چنانچہ مولانا عبدالاحد خان پوری غیر مقلد اُن کے ایک مباحثہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آریہ نے قرآن پر اعتراض کیا کہ قرآن میں لکھا ہے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے تو اللہ اپنی مثل بنانے پر بھی قادر ہے یا نہیں؟ سواس اجہل الناس (امرتسری) نے کہا کہ ہاں قادر ہے اپنی مثل بنا سکتا ہے دیکھو اس اکفر الکافرین، اجہل الناس کو۔ اس خبیث کے منہ سے کتنا کفرِ عظیم نکلا ہے جس کا کوئی کافر بھی قائل نہیں ہوسکتا''

(الفیصلة الحجازیة صفحہ ۲۱ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد ۱)

اعتراض: ۱۰۴... بزرگ کی عبادت لڑکی کے حصول کے لیے تھی

مولانا محمد قاسم خواجہ صاحب نے فضائلِ نماز سے درج ذیل عبارت نقل کی ہے:

شیخ عبدالواحد مشہور صوفیاء میں ہیں انہوں نے خواب میں نہایت خوب صورت لڑکی دیکھی جس نے کہا میری طلب میں کوشش کر، میں تیری طلب میں ہوں تب انہوں نے چالیس برس تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔ (فضائلِ نماز صفحہ ۶۸)

خواجہ صاحب اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''معلوم ہوتا ہے یہ بات غلط مشہور ہوگئی ہے کہ صوفیاء کے پیش نظر فقط اللہ کی رضا ہوتی ہے اور وہ جنت کو بھی خاطر میں نہیں لاتے کیونکہ یہ تو خوب صورت لڑکیوں کے لالچ میں ساری رات عبادت میں گزار دیتے ہیں'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۸۰)

الجواب:

(۱)...... یہ واقعہ صوفی بزرگ کا ہے اور صوفیاء آلِ غیر مقلدیت کے دعووں کے مطابق ''غیر مقلد'' ہیں۔ (مقالاتِ شاغف صفحہ ۲۶۵)

(۲)...... لڑکی سے مراد جنت کی حور ہے اس پر دو قرینے ہیں پہلا یہ کہ اس لڑکی کے متعلق لکھا ہے:

''جس کے پاؤں کی جوتیاں تک تسبیح میں مشغول ہیں'' (فضائل نماز صفحہ ۶۸)

اور یہ چیز دنیا کی لڑکی میں نہیں ہوا کرتی۔ خواجہ صاحب نے عبارت نقل کرتے ہوئے مذکورہ جملہ چھوڑ دیا ہے۔

دوسرا یہ کہ بزرگ اس کے حصول کے لیے عبادت میں مصروف ہو گئے، عبادت سے حوروں سمیت جنت ملتی ہے جب کہ دنیا کی لڑکی کے حصول کے ذرائع عبادت کے علاوہ دوسرے ہیں۔

اور خواب میں جنت یا اس کی کسی نعمت کو دیکھ لینا ممکن ہے اور غیر مقلدین کی تصریحات کے مطابق تو خواب میں تو اللہ کی زیارت بھی ہو سکتی ہے۔ (مقالات: ۲/۳۰۵، توضیح الاحکام ۳/۶۳) وغیرہ۔

ہماری اسی کتاب میں اپنی جگہ پر (اعتراض: ۵۸ کے جواب میں) غیر مقلدین کے حوالوں سے یہ بات تحریر ہو چکی ہے کہ بیداری میں بھی جنت کی زیارت ہو سکتی ہے۔ جب بیداری میں جنت کو دیکھا جا سکتا ہے تو خواب میں دیکھ لینا کیوں ممتنع ہوگا؟

حاصل یہ کہ بزرگ کی عبادت جنت کے حصول کے لیے تھی جو حوروں سمیت بے شمار نعمتوں کا مجموعہ ہے اور جنت کی طرف رغبت کرنا اچھا عمل ہے۔ قرآن میں جنت کی طرف دوڑ لگانے کا حکم ہے **سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ۔**

باقی رہا یہ اعتراض کہ صوفیاء تو جنت سے بے نیاز ہو کر محض اللہ کی رضا کے لیے عبادت کرتے ہیں اور شیخ عبدالواحد صاحب تو جنت کے حصول کے لیے کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں میں تطبیق ممکن ہے۔ ابتدائی مراحل میں جنت کے حصول کے لیے عبادت ہو اور ترقی کے بعد محض اللہ کی رضا کے لیے۔ یا بعض صوفیاء محض رضائے الٰہی کے ہی طلب گار ہوں اور بعض رضائے الٰہی کے ساتھ جنت کے مشتاق بھی ہوں۔

(۳)......صوفی عبدالواحد صاحب تو جنت کی حور کی طلب میں تھے جب کہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلوانے والے کئی حضرات نے دنیا کی عورت کے حصول کے لیے غلط فتوے دیئے اور ناجائز کام بھی کیے ہیں۔

☆.... چار سے زائد شادیوں کو جائز کہا۔ (عرف الجادی صفحہ ۱۱۱، ظفر اللاضی صفحہ ۱۴۱)

☆...**وَكَذٰلِكَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا فِيْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ فَجَوَّزُوْهَا**۔ اور ایسے ہی ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز قرار دیا ہے۔ (نزل الابرار ۲/۳۳)

☆.... یہ بھی لکھا ہے کہ متعہ کے جواز میں اہل مکہ کا قول اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (هدیة المهدی ۱/۱۱۲)

☆... مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد نے فتویٰ دیا کہ مرزائی عورت سے نکاح جائز ہے۔ (اہل حدیث امرتسر ۱۹۳۴ء)

☆.... غیر مقلدین کے مشہور مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''چند مہینے پہلے یکے بعد دیگرے دو مشہور اہل حدیث عالموں کی تصویریں ایک بے پردہ مسلم لیگی خاتون کے ساتھ شائع ہوئی تھیں۔ ان تصویروں میں جماعت اہل حدیث کے دونوں علماء کرام بڑے خوش دکھائی دیتے تھے'' (قافلہ حدیث صفحہ ۵۰۷)

☆.... غیر مقلدین کے ''حافظ'' عبدالرحمٰن مدنی صاحب نے اپنی جماعت کے نامور بزرگ حافظ احسان الٰہی ظہیر صاحب کو مباہلہ کا جو چیلنج دیا تھا اُس میں یہ بات بھی لکھی ہے:

''اپنے گھر میں جوان نوکرانیوں کے قصوں کے بارے میں مباہلہ کی جرأت پاتا ہے؟''

(ہفت روزہ اہل حدیث ۵ ذی قعدہ ۱۴۰۴ھ)

اس کا عکس رسائل اہل حدیث جلد اول کے آخر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

☆...جناب عبدالقادر صاحب غیر مقلد، اپنے والد مولانا غلام رسول صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں:

''آپ مجھ کو بوستان کا سبق پڑھا رہے تھے ایک عورت زیور اور مکلّف لباس سے آراستہ ہو کر دو آدمیوں کو ہمراہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی...میں اس کی آراستگی اور زیور وغیرہ کی طرف حیرانی سے دیکھ رہا تھا'' (سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۵۶)

عورتوں سے غیر مقلدوں کے گھناؤنے کردار کے مزید حوالہ جات بھی ہیں جن کی عبارات زیادہ باعثِ شرم ہیں اس لیے ہم انہیں یہاں نقل نہیں کرتے، جو دیکھنا چاہے اُن کی درج ذیل کتابیں دیکھ لے۔

(عرف الجادی صفحہ ۱۰۹، لغات الحدیث ۲/۱۱۸: ر، بزم ارجمنداں صفحہ ۳۴۸، کتاب التعویذات صفحہ ۱۰۹)

اعتراض: ۱۰۵...مولانا زکریا ''لم تقولون مالاتفعلون'' کا مصداق ہیں

خواجہ صاحب فضائلِ نماز سے بزرگوں کی کثرتِ نماز (نوافل) نقل کر کے لکھتے ہیں:

''کیا میں تبلیغی جماعت والوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ جناب مولانا زکریا صاحب کو خود بھی اتنی عبادتیں کرنے کی توفیق ہوئی ہے یا ساری عمر قلم ہی گھسیٹتے رہے ہیں؟ **يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ.** (الصّف۔۲) اے ایمان والو تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینے میں صفحہ ۸۱)

الجواب:

اس اعتراض میں تین چیزیں ہیں جن پر کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔

(۱)......خواجہ صاحب پوچھتے ہیں کہ کیا مولانا زکریا رحمہ اللہ کو ''اتنی عبادتیں کرنے کی توفیق ہوئی ہے'' عرض ہے کہ انہیں اس قدر عبادت کی توفیق ہوئی ہو یا نہ، بہر حال بزرگوں کی کثرتِ عبادت نقل کرنا صحیح ہے۔ کیا ناقل کے لیے شرط ہے کہ جن بزرگوں کا جو کمال نقل کرنا چاہے جب تک خود عمل

پیرانہ ہو نقل نہیں کر سکتا؟

نیز اعتراض میں جن عبادات کا تذکرہ ہے وہ نفلی عبادتیں ہیں اور شرعی اصول ہے کہ نفلی عبادت کم یا زیادہ جتنی کوئی کرنا چاہے کر سکتا ہے، اس پر کوئی طعن کرنے کا مجاز نہیں، لہذا مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ نے جتنی بھی عبادت کی ہو وہ قابلِ اعتراض نہیں۔ ویسے اگر انہوں نے اتنی عبادت کی بھی ہو تو اُن پر بھی تو وہی اعتراض کرو گے جو دیگر بزرگوں کی عبادت پہ کرتے ہو؟

(۲)...... کتابیں تصنیف کرنے پر ''قلم گھسیٹنے'' کا طعنہ بھی غلط ہے۔ دینی معلومات کو لکھنا صحابہ کرام سے مسلسل اب تک بلانکیر یہ عمل ہوتا چلا آرہا ہے۔ اگر تصنیفِ کتب ''قلم گھسیٹنا ہے'' تو خود خواجہ صاحب بھی یہ عمل کرتے رہے ہیں۔ کہیں ''دیگراں را نصیحت خود را فضیحت'' والا معاملہ تو نہیں؟ کیا ہم خواجہ صاحب کے ذوق کے مطابق **لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ** ان کے خلاف پیش کر سکتے ہیں؟

خواجہ صاحب، تصنیفِ کتب پر ''قلم گھسیٹنے'' کا طعن کر رہے ہیں جب کہ ان کے علماء اس پر فضائل بیان کیا کرتے ہیں۔

مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''علم و علماء کی فضیلت میں قرآن و حدیث کے اوراقِ مقدسہ بھرے پڑے ہیں، علماء کی شان میں فرمایا گیا ہے کہ ان کی دوات کی روشنائی شہید کے خون سے زیادہ متبرک ہے''

(سیرۃ ثنائی صفحہ ۱۳۴)

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے ''جہاد بالقلم'' کا عنوان قائم کر کے حدیثِ نبوی ''اپنے ہاتھوں سے جہاد کرو'' ذکر کی، پھر اس کی تشریح میں لکھا:

''قلم دوات اور قرطاس کے ذریعے سے دینِ اسلام کا دفاع بھی جہاد ہے''

(علمی مقالات ۵۸۹/۳)

مگر افسوس کہ خواجہ صاحب اس قلمی جہاد کو ''قلم گھسیٹنا'' قرار دے رہے ہیں۔

اگر کوئی شخص خواجہ صاحب وغیرہ غیر مقلدین کی تصنیفی خدمات کو ''قلم گھسیٹنا'' کہہ دے تو کیسا رہے گا؟

(۳)...... **لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ** کا طعنہ دینا بھی غلط ہے، اس آیت کا شانِ نزول مولانا صلاح الدین یوسف غیر مقلد کے الفاظ میں اس طرح ہے:

''خطاب ان مؤمنوں سے ہے جو کہہ رہے تھے کہ ہمیں ''احب الاعمال'' کا علم ہو جائے تو ہم انہیں کریں، لیکن جب انہیں بعض پسندیدہ عمل بتلائے گئے تو سست ہو گئے''

(احسن البیان صفحہ ۱۵۷۱)

اس سے معلوم ہوا کہ آیت ''**لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ**'' میں یہ کہا گیا ہے کہ جن اعمال کے کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہو انہیں بجالاؤ، یہ مطلب نہیں کہ جس پر عمل نہیں کر رہے اس کی دوسروں کو تبلیغ نہ کرو۔

(۴)......اب ذرا غیر مقلدین کا طرزِ عمل ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا ثناء اللہ مدنی غیر مقلد، مولانا ابوالاشبال شاغف بہاری غیر مقلد کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

''آپ کو یہ عقدہ کھولنے کے لیے امام مسلم رحمہ اللہ کی کوئی دوسری کتاب نظر نہیں آئی۔ **یَـاَیُّهَـا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْن...اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ**''

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ ۱/۳۴۰)

مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی غیر مقلد، اپنی جماعت کے بزرگ مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''بٹالوی صاحب ''**مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَالَا یَعْنِیْهِ**'' کا وعظ لوگوں کو سناتے ہیں اور خود کذب و بہتان اور انکارِ حق کا اشتہار چھپوا کر شائع کرنا فرض وواجب جانتے ہیں''

(اخبار اہل حدیث امرتسر ۳۰، اپریل ۱۹۱۵ء)

اس عبارت کا عکس مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کی کتاب ''تاریخ ختم نبوت صفحہ ۴۱۰'' پر دیکھ سکتے ہیں۔

خواجہ صاحب جیسا ذوق رکھنے والے غیر مقلدین اپنے ان آلِ غیر مقلدیت کو ''**لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْن**'' کا طعنہ دیں۔

(۵)......آخر میں عرض ہے کہ خواجہ صاحب جیسے غیر مقلدین جو کتاب میں نقل شدہ ہر بات پر عمل کو مصنف کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں، اُن کی خدمت میں سوال یہ ہے کہ غیر مقلدین کے مصنفین اپنی کتابوں میں درج شدہ تمام باتوں پر عمل کرتے ہیں؟ کیا ہے کوئی غیر مقلد جو اِس کا اقرار کرے اور پھر اسے ثابت کرنے کی ذمہ داری قبول کرلے؟

زیادہ نہیں تو صرف مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے جو کچھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے اس پر ان کے عمل کو کوئی غیر مقلد ثابت کردے۔

مزید رعایت یہ ہے کہ خود خواجہ صاحب نے جو کچھ اپنی کتابوں میں لکھا ہے اسے صحیح اور پھر اس پر اُن کا اپنا عمل ثابت کردیں، تا کہ پتہ چلے انہوں نے محض قلم نہیں گھسیٹا جو کچھ لکھا ہے صحیح لکھا اور اس پر خود بھی عمل کیا ہے۔ دیدہ باید

اعتراض:۱۰۶ سیدنا ابنِ عباسؓ کا آنکھیں نہ بنوانا خودکُشی ہے

فضائلِ اعمال میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آنکھ کا آپریشن صرف اس لیے نہ کروایا کہ چند دن تک سجدہ کے وقت پیشانی زمین پر نہیں رکھ سکیں گے۔ کیونکہ انہیں حضورؐ کا یہ ارشاد معلوم تھا کہ جو شخص ایک نماز بھی جان بوجھ کر چھوڑے وہ حق تعالی سے اس طرح ملے گا کہ حق سبحانہ وتقدس اس پر ناراض ہوں گے۔ (حکایات صحابہ صفحہ ۶۸)

خواجہ صاحب نے مذکورہ عبارت فضائلِ اعمال سے تلخیص کر کے نقل کی، پھر اس پر یوں اعتراض کیا:

''یہ حدیث اگر واقعی حدیث ہے تو اس کا حضرت ابنِ عباسؓ کے عذر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا حضرت ابنِ عباسؓ کو یہ بات معلوم نہ ہو۔ یہ اطاعتِ رسول نہیں بلکہ خودکُشی ہے یہ یقیناً حضرت ابنِ عباس پر الزام ہے'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۸۶)

الجواب:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا نماز کی اہمیت کی وجہ سے آنکھیں نہ بنوانے کا واقعہ کتبِ حدیث میں موجود ہے۔

اَخْبَرَنَا اَبُوْبَکْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْفَقِیْهُ اَنْبَأَ اَبُوْمُحَمَّدِ بْنُ حَیَّانَ ثَنَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ اَحْمَدَ ثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سُلَیْمَانَ ثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ ثَنَا شُرَیْکٌ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ عِکْرِمَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَمَّا سَکَتَ فِیْ عَیْنَیْهِ الْمَاءُ اَرَادَ اَنْ یُخْرِجَهٗ مِنْ عَیْنَیْهِ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّکَ تَسْتَلْقِیْ سَبْعَةَ اَیَّامٍ لَا تُصَلِّیْ اِلَّا مُسْتَلْقِیًا،قَالَ فَکَرِهَ ذٰلِکَ وَقَالَ اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّهٗ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوةَ وَهُوَ یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّصَلِّیَ لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالٰی وَهُوَ عَلَیْهِ الْغَضْبَانُ۔

(سنن کبریٰ بیہقی ۲/۴۳۸، حدیث ۳۶۸۴، باب من واقع فی عینہ)

ترجمہ: عکرمہ سے روایت ہے کہ جب ابنِ عباس کی آنکھوں میں پانی اتر آیا تو انہوں نے اس (پانی) کو اپنی آنکھوں سے نکالنے کا ارادہ کیا۔ انہیں کہا گیا کہ آپ سات دن تک لیٹے رہو گے نماز نہ پڑھ نہ سکو گے ہاں لیٹے ہوئے پڑھ سکو گے۔ راوی نے کہا: انہوں نے اسے ناپسند خیال کیا اور فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ نماز پڑھنے کی استطاعت کے باوجود جس نے نماز چھوڑی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالی اس پر ناراض ہوں گے۔

ثَنَا اَبُوْعَلِیٍ الْحَافِظُ اَنْبَأَ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَحَمَّدبْنِ نَاجِیَۃٍ ثَنَا اِسْحَاقُ ابْنُ الْوَھْبِ الْوَاسِطِیُ ثَنَـا اَبُوْمُعَاوِیَۃَ ثَنَاالْاَعْمَشُ عَنِ الْمُسَیِّبِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ لَمَّا کُفَّتْ بَصَرُ ابْنِ عَبَّاسٍ اَتَانَا رَجُلٌ فَقَالَ لَہ اِنَّکَ دَاوَیتکَ فَبَرِأْتَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَرْسَلَ اِلٰی عَائِشَۃَ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَ غَیْرِھِمَا مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلٌّ یَّقُوْلُوْنَ اَرَاَیْتَ اِنْ مُتَّ فِیْ ھٰذَا السَبْعِ کَیْفَ تَصْنَعُ بِالصَّلٰوۃِ فَتَرَکَ عَیْنَہٗ وَلَمْ یُدَاوِھَا۔ [سکتا عنہ]

(مستدرک حاکم ۳/۶۲۹ رقم ۶۳۱۹ ذکر وفات عبداللہ بن عباس)

ترجمہ: مسیّب بن رافع کہتے ہیں کہ جب ابنِ عباس کی آنکھ خراب ہوگئی تو ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ کا علاج ہے آپ ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ پس انہوں نے عائشہ، ابوھریرہ وغیرھما اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا، سب نے کہا: اگر ان سات دِنوں میں آپ کی موت آ گئی تو آپ کی نمازوں کا کیا بنے گا؟ پس انہوں نے اپنی آنکھوں کو ویسے ہی رہنے دیا اور علاج نہیں کرایا۔

معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کی آنکھوں میں پانی اُترنا اور نماز کی اہمیت کے پیشِ نظر اُن کا علاج نہ کرانا کتبِ حدیث سے ثابت ہے۔ اگر ایسی حدیثوں کا خواجہ صاحب کو علم نہیں تو اس میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کا کوئی قصور نہیں۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ علاج نہ کرانا خودکشی ہے اس کا جواب حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے وہیں فضائل اعمال میں دے دیا ہے:

"اگرچہ شرعاً اس طرح مجبوری کی حالت میں پڑھنا جائز ہے اور یہ صورت نماز چھوڑنے کی وعید میں داخل نہیں ہوتی مگر حضراتِ صحابہ کو نماز کے ساتھ جو شغف تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر

عمل کرنے کی جس قدر اہمیت تھی اس کی وجہ سے حضرت ابنِ عباسؓ نے آنکھ بنوانے کو بھی پسند نہ کیا کہ ان حضرات کے نزدیک ایک نماز پر ساری دنیا قربان تھی۔'' (حکایات صحابہ صفحہ ۶۸)

(۲)......اب کچھ واقعات غیر مقلدین کی کتابوں کے پڑھیے۔

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے کہتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ایک شخص نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے یوں کہا:

''اے اللہ کے نبی! میں نے کبھی آنکھ جھپکنے کے برابر بھی گناہ نہیں کیا۔ البتہ ایک بار میری یہ آنکھ غیر محرم کی طرف اُٹھ گئی تھی میں نے اسے نکال دیا، دوسری آنکھ بھی یہی غلطی کرتی تو میں اس کا بھی یہی حشر کرتا'' (آفاتِ نظر اور ان کا علاج صفحہ ۵۲)

خواجہ صاحب جیسے لوگ یہاں کیا فرمائیں گے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی نے خود کشی کی ہے؟

اثری صاحب ایک اور صاحب یونس بن یوسف کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ایک دفعہ وہ مسجد سے واپس آ رہے تھے کہ انہیں ایک عورت راستے میں نظر آئی اور اس کے بارے میں دل میں کھٹکا پیدا ہوا تو انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! یہ آنکھ تو آپ نے مجھے ایک بڑی نعمت دی تھی مگر اب خوف آنے لگا ہے کہ یہ میرے لیے فتنہ وفساد کا موجب نہ بن جائے اس لیے عرض ہے کہ میری بینائی جاتی رہے تا کہ میں کہیں کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو جاؤں، چنانچہ اس کی نظر جاتی رہی'' (آفاتِ نظر اور ان کا علاج صفحہ ۵۳)

اثری صاحب مذکورہ واقعات کے بارے میں کہتے ہیں:

''ہم نے یہ واقعات محض بطورِ عبرت نقل کیے ہیں'' (حاشیہ آفاتِ نظر اور ان کا علاج صفحہ ۵۳)

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد نے ''خواتین کے زہد واتقاء کی چند مثالیں'' عنوان قائم کر کے درج ذیل دو واقعات تحریر کیے ہیں۔

ا۔ بھٹی صاحب صوفی غوث الدین صاحب کی بیوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''انہوں نے ایک دن ابھی مغرب کی نماز پڑھنا شروع کی تھی کہ سامنے سانپ نظر آیا۔ وہ گھر میں اکیلی تھیں۔ پہلے تو گھبرائیں، پھر یہ سوچ کر کہ فرض نماز پڑھ رہی ہیں، اس میں نہ گھبرانا چاہیے، نہ نماز توڑنی چاہیے، نماز میں مصروف رہیں۔ اس کے بعد سانپ ٹانگ پر چڑھ گیا۔ اب خوف کی ایک لہر دل میں اُٹھی، لیکن پھر سوچا کہ نماز توڑ کر جان بچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ

یہ ہوگا کہ سانپ ڈسے گا اور موت آجائے گی۔آخر مرنا تو ہے ہی، کیوں نہ نماز کی حالت میں مرا جائے۔اب سانپ قمیص کے نیچے سے ہوتا ہوا کندھے پر آ گیا۔یہ انتہائی دہشت ناک وقت تھا لیکن وہ اللہ کی نیک بخت بندی بہ دستور نماز پڑھتی رہیں۔نماز ہی کی حالت میں تھیں کہ سانپ اُتر کر چلا گیا۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۴۰)

خواجہ جیسے لوگ بتائیں کہ یہ عورت زہد و اتقاء کی مثال پیش کر رہی تھی یا خودکشی کے لیے دل تھامے کھڑی تھی؟

۲۔بھٹی صاحب نے مذکورہ بالا جس عورت کا واقعہ لکھا ہے،اس کی بیٹی کا بھی ایک واقعہ درج کیا ہے اور یہ بیٹی بقول بھٹی صاحب مولانا محمد سلیمان روڑی کی بہن ہے۔پڑھیے:

''وہ ایک بار گلی سے گزر رہی تھیں کہ کسی راہ گزر کا کندھا ان کے کندھے سے ٹکرا گیا۔اسی وقت گھر آئیں اور کہا کہ کسی غیر محرم مرد کا کندھا میرے کندھے سے چھو گیا ہے۔اب وہ جگہ آگ کی طرح جل رہی ہے،جی چاہتا ہے،اس کو اُسترے سے کاٹ دوں۔گھر کے افراد نے اسے شدت احساس پر محمول کیا،لیکن جب انہوں نے اس جگہ کے کاٹ دینے پر بہت زیادہ اصرار کیا تو جسم کے اس حصے کو چھیل دیا گیا،اب انہیں چین آیا اور تکلیف رفع ہوئی۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۴۱)

خواجہ صاحب جیسے لوگ بتائیں کہ اگر کسی شخص کا آنکھیں نہ بنوانا خودکشی ہے تو کندھے کو کاٹنا اور چھیل دینا کس زمرہ میں آئے گا؟

۳۔مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد،منصور بن معتمر رحمہ اللہ کے متعلق کہتے ہیں:

''حضرت منصور کا شمار کوفہ کے کبار محدثین میں ہوتا ہے۔...نہایت عابد و زاہد،روزہ دار اور شب زندہ دار تھے،کثرت سے رونے کے سبب بینائی جاتی رہی تھی'' (فلاح کی راہیں صفحہ ۴۵)

حضرت منصور رحمہ اللہ رُو رُو کر بینائی ضائع کر بیٹھے تو کیا انہیں بھی خودکشی کا الزام دو گے؟

اثری صاحب مزید کہتے ہیں:

''امام محمد بن یعقوب بن الاخرم وغیرہ فرماتے ہیں: کہ میں نے امام محمدؒ بن نصر سے بہتر نماز پڑھتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا،بھڑ اُن کی پیشانی پر ڈنگ مارتی رہی،ایک قول میں ہے کہ کان پر ڈنگ مارتی رہی،یہاں تک کہ خون رسنے لگا مگر آپ نے حرکت نہ کی۔'' (فلاح کی راہیں صفحہ ۴۸)

مسلسل بھڑ کے ڈنک سہنے کو خواجہ صاحب جیسے لوگ کیا کہیں گے؟

(۳)...... غیر مقلدین کے نزدیک نماز کی اہمیت اُتنی نہیں جتنی ہونی چاہیے مثلاً ان کے نزدیک فٹ بال کھیلنے والے دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ)

ان کے ہاں بغیر عذر کے دو نمازوں کو ایک ہی وقت میں جمع کر کے پڑھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ اہل حدیث کی امتیازی نشانی ہے۔ (ہدیۃ المہدی)

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد نے اعتراف کیا ہے کہ علمائے غیر مقلدین کے لیے نماز پڑھنا مشکل ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا تو رہا ایک طرف، گونا گوں مصروفیتوں کی بناء پر ان بیچاروں کے لیے نماز پڑھنا بھی مشکل ہے۔'' (نقوش عظمت رفتہ صفحہ ۲۴)

جن لوگوں کے ہاں نماز کی اہمیت اتنی کم ہو تو انہیں سیدنا عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے ''شغفِ نماز'' پر تعجب ہوسکتا ہے مگر وہ اپنے تعجب کو مدار بنانے کی بجائے حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

اعتراض: ۱۰۷ بزرگوں نے محیر العقول عبادات کیسے کر لیں؟

خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

''پچھلے صفحات میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں نے دنیا سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر رکھی تھی ورنہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ دنیا سے قطع تعلق کیے بغیر وہ اتنی ہی محیر العقول عبادتیں اور جان توڑ ریاضتیں کر سکتے۔ یہی ترکِ دنیا ہے جسے شرعی اصطلاحات میں رہبانیت کہتے ہیں اور جس سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں)

الجواب:

خواجہ صاحب نے اس عبارت میں دو اعتراض کیے ہیں ایک یہ بزرگوں نے محیر العقول عبادات کیسے کر لی؟ دوسرا یہ کہ ان بزرگوں نے رہبانیت اختیار کی ہوئی تھی۔ پہلے اعتراض کا جواب یہاں ذکر کیا جاتا ہے اور دوسرے اعتراض کا جواب آگے (اعتراض: ۱۰۸ کے ذیل میں) آ رہا ہے۔

خواجہ صاحب نے بزرگوں کی کثرتِ عبادت سے سمجھا ہے کہ انہوں نے رہبانیت اختیار کر رکھی تھی۔ عرض ہے کہ بزرگوں کی کثرتِ عبادت اس لیے تھی کہ ان کے وقت میں برکت تھی۔ وقت میں

برکت کا ہونا اور تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہو جانا حدیث سے ثابت ہے مثلاً سیدنا داود علیہ السلام گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیتے اور زبور پڑھنا شروع کر دیتے۔ زین کسنے کے مختصر وقت میں زبور ختم کر لیتے تھے۔ (بخاری)

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب کہتے ہیں:

''اوقات میں برکت اور اللہ تعالیٰ کی اعانت کا ایک سبب قرآن مجید کی تلاوت ہے۔ ہمارے اسلاف مختصر وقت میں جو کام کر گزرتے تھے آج اس کا تصور بھی نہیں اور یہ سبب قرآن مجید اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ان کا تعلق اور اخلاص کا'' (مقالاتِ اثری ۲/۳۰۴)

کثرت سے عبادت کرنے والے بزرگوں کا تذکرہ صرف فضائل اعمال میں نہیں بلکہ ان کتابوں میں بھی ہے جنہیں غیر مقلدین عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مثلاً حافظ ذھبی رحمہ اللہ کی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ''

حضرت مولانا ابوبکر غازی پوری صاحب رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول سے چالیس حضرات کی کثرت عبادت کے واقعات نقل کئے ہیں۔ دیکھئے ارمغانِ حق ۱/۲۱۳ تا ۲۲۱۔

فضائل اعمال کے خلاف کتابیں لکھنے والے غیر مقلدین ''تذکرۃ الحفاظ'' کے خلاف کتابیں لکھیں گے کہ ذھبی صاحب نے بزرگوں کی مدح میں خلافِ سنت/کثرتِ عبادت کو مزے لے کر بیان کیا ہے۔

بزرگوں کی عبادات کو ''محیر العقول'' کہنا اس تناظر میں ہے کہ خواجہ صاحب اپنے ماحول کی عبادت اور عابدین پہ نظریں جمائے ہوئے ہیں۔ ورنہ بزرگوں کا کثرت سے عبادت کرنا خود غیر مقلدین کی کتابوں میں بھی موجود ہے جیسا کہ اسی کتاب میں اپنی جگہ (اعتراض: ۶۸، ۱۰۳ کے ذیل) میں باحوالہ مذکور ہے۔

یہاں ایک اور بات بھی پڑھ لیں کہ اسلاف سے علم کی طلب میں بھی قابلِ رشک کارنامے ثابت ہیں۔ مولانا عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''ہمارے اسلاف کرام اور مشائخ عظام نے حصولِ علم کے لیے بڑی محنتیں ومشقتیں برداشت کی ہیں جن کی وجہ سے بڑی بڑی کتابیں لکھیں، جن سے ہم فیض یاب ہو رہے ہیں، امام طبرانی سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کو بے شمار علوم کیسے حاصل ہوئے فرمایا: اے جانِ من بیس برس تک

میری کمر نے بوریئے کے سوائے کسی بستر کا لطف نہیں اُٹھایا۔'' (اسلامی خطبات ۱/۳۶۵)

اسلاف نے علم کی خاطر ''بڑی محنتیں ومشقتیں بالفاظ خواجہ بڑی بڑی ریاضتیں برداشت کی ہیں خواجہ صاحب جیسے لوگ یہاں اعتراض کریں گے کہ رہبانیت اختیار کیئے بغیر اتنی بڑی بڑی ریاضتیں کیسے کرلیں؟

قاضی محمد اسلم محمد سیف صاحب غیر مقلد نے شاہ اسماعیل دہلوی صاحب کے بارے میں لکھا:

''دوسرے علوم وفنون میں بھی ان کے واقعات یقیناً محیر العقول ہیں''

(تحریک اہلِ حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۲۴۳)

یہاں ''واقعات یقیناً محیر العقول'' الفاظ پر بھی خواجہ صاحب جیسے لوگ کوئی تبصرہ فرمادیں۔

اعتراض:۱۰۸ فضائلِ اعمال میں رہبانیت کی تعلیم ہے

خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

''پچھلے صفحات میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں نے دنیا سے بالکل کنارہ کشی اختیار کررکھی تھی ورنہ یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ دنیا سے قطع تعلق کیے بغیر وہ اتنی ہی محیر العقول عبادتیں اور جان توڑ ریاضتیں کرسکتے۔ یہی ترکِ دنیا ہے جسے شرعی اصطلاحات میں رہبانیت کہتے ہیں اور جس سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ)

الجواب:

محیر العقول والی بات کا جواب اوپر (اعتراض:۱۰۷ کے تحت) مذکور ہو چکا، رہبانیت کے حوالے سے معروضات یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱)......جواب کا حاصل یہ ہے کہ بزرگوں کی کثرتِ عبادت کو ''رہبانیت'' کا نام دینا غلط ہے۔ کثرتِ عبادت کا تو قرآن وحدیث میں حکم ہے مثلاً **یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْراً کَثِیْرًا۔** (سورہ احزاب آیت:۴۱)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا ذکر خوب کثرت سے کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے: مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔

(السلسلة الصحيحة للالباني ۴/۴۳ ح ۱۵۳۰)

پوری حدیث اعتراض:۳۶ کے جواب میں درج ہے۔

خواجہ صاحب بزرگوں کی کثرتِ عبادت کو جان توڑ ریاضت اور رہبانیت کا نام دے رہے ہیں کاش کہ وہ بخاری کی طرف نظر کر لیتے جس میں یہ بات درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر لمبی نماز پڑھتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا۔

مولانا ارشادالحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الخاشعین تھے، جن کا ہر لحظہ اللہ سبحانہ وتعالی کی یاد میں گزرتا۔ ایک مجلس میں ستر، ستر اور سو مرتبہ استغفار کرتے۔ یہ نماز میں انہماک اور خشوع ہی کا نتیجہ تھا کہ طویل قیام کی وجہ سے پاؤں مبارک پر ورم آجاتا ہے اور آپ کو اس کا احساس تک بھی نہ ہوتا۔ نماز پڑھتے تو سینہ مبارک سے ہنڈیا کے اُبلنے کی سی آواز آتی۔ (ابوداود)''

(فلاح کی راہیں صفحہ ۴۱)

خواجہ صاحب جیسے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طولِ قیام کو بھی رہبانیت کا نام دیں گے؟؟؟

اسی طرح مسلم میں حدیثِ نبوی موجود ہے **عَلَیکَ بِکَثْرَ ۃِ السُّجُوْدِ**، اپنے اوپر سجدوں کی کثرت لازم کرلو۔ (صحیح مسلم)

(۲)......سجدوں کی کثرت کا مطلب یہ ہے کہ نفل نمازیں زیادہ سے زیادہ پڑھو۔

پچھلے اعتراض:۱۰۷ کے ضمن میں مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد کی عبارت ''ہمارے اسلاف مختصر وقت میں جو کام کر گزرتے تھے آج اس کا تصور بھی نہیں'' ان کی کتاب مقالات اثری ۲/۳۰۴ کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں۔ یعنی اسلاف نے محیر العقول عبادات کیں۔ تو کیا خواجہ جیسے لوگ ان اسلاف کو رہبانیت کا طعنہ دیں گے؟

(۳)......خواجہ صاحب نے گوشہ نشینی کا طعنہ دیا تو ذرا ''گوشہ نشینی'' کی تعلیم غیر مقلدین کی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

امامِ آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''میں گوشہ نشینی اور یادِ الٰہی اور عزلت گزینی اور گمنامی پر ساری دنیا کی بادشاہت کو تصدق کرتا ہوں'' (لغات الحدیث ۱/۳۷:ب)

علامہ وحید الزمان صاحب گوشہ نشینی کی مدح سرائی میں لکھتے ہیں:

''اب رہا علم درویشی اور تصوف اور **تَبَتُّلُ** اور **اِنْقِطَاع اِلَی اللّٰہِ** اور **تِجْرِیْد مَا سِوَی اللّٰہِ** تو اس کی تعلیم خود قرآن اور احادیثِ نبویہ میں موجود ہے۔'' (لغات الحدیث ۱/۹۹:ب)

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ حضرت ربیعؒ جب سے تہبند باندھنے لگے اس وقت سے کبھی بھی عام مجلس یا بازار میں نہیں بیٹھتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی پر ظلم ہو اور میں گواہی دینے میں پیچھے رہوں، یا کسی کا بھاری بوجھ نہ اُٹھا سکوں، یا کوئی سلام کہے تو میں اس کا جواب نہ دوں، یا میں اپنی نگاہ نیچی نہ رکھ سکوں، یا بھولے ہوئے کو راستہ نہ بتلاؤں، بس اس ڈر سے وہ ہمیشہ گھر میں بیٹھتے۔ ان کے زہد وورع کی داستان طویل ہے'' (فلاح کی راہیں صفحہ ۶۴)

اثری صاحب نے امام عبید بن عمیر رحمہ اللہ کی مدح میں ایک واقعہ درج کیا ہے، اس میں ایک صاحب کا فرمان نقل کیا:

''عبید بن عمیرؒ نے میری بیوی... کو راہبہ بنا دیا۔'' (فلاح کی راہیں صفحہ ۱۲۲)

مولانا عبداللہ غزنوی صاحب غیر مقلد نے کہا:

''چھوٹی عمر میں مجھ کو یہ شوق از حد تھا کہ جنگل اور تنہائی میں جا کر دعا کروں اور اس کی طرف کمال توجہ تھی'' (سوانح مولوی عبداللہ الغزنوی صفحہ ۱۱)

غیر مقلدین کی کتاب ''تلقین غزالی'' میں لکھا ہے:

''حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ خدا کی قسم کھا کر کہا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں گوشہ نشینی جائز ہوگئی ہے۔ میں (امام غزالی) کہتا ہوں کہ اگر ان کے زمانہ میں جائز تھی تو ہمارے زمانے میں فرض ہوگئی ہے۔'' (تلقین غزالی صفحہ ۲۳)

اسی کتاب میں مزید لکھا ہے:

''حضرت فضیل کو اپنے شاگرد کے بُرے خاتمے کا سخت صدمہ ہوا اور چالیس روز تک اپنے گھر سے باہر نہ نکلے، اندر ہی بیٹھ کر روتے رہے'' (تلقین غزالی صفحہ ۵۵)

غیر مقلدین کی کتاب ''تذکرہ'' میں کسی بزرگ کے متعلق لکھا ہے:

''آخر عمر میں آپ نے عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی اور برابر کے پہاڑ پر جو قریب سہسرام ہے

جا کر رہے اور وہیں انتقال فرمایا۔آپ بڑے عالم فاضل اور عارف کامل تھے آپ کو بجز عبادتِ معبود حقیقی کے کوئی سروکار نہ تھا۔'' (تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۳۱ مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ کراچی)

غیر مقلدین کی کتاب میں ایک بزرگ کے بارے میں لکھا ہے:

''تصوف وطریقت کی تعلیم حاصل کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام اطراف سے منقطع ہو کر اپنے شہر میں گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر لی اور زہدو عبادت میں مشغول ہو گئے انہیں ملاموہن کے نام سے پکارا جاتا تھا'' (برصغیر میں علمِ فقہ صفحہ ۱۲۶۷ مولانا محمد اسحاق بھٹی)

ایک بزرگ کے متعلق لکھا ہے:

''تمام علائق دنیا سے منقطع ہو کر اللہ سے تعلق جوڑ لیا اور عبادت وزہد کو زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنالیا'' (برصغیر میں علمِ فقہ صفحہ ۳۱۹)

غیر مقلدین کی کتاب ''ارمغانِ حنیف'' میں امام غزالی کے بارے میں لکھا ہے:

''جبہ وعبا اتار پھینکی اور دنیا سے بیزار ہو کر بادیہ پیمائی شروع کر دی۔'' (ارمغانِ حنیف صفحہ ۲۴)

غیر مقلدین کی کتابوں کے حوالے پڑھتے جائیں:

''ماسوی اللہ کو چھوڑ کر مالکِ حقیقی سے لو لگائے بیٹھے تھے اور ہر دم اللہ کی یاد میں مستغرق اور اسی کے ذکر میں منہمک رہتے تھے۔'' (استادِ پنجاب صفحہ ۳۷۸)

''آخر عمر میں...تدریس ہاتھ سے دے کر گوشہ نشینی اختیار کر لی''

(تراجم علمائے حدیث ہند صفحہ ۱۲۵)

''میاں (نظام الدین) صاحب کو ایک دفعہ مولانا محی الدین عبد الرحمٰن لکھوی رحمہ اللہ کی صحبت میسر ہوئی تو آپ کی کایہ پلٹ گئی، دنیا و مافیہا سے نفرت ہو گئی۔'' (الفیوض المحمدیہ: ۲۷۰)

''چند روز وہاں ٹھہرا کر واپس قلعہ میاں سنگھ تشریف لے آئے۔گھر میں کب آرام تھا۔خواب خورش کم ہو گئی۔تنہائی اختیار کر لی۔اکثر جنگل میں ہی رہتے۔اہل وعیال زبردستی روٹی کھلانے کو گھر بلاتے۔ ہوا و ہوس دنیا کی جاتی رہی۔دنیاوی بات دل کو نہ بھاتی، طالب علموں کو جواب دے دیا''

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۴۴)

''لکڑ ہارے نے ...میرے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کیا۔مصافحہ کرتے ہی دل سے شکار کی محبت شکار ہو گئی۔میرے خیالات آناً فاناً بدل گئے۔حالت اور سے اور ہو گئی۔میں نے اپنے ملازموں کو گھوڑا اور

باز دے دیئے اوران کو رخصت کر دیا۔ کچھ یاد نہ رہا۔ بغیر ذکر اور کوئی فکر نہ تھا۔ اہل وعیال بھول گئے۔'' (سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۳۵)

ریاض الصالحین میں مسلم کے حوالہ سے حدیث موجود ہے کہ: اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو پرہیز گار، مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ ہو۔

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اِس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس میں اللہ کی اطاعت وعبادت کے لیے عزلت (گوشہ نشینی) کا استحباب ہے بالخصوص جب کہ فساد عام اور لوگوں سے اختلاط کی صورت میں دین کو خطرہ لاحق ہو یا اس پر عمل کرنا مشکل ہو''

(شرح ریاض الصالحین ۱/۵۱۳)

قوسین کے درمیان ''گوشہ نشینی'' الفاظ بھی یوسف صاحب کے ہیں۔

اعتراض:۱۰۹...خانقاہی نظام کی شریعت میں اجازت نہیں

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''آج خانقاہوں کے بیٹھنے والوں پر ہر طرح الزام ہے....''

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مسجد میں عبادت ہوتی ہے، مدرسہ میں تعلیم ہوتی ہے۔ گھر میں رہائش ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ خانقاہ کیا چیز ہے۔ کیا اس کا بھی اسلام میں کوئی تصور ہے۔ اگر ہے تو بتلایا جائے کہ یہ قرآن وحدیث کی کس شرعی اصطلاح کا ترجمہ ہے سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے خانقاہی سلسلہ دراصل رہبانیت اور ترک دنیا کا دوسرا نام ہے اور کیا ہے مروجہ اصطلاح میں یہ کسی زندہ یا مُردہ راہب کی زیارت گاہ ہی کو کہتے ہیں'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۸۸)

الجواب:

(۱)......خانقاہ میں تزکیہ نفس کی محنت ہوتی ہے جیسا کہ آگے (اعتراض:۱۱۰ کے جواب میں) باحوالہ بیان ہوگا، ان شاء اللہ۔

مولانا سید ثناء اللہ گیلانی صاحب غیر مقلد (خطیب جامع مسجد مکی اہل حدیث دھرنگ) لکھتے ہیں:

''ان کا تصوف نام رکھنا اصطلاحِ جدید تو بے شک ہے لیکن مقصود واضح ہو جانے پر مضائقہ نہیں **وَلَا مُشَاحَةَ فِی الْاِصْطِلَاحِ** '' (مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۵۴)

اصطلاح میں جب کوئی مناقشہ نہیں تو صوفیاء کی اصطلاح میں تزکیہ نفس کے مرکز کو ''خانقاہ'' کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

خواجہ صاحب جیسے غیر مقلدین کو اگر یہ عام سی بات سمجھ نہیں آتی تو وہ اس طرف غور کریں کہ محدثین نے جو اصطلاحات مقرر کر رکھی ہیں ان سب کا حدیث سے ثبوت ہے؟ نیز تعلیم کے مرکز کو خواجہ صاحب نے ''مدرسہ'' کہا، اسی طرح انہوں نے ''دار الحدیث'' کا لفظ بھی لکھا۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ تعلیم کے مرکز کے لیے ''مدرسہ'' اور حدیث کے پڑھائے جانے کے مقام کو ''دار الحدیث'' کہنے پر قرآن وحدیث کی کسی شرعی اصطلاح کا ترجمہ لکھ دیتے۔

خواجہ صاحب کا یہ کہنا ''خانقاہ رہبانیت کے اڈے کو کہتے ہیں'' غلط ہے۔ چنانچہ قاری محمد بلال تبسم صاحب غیر مقلد (خطیب جامع مسجد حاجی عبد الغنی گوجرانوالہ) لکھتے ہیں:

''کچھ لوگوں نے اسی رہبانیت کو اختیار کر کے تصوف کا نام دے دیا ہے جو کہ غلط ہے حالانکہ تصوف شریعت پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔''

(مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۰۸)

اس سے ثابت ہوا کہ صوفیاء رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتے۔ نیز رہبانیت کا طعنہ دینے والے غیر مقلدین کی کتابوں میں رہبانیت اور گوشہ نشینی کے عبارات دیکھ لیں۔ حوالہ جات اوپر (اعتراض :۱۰۸ کے جواب میں) مذکور ہو چکے ہیں۔

خانقاہ کے وجود پر اعتراض کرنے والے غیر مقلدین کو اپنی کتابوں کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے۔ ان کی کتابوں میں خانقاہوں کا ذکر مقام مدح میں کئی جگہ ہوا ہے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

''جس مکان پر آپ ٹھہرا کرتے تھے اس کے قریب ہی ایک خانقاہ تھی جو اُجڑی ہوئی تھی ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی قبر ہے (راوی کہتے ہیں) میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے کہا آج رات ہمیں وہ بزرگ ملے اور کہا کہ قاضی جی آپ اتنی بار یہاں آئے مگر ہمیں ایک بار بھی نہیں ملے پھر فرمایا وہ بہت نیک اور صالح آدمی ہیں فلاں جگہ کے رہنے والے تھے اِدھر سے گزر رہے تھے کہ انتقال ہو گیا'' (کرامات اہل حدیث صفحہ ۱۹)

''جب مولانا عبد الواحد غزنوی مسجد چینیانوالی لاہور میں بطور خطیب تشریف لائے تو یوں سمجھئے کہ روحانیت کے دریا میں تموج پیدا ہو گیا اور چینیانوالی مسجد ذکر وفکر اور عبادت وریاضت کی بہت بڑی

خانقاہ بن گئی"   (تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں صفحہ ۳۴۱)

"اس دَور (پانچویں تا آٹھویں صدی) میں تصوف نے ایک ادارے کی شکل اختیار کرلی۔ مسلم دنیا کے اکثر و بیشتر علاقوں میں خانقاہیں موجود تھیں۔ معاشرے کے کھاتے پیتے لوگ اور بسا اوقات حکام و امراء خانقاہوں کی خدمت کرنا دینی خدمت سمجھتے تھے۔ حکمرانوں نے خانقاہوں کے لیے جاگیریں الاٹ کیں تاکہ مستقل طور پر مالی انتظام ممکن ہوسکے۔ اس دَور میں خانقاہوں سے خاص شاگرد تیار کر کے مختلف علاقوں میں نائب بنا کر بھجوائے گئے"

(اسلام اور خانقاہی نظام صفحہ ۲۴۳ پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ بھٹی، طبع دار السلام)

"عالمِ اسلام یا برصغیر کے تمام خانقاہی نظام کے اہم مراکز کا ذکر طوالت کے پیشِ نظر ممکن نہیں۔ صرف پنجاب میں قائم کردہ اہم خانقاہوں اور مزارات کی تفصیل یہ ہے..."

(اسلام اور خانقاہی نظام صفحہ ۲۴۳)

"خانقاہی نظام نے بے شمار انسانوں کو متاثر کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس زاویۂ فکر نے تاریخ کے مختلف ادوار میں مختلف معاشروں کو متاثر کیا اور اس حد تک مقبولیت حاصل کی کہ عوام وخواص کے اذہان کو نہ صرف متاثر کیا بلکہ زندگی کی ٹھوس حقیقتوں کو بدلنے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ معاشرے میں رواداری، مساوات، خدمتِ خلق، عفو و درگزر، شفقت، دل جوئی اور دلداری جیسا ماحول پیدا کیا۔"   (اسلام اور خانقاہی نظام صفحہ ۲۴۸)

"اہلِ خانقاہ نے مخلوق خدا پر شفقت، غریبوں اور بے کسوں سے ہمدردی اور شکستہ دِلوں کی تسلی کو اپنا معمول بنالیا تھا اور وہ مخلوق کے غم خوار اور ان کے لیے شفقت وترحم کے جذبات رکھنے والے تھے۔"   (اسلام اور خانقاہی نظام صفحہ ۲۴۹)

"شاہ غلام علی رحمہ اللہ نہایت پابند سنت اور متوکل علی اللہ تھے۔ اس دَور کے اُمرا اور بادشاہ چاہتے تھے کہ ان کی خدمت کریں اور خانقاہ کی امداد کریں۔ لیکن شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان کی یہ پیش کش کبھی قبول نہ فرمائی۔ ایک دفعہ والی ٹونک نواب امیر محمد خاں نے انتہائی التجا سے ان کے اور خانقاہ کے درویشوں کے لیے وظیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی....." (فقہائے پاک وہند ۳/۱۱۰)

"ان کی خانقاہ میں ہر وقت کم وبیش پانچ سو فقیر اور درویش رہتے تھے جو اُن سے فیض حاصل کرتے تھے.... جو موٹا کھسوٹا لباس خانقاہ کے درویشوں کو میسر ہوتا وہی خود بھی پہنتے"

(فقہائے پاک وہند ۳/۱۱۰)

''شاہ غلام علی رحمہ اللہ نے شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔لیکن دہلی میں ان کی خانقاہِ تصوف شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حلقۂ درس کا مقابلہ کرتی تھی۔''

(فقہائے پاک و ہند ۱۱۵/۳)

امام غزالی کے بارے میں لکھا ہے:

''چنانچہ وہ چند مریدوں کے ہمراہ طوس واپس آگئے جہاں انہوں نے ایک خانقاہ قائم کی اور اپنے تلامذہ کو تصوف کی علمی اور عملی تربیت دینے میں مصروف ہوگئے'' (تلقین غزالی صفحہ ۸)

''حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی... ہزاروں تشنگانِ علم نے آپ رحمہ اللہ کی خانقاہ سے پیاس بجھائی اور سینکڑوں گم گشتگانِ علم نے وہاں آکر روشنی حاصل کی'' (دو روشن ستارے: ۴۳)

''مولانا محمد جمیل بہت بڑے عالم تھے اور درس و تدریس ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔جون پور کے محلّہ مفتی میں ایک وسیع اور پختہ خانقاہ اور ایک مدرسہ تعمیر کرایا تھا، اس میں خود درس دیتے اور لوگوں کی اصلاحِ باطن فرماتے۔'' (برصغیر میں علمِ فقہ صفحہ ۳۰۰)

غیر مقلدین کی کتابوں میں مدح کے طور پر خانقاہ کے تذکروں پر خواجہ جیسے لوگ کیا تبصرہ کریں گے؟ کیا یہ خانقاہیں خاص کر مسجد چینیا نوالی خانقاہ رہبانیت کے اڈے تھے؟

اعتراض: ۱۱۰...صفہ کو ''خانقاہ'' کا نام دینا زیادتی ہے

حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے لکھا:

''اصحابِ صفہ وہ لوگ کہلاتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گویا خانقاہ کے رہنے والے تھے۔ (حکایاتِ صحابہ صفحہ ۱۰۳)

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس مدرسہ نبوی کو یا اس دار الحدیث کو ''خانقاہ'' کا نام دینا بہت زیادتی ہے۔''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۸۸)

الجواب:

(۱)......خواجہ صاحب نے خانقاہ کے بارے میں اعتراض کرتے ہوئے لکھا:

''یہ قرآن و حدیث کی کس شرعی اصطلاح کا ترجمہ ہے''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۸۸)

اس لیے پہلے انہیں ''مدرسہ'' اور'' دار الحدیث'' کے لیے قرآن وحدیث کی شرعی اصطلاح پیش کرنی چاہیے تھی۔

(۲)......خانقاہ میں تزکیہ نفس ہوتا ہے صفہ والے اگر علم کے طالب تھے تو اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا'' تزکیہ'' بھی کیا کرتے تھے۔ اس لیے اس صفہ کو اگر خانقاہ کہہ دیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ خانقاہی نظام کی تاریخ کو چار ادوار پر تقسیم کرتے ہیں۔ پہلے دَور کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کر کے صحابہ رضی اللہ عنھم و تابعین اور تبع تابعین رحمھم اللہ تک شمار کرتے ہیں۔ (اسلام اور خانقاہی نظام صفحہ ۳۶۲)

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو غیر مقلدین اہلِ حدیث کہا کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے صحابہ کرام کو خانقاہی نظام کے افراد قرار دیا ہے۔

(۳)......غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا محمد الیاس اثری صاحب تصوف کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یا پھر صفة سے بنا ہے یعنی اصحابِ صفہ کی طرف نسبت کی جاتی تھی''

(مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۶)

اثری صاحب نے خانقاہی نظام کے سلسلہ تصوف کا مرکز اول ہی صفہ بتا رہے ہیں۔

پروفیسر ضیاء الرحمٰن فاروقی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جہاں تک اسلامی تصوف کی بات ہے اس کے سب سے بڑے داعی تو امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس لیے کہ بنیادی تعلیمات جو اسلام کی ہیں وہی تصوف کی ہیں۔ پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی جماعت ہے اسی طرح تابعین اور تبع تابعین ائمہ محدثین، مفسرین جن کا تعلق خالصتاً قرآن وسنت سے رہا ہے۔ وہ سب کے سب تصوف کے دعوے دار نظر آتے ہیں۔ '' (مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۲۶)

جب غیر مقلدین کے بقول تصوف کا مرکز اول صفہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اہلِ تصوف ہیں تو صفہ کو'' خانقاہ'' کہنے میں کیا حرج ہے؟

اعتراض:۱۱۱......صوفیاء کی تربیت سے معارف کھلنے پر واویلا

سید علی بن میمون مغربی نے شیخ علوان حموی کو ذکر پر لگا دیا چند ہی روز بعد شیخ پر ذکر کا اثر ہو گیا تو سید صاحب نے فرمایا اب تلاوت شروع کرو، کلام پاک کھولا تو ہر لفظ پر وہ علوم و معارف کھلے کہ پُوچھنا ہی کیا۔(محصلہ فضائلِ ذکر صفحہ ۸۰)

خواجہ صاحب اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا قرآن و حدیث کے مطالعہ سے اور نماز روزہ کی پابندی کرنے سے علوم و معارف نہیں کھلتے بلکہ صوفیاء کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ذکر کرنے سے کُھلتے ہیں۔''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۹۴)

الجواب:

(۱)......فضائلِ ذکر میں یہ بات نہیں لکھی کہ'' قرآن و حدیث کے مطالعہ سے اور نماز روزہ کی پابندی کرنے سے علوم و معارف نہیں کھلتے'' بلکہ یہ بات خواجہ صاحب خود کشید کر رہے ہیں۔

(۲)......علوم و معارف ذکر کی کثرت سے کھلے اور کثرت ذکر کا حکم قرآن و حدیث ہی سے ثابت ہے۔

غیر مقلدین کے'' شیخ الحدیث'' مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی صاحب لکھتے ہیں:

''ذکر اللہ کے بارے میں شیخ حفظہ اللہ نے فرمایا قرآن مجید میں کثرتِ ذکر کی تلقین کی گئی ہے ہمیں اس کو اوڑھنا بچھونا بنانا چاہیے'' (علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف)

جب بات یونہی ہے تو سید صاحب کے شیخ علوی کو ذکر پہ لگا دینے پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

(۳)......اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کا زنگ دور ہوتا ہے اور دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔اور جتنا دل نورانی ہوتا ہے اتنا ہی علوم و معارف کا محل بنتا ہے۔

(۴)......خود غیر مقلدین کو بھی اس بات کا اعتراف ہے کہ ذکر اللہ سے انوار پیدا ہوتے ہیں ان کی کتاب میں لکھا ہے:

''ایک دن مجھ سے کہنے لگے: رات میں لا الہ الا اللہ'' کا ذکر کر رہا تھا تو میرے منہ سے نور

نکلتا تھا، عجیب کیفیت تھی۔“ (سوانح مولانا داود غزنوی صفحہ ۲۸۸)

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

”نماز پڑھنے کا سلیقہ وطریقہ کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا، اس کے لیے بھی مربی ورہنما کی ضرورت ہے، رہبر کی راہنمائی میں جہاں اور مشکل منزلیں آسان ہو جاتی ہیں وہاں نماز پڑھنے کا سلیقہ بھی حاصل ہو جاتا ہے اس لیے نماز کو خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنے کے لیے اہلِ خشوع کی صحبت اختیار کرنا ضروری ہے، اور اہل اللہ کی یہی صحبت، بہتر از صد سال طاعت بے ریا کا مصداق ہے۔“ (فلاح کی راہیں صفحہ ۴۹)

خواجہ صاحب جیسے لوگ یہاں بھی اعتراض کریں گے کہ اثری صاحب کے نزدیک قرآن وحدیث سے دین نہیں آتا نماز کے معارف اہل اللہ رصوفیاء کی صحبت سے کھلتے ہیں؟

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد نے ایک نوجوان کا واقعہ لکھا ہے کہ اسے چند منٹ مولانا محمد سلیمان روڑی والے کی صحبت نصیب ہوئی، نوجوان نے اس صحبت والے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہا:

”اس واقعے پر تیس سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا ہے لیکن جب بھی نماز پڑھنے لگتا ہوں باباجی کی یاد آجاتی ہے اور خود بخود نماز میں خشوع پیدا ہو جاتا ہے۔“ (قافلہ حدیث صفحہ ۵۰)

بھٹی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”حکیم عبدالوحید سلیمانی یہ واقعہ سننے اور دیکھنے والوں کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ: ”اس کے بعد عالم شیر کی حالت بالکل بدل گئی۔“ نگاہِ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں“

(قافلہ حدیث: ۴۶)

اگر چند منٹ کی صحبت کی برکت سے تیس سال تک نماز میں خشوع پیدا ہوسکتا ہے تو اللہ والوں کی خدمت میں برس ہابرس رہنے سے علوم ومعارف کیوں نہیں کھل سکتے؟ نیز جب بزرگ کی نگاہ سے بقول بھٹی صاحب تقدیریں بدل سکتی ہیں تو صحبتِ مُرشد سے کسی کو معارف کا افشاء کیوں نہیں ہو سکتا؟

اس سے بڑھ کر غیر مقلدین نے تو اپنے صوفی بزرگ کے بارے میں دعویٰ کر رکھا ہے کہ انہیں اللہ سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد اپنی کتاب

''تقصار من تذکار جیود الاحرار'' میں مولانا عبداللہ غزنوی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے۔ وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے ہم کلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا''

(سوانح مولانا داود غزنوی)

اگر غیر مقلدین کے صوفی کو اللہ سے ہم کلامی ہو سکتی ہے تو عام صوفیاء کو ذکر اللہ کی برکت سے علوم و معارف کیوں نہیں مل سکتے؟

حافظ نعیم الحق نعیم صاحب غیر مقلد نے مولانا محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھا:

''حضرت الامام سید عبدالجبار غزنوی کی روحانی شخصیت نے آپ کو بہت متاثر کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بھی حضرت الامام کی مجلس میں بیٹھ گیا اس پر روحانیت اور توجہ الی اللہ کا خاص رنگ چڑھ گیا، دنیا کی محبت سرد ہو گئی، دل کی دنیا بدل گئی اور عملی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا۔''

(سوانح مؤلف مشمولہ مقالاتِ محدث گوندلوی صفحہ ۴۳)

اس سے معلوم ہوا کہ شیخِ کامل کی صحبت سے زندگی میں ایک انقلاب آ جاتا ہے۔

(۵)......خواجہ صاحب صوفیاء سے چڑ رکھتے ہیں حالانکہ خود غیر مقلدین میں بہت سے صوفیاء ہیں ان کا غزنوی اور لکھوی خاندان تو پیری و مریدی والے صوفی ہیں تو کیا انہیں بھی الزام دیں گے؟

(۶)......خواجہ صاحب کو روحانیت کی برکات سمجھ میں نہیں آتیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس فنِ تصوف سے نا آشنا ہیں۔ جناب محمد یسین سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جب انسان کی دل کی آنکھیں بند ہوں تو وہ دوسرے لوگوں کے وہ کمالات و برکات جن سے وہ آشنا نہیں ہوتا تو اس پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے یہ سب جھوٹ ہے۔ آج کل تصوف اور روحانیت کے بارے میں ہمارا [غیر مقلدین کا (ناقل)] بالکل یہی حال ہے۔''

(مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۸۸)

(۷)......غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب نے کہا:

''مولوی عبداللہ حدیث ہم سے پڑھ گیا اور نماز پڑھنی ہمیں سکھا گیا''

(سوانح مولانا داود غزنوی صفحہ ۱۴)

خواجہ صاحب جیسے لوگ یہاں بھی اعتراض کریں گے کہ میاں صاحب حدیث سے نماز نہ

سیکھ سکے ایک صوفی انہیں نماز سکھا گیا؟

اعتراض:۱۱۲......صوفیاء کو اسناد اور اسماء الرجال کی ضرورت نہیں

فضائلِ ذکر میں لکھا ہے:

''شیخ عبدالعزیز دباغ بالکل اُمی (ان پڑھ) تھے مگر قرآن شریف کی آیت، حدیث قدسی، حدیث نبوی' اور موضوع حدیث کو علیحدہ علیحدہ بتادیتے تھے'' (فضائلِ ذِکر صفحہ ۴۳)

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یعنی صوفیاء ان پڑھ ہونے کے باوجود علماء سے بڑھ کر عالم ہوتے ہیں حتیٰ کہ احادیث کو پرکھنے کے لیے انہیں اسناد اور علم اسماء الرجال کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ یہ کرامت صلاحیت انہیں اس لیے سونپی گئی ہے کہ وہ ضعیف اور موضوع روایتوں پر اپنے دین طریقت کی بنیاد رکھ سکیں۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۹۳)

الجواب:

(۱)...... یہ جملہ ''صوفیاء ان پڑھ ہونے کے باوجود علماء سے بڑھ کر عالم ہوتے ہیں'' فضائل اعمال میں ہرگز نہیں، یہ خواجہ صاحب کا محض الزام ہے۔

اسی طرح یہ بات ''احادیث کو پرکھنے کے لیے انہیں اسناد اور علم اسماء الرجال کی بھی ضرورت نہیں ہوتی''، بھی شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے ہرگز نہیں لکھی، بلکہ اس کے برعکس خود انہوں نے فضائلِ اعمال میں اسناد پر اسماء الرجال کی روشنی میں بیسیوں مقامات پر بحث کی ہے۔

بات صرف اتنی ہے کہ شیخ دباغ صاحب کی کرامت کا بیان ہے کہ انہیں بذریعہ کرامت صحیح اور موضوع روایت کا علم ہو جاتا تھا۔ خواجہ صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے اس کے بعد یہ عبارت یہ ہے:

''اور کہتے تھے کہ متکلم کی زبان سے جب لفظ نکلتے ہیں تو اُن الفاظ کے نور سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کا کلام ہے کہ اللہ کے پاک کلام کا نور علیحدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا نور دوسرا ہے اور دوسرے کلاموں میں یہ دونوں نور نہیں ہوتے۔'' (فضائل ذکر صفحہ ۴۳)

جب یہ بطورِ کرامت ہوا تو اس پر یہ اعتراض غلط ہے کہ انہیں اسماء الرجال اور علمِ حدیث کی

ضرورت نہیں۔

غیر مقلدین نے اپنے بزرگوں کی ایک کرامت یوں لکھی:

''ہمارے حضرت مرحوم (شیخ الکل حافظ محمد محدث، وفات ۱۹۸۵ء) کا تصوف سے گہرا تعلق تھا ،ان کے دل و دماغ کی کیفیت اور روحانیت کا یہ عالم تھا کہ ان کو گناہ گار سے بد بو آجایا کرتی تھی جیسا کہ ''نقوش عظمت رفتہ'' میں مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ نے بھی درج کیا ہے۔''

(تقاریظ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۷)

اگر روحانیت کی ترقی سے گناہ گار کی بو آسکتی ہے تو کسی کلام کا کلامِ الٰہی ہونا یا کلام رسول ہونا معلوم ہو جائے تو اعتراض کیوں ہے؟

اگر خواجہ صاحب کی طرح کوئی یہاں یوں اعتراض جڑ دے کہ انہیں گناہ گار کی بُو محسوس ہو جاتی تھی اس لیے اب زانی، چور وغیرہ کے خلاف گواہوں کی اور اسی طرح منکر کو قسم اٹھانے کی ضرورت نہیں تو کیسے رہے گا؟

اس کے جواب میں اگر غیر مقلدین یہ کہیں کہ بُو کا محسوس ہونا کرامت ہے اس سے گناہ کے ثبوت میں دی جانی والی گواہی یا انکار کی صورت میں قسم اُٹھائے جانے کی نفی نہیں، تو اس طرح کا جواب فضائل اعمال کی عبارت کے متعلق قبول کر لیا جائے کہ وہاں بھی صرف کرامت کا بیان ہے اسناد اور علم اسماء الرجال کی نفی نہیں۔

اعتراض: ۱۱۳......دینِ طریقت کی بنیاد ضعیف و موضوع حدیثوں پر ہے

پچھلے اعتراض میں خواجہ صاحب نے کہا:

° ''ظاہر ہے کہ یہ کرامت صلاحیت انہیں اس لیے سونپی گئی ہے کہ وہ ضعیف اور موضوع روایتوں پر اپنے دین طریقت کی بنیاد رکھ سکیں'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۹۳)

الجواب:

طریقت اس علم کا نام ہے جس سے نفس کو روحانی بیماریوں سے پاک کیا جاتا ہے۔قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر تزکیہ نفس کا ذِکر ہے۔ چند آیات یہ ہیں:

سورۃ البقرۃ:۱۲۹، ۱۵۱۔سورۃ آلِ عمران:۱۶۴۔سورۃ الجمعۃ:۲۔سورۃ الاعلیٰ:۱۴۔سورۃ الشمس:۹۔

مزید تفصیل کے لیے حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی درج ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ اَلتَّشَرُّفُ فِیْ مَعْرِفَةِ اَحَادِیْثِ التَّصَوُّفِ

۲۔ التَّکَشُّفُ فِی مُهِمَّاتِ التَّصَوُّفِ

''تزکیہ نفس'' کی محنت دورِ نبوی سے ثابت چلی آرہی ہے یہ کوئی الگ دین نہیں ہے جس کی بنیاد خواجہ صاحب جیسے لوگ تلاش کرتے پھریں۔

غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے:

''مجھے فرمایا: قطب الدین چہار شیخ جن سے یہ سلسلہ صوفیہ شروع ہوا ہے اور نام علیحدہ علیحدہ رکھے گئے۔ گویا ایک ہی چشمہ کی چار نالیاں ہیں۔ یعنی نقشبندی، سہروردی، فاروقی اور چشتی اس چشمہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چشمۂ فیض ہے جو حضور کا سر مو مخالف ہے وہ اس چشمہ کا یا اس چشمے کی کسی نالی کا پانی نہیں پی سکتا'' (سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱۱۹)

جناب سید ثناء اللہ گیلانی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''تعلق باللہ، اتباع سنت اور عبادات میں کیفیت احسان کے حصول کا دوسرا نام تصوف ہے۔ قرآن پاک میں تصوف کو تزکیۂ نفس کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے''

(تقاریظ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۶۱)

تصوف سے اُنس رکھنے والے غیر مقلدین چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ طریقت وتصوف دین اسلام سے کوئی الگ چیز نہیں مگر خواجہ صاحب جیسے لوگ اسے من گھڑت حدیثوں میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

(۲)......خواجہ صاحب نے جس طریقت کی بنیاد موضوع روایتوں کو قرار دیا ہے۔ اسی طریقت کی غیر مقلدین کے علماء نے مدح کی ہے۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا ابوبکر غزنوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بیعتِ طریقت کے بارے میں حضرت والد علیہ الرحمہ کی رائے وہی تھی جس کا اظہار حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے ''القول الجمیل'' میں کیا ہے۔ بیعتِ طریقت کو مسنون اور موجبِ برکات سمجھتے تھے۔'' (سوانح مولانا داود غزنوی صفحہ ۳۶۸)

حکیم عبدالرحمٰن آزاد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امامِ طریقت مولانا عبداللہ مہاجر غزنوی''

(ہفت روزہ الاسلام لاہور، اشاعتِ خاص بیاد ابوبکر غزنوی صفحہ ۱۹)

حوالہ جات پڑھتے جائیں:

''مولانا عماد الدین جعفری پھلواری رحمہ اللہ سے طریقہ قلندریہ میں اخذ طریقت کیا کسبِ علم اور اخذ طریقت کے بعد اپنے شہر پھلواری میں مسند دعوت وارشاد آراستہ کی اور خلق کثیر کو مستفید فرمایا۔''

(فقہائے ہند ۵/۱۰۳)

''شاہ غلام علی رحمہ اللہ دہلوی دنیائے تصوف وطریقت کے بادشاہ ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلی ونقلی کے بھی ماہر تھے۔'' (فقہائے ہند ۵/۱۱۷)

''مولانا ابوالکلام احمد نے خط میں اہلحدیث کے علمِ تصوف اور علمِ طریقت کا جس انداز میں ذکر فرمایا ہے، وہ بالکل صحیح ہے۔ (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی صفحہ ۴۸)

''دنیا باخبر ہو جائے کہ اہلِ حدیث کے یہاں علمِ طریقت وتصوف ہے مگر وہ جو مبنی بر کتاب وسنت ہے۔'' (تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی صفحہ ۵۰)

معلوم ہوا کہ طریقت کتاب وسنت پر مبنی ہے مگر خواجہ صاحب اس کی بنیاد موضوع روایات کو قرار دے رہے ہیں!!

''مشہور عالم شیخ علی اصغر قنوجی... نہایت نیک، متقی اور پرہیزگار تھے طریقت وتصوف میں شیخ پیر محمد بن اولیاء چشتی لکھنوی رحمہ اللہ سے منسلک تھے۔'' (برصغیر میں علمِ فقہ صفحہ ۳۱۲)

''مولانا فیض اللہ رحمہ اللہ غزنوی خاندان سے تعلق تلمذ اور ارادت کی بنا پر اس طریقہ کو مستحسن سمجھتے تھے۔ تزکیہ نفس، تصفیہ قلوب اور عوام کی اصلاح کے لیے انہیں تصوف وطریقت اور احسان و سلوک کی رغبت دلاتے، اعمال صالحہ اختیار کرنے اور افعال منکرہ سے مجتنب رہنے پر بیعت لیتے۔''

(تذکرہ علمائے بھوجیاں صفحہ ۱۱۸)

''آپ نے سید محبوب شاہ لکھنوی رحمہ اللہ سے طریقت وتصوف اور احسان ومعرفت کی منزلیں طے کیں۔ مہینوں آپ شاہ صاحب کے پاس رہ کر اوراد ووظائف اور چلّہ کشی میں مصروف رہتے۔''

(تذکرہ علمائے بھوجیاں صفحہ ۲۵۲)

''راقم کے نانا حضرت شاہ سید ضیاء النبی صاحب رحمہ اللہ تھے جو مولانا ابراہیم صاحب آروی مرحوم اور دوسرے مشاہیر کے شیخ طریقت اور اپنے زمانہ کے مشہور بزرگ و مرشد تھے۔
(تراجم علمائے اہلِ حدیث صفحہ ۴۱۸)

''امامِ طریقت حضرت سید عبداللہ غزنوی رحمہ اللہ''
(ہفت روزہ الاسلام لاہور، اشاعتِ خاص بیادِ ابوبکر غزنوی صفحہ ۲۱)

''مولانا جعفر علی رحمہ اللہ صرف ایک مجاہد اور پیرِ طریقت ہی نہیں تھے بلکہ ایک ممتاز عالمِ دین بھی تھے۔علوم عقلیہ و نقلیہ میں پوری مہارت حاصل تھی۔مولانا خالص اہلِ حدیث تھے۔''
(علمائے اہلِ حدیث بستی و گونڈہ صفحہ ۲۳، بدر الزماں نیپالی)

''حبیب اللہ قندھاری...افغانستان کے ایک جید عالم دین اور پیشوائے طریقت''
(الشیخ عبداللہ غزنوی صفحہ ۱۳۰، بدر الزماں محمد شفیع نیپالی)

''ہمارے ایک شیخ طریقت فرمایا کرتے تھے کہ....''
(عالَمِ برزخ صفحہ ۲۳ عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی)

اعتراض:۱۱۴......صوفیاء شیطان کی نگاہ میں محترم ہیں

خواجہ صاحب نے فضائلِ اعمال سے نقل کیا:

''حضرت جنیدؒ نے خواب میں شیطان کو ننگا دیکھ کر کہا: تجھے آدمیوں کے سامنے ننگا ہونے سے شرم نہیں آتی۔ بولا یہ کوئی آدمی ہیں، آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں۔ جنید فرماتے ہیں: میں نے مسجد جا کر دیکھا چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے۔ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکے میں نہ پڑ جانا۔'' (فضائل ذکر صفحہ ۵۳)

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ صوفیا شیاطین کی نگاہ میں بہت محترم ہیں مگر جنیدؒ ان میں سے نہیں ہیں کیونکہ شیطان ان کے سامنے ننگا رہا۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۹۴)

الجواب:

خواجہ صاحب نے جملہ ''جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں'' کے بعد یہ الفاظ ''جنہوں نے میرے بدن کو دُبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے'' چھوڑ دیئے۔

ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ صوفیاء کرام، شیطان کی نگاہ میں محترم نہیں بلکہ ان سے شیطان کو

ڈرتھا۔خواجہ صاحب مذکورہ الفاظ نقل کر دیتے تو ان کا اعتراض وہیں دفن ہو جاتا،اس لیے انہوں نے ان الفاظ کو حذف کر کے اعتراض گھڑ دیا۔

غیر مقلد علماء کے علم میں ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ بھی ؟ فرمایا جی مگر میرا شیطان تابعدار ہو گیا۔ او کما قال۔

اسی طرح یہ روایت بھی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جہاں سے گزر جاتے ہیں شیطان اس گلی سے نہیں گزرتا۔ (تشریح بخاری داود راز صفحہ ۱۳۳)

خواجہ صاحب جیسے لوگ یہاں بھی کہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شیطان کے ہاں... ہیں؟ العیاذ باللہ۔

باقی رہا یہ کہ شیطان حضرت جنید رحمہ اللہ کے سامنے ننگا رہا،تو یہ خواب کی بات ہے۔خواب میں کچھ بھی نظر آ سکتا ہے اس لیے کوئی اعتراض کی بات نہیں۔خود خواجہ صاحب نے بھی خواب میں بہت کچھ دیکھا ہوگا۔

اعتراض:۱۱۵......صوفیاء کو خواب کی بات کا کیسے پتہ چل گیا

پچھلے (اعتراض:۱۱۴ میں) خواجہ صاحب نے فضائل اعمال کی عبارت نقل کی ہے۔اس پر ایک اعتراض یہ بھی کیا ہے:

"صوفیا کو یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ خواب میں شیطان کسی کو کیا کہہ گیا ہے۔البتہ یہ نہیں معلوم ہوسکا گھٹنوں پر سر رکھے وہ کیا کر رہے تھے کیا حضورؐ نے اس بیٹھک کو بھی عبادت کی کوئی قسم قرار دیا۔"

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۹۴)

الجواب:

اوپر یہ بات عرض کر دی گئی ہے کہ یہ خواب کا واقعہ ہے۔یعنی خواب ہی میں شونیزیہ مسجد جاتے ہیں اور وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں نے کہا: "خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکے میں نہ پڑ جانا۔" اور خواب میں کوئی عجیب سے عجیب ترباتیں بتا دیا کرتا ہے اس میں کون سی بات قابلِ اعتراض ہے؟

(۲)......خواب میں کسی پوشیدہ بات کی اطلاع دینے پر خواجہ صاحب اعتراض کر رہے ہیں

جب کہ غیر مقلدین کی کتابوں میں تو ایسے واقعات بھی ہیں کہ بیداری میں مُردہ لوگوں نے پوشیدہ باتوں کی اطلاع دی ہے جیسا کہ ہماری اسی کتاب (اعتراض:۳۳ کے جواب) میں حوالہ جات مذکور ہیں۔

(۳)......خواجہ صاحب کہتے ہیں: ''نہیں معلوم ہوسکا گھٹنوں پر سر رکھے وہ کیا کر رہے تھے'' حالانکہ فضائل اعمال کی جو عبارت خواجہ صاحب نے نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ ''مراقبہ میں مشغول ہیں'' موجود ہیں یعنی وہ لوگ گھٹنوں پر سر رکھے مراقبہ کر رہے تھے۔ یہ الفاظ نقل کرنے کے باوجود خواجہ صاحب کو پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کیا کر رہے تھے!!!۔

(۴)......باقی رہا گھٹنے پر سر رکھ کر عبادت کرنا یعنی مراقبہ کا ثبوت اس کی بحث غیر مقلدین کے حوالوں سمیت آگے اعتراض:۱۱۶ کے جواب میں آرہی ہے، ان شاء اللہ۔

اعتراض:۱۱۶......مراقبہ کا حدیث سے ثبوت نہیں ہے

فضائل ذکر صفحہ۵۳ میں کچھ لوگوں کے گھٹنوں پر سر رکھ کر مراقبہ کرنے کا تذکرہ ہے۔

خواجہ صاحب نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا:

''حضورؐ نے اس بیٹھک کو بھی عبادت کی کوئی قسم قرار دیا؟۔''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۹۴)

الجواب:

(۱)......سب سے پہلے یہ جان لیں کہ مراقبہ کسے کہتے ہیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''تصوّر جس کو عرفِ شرع میں تفکر وتدبر سے تعبیر کرتے ہیں اور صوفیہ کے یہاں مراقبہ سے۔''

(فضائلِ قرآن صفحہ۲۴۱)

اس سے معلوم ہوا کہ مراقبہ غور وفکر اور تدبر کرنے کو کہتے ہیں اور اس کی شریعت میں تعلیم دی گئی ہے مثلاً نیک لوگوں کی خوبی بیان ہوئی کہ ''**يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ**'' کہ وہ آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں غور وفکر کرتے ہیں۔ جب غور وفکر کرنا اپنی جگہ پر اچھی اور ثابت چیز ہے تو اس پر اعتراض غلط ہوا۔ باقی رہا غور وفکر کو مراقبہ کا نام دینا تو اس کا جواب غیر مقلدین نے دے دیا ہے کہ **وَلَا مُشَاحَةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ** اصطلاح قائم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(مقدمہ اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ

۵۴)

تصوف کی اصطلاح میں غور وفکر کرنے کو مراقبہ کہتے ہیں۔

(۲)......خواجہ صاحب تو مراقبہ کو''بیٹھک'' کا نام دے کر اسے غیر ثابت کہہ رہے ہیں مگر دوسری طرف ان کے علمائے غیر مقلدین مراقبہ کے قائل ہیں اور انہوں نے اس اصطلاح کو اپنی کتابوں میں خوب مزے لے کر استعمال کیا، چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلدین کی کتاب''تذکرہ''میں کسی بزرگ کے متعلق لکھا ہے:

''جب کبھی چادر اُوڑھ کر بیٹھ جاتے فی الفور آپ کو مراقبہ کھل جاتا، انبیاء واولیاء کی زیارت ہوتی'' (تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۶۳ مطبوعہ مکتبہ اہلِ حدیث کراچی)

پڑھتے جائیں۔

''مراقبہ ومشاہدہ میں بھی آپ کو کمال تھا'' (تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۷۹)

''اس دو سال کے عرصہ میں بدستور سابق وعظ ونصائح اور مراقبہ ومشاہدہ میں مصروف ہو گئے''
(تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۱۶۳)

''آپ بدستور سابق بعد نماز صبح لوگوں کو مراقبہ میں بٹھاتے۔ صدہا آدمی مرد عورت اُس حلقے میں بیٹھتے۔ کمرے کے ایک جانب مرد ہوتے اور جانب دکھن عورتیں ہوتیں اور آپ بیچ میں بیٹھتے۔''
(تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۱۹۷)

''بعد انتقال بڑے حضرت مراقبہ میں مشاہدہ وزیارت انبیاء واولیاء بزرگانِ دین بند ہو گیا۔ جب آپ وہاں سے یہاں پٹنہ میں تشریف لائے، جناب چھوٹے حضرت نے ان کو بٹھا کر توجہ دی تب مراقبہ میں مشاہدہ وزیارت وغیرہ حسبِ دستور جاری ہو گیا۔''(تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۱۹۹)

''میں نے بارہا جناب والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ جناب حضرت والدہ ماجدہ مرحومہ ومغفورہ کو مراقبہ میں بٹھاتے'' (تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۲۰۰)

''آپ بعد مسند نشینی اپنے ماتحتوں اور ہمراہیوں کو برابر راہِ سلوک و اتباع سنت کی تعلیم فرماتے۔ اور ایک وقت معین پر لوگوں کو حلقہ میں بٹھا کر مراقبہ ومشاہدہ بھی کراتے۔''
(تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۲۰۴)

غیر مقلدین کی کتاب ''تاریخ اہلِ حدیث'' میں لکھا ہے:

''میر صاحب موصوف نے فرمایا میری عمر اخیر کو پہنچ چکی ہے۔ میں چاہتا ہوں تم اس وقت مجھ سے جدا نہ ہو اور میرے جنازے میں حاضر ہو۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ میر عبدالجلیل صاحب کی رفاقت بھی ضروری ہے۔ اتنے میں حضرت صاحب نے مراقبہ کیا۔ دیر کے بعد سر اُٹھا کر فرمایا ''جاؤ'' امید ہے کہ ایک دفعہ پھر بھی ملاقات ہوگی۔'' (تاریخ اہلِ حدیث صفحہ ۴۴۹)

غیر مقلدین کی کتاب ''کاروانِ حدیث'' میں لکھا ہے:

''امام نووی رحمہ اللہ نے مجاہدہ، تزکیہ نفس، مراقبہ، تصفیہ، تقویٰ وطہارت اور معمولی اور جزئی باتوں میں احتیاط کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا اور اپنی خواہشاتِ نفس کو یکسر پامال کر دیا تھا، بہت بڑے عابد وزاہد، متورع، باعمل شبِ بیدار، حامی دین وناصر سنت تھے۔'' (کاروانِ حدیث صفحہ ۲۵۴)

جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے فاضل مولانا رضوان الٰہی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اکابر صوفیاء کے مجاہدات، ریاضات اور مراقبات کی بنیاد کتاب وسنت پر تھی۔ وہ اسلامی علوم کے متبحر عالم، مفسر، محدث فقیہ اور متکلم تھے۔'' (علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۳۷)

خواجہ صاحب ''مراقبہ'' کے ثبوت میں حدیث کا مطالبہ کر رہے ہیں مگر ان کے اپنے غیر مقلد ڈنکے کی چوٹ اعلان کر رہے ہیں کہ مراقبوں کی بنیاد کتاب وسنت پر ہے۔

جناب محمد یٰسین سلفی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''کامل ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہے ان کی آخرت کے لیے فکر مند ہوتا ہے ان کو اللہ کے خزانوں سے لینے کے انداز سکھاتا ہے، نماز کے ذریعے سے، ذکر وتسبیح کے ذریعے سے، مراقبے کے ذریعے سے، جن کا دن رات مخلوق کی بہتری کے لیے گزرتا ہے وہی تو اللہ والے ہیں۔''

(مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۸۸)

سلفی صاحب مزید کہتے ہیں:

''اہل حدیثوں کے بڑے بڑے علمائے کرام تو تصوف وروحانیت، مراقبے اور بیعت کو مانتے بھی تھے اور کرتے بھی تھے مگر ہم کیوں نہیں کر سکتے....! یہ کوئی مشرکانہ چیزیں نہیں ہیں....بلکہ ہمارے دل کی تنگی اور علم کی کمی ہے۔ تصوف کے مختلف سلاسل دراصل مختلف راستے ہیں جن کا اصل مقصود ایسی

کیفیت کا حاصل ہو جانا ہے جس کی وجہ سے مامورات اور منہیات انسان کی طبیعت کا حصہ بن جائیں۔اب وہ اشغال صوفیاء مختلف ہو سکتے ہیں مثلاً ذکر کی شکل میں، مراقبے کی شکل میں، یہ سب اللہ سے ملانے کے انداز ہیں۔اور سچ پوچھیں تو یہ پاکیزہ زندگی کتابوں سے کم اور کسی کامل اللہ والے کی صحبت میں زیادہ سمجھ میں آتی ہے۔''

(مقدمہ علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۸۸)

اس عبارت میں ''مراقبے'' کی مدح، اہل حدیث کے علماء کے ہاں اس کا معمول بہ ہونا وغیرہ بیان کرنے کے ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ جنہیں یہ مراقبے وغیرہ صوفیانہ اعمال قابلِ اعتراض نظر آتے ہیں تو یہ ''ان کے دل کی تنگی اور علم کی کمی ہے'' خواجہ صاحب جیسے معترضین کا مقام یہیں سے معلوم ہو سکتا ہے۔

مولانا غلام رسول صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھا ہے:

''آپ کے ہر دو استاد یہ کہا کرتے تھے کہ مولوی غلام رسولؒ پڑھتا تو کچھ نہیں۔شب و روز مراقبات میں ہی مشغول رہتا ہے، نہ مطالعہ کرتا ہے نہ پڑھ کر دوبارہ سہ بارہ کہتا ہے۔''

(سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول صفحہ ۱٦۸)

اعتراض: ۱۷ صوفیاء کو صادقین کا مصداق قرار دینا غلط ہے

فضائل اعمال میں قرآنی آیت ''... **کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ**'' ذکر کر کے لکھا ہے:

''مفسرین نے لکھا ہے کہ سچوں سے مراد اس جگہ مشائخِ صوفیہ ہیں'' (فضائل تبلیغ صفحہ ۳۹)

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سیاق وسباق اور شانِ نزول کے لحاظ سے یہ آیت حضرت کعبؓ بن مالک اور دیگر صحابہ کرامؓ کے بارے میں ہے۔شاید تبلیغی جماعت والوں نے انہیں بھی اپنے روایتی مشائخ صوفیہ میں شامل فرما لیا ہے جن پر جھوٹ بولنا ختم ہے۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۹۵)

الجواب:

(۱)......کوئی آیت کسی خاص افراد کے بارے میں نازل ہو تو وہ اپنے مورد پہ بند نہیں سمجھی جاتی بلکہ ان افراد میں پائے جانے والے اعمال جن جن لوگوں میں پائے جائیں گے، وہ آیت اپنے عموم کی وجہ سے قیامت تک آنے والے ایسے سب افراد کو شامل سمجھی جائے گی، جیسا کہ مفسرین نے کہا

ہے کہ **اَلْعِبْرَۃُ لِعُمُوْمِ الْاَلْفَاظِ لَا بِخُصُوْصِ الْمَوْرِدِ** ۔دیکھئے، الفوز الکبیر وغیرہ۔اور یہی بات غیر مقلدین نے بھی اپنی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے، چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ حدیث خاص حق میں رقیہ کژدم کے آئی ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا'' (کتاب التعویذات صفحہ ۱۸)

نواب صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے:

''وعبرت بعموم لفظ است نہ بخصوص سبب چنا کہ دراصول متقرر شدہ'' (بدور الاھلۃ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: اعتبار عموم لفظ کا ہوا کرتا ہے نہ کہ خصوصِ سبب کا جیسا کہ اصول میں طے شدہ ہے۔

غیر مقلدین کے ''فتاویٰ'' میں لکھا ہے:

''اعتبار عمومِ لفظ کا ہے، نہ کہ خصوصِ محال کا۔جیسا کہ جابجا کتبِ احادیث و کتبِ اصولِ فقہ و استدلالاتِ صحابہ کرامؓ سے واضح ہوتا ہے۔'' (فتاویٰ نذیریہ ۲/۱۹۵)

مولانا صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس قسم کی تمام آیات کے بارے میں جو کسی خاص شخص یا واقعہ کے بارے میں نازل ہوئیں، یہ اصول ہے کہ: **اَلْعِبْرَۃُ لِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ** یعنی لفظ کے عموم کا اعتبار ہوگا، سببِ نزول کے خصوص کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔'' (تفسیری حواشی صفحہ ۸۳)

یوسف صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''اس عموم سے جمہور مفسرین کو بھی انکار نہیں ہے، گو نزول کا سبب ان کے نزدیک خاص ہے **اَلْعِبْرَۃُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ** '' (تفسیری حواشی صفحہ ۷۵۹)

اسی اصول کا تذکرہ قاضی شوکانی غیر مقلد نے ''نیل الاوطار ۲/۱۴۹'' میں کیا ہے۔

اس لیے اگر شانِ نزول کے اعتبار سے صادقین سے مراد صحابہ ہوں تو بھی کوئی مضائقہ نہیں، قیامت تک جو بھی سچے ہوں گے ان سچوں (جن میں صوفیہ بھی ہیں) کی معیت اختیار کرنے کا حکم ہے۔لہذا خواجہ صاحب کا اعتراض غلط ہے۔

مولانا رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اہلِ حدیث اور سلفی لوگوں نے شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب اور ان کی معاونت و موافقت کرنے

والے نجدی و غیر نجدی لوگوں کا ساتھ دیا کیونکہ اہلِ اسلام سے قرآن مجید و سنت کا یہی مطالبہ ہے چنانچہ قرآنی ارشاد ہے: **وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** '' (ضمیر کا بحران صفحہ ۲۵۱)

ندوی صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ نجدی لوگ سچے ہیں اور قرآن میں سچوں کا ساتھ دینے کا حکم ہے اس لیے اہلِ حدیث نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

شانِ نزول کے مطابق **صَادِقِين** کا مصداق صحابہ ہیں مگر ندوی صاحب نجدیوں کو '' **صَادِقِين** '' کہہ رہے ہیں۔ خواجہ صاحب جیسے لوگ ندوی صاحب کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

(۲)...... خواجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ اللہ نے صحابہ کرام کو سچا کہا ہے۔ **(انتھٰی)** لیکن غیر مقلدین کے بزرگ پروفیسر عبداللہ بہاول پوری کیا کہتے ہیں؟ سنئے!:

''ابوبکر ہوں، حضرت عمر ہوں، حضرت عثمان ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہم ہوں، کوئی ہو اللہ نے کسی کی بات کی کوئی گارنٹی نہیں دی کہ جب بولتا ہے تو سچ بولتا ہے'' (خطبات بہاول پوری ۹۳/۵)

پروفیسر صاحب کی بات غلط ہے کیونکہ اللہ نے **أُولٰئِکَ هُمُ الصَّادِقُونَ** صحابہ کرام کو کہا ہے۔ خواجہ صاحب تو اصرار کر رہے ہیں کہ '' **الصَّادِقِينَ** '' کا مصداق صحابہ کرام ہی ہیں۔

(۳)...... خواجہ صاحب نے کہا:

''تبلیغی جماعت والوں نے انہیں بھی اپنے روایتی مشائخ صوفیہ میں شامل فرما لیا ہے جن پر جھوٹ بولنا ختم ہے''

اعتراض کا جواب اوپر مذکور ہو چکا ہے اس لیے صحابہ کرام کو صوفیاء قرار دینے کی خاص ضرورت نہیں۔ مگر افادہ عام کے لیے عرض ہے کہ غیر مقلدین کو اعتراف ہے کہ صحابہ کرام صوفی تھے۔

مولانا عبدالسلام مبارک پوری صاحب غیر مقلد صوفیانہ اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں باتوں سے خاک سے اکسیر اور مس سے کندن بن گئے۔ ان کا تصوف نام رکھنا اصطلاحِ جدید تو بے شک ہے لیکن مقصود واضح ہو جانے پر چنداں مضائقہ نہیں۔ **وَلَا مُشَاحَةَ فِي الْاِصْطِلَاحِ**۔'' (سیرۃ البخاری صفحہ ۱۲۲)

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد سے سوال ہوا کہ ''اہلِ حدیث کا نام قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟ انہوں نے اس کے جواب میں لکھا:

''محض قرآن وحدیث سے تعلق کی بنا پر بھی ''اہل الحدیث'' کہا گیا۔ قاعدہ معروف ہے: **لَا مُشَاحَةَ**

فِــی الْاِصْــطِلَاح" جس طرح کہ کسی پیشہ کو اختیار کرنے یا اہلِ پیشہ سے تعلق کی بنا پر اس کی طرف نسبت ہو جاتی ہے۔.... (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۴۹۹)

مدنی صاحب آگے علامہ البانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

کچھ لوگ اپنا نام "اہلِ حدیث" رکھتے ہیں۔ جب کہ بعض لوگ "سلفی" کہلاتے ہیں اور بعض "انصار السنۃ" کہلاتے ہیں۔ یہ صرف ایک اصطلاح ہے اور اصطلاحات میں کچھ رکاوٹ نہیں ہے۔"
(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۵۰۰)

قاری محمد بلال تبسم صاحب غیر مقلد (فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ) نے لکھا:

"جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصوف کا تصور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو دیا ہے وہی تصور علمائے اہلِ حدیث اور ہمارے اسلاف کا ہے۔" (ذوقِ تصوف: ۱۰۸)

جناب زاہد اقبال صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مسلمان اور صوفی میں فرق نہیں تھا۔" (ایضا: ۱۸۷)

(۴)......خواجہ صاحب کا صوفیاء کے بارے میں "جن پر جھوٹ بولنا ختم ہے" کہنا بے حوالہ ہے اور یہ محض دعویٰ ہے، وہ اس کا کوئی ثبوت نہیں دے سکے۔ اس کے برعکس غیر مقلدین کا جھوٹا ہونا ایک ایسی حقیقت ہے کہ خود انہیں اس کا اعتراف بھی ہے جیسا کہ اسی کتاب میں اپنے مقام پر غیر مقلدین کی عبارات سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ غیر مقلدین میں صوفی ہونے کے بہت سے دعوے دار ہیں اگر خواجہ صاحب کی عبارت "جن پر جھوٹ بولنا ختم ہے" غیر مقلد صوفیاء پر کوئی چسپاں کر دے تو؟

اعتراض: ۱۱۸.......: فضائلِ اعمال میں اہلِ طریقت کی تقلید کا وجوب ہے

فضائلِ اعمال میں لکھا ہے:

"شیخ اکبر تحریر فرماتے ہیں: اگر تیرے کام دوسرے کی مرضی کے تابع نہیں ہوتے تو تُو کبھی بھی اپنے نفس کی خواہشات سے انتقال نہیں کر سکتا..." (فضائلِ تبلیغ صفحہ ۳۹)

خواجہ صاحب اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یعنی ان کے نزدیک شریعت اور طریقت دونوں میں تقلید واجب ہے تقلید بھی اندھی بلکہ مُردہ۔ اتنی بھی جان نہ رہے کہ پہچان سکے کہ جو وہ کر رہا ہے صحیح بھی ہے یا غلط۔ یہ مذہب ہے یا کٹھ پتلی

کا تماشہ؟''   (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۹۷)

الجواب:

(۱)...... پہلے تو یہ جان لیں شیخ اکبر سے مراد محی الدین ابن عربی ہیں جنہیں غیر مقلدین تارکِ تقلید، اہلِ حدیث اور خاتم الولایۃ المحمد یہ کہتے ہیں حوالہ جات بندہ کی کتاب ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

جب ابنِ عربی غیر مقلدین کے ہاں اہلِ حدیث ہیں تو ہم الزاماً کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے اہلِ حدیث نے طریقت میں اندھی بلکہ مُردہ تقلید کرنے کو واجب کہا ہے۔

(۲)...... طریقت میں پیروی بالفاظِ خواجہ تقلید واجب کہہ بھی دیں تو کیا حرج ہے؟ جب انسان نے کسی کو باشریعت پیرو بزرگ تسلیم کر ہی لیا تو اس کی پیروی کرنے میں کیا نقصان ہے؟ **وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ** (اور تو اتباع کر اس شخص کے راستہ کی جو میری طرف رجوع کر چکا ہے) آیت ذہن میں رہے۔

(۳)...... خود غیر مقلدین نے بھی طریقت میں مُرشد کی پیروی کو لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کے رسالہ میں لکھا ہے:

''اگر ان صفات رذیلہ سے نجات حاصل کرنے اور تزکیہ وتصفیہ قلب کے لیے شیخ کامل کی پیروی نہ کی جائے تو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی لازم آتی ہے۔''

(ماہنامہ رحیق لاہور شمارہ:۴)

آگے لکھا ہے:

''اگر بغیر شیخ کے خود اپنی ذاتی کوشش سے وہ صفات کو دور کرنا چاہے گا تو وہ کامیاب نہ ہوگا، اس کی مثال بعینہ اس شخص کی سی ہوگی جو طب کی کتابوں کو تو حفظ کر لیتا ہے لیکن مرض کا صحیح اور موزوں نسخہ تجویز نہیں کر سکتا۔''   (ماہنامہ رحیق لاہور شمارہ:۴)

(۴)...... خواجہ صاحب نے اندھی اور مُردہ تقلید کا طعنہ دیا ہے۔ عرض ہے کہ تقلید کے میدان میں نام کے اہلِ حدیث کہاں پیچھے ہیں بلکہ ان کی تقلید عام مقلدین کی تقلید سے سنگین ہے، ثبوت کے لیے بندہ کی کتاب: ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' کا مطالعہ کریں۔

یہاں یہ بھی یاد رہے اندھی تقلید وہ ہوتی ہے جو اندھا اندھے کے پیچھے لگے۔ مجتہد بینائی

والے ہیں عامی جو اس کے پیچھے لگتا ہے وہ اس کا مجاز ہے۔البتہ اہلِ حدیث ہونے کے دعوے دار اناڑی کی تقلید کیا کرتے ہیں جیسا کہ خود انہوں نے اس کا اقرار کیا ہے،حوالہ جات بندہ کی کتاب ''غیر مقلد ہوکر تقلید کیوں؟''میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اعتراض:۱۱۹......دلائل الخیرات کی مشہور وجہ تسمیہ غلط ہے

فضائل درود میں لکھا ہے:

''دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لیے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسی کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے۔ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنویں کے اندر تھوک دیا پانی کنارے تک ابل آیا،مؤلف نے حیران ہوکر وجہ پوچھی اس نے کہا یہ برکت ہے درود شریف کی۔جس کے بعد اُنہوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔''
(فضائل درود صفحہ ۹۵)

خواجہ صاحب اس وجہ تالیف پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کاش یہ نسخہ حضرت حسینؓ اور ان کے قافلے کو بھی معلوم ہوتا وہ میدانِ کربلا میں کم از کم ''پیاسے''تو جانیں نہ دیتے۔تبلیغی جماعت کے افسانوی دَور کی معمولی لڑکیوں کے تھوک میں بھی اتنی تاثیر تھی کہ پانی کناروں تک آجاتا تھا۔اب پتہ نہیں یا تو یہ بزرگ مصنوعی ہیں بڑے بڑے القاب خوامخواہ انہوں نے حاصل کر رکھے ہیں کرتے کراتے کچھ بھی نہیں۔یا پھر معاذ اللہ یہ سمجھا جائے کہ درود شریف کی میعاد ختم ہوگئی ہے کیونکہ پاکستان میں کئی ایسے علاقے ہیں جہاں پینے کے لیے پانی میلوں دُور سے لانا پڑتا ہے۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۱۱۹)

الجواب:

(۱)......پہلی بات یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں پانی وغیرہ کی سہولت حاصل تھی۔اس کا اعتراف شیعہ مصنفین نے بھی کیا ہے۔(جلاء العیون:۵۴۸/۲، دوسرا نسخہ:۲۱۱/۲،منتھی الآمال:۳۴۲/۱بحوالہ سیرتِ حسنین کریمین مؤلفہ مولانا بشیر احمد پسروری)

مذکورہ بالا''سیرتِ حسنین کریمین'' کا حوالہ مولانا مفتی محمد اعظم ہاشمی صاحب حفظہ اللہ(فیصل آباد)نے مجھے فون پہ لکھوایا ہے۔ **فجزاھم اللہ خیرا**

(۲)......خواجہ صاحب کو دلائل الخیرات کی وجہ تسمیہ پر اعتراض ہے تو انہیں اس وجہ تسمیہ کے

غلط ہونے کی دلیل دینی چاہیے تھی۔

(۳)......ہم اپنی اسی کتاب میں اپنے مقام پر (اعتراض :۲۴ کے جواب میں) یہ لکھ چکے ہیں کہ جو کرامت ادنیٰ اور بعد والے سے صادر ہو لازمی نہیں وہ اعلیٰ اور پہلے والے سے بھی ضرور ظاہر ہوئی ہو مثلاً سیدہ مریم علیہا السلام کو بغیر موسم کے میوے مل گئے جب کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو نہیں ملے حالانکہ وہ ان سے افضل ہیں۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام کو جو بادشاہت ملی وہ بعد والے انبیاء کو نہ ملی انہوں نے خود ہی دعا میں کہہ دیا **لَایَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡ بَعۡدِیۡ** کہ ایسی بادشاہت میرے بعد کسی کو نہ ملے۔

جب یہ بات ذہن نشین ہو جائے تو خواجہ صاحب کا اعتراض بے حیثیت ہو کے رہ جاتا ہے۔

(۴)......عرض ہے کہ درود شریف کی برکت اب بھی وہی ہے مگر کرامت چونکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے ولی سے کرامت ظاہر کر دیتا ہے، انسان کے بس میں نہیں۔اس لیے خواجہ صاحب کا بزرگوں کے بارے میں یہ کہنا کہ "کرتے کراتے کچھ بھی نہیں" عامیانہ اور سطحی قسم کا اعتراض ہے۔

(۵)......اگر ہمارا یہ معقول جواب غیر مقلدین کو سمجھ نہیں آتا تو عرض ہے کہ غیر مقلدین اپنے بزرگوں کو صاحب کرامت باور کراتے ہیں دیکھیے ! کرامات اہل حدیث مصنفہ مولانا عبدالمجید سوہدری۔

خواجہ صاحب جیسے لوگ اپنے ان مزعومہ صاحبِ کرامت بزرگوں سے کرامت کے ذریعہ ہر جگہ پانی کو ظاہر کرا دیں تاکہ میلوں دُور تک پانی کے لیے لوگوں کو نہ جانا پڑے۔

مولانا ثناء اللہ گیلانی صاحب (امام وخطیب جامع مسجد اہلِ حدیث دھرنگ، گوجرانوالہ) لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ جلسے میں حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب نے خطاب کیا اور واقعہ سنایا کہ حافظ عبدالقادر روپڑی صاحب رحمہ اللہ ابھی نئے نئے ہندوستان کے مدرسے سے پڑھ کر آئے تھے وہاں راستے میں ایک بہت بڑا گاؤں تھا جہاں کا پانی کڑوا تھا۔ وہ مختلف جگہوں پر کنواں کھودتے لیکن پانی کڑوا ہی نکلتا۔ وہاں سکھوں کی بھی آبادی تھی، ہندو بھی رہتے تھے، عیسائی اور مسلمان بھی اسی گاؤں میں آباد تھے۔ بالآخر سب نے متفقہ فیصلہ کیا کہ سکھ اپنے گرو کو بلائیں، عیسائی اپنے پادری کو بلالیں، ہندو اپنے پنڈت کو بلالیں اور مسلمان اپنے اولیاء اللہ کو بلالیں۔ جن کے عمل یا دعا سے پانی میٹھا نکل آیا سارا گاؤں وہی مذہب اختیار کرلے گا۔ مسلمانوں کے سوا سب نے اپنے اپنوں کو بلایا اور وہ آ کر خوب

زور لگاتے رہے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار حافظ عبدالقادر روپڑی اور حافظ عبداللہ روپڑی رحمہما اللہ دونوں وہاں گئے اور ایک مخصوص جگہ دیکھ کر فرمایا کہ یہاں مصلّی بچھا دو۔ پانی منگوا کر وضو کیا اور مصلے پر دیر تک دعا کرتے رہے۔ دعا کرتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ یا اللہ تیری توحید کا مسئلہ ہے تو پانی میٹھا کر دے تو سارا علاقہ مسلمان ہو جائے گا بڑی دیر تک یہی دعا مانگتے رہے اتنی لمبی دعا مانگی کہ لوگ اُکتا گئے۔ آخر کار چہرے پر ہاتھ پھیرے اور فرمایا اس جگہ کھدائی کرو جب کھودا گیا تو وہاں سے پانی میٹھا نکل آیا الحمد للہ سارا علاقہ مسلمان ہو گیا۔ یہ واقعہ حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب نے خود سنایا تھا۔'' (مقدمہ اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوّف صفحہ ۶۳)

خواجہ صاحب جیسا ذوق رکھنے والے بتائیں کہ ہمیں الزاماً یوں کہنے کا حق کا ہے کہ غیر مقلدین کا یہ نسخہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں ہاتھ کیوں نہیں لگا؟ پاکستان کے بے آب علاقوں میں غیر مقلدین پانی کیوں نہیں نکال دیتے؟ کیا اب دعا کی تاثیر ختم ہو گئی ہے؟ کیا اب لوگوں کو مسلمان کرنے کی ضرورت نہیں؟'' کیا موجودہ غیر مقلد بزرگ مصنوعی ہیں بڑے بڑے القاب خوامخواہ انہوں نے حاصل کر رکھے ہیں کرتے کراتے کچھ بھی نہیں؟''

ع مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے

(۶) جس دلائل الخیرات کتاب کی وجہ تسمیہ پر خواجہ صاحب نے اعتراض کیا ہے اس کتاب سے غیر مقلدین کو اُنس ہے۔ (تذکرہ اہل صادق پور صفحہ ۳۵۸)

نواب صدیق حسن خان صاحب نے قلم سے اسے نقل کیا، تصحیح کی اور اس پر حواشی لکھے۔ (مآثرِ صدیقی ۱/۶۴)

اعتراض: ۱۲۰......صلی اللہ علیک یا محمد درود پڑھنا صحیح نہیں

علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک شبلی بزرگ کا اعزاز ہوا انہوں نے پوچھا، ان کا یہ اعزاز کس وجہ سے ہے؟ فرمایا یہ ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ'' پڑھا کرتا ہے۔

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں کے بعد جو اذکار مسنون فرماتے ہیں۔ شبلی والا ذکر اُن میں

شامل نہیں۔شاید اُس وقت خیال نہ رہا ہوگا۔'' (تبلیغی جماعت نصاب کے آئینہ میں:۱۲۳)

الجواب:

(۱)......مذکورہ بالا خواب علامہ سخاوی کا ہے جنہیں غیر مقلدین ''اہلِ حدیث کا پیشوا'' کہا کرتے ہیں۔چنانچہ امام آلِ غیر مقلدیت علامہ وحید الزمان صاحب نے ایک مقام پر علامہ ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم وغیرہ کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا:

''ہمارے پیشوا علمائے اہلِ حدیث ان کے سوا اور بہت گزرے ہیں، جیسے امام ابنِ حزم ظاہری، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، امام داؤد ظاہری، اسحٰق بن راہویہ، امام بخاری، شیخ جلال الدین سیوطی، امام نووی، امام سخاوی، محمد بن اسمٰعیل امیر، شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرھم۔اگر ہم دلائل میں غور کر کے کسی مسئلہ میں ان بزرگوں میں سے کسی بزرگ کے ساتھ اتفاق کر لیں تو کون سا گناہ لازم آیا اور کیوں قابلِ ملامت ٹھہرے، **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔**''

[لغات الحدیث ۲/۱۲:ص]

(۲)......مسنون وظیفہ پڑھنا افضل ہے مگر غیر مسنون بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کا مضمون صحیح ہو۔اور اس کا غیر مقلدین کو بھی اعتراف ہے۔

چنانچہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہاں یہ یاد رہے کہ وظائف وادعیہ تین قسم کے ہیں۔ایک وہ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں، دوسرے وہ جن کا کتبِ حدیث میں ذکر فرمایا گیا ہے اور تیسرے وہ جو بزرگان دین سے منقول ہیں اور بعض امور و معاملات میں مجرب ہیں۔ہمارے بزرگ علماء ان تینوں پر عامل رہے ہیں اور اب بھی اللہ کے نیک بندے، جن کو اللہ نے توفیق دی ہے، ان پر عامل ہیں۔وظیفے کے عمل اور لفظ سے بعض دوست آخر گھبراتے کیوں ہیں؟ اگر ان کے بچوں کو سکول سے وظیفہ ملے تو بڑے خوش ہوتے ہیں اور گھر گھر بتاتے پھرتے ہیں کہ ان کے بچے ماشاء اللہ اتنے ہوشیار ہیں کہ وظیفہ لے رہے ہیں۔لیکن اگر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ وظیفہ پڑھنے کا کہا جائے تو غلط ہو جائے۔یہ عجیب منطق ہے کہ حکومت سے وظیفہ حاصل کرنا بالکل صحیح اور اللہ کے نام کا وظیفہ پڑھنا قطعی بدعت...!''

(نقوش عظمت رفتہ صفحہ ۲۵)

غیر مقلدین کی کتابوں میں ایسے بہت سے افعال مذکور ہیں جن کے بارے میں انہیں اعتراف ہے کہ یہ اگرچہ مسنون نہیں مگر جائز ضرور ہیں مثلاً بھینس کی قربانی۔حافظ نعیم الحق ملتانی

صاحب غیر مقلد نے اپنی کتاب ''بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ'' میں یہ بات تحریر کردی ہے۔ ہماری اسی کتاب میں کئی جگہ غیر مقلدین کے بہت سے ''غیر مسنون'' اعمال درج ہیں۔

(۳)......خواجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ شبلی بزرگ کا وظیفہ مسنون نہیں مگر اپنی جماعت کی طرف بھی نظر کر لیتے کہ غیر مقلدین تو مسنون اذکار سے کنارہ کش ہو چکے ہیں۔ جناب حماد شاکر صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''افسوس یہ ہے کہ ہمارے حلقوں کی موجودہ نسل کی اکثریت بغض تصوف کی اس انتہاء تک پہنچ گئی کہ وہ متقدمین کے ذکرواذکار تو کجا مسنون اذکار سے بھی محتاط یا کنارہ کش ہوگئی اور مسنون اذکار کا دوام بھی چھوڑ گئے اور اللہ کے ان ناسمجھ اور ناشکرے بندوں نے اس مالک سے مانگنا اور سوال و دعا کرنا بھی چھوڑ دیا جو مانگنے والے سے خوش اور نہ مانگنے والے ناراض ہو جاتا ہے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔**'' (صوفی محمد عبداللہ صفحہ ۶)

مجددِ آلِ غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

''حدیث ابوسعید میں آیا ہے ایک رہط کا سید (قوم کا سردار) کثر دم گزیدہ (بچھو کا ڈسا ہوا) تھا ایک صحابی نے اس پر فاتحہ پڑھ کر تھوکنا شروع کیا وہ اچھا ہو گیا قوم نے اس کو بکریاں دیں...میں کہتا ہوں اس حدیث سے اس بات پر استدلال باشارۃ النص ہوسکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص نیک بخت کو اس امر کا الہام کرے کہ فلاں سورہ قرآن یا آیت قرآن فلاں امر کے لیے نافع ہے تو ہوسکتا ہے جو اعمال آیات سے مشائخ نے لکھے ہیں اور بطریق مرفوع ثابت نہیں ہیں ان کے جواز پر یہی حدیث دلیل ہے'' (کتاب التعویذات صفحہ ۶۵)

نواب صاحب نے تو غیر مسنون وظیفہ کا جواز حدیث سے ثابت کر دیا ہے۔

اعتراض:۱۲۱......درود پڑھنے سے سود خور کی بخشش نہیں ہوسکتی

فضائل درود میں درود پڑھنے کی وجہ سے ایک شخص کی بخشش کا واقعہ ہے۔(صفحہ ۱۱۲)

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا جو آدمی درود شریف پڑھتا ہو پھر چاہے وہ سود خور ہی کیوں نہ ہو حضورؐ فوراً سفارش کر کے اسے بخشوا لیتے ہیں۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۲۳)

الجواب:

(۱)......خواجہ صاحب نے فضائل درود سے جو عبارت نقل کی ہے، اس میں یہ مضمون ہے کہ اس شخص کی وفات ہوئی تو اس کی شکل تبدیل ہوگئی، پھر شکل صحیح ہوگئی۔ خواجہ صاحب کے نقل کردہ الفاظ یہ ہیں ''آپ ؐکی سفارش سے اس کو اصلی صورت پر لوٹا دیا گیا''

اس حکایت میں تو سود خور کی بخشش کی بات نہیں، صرف یہ مذکور ہے کہ دنیا میں جو اُس کی شکل بگڑ گئی تھی درود کی برکت سے وہ بگڑی شکل درست ہوئی۔

(۲)......درود شریف تو بڑی اہم عبادت ہے۔ اللہ تعالی جب مہربانی کرتے ہیں تو معمولی عمل کی وجہ سے معاف فرما دیتے ہیں۔ کتبِ حدیث میں گناہ گار انسان کا قصہ موجود ہے کہ اس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا اس کی مغفرت کر دی گئی۔ (صحیح بخاری)

اگر کتے کو پانی پلانے سے بخشش ہوسکتی ہے تو درود پڑھنے سے کسی کی بخشش ناممکن کیوں ہے؟

(۳)...... بلکہ قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کسی عمل کے بغیر از خود فضل کرتے ہوئے چاہیں تو معاف کر دیتے ہیں **وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ** ، یعنی مشرک کے علاوہ جسے اللہ چاہیں معاف کر دیں۔

جب بغیر کسی عمل سے بخشش ہوسکتی ہے تو کسی عمل/درود کی وجہ سے بخشش ہو جائے تو اس میں کیا اعتراض ہے؟

(۴)......غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب کی کتاب ''کتاب التعویذات صفحہ ۹۲'' سے ایک حکایت ہم اپنی اسی کتاب (اعتراض:۳۱ کے جواب) میں نقل کر چکے ہیں کہ ایک شخص مر گیا اس کا منہ وبدن سیاہ ہوگیا، پیٹ پھول گیا درود کی برکت سے نہ صرف اس کا بدن ٹھیک ہوا بلکہ بدن پر نور آ گیا۔ (محصلہ)

نواب صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اعتراض:۱۲۲...یہ خوابیں نہیں بلکہ پیغامِ رسانی کا وائرلیس سسٹم لگتی ہیں

فضائلِ درود میں حکایت ہے کہ ایک صاحب پریشان تھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا کہ فلاں کے پاس جاؤ وہ آپ کی مدد کرے گا۔

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ خوابیں نہیں بلکہ پیغامِ رسانی کا وائرلیس سسٹم لگتی ہیں''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۲۸)

الجواب:

(۱)......خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خوش نصیبوں کو ہوا کرتی ہے اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب ہی میں کوئی رہنمائی فرما دیتے ہیں بلکہ امتی بھی خواب میں آ کر کوئی بات بتا دیا کرتا ہے۔ کتبِ حدیث میں ایسے بہت سے واقعات محفوظ ہیں اس لیے ان واقعات پر ''پیغامِ رسانی کا وائرلیس سسٹم'' کا طعن کرنا درست نہیں۔

مولانا ابوجابر عبداللہ دامانوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خواب میں بعض دفعہ مرنے والے سے ملاقات ہو جاتی ہے جس سے اُس کی حالت کا پتا چل جاتا ہے۔ جس طرح طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھ ہجرت کرنے والے ساتھی کو خودکشی کے بعد خواب میں دیکھا جس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے، لیکن فرمایا کہ جس چیز کو یعنی ہاتھ کی انگلیوں کو تو نے خود خراب کیا ہے میں انہیں ٹھیک نہیں کروں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر دعا فرمائی کہ اللہ اس کی انگلیوں کو معاف فرما دے۔ (مسلم: ۱۱۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جعفر الطیار رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تھا، ان کے دو پر تھے جن پر خون لگا ہوا تھا۔ دیکھئے المستدرک (۲۱۲/۳ ح ۴۹۴۳ وسندہ حسن) ابو الصھباء صلہ بن اشیم العدوی (ثقہ تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے (سیدنا) ابو رفاعہ العدوی (رضی اللہ عنہ) کو ان کی شہادت کے بعد (خواب میں) دیکھا، وہ ایک تیز اونٹنی پر جا رہے تھے۔ الخ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۸۴/۱۱، ۸۵ ح ۳۰۵۲۳ وسندہ صحیح)''

[مقالات الحدیث صفحہ ۱۲۲]

(۲) اس طرح کے واقعات غیر مقلدین کی کتابوں میں بھی محفوظ ہیں تو اُن پر بھی ''پیغامِ رسانی کا وائرلیس سسٹم'' کا طعن کریں گے؟ مثلاً:

غیر مقلدین کی کتاب ''تذکرہ'' میں لکھا ہے:

''آپ ایک روز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سوئے ہوئے تھے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ جا تُو اس کافر سے لڑ اللہ تجھے فتح دے گا..... پھر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب ہی کی حالت میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ جا فلاں

اور فلاں شخصوں کو کہ جن کا نام آپ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا میرا اسلام کہہ وہ تیری مدد کریں گے۔" (تذکرہ اہلِ صادق پور صفحہ ۱۳۲ طبع مکتبہ اہلِ حدیث ٹرسٹ کراچی)

اس طرح کے کئی واقعات ہماری اسی کتاب میں اپنے مقام پر (اعتراض: ۴۰ کے جواب میں) درج ہیں۔

(۳)......غیر مقلدین کی کتابوں میں عام مُردوں سے بھی خواب میں رہنمائی لینے کے واقعات درج ہیں۔

مثلاً مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"کرم الٰہی بھٹوں کی چمنیاں بناتا تھا تو اس کی آمدنی سے خاندان کی روٹی پانی کا سلسلہ چلتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد یہ آمدنی بند ہو گئی تھی، اس کے لڑکے چھوٹے تھے جو یہ کام نہیں کر سکتے تھے اور نہ ان کو یہ کام سکھایا گیا تھا۔ لوگ ان کے پاس چمنیاں بنوانے کے لیے آتے تھے مگر یہ بچے نہیں بنا سکتے تھے۔ ایک دن عجیب معاملہ ہوا۔ محمد علی نے خواب میں دیکھا کہ اس کے والد کرم الٰہی نے اس سے دو چمنیاں بنوائیں۔ وہ بیٹے سے چمنیاں بنوا رہا ہے اور اسے بتا بھی رہا ہے کہ اس طرح بناؤ۔ محمد علی صبح اُٹھا، دکان پر گیا تو اسی طرح چمنیاں بنانے لگا جس طرح خواب میں باپ نے بنوائی تھیں اور بنانے کا طریقہ بتایا تھا۔ یہ گویا اللہ کی طرف سے ایک رہنمائی تھی جس کے مطابق محمد علی نے یہ کام شروع کر دیا۔" (قافلہ حدیث صفحہ ۵۷)

بھٹی صاحب اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"مولانا محمد یوسف کو مسائل کی تحقیق سے خاص طور پر دلچسپی ہے۔ بعض اوقات خواب بھی وہ اسی قسم کے دیکھتے ہیں۔ ذیل میں اس سلسلے کے دو خواب درج کیے جاتے ہیں۔ خواب نمبر ۱: ایک دفعہ نہایت خوب صورت شکل اور لباس میں حافظ عبد اللہ روپڑیؒ خواب میں مولانا محمد یوسف کو ملے۔ حافظ صاحب کے ساتھ چھے آدمی اور ہیں جن میں حافظ ثناء اللہ صاحب مدنی بھی شامل ہیں۔ یہ خواب جمعرات کو دیکھا تھا۔ جمعے کا خطبہ حضرت محدث روپڑی صاحب نے دینا تھا۔ فرمایا محمد یوسف ہم چھ آدمی ہیں، ہمارے کھانے کا اہتمام کرو۔ مولانا نے یہ حکم بخوشی قبول کیا اور ساتھ ہی یہ مسئلہ دریافت کیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو فرشتے قبل از خطبہ دفتر لے کر مسجد میں حاضر ہوتے اور درجہ بدرجہ آنے والوں کی حاضری درج کرتے ہیں، جب امام خطبے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو فرشتے اپنے دفتر لپیٹ کر

خطبہ سنتے ہیں۔امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ تبویب قائم کی ہے **بَابُ الْاِسْتِمَاعِ اِلَی الْخُطْبَۃِ** (بخاری جلداول ص۱۲۷)وہاں حدیث کے لفظ ہیں **ثُمَّ طَوَوْا صُحُفَھُمْ** جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاخیر سے آنے والوں کی حاضری فرشتے درج نہیں کرتے۔اس عدم اندراج سے نام مراد ہیں یا ثواب **ثُمَّ طَوَوْا صُحُفَھُمْ** کا مطلب کیا ہے...؟ حافظ صاحب نے فرمایا:اس کا مطلب یہ ہے کہ روزمرہ کے فرشتے کراماً کاتبین اور ہیں اور جمعے کے اور۔جمعے کے فرشتوں کی ایک خاص جماعت ہے۔یہ فرشتے صرف جمعے کے دن حاضر ہوتے ہیں۔لہٰذا بعدازشروع خطبہ آنے والوں کا اندارج وہ نہیں کرتے بلکہ عام کراماً کاتبین کرتے ہیں۔خواب نمبر:۲امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں یہ باب قائم کیا ہے۔ **بَابُ مَایُذْکَرُ فِی الْفَخِذِ** (بخاری ج۱ص۵۳)''**فَخِذ**''عربی میں ران کو کہتے ہیں۔یہ ایک سوال ہے کہ ران انسانی ستر میں شامل ہے یانہیں؟ یہ اشکال اکثر ذہن میں گردش کرتا رہتا تھا۔ایک دفعہ خواب میں حضرت حافظ عبداللہ روپڑی سے ملاقات ہوئی۔مولانا نے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔یہ مسئلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے والے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور جرہد بن جحش ہیں۔ان سے مروی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ران ستر میں شامل ہے۔کیونکہ اس روایت میں''**ھٰذَا اَحْوَطُ عِنْدِیْ**''کے لفظ ہیں۔یہ حضرت امام بخاریؒ کے لفظ ہیں ،جب کہ ایک دوسری حدیث حضرت انسؓ سے مروی ہے،جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ران ستر میں شامل نہیں۔عام حالات میں بعض دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ران اتفاقاً برہنہ ہوجاتی تھی اور حضرت انسؓ کی روایت سنداً بھی جرہد کی روایت سے قوی ہے،تو حافظ صاحب نے جواب میں فرمایا کہ حضرت انسؓ کی روایت سے جو ثابت ہے وہی معتبر ہے کہ ران ستر میں شامل نہیں،لیکن میرا وجدان حضرت جرہدؓ کی روایت کی طرف مائل ہے،اگرچہ حضرت انسؓ کی حدیث سے قوی سند کے ساتھ ران کا ستر میں شامل نہ ہونا ثابت ہے تاہم اس کے چھپانے میں احتیاط ہے تاکہ ہم اختلاف سے بچ سکیں **حَتّٰی نَخْرُجَ مِنْ اِخْتِلَافِھِم**'امام بخاریؒ کا یہی فتویٰ ہے۔یہ دونوں خواب مسائلِ شرعیہ سے ان کے قلبی تعلق اور ذوق تحقیق کا نتیجہ ہیں۔'' (قافلہ حدیث صفحہ۵۵۳)

کیا ہم ان خوابوں پر خواجہ صاحب کا جملہ''یہ خوابیں نہیں بلکہ پیغام رسانی کا وائرلیس سسٹم لگتی ہیں''دہرا سکتے ہیں؟

(۴)......اب ذرا خوابوں کی اہمیت پر غیر مقلدین کے کچھ فتوے بھی ملاحظہ فرمالیں۔

حافظ زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دیدار کیا تھا وہ حدیث کے حکم میں ہے اور حجت ہے۔'' (توضیح الاحکام ۶۱/۲)

علی زئی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''بطور مبشرات حق کی تائید میں سلف صالحین کے خواب پیش ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کی سند صحیح یا حسن لذاتہ ہو۔'' (توضیح الاحکام ۶۳/۲)

مولانا ابو جابر عبداللہ دامانوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خواب میں بعض دفعہ مرنے والے سے ملاقات ہو جاتی ہے جس سے اس کی حالت کا پتہ چل جاتا ہے۔'' (مقالات الحدیث صفحہ ۱۲۲)

مولانا ثناءاللہ مدنی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

'' موت کے باوجود مردہ اور زندہ کا رابطہ خوابوں کی صورت میں قائم رہتا ہے جس طرح کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ اسے اچھی اور بُری حالت میں دیکھنا کافی اہمیت رکھتا ہے۔ مُردے کا زندہ کے بارے میں خیالات کا اظہار کرنا بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔''

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ:۸۸۲)

مدنی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''صالحین کے خواب بھی غالباً (عام طور پر) سچے ہوتے ہیں۔ اور بعض خواب ایسے بھی ہوتے ہیں جو تعبیر کے محتاج نہیں ہوتے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۸۸۲)

مدنی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''کسی بھی امتی کو بحالتِ خواب ازواجِ مطہرات سے شرف ملاقات میسر آجانا کوئی بعید بات یا تقدس کے منافی نہیں بلکہ اس میں رائی (دیکھنے والے) کے جنتی ہونے کے بشارت کا پہلو غالب ہوتا ہے جو کہ ہر مسلم کی تمنا ہے۔ ان کی زیارت نصیب ہونا ناممکنات سے نہیں بلکہ ممکن ہے۔ جب خواب میں ذاتِ باری تعالیٰ کی رؤیت ممکن ہے تو مخلوق کی رؤیت کیسے ناممکن ہو سکتی ہے؟''

(فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۸۸۳)

مدنی صاحب کی ایک اور عبارت بھی پڑھ لیں:

''بحالتِ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی بھی پرہیز گار متقی آدمی کو نظر آجانا ممکن ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس تحقیق اس نے مجھے دیکھ لیا۔ کیونکہ شیطان

میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔'' بالفرض اگر کوئی اس مسلک کے خلاف نظریہ رکھتا ہے تو وہ باطل ہے کیونکہ کتاب وسنت کے نصوص کے منافی ہے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ صفحہ ۸۸۴)

یہاں دو باتیں عرض کر کے بحث ختم کرتے ہیں۔

۱۔ مدنی صاحب کے بقول خواب کے ذریعے مُردوں سے رابطے ہوا کرتے ہیں۔ ازواجِ مطہرات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی خواب میں ہو سکتی ہے۔ علی زئی صاحب کے بقول ''حق کی تائید میں سلف صالحین کے خواب پیش ہو سکتے ہیں''۔ خواجہ صاحب جیسے لوگوں کی مرضی ہے اسے وائرلس سسٹم کہیں یا کوئی اور نام رکھیں۔

۲۔ مدنی صاحب نے خوابوں کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ان کی اہمیت حدیثوں سے ثابت ہے مخالف کا نظریہ ''باطل'' ہے۔ خواجہ صاحب کی شخصیت یہیں سے معلوم ہو سکتی ہے۔

اعتراض:۱۲۳...... مصنف اپنی کتابوں کی مقبولیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں

خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

''تبلیغی نصاب بالخصوص فضائل درود میں علامہ سخاوی کی کتاب قول بدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع کے بہت حوالے ہیں اس کے متعلق بھی بروایت علامہ سخاوی شیخ احمد بن ارسلان کے ایک معتمد شاگرد کو خواب آیا کہ انہیں حضور کی زیارت ہوئی اور یہ کتاب حضور کی خدمت میں پیش کی گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔ (فضائل درود ص ۱۱۰) معلوم ہوتا ہے اپنی کتابوں کے متعلق حضور ؐ کی قبولیت کا ڈھنڈورا پیٹنا جناب زکریا صاحب نے اپنے آباء ہی سے سیکھا ہے۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۳۱)

الجواب:

(۱)......حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی کتابوں کو اللہ نے بہت مقبولیت بخشی ہے والحمد للہ، انہیں مقبولیت کا ڈھنڈورا پیٹنے کی نہ ضرورت ہے، نہ ہی انہیں یہ زیب دیتا ہے اور نہ ہی انہوں نے ایسا کیا ہے۔ شاید یہی مقبولیت ہے جسے خواجہ صاحب جیسے لوگ برداشت نہ کر سکے، اس لیے حضرت رحمہ اللہ کو بدنام کرنے کے لیے سطحی قسم کے اعتراض کرنے لگ گئے ہیں مگر یاد رہے پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا، ان شاء اللہ۔

(۲)......خواب نبوی میں جس کتاب کی مقبولیت کا ذکر ہے وہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی کتاب

''القول البدیع'' ہے جس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ خود غیر مقلدین نے بھی جب درود شریف کے حوالہ سے کچھ لکھا تو القول البدیع کے حوالوں سے اپنی تحریروں کو زینت بخشی۔ بلکہ اس کتاب کی تعریف بھی کی ہے مثلاً مولانا عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے'' **القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع** '' میں درود شریف کے فضائل اور ثواب کو بہت بیان فرمایا ہے اور ہر ایک کو دلیل سے ثابت کیا ہے''

(اسلامی خطبات ۱/۲۳۵)

(۳)......خواب میں مقبولیت کی بات کے راوی خود علامہ سخاوی رحمہ اللہ ہیں جنہیں امامِ آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب نے ''اہل حدیث کا پیشوا'' قرار دیا ہے۔

(لغات الحدیث ۲/۱۲: ص)

اگر ہم الزاماً کہہ دیں کہ اہل حدیث کے پیشوا نے خواب نبوی نقل کر کے اپنی کتاب کی مقبولیت کا ڈھنڈورا پیٹا ہے تو؟

(۴)......غیر مقلدین نے بھی مختلف کتابوں کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے اس قسم کے خواب اپنی کتابوں میں نقل کرر کھے ہیں۔اعتراض: ۱۶، ۴۰ وغیرہ کا جواب دیکھئے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد نے مولانا سلیم صاحب کے بارے میں لکھا:

''ایک دن فرمایا: عبداللہ! جب تم بڑے عالم ہو جاؤ گے تو تمہارے شاگرد تم سے پوچھیں گے کہ آپ نے کن کن اساتذہ سے علم حاصل کیا؟ اس وقت اپنے بڑے بڑے اساتذہ کے ساتھ کیا میرا نام بھی لو گے کہ میں چند روز ارائیاں والا گاؤں میں محمد سلیم سے بھی پڑھتا رہا ہوں؟''

(قافلہ حدیث صفحہ ۲۳۱)

خواجہ صاحب! کیا بھٹی صاحب کے ممدوح بزرگ مولانا سلیم صاحب اپنی تعریف کے خواہاں نہیں؟

حافظ عبدالرحمٰن مدنی غیر مقلد نے علامہ احسان الٰہی ظہیر غیر مقلد کی کتابوں کے متعلق لکھا:

''کتاب کے اوپر احسان الٰہی ظہیر کے تعارف کے لیے بہترین الفاظ ''رئیس مجلّہ ترجمان الحدیث لاہور (پاکستان)''، طبع کیے جاتے ہیں اور کون اس سے واقف نہیں کہ مجلّہ ترجمان الحدیث سالہا سال تک نہ صرف اپنے رئیس التحریر کی کاوش سے خالی رہتا ہے بلکہ مہینوں یہ بیچارہ ان رئیس

التحریر صاحب کی زیارت کے شرف سے بھی محروم ہی رہتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی حالت کا نقشہ قرآن مجید نے یوں کھینچا ہے: ''**لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا وَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ!**

اے میرے نبی جو لوگ اپنے کئے پر اتراتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی اسی کام پر تعریف کی جائے جسے انہوں نے نہ کیا ہو، تو آپ انہیں ہرگز عذابِ الٰہی سے کامیاب گمان نہ کیجئے!'' پھر مسجد چینیا نوالی اور احسان الٰہی ظہیر کے سابق اہلِ محلّہ ان دِنوں کو نہیں بھولے جب یہ شخص چھوٹے بچوں کو چند ٹکے بلکہ بسا اوقات روپے دے کر یہ سکھلایا کرتا تھا کہ مجھے ''علامہ'' کہا کرو۔ اور اب بھی اس شخص نے کسی کی اپنی ذات سے دوستی اور دشمنی کا یہی معیار قرار دے رکھا ہے کہ کون اس کے نام سے پہلے ''علامہ'' لگاتا ہے اور کون نہیں لگاتا۔''

(ہفت روزہ اہلِ حدیث لاہور: ۵ ذیقعدہ ۱۴۰۴ھ صفحہ ۶)

اس عبارت کا عکس ''رسائل اہلِ حدیث جلد اول'' کے آخر میں دیکھا جا سکتا ہے۔

خواجہ صاحب جیسے لوگ غور فرمائیں کہ آپ کی جماعت کے مایہ ناز بزرگ علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کس قدر اپنی شہرت کا ڈھنڈورا پیٹا کرتے تھے یہاں تک وہ بچوں کو روپے دے کر ''علامہ'' کہلوایا کرتے تھے اور ''علامہ'' کہلوانے پر ہی دوستی و دشمنی کا معیار بنائے ہوئے تھے یعنی جو انہیں ''علامہ'' کہے وہ دوست ہے ورنہ دشمن، افسوس!!!

اعتراض: ۱۲۴...... خواب میں بیان فرمودہ بات کا انکار حدیث کا انکار ہے

فضائل درود وغیرہ رسالوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے کچھ واقعات درج ہیں۔

خواجہ صاحب ان واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اگر ان حوالہ جات کا انکار کر دیا جائے تو دوسرے معنوں میں یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا انکار ہوگا۔ کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً اور قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت کی۔ (فضائلِ درود ص ۵۷) ورنہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضور نے انہیں قبولیت کی سند عطا نہیں کی ہے اور یہ سب فرضی کاروائی ہے اور کاروباری اسٹنٹ ہے۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۳۱)

الجواب:

(۱)...... یہ بات تو درست ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا یقیناً اس نے آپ ہی کی زیارت کی۔ لیکن یہ کہنا کہ ”خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ بات کا انکار حدیث کا انکار ہے“ درست نہیں کیونکہ روایت کو ثابت ماننے کے لیے راوی کا تام الضبط ہونا ضروری ہے اور حالتِ نیند والا شخص دورانِ نیند تام الضبط نہیں ہوتا، اس لیے خواب میں بیان فرمودہ بات کو حدیث نہیں کہہ سکتے۔ (شرح مسلم ۱/۱۸، مقدمہ تحفۃ الاحوذی صفحہ ۱۵۳)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”خواب کی بات حدیث نہیں شمار کی جاتی۔“ (فتاویٰ عزیزی ۱/۲۸۷)

جب خواب کی بات حدیث نہیں تو اس بات کے انکار کو نبوی فرمان کا انکار نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا خواجہ صاحب کی طرف سے مذکورہ بالا الزام غلط ہے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

”اگرچہ رؤیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم حق ست وشیطان بداں متمثل نمیشود ولکن نائم از اہلِ تحمل نیست بنابر عدم حفظ خود“ (ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل صفحہ ۴۲۳)

نواب صاحب نے اس عبارت میں دو باتیں کہی ہیں: ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کا ہونا حق وثابت ہے، شیطان آپ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ ۲۔ زیارت کے حق ہونے کے باوجود خواب دیکھنے والے کی روایت دورانِ نیند حافظہ کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے معتبر نہیں۔

(۲)...... خود غیر مقلدین نے بزرگوں کے بہت سے خواب اپنی کتابوں میں درج کر رکھے ہیں کہ انہیں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایات فرمائیں جیسا کہ ہماری اسی کتاب میں اپنی جگہ منقول ہے۔ (اعتراض: ۴۰ وغیرہ کا جواب دیکھیں) تو کیا خواجہ صاحب جیسے لوگ خواب کی ایسی باتوں کو حدیث کہہ کر ان کے انکار کو نبوی ارشادات کا انکار کہنے کی ہمت رکھتے ہیں؟

مولانا عبدالرؤوف جھنڈانگری صاحب غیر مقلد، ابواسحاق شیرازی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

”خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے شیخ الحدیث کا لقب دیا“

(نصر الباری فی صحۃ البخاری صفحہ ۱۲۱)

خواجہ صاحب! شیرازی صاحب کا ”شیخ الحدیث“ ہونا حدیث کا فیصلہ ہے اگر کوئی انہیں ”شیخ

الحدیث'' نہ مانے تو حدیث کی مخالفت لازم آئے گی؟

(۳)......غیر مقلدین نے یہ دعویٰ بھی کر رکھا ہے کہ لوگوں کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت بھی ہوئی ہے۔ مثلاً:

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''بشر حافی نے ایک پرچہ کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی زمین پر پائی اس کو اٹھایا ان کے پاس سوائے دو درہم کے کچھ نہ تھا خوشبو خرید کر اس پرچہ کو مطیب (خوشبودار) کیا۔ خواب میں حق سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا، فرمایا: **یَا بِشْرُ طَیَّبْتَ اسْمِیْ لَاُطَیِّبَنَّ اسْمَکَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ۔**''

(کتاب التعویذات صفحہ ۲۴)

عربی عبارت کا مفہوم یہ ہے: اے بشر تو نے میرے نام کو پاک کیا میں تیرے نام کو دنیا و آخرت میں پاکیزگی دوں گا۔

نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

''حکیم ترمذی سے منقول ہے کہ انہوں نے رب العزۃ کو ہزار بار خواب میں دیکھا ہر بار سوال حُسنِ خاتمہ کا کہا۔ فرمایا چالیس بار اور ایک روایت میں اکتالیس بار یوں کہا کر کہ بعد فجر کے قبل از صبح **یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ.**'' (کتاب التعویذات صفحہ ۲۱۵)

نواب صاحب نے موت سے حفاظت کا وظیفہ درج کرنے کے بعد لکھا:

''یہ روایت جب بعض صالحین کو پہنچی اپنی بیماری میں اس کو پڑھنا شروع کیا۔ گمان ہوتا ہے کہ وہ شخص ہفتاد (۷۰) سالہ تھا وہ ہمیشہ اس کو پڑھتا ایک سو بتیس برس تک زندہ رہا جب اللہ نے اس کو مارنا چاہا حضرت کو خواب میں دیکھا فرمایا: کب تک تو ہم سے بھاگتا رہے گا اس نے آیت پڑھنا چھوڑ دیا وہ مر گیا۔'' (کتاب التعویذات صفحہ ۲۲۰)

خواجہ صاحب کے نزدیک خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ بات اگر حدیث ہے تو خواب میں اللہ نے جو بات فرمائی ہے وہ بات وحی کا درجہ رکھتی ہوگی۔ خواب میں اللہ کی طرف منسوب باتوں کو خواجہ صاحب جیسے لوگ وحی کہنے کے لیے تیار ہیں؟

(۴)......ہم یہاں یاد دلانا چاہتے ہیں کہ خواب کی بات کو حدیث کا درجہ غیر مقلدین کے

''محدث العصر'' حافظ زبیر علی زئی صاحب نے دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو دیدار کیا تھا وہ حدیث کے حکم میں ہے اور حجت ہے۔'' (توضیح الاحکام ۶۱/۳)

سونے والا شخص دورانِ نیند تام الضبط نہیں ہوتا مگر علی زئی صاحب نے خواب کی بات کو حدیث کا درجہ دے دیا ہے۔ خواجہ صاحب کے ہم خیال لوگ یہاں کیوں خاموش ہیں؟

خواب کی اہمیت کے متعلق غیر مقلدین کے فتاویٰ دیکھنا چاہیں تو اعتراض:۱۲۲ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض:۱۲۵......غیر صحابی کا خواب میں نبی کو دیکھنا معتبر نہیں

خواجہ صاحب نے فضائلِ درود ص ۵۷ سے نقل کیا: جس شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً اور قطعاً حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زیارت کی۔

پھر اس پر یوں اعتراض کیا:

''بات یہ ہے کہ ہم میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کو دیکھا کس نے ہے جو یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے حضور کو دیکھا۔ چنانچہ فتح الباری کے مطابق بخاری شریف کے بعض نسخوں میں لکھا ہے **قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ اِذَا رَاٰهُ فِىْ صُوْرَتِهٖ.**''

(تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۳۲)

الجواب :

(۱)......خواجہ صاحب نے بخاری و مسلم کے حوالے سے حدیث لکھی ہے:

''جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۳۱)

جب حدیث میں یہ مضمون آ گیا کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والا یقیناً انہیں ہی دیکھتا ہے۔ تو خواجہ صاحب کے اعتراض کی کوئی حیثیت نہیں۔

باقی رہا یہ سوال کہ خواب دیکھنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اصلی شکل کے علاوہ کسی اور شکل میں نظر آ جائیں تو وہ دیکھنے والے کا قصور ہے جیسا کہ فضائل درود میں حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے لکھ دیا ہے۔ مگر ہم یہاں غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خان صاحب کا حوالہ درج

کرتے ہیں۔

نواب صاحب نے صاحبِ خزینۃ الاسرار کے حوالے سے لکھا:

''بعض لوگ جو حضرت کو ساتھ نقصان شمائل شریفہ کے دیکھتے ہیں یہ امر مراجع ہے طرف حال رائی کے کہ وہ استقامت میں متغیر الحال ہوتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آئینہ کے ہیں۔''

(کتاب التعویذات صفحہ۱۸۲)

(۲)......خواجہ صاحب نے اپنے عقل کو مدار بنا کر حدیثِ نبوی کو صحابہ کرام کے ساتھ خاص کیا ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھیں تو یقیناً انہوں نے آپ ہی کو دیکھا مگر اس کی کوئی دلیل اپنے شرعی اصولوں: قرآن وحدیث سے بیان نہیں کی۔ البتہ بخاری کے ایک نسخہ کا حوالہ دیا کہ اس میں ابن سیرین کا فرمان ہے کہ...

اول بات یہ ہے کہ ابوعبداللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ ابن سیرین سے نقل کر رہے ہیں جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن سیرین کا زمانہ ہی نہیں پایا اس لیے یہ روایت منقطع یعنی ضعیف ہے۔ خواجہ صاحب وغیرہ لوگ فضائل اعمال پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ضعیف حدیث حجت نہیں مگر یہاں پر خود ضعیف روایت کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ابن سیرین کی طرف منسوب روایت میں بھی اتنی بات ہے جب کہ دیکھنے والا رسول اللہ علیہ وسلم کی اصلی صورت میں دیکھے۔ رسول اللہ کی صورت صحابہ کرام کو تو معلوم تھی ہی، بعد والوں نے کتبِ حدیث میں آپ کی شکل وصورت پڑھ رکھی ہے۔

ابنِ سیرین نے یہ نہیں فرمایا کہ امتی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا معتبر ہی نہیں۔ اس لیے ان کی طرف منسوب عبارت خواجہ صاحب کی تائید میں نہیں۔

خواجہ صاحب جیسے لوگ کہتے ہیں کہ صرف صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا معتبر ہے کیوں کہ انہوں نے آپ کی صورت دیکھی ہوئی ہے، بعد والوں نے آپ کی شکل نہیں دیکھی۔

مگر یہ عقدہ حل کیا جائے کہ جو نابینا صحابہ تھے اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھیں تو معتبر ہوگا؟ جب کہ وہ آپ کی حیات میں آپ کی صورت نہ دیکھ سکے تھے۔

(۳) غیر مقلدین نے بہت سے خواب اپنی کتابوں میں بیان کئے ہوئے ہیں جن میں رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا دعویٰ ہے۔مثلاً مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد، مولانا عبدالحق ہاشمی (دراصل نوناری) کے حالات میں لکھتے ہیں:

''(۱)......انہوں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آگے سے گزرے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہنے ہوئے ہیں اور چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا ہے۔(۲).....ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح زیارت ہوئی کہ آپ نہایت خوب صورت لباس میں کرسی پر تشریف فرما ہیں اور آسمان سے اُترے ہیں۔ (مولانا فرماتے ہیں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے معانقہ فرمایا۔(۳)......تیسری بار مولانا ممدوح نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ ایک آدمی کے ساتھ مل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارک اُٹھائے ہوئے ہیں (مولانا فرماتے ہیں) کیفیت یہ ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سر مبارک کی طرف سے اور دوسرا آدمی آپ کے پاؤں مبارک کی طرف اُٹھائے ہوئے ہے۔ میں اسی حالت میں پانی میں داخل ہو جاتا ہوں۔خواب ہی میں میرے دل میں القاہوا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ کروں گا۔(۴)......چوتھی مرتبہ مولانا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت آپ کے حجرہ مبارک میں کی۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے ایک بڑا رجسٹر پڑا ہے۔مولانا ممدوح نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی کا نام پوچھا۔آپ نے فرمایا اس رجسٹر میں دیکھو۔ مولانا نے اس رجسٹر میں اس صحابی کا نام لکھا ہوا دیکھا۔(۵).....مولانا فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہمارے گھر میں تشریف فرما ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا۔میرے ہاتھ میں قلم دوات ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے املا فرماتے ہیں اور میں لکھ رہا ہوں۔میری والدہ ہمارے قریب آئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ اُٹھ کر کھڑا ہوا۔پھر ہم دوسرے کمرے میں گئے اور آپ مجھے لکھوانے لگے۔'' (دبستانِ حدیث:۳۱۸)

مزید دیکھئے اعتراض:۴۰ وغیرہ کے جواب۔

بلکہ غیر مقلدین نے وظائف کی کتابوں میں رسول اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے وظیفے بھی امت کے بتلا دیئے ہیں مثلاً نواب صدیق حسن کی کتاب ''کتاب التعویذات'' کے درج ذیل صفحات دیکھئے:۸۴، ۸۲۱، ۲۹۴، ۲۲۱

خواجہ صاحب جیسے غیر مقلدوں کے ہاں غیر صحابی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

میں دیکھنا معتبر نہیں تو ان کے غیر مقلد علماء نے ایسے خواب کیوں درج کیے ہیں اور خواب دیکھنے کے وظیفے کیوں اور کس کے لیے لکھے ہیں؟

اعتراض:۱۲۶...صحابہ کرام میں اختلافی مسائل نہیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام میں ہزاروں مسئلے مختلف فیہ ہیں...'' (فضائل تبلیغ صفحہ ۳۵)

خواجہ صاحب اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''غیر مسلم یہ عبارت پڑھ لے تو اسلام کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا کہ اس میں اتنا ہی اختلاف ہے۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۶۰)

الجواب:

مجھے بہت سے مقامات پر خواجہ صاحب کی سطحی باتوں پر تعجب ہوا، یہاں بھی تعجب نے آ گھیرا، سوچتا رہا کہ خواجہ صاحب کتنی سطحی بات لکھ رہے ہیں۔ کیا انہوں نے کتبِ حدیث نہیں پڑھیں؟ اگر خواجہ صاحب حدیث کی امہات الکتب میں سے صرف ایک سنن ترمذی بھی ملاحظہ فرما لیتے انہیں جگہ جگہ صحابہ کرام کے اختلافی مسائل نظر آ جاتے۔

مولانا عبدالسلام مبارک پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''استنباط اور اجتہاد کی وجہ سے صحابہ میں بے شک اختلاف ہوا...اختلاف کے وجوہ چند در چند ہوئے: (۱) ایک صحابی مجتہد کو حدیث پہنچی (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فعل کرتے سب نے دیکھا۔ لیکن ایک نے سمجھا کہ آپ نے علی سبیل الاستیجاب کیا، دوسرے نے سمجھا کہ علی سبیل الاباحۃ کیا ہے (۳) یا ایک صحابی کو وہم ہو گیا (۴) یا نسیان ہو گیا (۵) یا علتِ حکم میں اختلاف ہوا اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فعل کو کیا یا کوئی حکم دیا۔ صحابہ نے اپنے فہم کے مطابق اس فعل یا حکم کی علت جُدا جُدا قرار دی۔ (۶) یا کسی نے سمجھا کہ یہ فعل آپ کی خصوصیت میں ہے۔ دوسرے نے سمجھا کہ اس میں کوئی قرینہ خصوصیت کا نہیں۔ اس تفریق کے لیے جو اصول قرار دیئے جا سکتے تھے ان پر تمام صحابہ کی رایوں کا متفق ہونا ممکن نہ تھا۔ اس لیے مسائل میں اختلاف آ رہا ہوا اور اکثر مسئلوں میں صحابہ کی مختلف رائیں قائم ہوئیں۔ بہت سے واقعات پیش آئے جن میں باوجود محضر صحابہ میں پیش کرنے، اور منادی کرا کر حدیث تلاش کرنے کے بھی کوئی قول یا فعل یا تقریر دربار رسالت کی نہ پائی

گئی۔ان صورتوں میں استنباط تفریع،حمل النظیر علی النظیر اور قیاس سے کام لینا پڑا۔" (سیرۃ البخاری صفحہ۳۱۲)

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے سلف صالحین کے اختلافی مسائل پر ایک مستقل مضمون تحریر کیا،اس میں لکھتے ہیں:

"بعض لوگ اپنے خفیہ مقاصد کے لیے بعض اہلِ حدیث (اہلِ سنت) علماء کے درمیان چند مسائل میں اختلافات کو بڑھا چڑھا کر پُلندوں کی شکل میں اس انداز سے پیش کرتے ہیں، گویا کہ کفر واسلام کا مسئلہ ہو، حالانکہ بعض اجتہادی مسائل میں اختلاف ہو جانا حرام نہیں بلکہ جائز ہے۔اہلِ سنت کا اتفاق ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اہلِ حق، طائفہ منصورہ اور جنتی جماعت ہے اور اسی طرح اُن کے متبعین باحسان تابعین عظام رحمہم اللہ اجمعین بھی اہلِ حق اور طائفہ منصورہ ہیں۔اہلِ حق اور طائفۂ منصورہ ہونے کے باوجود صحابہ اور تابعین کا کئی مسائل میں اختلاف تھا،جس کی تفصیل شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم الدہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) کی کتاب:"حجۃ اللہ البالغہ"میں دیکھی جاسکتی ہے۔" (علمی مقالات ۴/۳۲۸)

علی زئی صاحب نے اس کے بعد امام ترمذی،امام ابوبکر نیساپوری، امام طحاوی اور امام ابوزرعہ رحمہم اللہ کی عبارتیں نقل کر کے لکھا:

"ان چار گواہیوں سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں اختلاف ہوا، بعض مسائل میں بعض اختلاف ہو جانا قابلِ تردید و مذمت نہیں بلکہ جائز ہے اور ہر ایک کو اپنی نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔ان شاءاللہ" (علمی مقالات ۴/۳۲۹)

اس کے بعد علی زئی صاحب نے لکھا:

"صحابہ کرام اور تابعینِ عظام کے درمیان اختلاف میں سے بعض اختلافات کے بیس (۲۰) سے زائد حوالے پیشِ خدمت ہیں" (علمی مقالات ۴/۳۲۹)

پھر بیس حوالے پیش کرنے کے بعد لکھا:

"اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں،جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ حق میں بعض مسائل میں اختلاف ہوا ہے اور اختلاف ہوسکتا ہے، لہٰذا اہلِ بدعت کا اہلِ حق (اہلِ حدیث) کے بعض اختلافات پیش کر کے پروپیگنڈا کرنا باطل اور مردود ہے۔" (علمی مقالات ۴/۳۳۵)

(۲)......ایک ہوتے ہیں عقائد، دوسرے ہوتے ہیں فروعی مسائل۔صحابہ کرام میں عقائد کا

کوئی اختلاف نہیں تھا، البتہ فروعی مسائل میں اختلاف تھا جیسا کہ کتبِ حدیث کے طلباء جانتے ہیں۔ عقائد کا اختلاف مذموم ہے، فروع کا اختلاف بہ اعتراف آلِ غیر مقلدیت ناگزیر ہے۔ اس لیے یہ مذموم نہیں۔ جب یہ مذموم نہیں تو غیر مسلموں کو جگ ہنسائی کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر وہ مذاق اڑائیں تو بھی اس میں صحابہ کرام یا اسلام کا کوئی قصور نہیں، کیا وہ دورِ نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا مذاق نہیں اُڑاتے تھے؟

یاد رہے کہ فروع میں اختلاف تو انبیاء کرام میں ہوا ہے مثلاً قرآن کی آیت: **اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ** کے تحت تفاسیر آپ پڑھیں کہ ایک شخص کی بکریاں کسی کے کھیت میں چلی گئیں تو یہ مقدمہ سلیمان و داود علیہما السلام کے پاس آیا دونوں نے الگ الگ فیصلہ کیا۔

اس طرح کتبِ حدیث میں ہے کہ سیدنا سلیمان و داود علیہما السلام کے پاس دو عورتیں بچے کا مقدمہ لائیں، ان میں سے ہر ایک کا دعوی تھا کہ یہ بچہ میرا ہے۔ دونوں نبیوں نے الگ الگ فیصلہ کیا۔ مزید تفصیل کے لیے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی کتاب ''الکلام المفید'' کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

(۳)...... قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب حدیثِ نبوی ''**اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ**'' کی تشریح میں کہتے ہیں:

> ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں لفظ ''اختلاف'' فرمایا ہے نہ کہ لفظ مخالفت۔ باہمی مخالفت کا جذبہ یقیناً باعثِ رحمت نہیں ہو سکتا، کیونکہ مخالفت، انتشار اور عداوت کی علامت ہے، لیکن اختلاف اس سے مبرا ہے۔ مخالفت اندھا دھند ہوتی ہے اور اس کی تہہ میں منفی جذبہ کارفرما ہوتا ہے، اس کے برعکس اختلاف کے پیچھے خیر خواہی کا تعمیری جذبہ پایا جاتا ہے، جو سراسر ایک نیک ذہن کی پیدا وار ہے۔'' (قاضی محمد سلیمان منصور پوری صفحہ ۱۷۰)

اس عبارت میں اختلاف کو ''خیر خواہی کا تعمیری جذبہ'' قرار دیا ہے۔ مگر خواجہ صاحب اس اختلاف کو جگ ہنسائی قرار دے رہے ہیں۔ شاید انہیں اختلاف اور مخالفت کے درمیان فرق کا پتہ نہیں۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کی تصریح کے مطابق غیر مقلدین علمی و گہری باتیں نہیں سمجھ پاتے۔ بھٹی صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

> ''جماعت اہلِ حدیث کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ اس سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے نزدیک عام

واعظوں کی باتیں زیادہ مرغوب ہوتی ہیں۔علمی اور گہری باتیں ان کے لیے بسااوقات پریشانی کا باعث بن جاتی ہیں۔'' (قافلہ حدیث صفحہ ۸۰)

(۴)...... یہاں یہ بات بھی باعثِ حیرت ہے کہ غیر مقلدین کا ایک طبقہ اہلِ سنت کو اختلافی مسائل کا طعنہ دیتا ہے مگر وہ لوگ اپنے غیر مقلدین کی طرف نگاہ نہیں کرتے کہ خود ان میں اختلاف کی وسیع تر خلیجیں قائم ہیں۔

علمائے اہلِ سنت نے غیر مقلدین کے اختلافی مسائل کو رسالوں میں جمع کر دیا ہے ان میں سے ایک رسالہ حضرت مولانا عبدالقدوس خان قارن صاحب کا ہے جس کا نام ''غیر مقلدین کے متضاد فتوے'' ہے۔

اسی طرح مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے ''غیر مقلدین میں خانہ جنگی'' کے عنوان سے ایک مفصل مضمون لکھا جو اُن کی کتاب تجلیات صفدر میں شامل ہے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے بھی غیر مقلدین کے اختلافی مسائل کو یکجا کیا ہے، دیکھئے آثارِ خیر۔

ان کتابوں کے شائع ہونے پر غیر مقلد علماء سے سوال کیا گیا غیر مقلدین میں اس قدر اختلاف کیوں ہے؟ تو زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے صحابہ کرام کے چند اختلافی مسائل کو یکجا کر کے کہا کہ یہ اختلاف تو صحابہ کرام میں بھی تھا، جیسا کہ اوپر باحوالہ درج ہوا۔

اپنے پہ آبنی ہے تب انہیں صحابہ کرام یاد آئے کہ چونکہ ان میں اختلاف تھا، اس لیے یہ اختلاف مذموم نہیں ہے۔

جب غیر مقلدین میں اختلافی مسائل کی بھرمار ہے تو خواجہ صاحب جیسے لوگ بتائیں کہ غیر مقلدین کے اسلام پر غیر مسلم مذاق نہیں اُڑائیں گے؟

خواجہ صاحب کو غیر مقلدین کے اختلافی سب مسائل کا علم نہ بھی ہو تو اتنا ضرور علم ہوگا کہ غیر مقلدین کا ایک طبقہ تعویذات و عملیات کا قائل ہے اور خواجہ صاحب نے اس طبقہ کی اپنی کتاب ''تعویذ اور دم'' میں تردید کر رکھی ہے۔

(۴)...... غیر مقلدین نہ صرف یہ کہ آپس میں بہت سا اختلاف رکھتے ہیں بلکہ یہ لوگ اختلافی مسائل کو ہَوا دینے والے کو پسند بھی کرتے ہیں۔ جناب عصمت اللہ صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

’’پچھلے تو ناراض ہیں مسلک چھوڑ گیا، مگر یہ [غیر مقلدین (ناقل)] ناراض ہیں، ہر وقت اختلافی باتیں کیوں نہیں کرتا، بڑا تنگ کیا گیا‘‘ (ہم اہلِ حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ۴۳۴)

عصمت اللہ صاحب آگے کہتے ہیں:

’’اکثر اہلِ حدیث اعتماد اس پر کرتے ہیں جو ہر تقریر میں اختلاف رائے واضح کرتا رہے‘‘

(ہم اہلِ حدیث کیوں ہوئے؟ صفحہ۴۳۴)

(۵)...... یہ بھی ذہن میں رہے کہ غیر مقلدین نے امت کے اختلاف کو رحمت تسلیم کر رکھا ہے حوالہ جات ہم اسی کتاب کی دوسری جلد میں درج کریں گے، ان شاء اللہ۔

(۶)...... خواجہ صاحب کو تو صحابہ کرام میں فروعی اختلاف کی بات جگ ہنسائی معلوم ہوتی ہے مگر یہ نہیں سوچا غیر مقلدین میں تو عقائد کا اختلاف ہے ہر فریق نے دوسرے پر کفر و شرک کے فتوے صادر کیے ہیں۔ ثبوت کے لیے رسائل اہلِ حدیث وغیرہ کتابیں دیکھ سکتے ہیں۔

اعتراض: ۱۲۷...... شیخ زکریا نے ریا کاری کے طور پہ عاجزی دکھلائی

خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

’’اگر نمائش آجائے تو وہ نیکی نہیں، ریا کاری بن جاتی ہے۔ اور ریا کاری تکبر سے کسی صورت کم بُری نہیں۔ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغی نصاب کی کتابوں میں عجز و انکسار کی بھی بہت نمائش کی گئی ہے۔ مثلاً مولانا زکریا صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں: اس نا کارہ و نابکار سیاہ کار... (فضائل درود ص۴) ٹھیک ہے انسان میں عاجزی ہونی چاہیے۔ لیکن عاجزی اپنے آپ کو گالیاں دینے کا نام نہیں ہے۔‘‘ (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۱۷۱)

الجواب: (۱)...... عاجزی کی تعلیم خود حدیث پاک میں موجود ہے مثلا: **مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ**، جو عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتا ہے۔

خود خواجہ صاحب نے لکھا:

’’اس میں شک نہیں کہ تکبر اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور عاجزی بہت محبوب ہے..... ٹھیک ہے انسان میں عاجزی ہونی چاہیے‘‘ (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ۱۷۱)

اس لیے اگر حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے عاجزی اختیار کی ہے تو یہ چیز از روئے حدیث

اور یہ اعتراف خواجہ صاحب اچھی اور عند اللہ محبوب چیز ہے۔

خواجہ صاحب نے دعوی کیا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے عاجزی نمائش کے طور پر کی ہے۔ عرض ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ کے دل میں جو نیت تھی اس کا علم تو اللہ کو ہے، خواجہ صاحب کو اُن کی نیت کا کھوٹا ہونا کیسے معلوم ہوگیا؟ خاص کر جب کہ وہ کشف کے بھی منکر ہیں۔ حاصل یہ کہ خواجہ صاحب کا دعوی بلا دلیل ہے۔

(۲)......خواجہ صاحب حضرت شیخ الحدیث کے عاجزانہ کلمات کو ''گالیاں'' کہتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اگر کتب احادیث میں سے صرف صحیح مسلم بھی پڑھی ہوگی تو انہیں مسلم میں سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کا اپنے متعلق فرمان نظر آیا ہوگا کہ **نَافَقَ حَنْظَلَةُ** ،حنظلہ تو منافق ہوگیا۔

(مسلم:۲۷۵۰،طبع دار السلام:۶۹۶۶)

کیا انہوں نے اپنے آپ کو منافق کہہ کر گالی دی ہے؟

(۳)......عاجزانہ کلمات کہنا ''گالی'' ہے تو عرض ہے کہ یہ گالیاں خود غیر مقلدین نے اپنے آپ کو دے رکھی ہیں۔ ایسے لوگوں کی فہرست طویل ہے مگر ہم ابتدا کرتے ہیں خود خواجہ صاحب کے کلام سے۔

خواجہ صاحب نے ''تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں'' کے آخر میں صفحہ ۱۹۱ پر اپنی کتاب ''حی علی الصلوۃ'' کا تعارف پیش کیا ہے۔ جس میں اپنے آپ کو ''خاکسار'' کہا ہے۔ تعارف کی ابتدائی سطریں اس طرح ہیں:

''خاکسار نے اس کتاب میں فرضی اور نفلی نمازوں سے متعلقہ وہ مسائل بیان کیے ہیں جو عام کتابوں میں بیان نہیں کیے جاتے۔''

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد اپنے بارے میں لکھتے ہیں:

''اگر اللہ تعالی نے میرے لیے نجات مقدر رکھی ہے تو میرا یہ سارا کفر وضلالت موت سے قبل، حسنِ خاتمہ کے باعث ان شاء اللہ ختم ہوجائے گا۔'' **(ابقاء المنن صفحہ ۲۲)**

نواب صاحب آگے لکھتے ہیں:

''مجھے اپنا فسق وعصیان بھی بخوبی معلوم ہے'' **(ابقاء المنن صفحہ ۱۰۳)**

نواب صاحب مزید لکھتے ہیں:

''اگر مجھے صلحاء یا اہل اللہ کی صحبت نصیب ہوتی تو یہ اعمالِ بد جو کہ اہلِ دنیا کی صحبت کی وجہ سے صادر ہوئے ہیں، ان کا عشرِ عشیر بھی وقوع پذیر نہ ہوتا'' **(ابقاء المنن صفحہ ۱۰۳)**

نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

''اگر رحمت الٰہی سے نا اُمیدی کفر نہ ہوتی تو میرے اتنے گناہ ہیں کہ نا اُمیدی میں کچھ شک نہیں۔'' (ابقاء المنن صفحہ ۱۰۳)

مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بندہ حقیر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی'' (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۱۷)

آگے لکھتے ہیں: ''خاکسار محمد ابراہیم سیالکوٹی'' (تاریخ اہلحدیث صفحہ ۲۹)

مولانا عبد الرشید مجاہد آبادی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''میں نے اپنے آپ کو ملامت کیا کہ او کمینے انسان! آگے بڑھ سامنے تیرے شیخ رحمہ اللہ ہیں''

(علمائے اہلِ حدیث کا ذوقِ تصوف صفحہ ۱۲۷)

مقالاتِ راشدیہ میں لکھا ہے:

''بندہ حقیر پُر تقصیر'' (مقالاتِ راشدیہ ۱/۱۷۰)

غیر مقلدین کے رسالہ میں لکھا ہے:

''آج جو کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اس حیات دنیوی کا سرمایہ ہے اور ہم اپنے جہل کی وجہ سے اس کے رنگ و بو پر فدا ہیں'' (ماہنامہ الرحیق لاہور، ربیع الاول ۱۲۷۸ھ)

حافظ عبد الستار حماد صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کچھ میری خام عقل اور ناقص فہم کا نتیجہ ہیں...اگر کسی مقام پر یہ معیار قائم نہیں رہ سکا تو اسے میری کج فہمی کا نتیجہ متصوّر کیا جائے'' (مقدمہ مختصر صحیح بخاری: ۱/۶۱)

ہمیں بتایا جائے کہ کیا ان غیر مقلدین نے بھی ریا کاری کے طور پہ مذکورہ بالا کلمات لکھے ہیں؟

بات ریا کاری کی چلی ہے تو غیر مقلدین کی ریا کاری کے حوالہ سے ایک اقتباس پڑھ لی۔

مولانا ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد، سلفی و اہلِ حدیث کی کارستانیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عوام کالانعام کو دجل و فریب کے ذریعہ سبز باغ دکھا کر انہی کی تکمیل و ترویج میں شب و روز مصروف کار ہیں۔ اسی کے نتیجہ میں جگہ جگہ لڑائی جھگڑے اور ریا کاری اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے

ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ:۱/۵۰۴)

اعتراض:۱۲۸......آگ بجھنے اور دیگ کے ہوا میں اڑنے پر یاوہ گوئی

فضائل اعمال میں ایک حکایت ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ مسلمانوں پر ظلم کرنے والا کوئی کافر بادشاہ تھا، وہ مسلمانوں کی گرفت میں آ گیا۔انہوں نے اسے دیگ میں ڈال کر آگ پر رکھ دیا، وہ بادشاہ وہیں دیگ میں مسلمان ہو کر لا الہ الا اللہ کا ورد کرتا رہا۔اللہ کی مدد آئی، بارش برسی آگ بجھ گئی۔ ہوا نے دیگ کو اُڑا کر کسی دوسرے علاقے میں پہنچا دیا۔(محصلہ)

خواجہ صاحب اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ بادشاہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی زیادہ "با کرامت" نکلا۔انہی کی طرح اس کی آگ بھی ٹھنڈی ہوگئی۔اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح اس کی دیگ اُڑ کر دوسرے شہر بھی پہنچ گئی۔" (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۹۰)

الجواب:

(۱)......خواجہ صاحب نے دعویٰ کیا کہ وہ بادشاہ، سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ با کرامت نکلا۔اس سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ ان کے نزدیک سیدنا ابراہیم علیہ السلام جس آگ میں ڈالے گئے وہ دیگ والی آگ سے کم تھی تبھی تو بادشاہ زیادہ با کرامت ہوا۔اس لیے خواجہ صاحب کے چاہنے والوں پہ لازم ہے کہ وہ ثابت کریں کہ بادشاہ کی حکایت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ حیرت انگیز کیسے ہے اور بادشاہ زیادہ با کرامت کیسے؟

خواجہ صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ بادشاہ زیادہ با کرامت ہے مگر اگلی سطر میں لکھا:"انہی کی طرح اس کی آگ بھی ٹھنڈی ہوگئی۔"

دوسری سطر پہلی سطر کے خلاف ہے۔پہلی سطر میں دعویٰ کیا کہ وہ بادشاہ زیادہ با کرامت ہے۔ دوسری سطر میں کہا: انہی کی طرح ہے۔

اگر انہی کی طرح با کرامت ہے تو زیادہ با کرامت کیسے ہوا؟ ایک ہی سطر بعد رُخ کیسے تبدیل کر لیا، اتنی جلدی ذہول کیوں ہو گیا؟

(۲)......اگر بعد والے کسی شخص سے کوئی کرامت ظاہر ہو جائے تو اس کا انبیاء کرام سے

تقابل کرنا ہی غلط ہے۔اس لیے خواجہ صاحب یہ مقابلہ کرانے کی جسارت نہ کرتے۔کسی امتی کی کوئی کرامت اس کے نبی کا فیض ہوا کرتا ہے۔جب امتی نبی کے فیض سے صاحبِ کرامت ہوتا ہے تو اسے نبی کا خوشہ چین کہنا تو ٹھیک ہے مگر اس کا مقابلہ انبیاء کرام سے کرنا درست نہیں۔

اگر ہمارے اس جواب کے باوجود غیر مقلدین کو اپنے اعتراض پہ اصرار ہے تو عرض ہے کہ غیر مقلدین نے اپنی کتابوں میں جو کرامتیں درج کر رکھی ہیں ان کرامات پر اعتراض ہوگا کہ غیر مقلدین کے بزرگوں نے نبیوں سے مقابلہ کیا بلکہ بعض مزعومہ کرامتیں ایسی ہیں جو انبیاء کرام سے ثابت نہیں ......

اسی طرح سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ مقابلہ کرانا بھی درست نہیں۔اول تو امتی کا کسی نبی سے تقابل بنتا ہی نہیں۔دوم: کہاں دیگ کا ہوا میں اُڑنا...اور...کہاں لاؤ لشکر جنات وغیرہ کے ساتھ تخت پہ سفر کرنا، پھر تخت کا کبھی تیز چلنا، کبھی آہستہ چلنا اور ایک صبح اور ایک ہی شام میں مہینہ بھر کی مسافت طے کر لینا **غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ** ۔کیا خواجہ صاحب کے نزدیک سیدنا سلیمان علیہ السلام کے تخت کی شان وعظمت صرف اتنی ہے جتنی دیگ کی ہوا میں اُڑنے کی؟افسوس وحیرت!!!

غیر مقلدین کی کتاب ''سوانح حضرت العلام مولانا غلام رسول'' میں ایک بزرگ کی کرامت لکھی ہے کہ ان کی جوتی ہوا میں اُڑی اور فضاء میں ایک جوگی کے سر پہ پڑتی رہی یہاں تک کہ اسے زمین پہ لے آئی۔دیکھئے اعتراض:۱۰۱ کا جواب۔

ہوسکتا ہے کہ کوئی خواجہ صاحب جیسا ذہن رکھنے والا جوتی کے ہوا میں اُڑنے کا کسی متقدم سے تقابل کرنے لگ جائے۔

اعتراض:۱۲۹......مولانا زکریا کو ''فضائل شرک'' کتاب لکھنی چاہیے

خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا زکریا صاحب نے فضائل پر بہت کتابیں لکھی ہیں۔انہیں مندرجہ ذیل موضوعات پر بھی لکھنا چاہیے تھا مثلاً فضائلِ شرک، فضائل تقلید، فضائلِ جہاد، فضائل جادو، فضائل رہابیت، فضائل جھوٹ وغیرہ۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۸۱)

الجواب:

(۱)......مولانا زکریا رحمہ اللہ نے جن فضائل پر کتابیں لکھی ہیں مثلاً فضائلِ حج، فضائلِ درود ، فضائلِ قرآن، فضائلِ ذکر، فضائلِ نماز وغیرہ ان سب کے فضائل تو احادیث سے ثابت ہیں۔تو کیا شرک، جادو، رہبانیت اور جھوٹ وغیرہ کے فضائل احادیث سے ثابت ہیں؟ ان کے فضائل تو کجا، الٹا ان کی مذمت بیان ہوئی ہے۔نہ جانے خواجہ صاحب کو کیا ہو گیا وہ ممنوعات اور گناہوں کے فضائل لکھنے کی کیوں ترغیب دے رہے ہیں؟

شرک غیر مقلدین میں بہت پایا جاتا ہے بندہ نے اس حوالے سے ایک مضمون لکھا تھا جو ماہ نامہ پیغامِ حق فیصل آباد میں دو قسطوں میں شائع ہوا تھا۔اعتراض:۸۳ کے جواب میں بھی غیر مقلدین میں شرک کا پایا جانا نقل کر دیا ہے۔رسائل اہلحدیث میں غیر مقلدین کی شرکیہ عبارات کثرت سے موجود ہیں اگر خواجہ صاحب کو شرک پر فضائل لکھوانا مطلوب ہی تھے تو وہ اپنے غیر مقلدین کو گزارش کر دیتے۔

(۲)......باقی رہا ''فضائلِ تقلید'' تو عرض ہے کہ اس حوالے سے حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''شریعت وطریقت کا تلازم'' وغیرہ میں اچھی خاصی بحث کر دی ہے۔بلکہ یہ بھی عرض کر دوں کہ اہلِ حدیث کہلوانے والوں نے تقلید کے وجوب، جواز اور اس کی ضرورت واہمیت کو اپنی اپنی کتابوں میں بیان کر دیا ہے۔بندہ نے ان کی ایسی عبارات اپنی کتابوں: ''زبیر علی زئی کا تعاقب''...اور ...''غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟'' میں نقل کر دی ہیں۔تقلید کے حوالے سے مزید فرمائش مثلا اہلِ حدیثوں کے ''تقلیدی'' ہونے کا ثبوت وغیرہ یکجا کرنا ہو تو بندہ حاضر ہے۔

اعتراض:۱۳۰......حقب والی روایت سے توہینِ انبیاء لازم آتی ہے

فضائل اعمال میں ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے جو شخص نماز کو قضا کر کے پڑھے اسے ایک حقب یعنی دو کروڑ اُٹھاسی لاکھ برس تک جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ (فضائل نماز ص ۳۹)

خواجہ صاحب اسے نقل کر کے لکھتے ہیں:

''اگر یہ بات ہے تو پھر تبلیغی جماعت کے بنائے ہوئے اس جہنم سے انبیاء کرام کا بچنا بھی مشکل ہو جائے گا۔'' (تبلیغی جماعت اپنے نصاب کے آئینہ میں صفحہ ۱۸۲)

الجواب:

(۱)......روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: ''جو شخص نماز کو قضا کر دے''

(فضائل نماز: ۳۳۰)

نماز قضا کرنا اور چیز ہے اور نماز قضا ہو جانا الگ شی ہے۔اس روایت میں نماز قضا کر دینے یعنی جان بوجھ کر نماز ترک کرنے پر وعید ہے۔اور کسی بھی نبی نے کبھی بھی جان بوجھ کر بلا عذر نماز ترک نہیں کی۔اگر غیر مقلدین کو ہماری بات سے اختلاف ہے تو اس کا ثبوت پیش کریں۔جب کسی نبی سے جان بوجھ کر بلا عذر نماز ترک کرنا ثابت ہی نہیں تو یہ اعتراض کہ ''اس جہنم سے انبیاء کرام کا بچنا بھی مشکل ہو جائے گا'' لغو ہوا۔

اگر خواجہ صاحب محض نماز قضا ہو جانے پر مذکورہ وعید کو زبردستی انبیاء علیھم السلام پر چسپاں کرتے ہیں تو انہیں غور کر لینا چاہیے تھا کہ ترکِ صلوۃ پر غیر مقلدین کی کتابوں میں کتنے سنگین فتوے موجود ہیں؟

(۲)......خواجہ صاحب نے انبیاء کی توہین کا الزام لگایا جو غلط ہے اس کے ساتھ تاریخ کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ غیر مقلدین نے انبیاء کرام کے متعلق کیا کچھ لکھ رکھا ہے۔

علامہ وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت آدم علیہ السلام کا جواب بھی صحیح اور مُسکت تھا لیکن صرف ٹالنا تھا'' (لغات الحدیث ۳/۳۷:ق)

وحید الزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''پروردگار تو نے مجھ کو اتنا دیا کہ سلیمان اور سکندر کو بھی نہیں دیا اور یہ جھوٹ بھی نہیں ہے، کیونکہ سلیمان گو پیغمبر اور بادشاہ تھے مگر انہوں نے دعا کر کے سلطنت مانگی تھی اور سکندر کا حال معلوم نہیں، اللہ تعالیٰ نے بن مانگے مجھ کو میری ضرورت سے زیادہ دیا۔دوسرے سلیمان اور سکندر دونوں ملکوں کے فتح کرنے کی آرزو رکھتے تھے مجھ کو حکومت اور بادشاہت سے نفرت ہے میں گوشہ نشینی اور یادِ الٰہی اور عزلت گزینی اور گمنامی پر ساری دنیا کی بادشاہت کو تصدق کرتا ہوں۔''

(لغات الحدیث ۱/۳۷:ب)

سیدنا نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے۔اس پر مولانا محمد حسین میمن صاحب غیر مقلد نے یوں تبصرہ کیا:

"یہ بات بھی نا قابلِ اعتبار اور عقل کے خلاف نظر آتی ہے" (اسلام کے مجرم کون؟ صفحہ ۵۰)

میمن صاحب ہی لکھتے ہیں:

"خضر و موسیٰ کے واقعے میں بھی یہی بے گناہ قتل موجود ہے، فرق صرف یہ ہے کہ وہاں موسیٰ کی ضد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس راز سے پردہ اُٹھا دیا تھا مگر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ آپ سے کسی عمل کے بارے میں ضد کریں۔"

(اسلام کے مجرم کون؟ صفحہ ۱۱۸)

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

"موسیٰ علیہ السلام نبوت کے اُمیدوار بالکل نہیں ہیں یہ نبوت ان کو ایسے ہی دی جا رہی ہے جیسے کوئی ٹھونس کر دی جاتی ہے۔" (خطبات بہاول پوری ۳۹۷/۵)

سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں اللہ نے خبر دی کہ انہیں مچھلی نگل گئی تھی۔ مگر مولانا عنایت اللہ اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں نہیں گرے"

(العطر البلیغ صفحہ ۲۹ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد دوم)

اثری صاحب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"موصوف کا باپ تھا اور وہ معلوم النسب اور شریف النسب تھے بے پدری کا خیال خطرناک خیال ہے۔" (العطر البلیغ صفحہ ۱۷۵)

یہ تو عام انبیاء کے بارے میں غیر مقلدانہ خیالات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کا کچھ حصہ اعتراض: ۳۴ کے جواب میں نقل ہو چکا ہے۔ ☆☆

مولانا مفتی رب نواز صاحب کی دیگر کتب

غیر مقلدین کا امام بخاری سے اختلاف

ایک سو سے زائد عنوان کے تحت امام بخاریؒ کا مذہب......اور

اس کے برعکس غیر مقلدین کا مذہب

صفحات: ۸۰...... قیمت: ۵۰ روپے ناشر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، بہاول پور

کاروانِ دیوبند

علمائے دیوبند، امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر، شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد،

امام المناظرین مولانا عبد الستار تونسوی، مولانا مفتی عبد المجید دین پوری

اور شیر اسلام مولانا علامہ علی شیر حیدری شہید رحمہم اللہ وغیرہم پر لکھے گئے مضامین کا مجموعہ

نمازِ جنازہ میں فاتحہ کی حیثیت

اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ نمازِ جنازہ میں فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں، اور اسے ضروری قرار دینے والوں کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ نیز ان سے جنازہ کے حوالہ سے بہت سے سوالات بھی کیے گئے ہیں۔ (زیر ترتیب) صفحات: ۲۰۰

احادیثِ بخاری اور غیر مقلدین

بخاری شریف کی احادیث پر عمل کرنے کی حقیقت بے نقاب

غیر مقلدین کا اصل چہرہ آپ کے سامنے

مولانا مفتی رب نواز صاحب کی دیگر کتب

مسائل قربانی

قربانی کے موضوع پر لکھے گئے مختلف مضامین
(تین دن قربانی، بھینس کی قربانی وغیرہما) کا مجموعہ (زیر ترتیب)

عقائد آل غیر مقلدیت

غیر مقلدین کے غلط عقائد مثلاً: شرکیہ نظریات، انبیاء کرام کی گستاخیاں،
صحابہ کرام کی بے ادبی وغیرہ پر مفصل وچشم کشا بحث (زیر ترتیب)

عقیدہ حیات النبی سے محبت

عقیدہ حیات النبی اور اس کے پاسباں حضرات کے بارے لکھے گئے مختلف مضامین کا مجموعہ

تقلید پر بعض اعتراضات کا جائزہ

مجلّہ صفدر میں شائع ہونے والا مضمون متعدد اضافوں کے ساتھ (زیر ترتیب)

غیر مقلدین کا علماء دیوبند کو خراجِ تحسین

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ،
مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ وغیرہم کو
غیر مقلدین کی طرف سے خراجِ تحسین پیش کیے جانے کی باحوالہ اور مستند داستان

مکتبہ اہل سنت پر دستیاب کتب

آفتاب ہدایت (رد رفض و بدعت)	مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ
فیض باری رد تعزی داری	مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ
تازیانہ عبرت......و......تازیانہ سنت	مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ
السیف المسلول لاعداء خلفاء الرسول	مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ
بشارت الدارین بالصبر علیٰ شهادت الحسین	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
مفتی محمد یوسف کے "علمی جائزہ" کا علمی محاسبہ	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو کی کتاب پر ایک اجمالی نظر	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
عقیدہ خلافت راشدہ اور عقیدہ امامت	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
مشاجرات صحابہ اور راہِ اعتدال	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
حقانیت اہل السنۃ والجماعۃ	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
سنی مذہب حق ہے	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
سنی مؤقف	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
خارجی فتنہ (۲ جلد)	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
مودودی مذہب	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
اہل قبلہ کون؟	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
مولانا شمس الحق افغانیؒ اور مذہب امامیہ کا نظریہ تحریف قرآن	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی کی کتاب کا "ایک ناقدانہ جائزہ"	مولانا قاضی مظہر حسینؒ
عمار خان کا نیا اسلام (مسجد اقصیٰ، حدود و تعزیرات، جہاد، اجماع)	مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہ
ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ......سیدنا عمرو بن العاصؓ......(منظوم)	انجم نیازی
حیات النبی کی خوشبوئیں......(منظوم)	انجم نیازی

بسلسلہ: دفاع شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

جناب محمد بن علوی مالکی صاحب......اور......اُن کے حامیوں کے نظریات اور

اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک ومشرب

المعروف......تحفظ عقائد اہل سنت (جدید ایڈیشن)

مجموعہ تحریرات اکابر

قائد اہل سنت وکیل صحابہ مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ [خلیفہ مجاز: شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ]

امام اہل سنت شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ [خلیفہ مجاز: مولانا حسین علیؒ]

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ [خلیفہ مجاز: شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ]

فقیہ وقت حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ [خلیفہ مجاز: مولانا مفتی محمد شفیعؒ]

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ [صدر مفتی: خیر المدارس ملتان]

امین ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ [مسترشد: مولانا قاضی مظہر حسینؒ]

مفکر اسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم [خلیفہ مجاز: حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ]

محقق العصر مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم [خلیفہ مجاز: حضرت سید نفیس الحسینیؒ]

مقدمہ: حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات رحمہ اللہ [خلیفہ مجاز وخادم خاص: حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ]

مرتب: خادم اہل سنت عبدالرحیم چاریاری

باب ۱:......آغاز سخن......فہرست، انتساب، عرض مرتب، پیش لفظ، تقاریظ، مقدمہ

باب ۲:......جناب محمد بن علوی مالکی صاحب اور ان کے حامیوں کا تعارف

باب ۳:......جناب محمد بن علوی مالکی صاحب کی کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کا تحقیقی جائزہ

باب ۴:......مولانا ہزاروی صاحب کے رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' کا تحقیقی جائزہ

باب ۵:......مولانا ہزاروی کے رجوع کی حقیقت

باب ۶:......مروجہ مجالس ذکر ودرود شریف کی شرعی حیثیت

باب ۷:......''اصلاحِ مفاہیم'' اور ''اکابر کا مسلک ومشرب'' سے متعلق فتاویٰ جات

باب ۸:......اکابر کے فتاویٰ اور دستی تحریرات کے عکس